ذخیرۃ الجنان
فی
فہم القرآن
افادات
شیخ الحدیث والتفسیر
مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ
www.besturdubooks.net
ناشر
میر محمد لقمان برادران
سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزانہ درس قرآن پاک

تفسیر

سورۃ یوسف
سورۃ الرعد
سورۃ ابراہیم

(مکمل)

جلد ۱۰

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر قدس اللہ سرہ

خطیب مرکزی جامع مسجد المعروف بوہڑوالی گکھڑ گوجرانوالہ، پاکستان

نام کتاب ---- ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن ﴿سورۃ یوسف، رعد، ابراہیم مکمل﴾

افادات ---- شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ

مرتب ---- مولانا محمد نواز بلوچ مدظلہ، گوجرانوالہ

سرورق ---- محمد خاور بٹ، گوجرانوالہ

کمپوزنگ ---- محمد صفدر عبید

تعداد ---- گیارہ سو [۱۱۰۰]

تاریخ طباعت ----

قیمت ----

مطبع ----

طابع وناشر ---- لقمان اللہ میر اینڈ برادرز، سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

ملنے کے پتے

۱) والی کتاب گھر، اردو بازار گوجرانوالا

۲) جامع مسجد شاہ جمال، جی ٹی روڈ گکھڑ گوجرانوالا

۳) مکتبہ سید احمد شہیدؒ، اردو بازار لاہور

پیش لفظ

نحمده تبارك وتعالىٰ ونصلي ونسلم على رسوله الكريم وعلى اله واصحابه وازواجه واتباعه اجمعين۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی قدس سرہ العزیز پاک وہند و بنگلہ دیش کو فرنگی استعمار سے آزادی دلانے کی جدوجہد میں گرفتار ہو کر مالٹا جزیرے میں تقریباً ساڑھے تین سال نظر بند رہے اور رہائی کے بعد جب دیوبند واپس پہنچے تو انہوں نے اپنے زندگی بھر کے تجربات اور جدوجہد کا نچوڑ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے نزدیک مسلمانوں کے ادبار وزوال کے دو بڑے اسباب ہیں۔ ایک قرآن پاک سے دوری اور دوسرا باہمی اختلافات وتنازعات۔ اس لئے مسلم اُمہ کو دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کو عام کیا جائے اور مسلمانوں میں باہمی اتحاد و مفاہمت کو فروغ دینے کیلئے محنت کی جائے۔

حضرت شیخ الہندؒ کا یہ بڑھاپے اور ضعف کا زمانہ تھا اور اس کے بعد جلد ہی وہ دنیا سے رخصت ہو گئے مگر ان کے تلامذہ اور خوشہ چینوں نے اس نصیحت کو پلے باندھا اور قرآن کریم کی تعلیمات کو عام مسلمانوں تک پہنچانے کیلئے نئے جذبہ ولگن کیساتھ مصروف عمل ہو گئے۔ اس قبل حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے عظیم المرتبت فرزندوں حضرت شاہ عبد العزیزؒ، حضرت شاہ عبد القادرؒ اور حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے قرآن کریم کے فارسی اور اردو میں تراجم اور تفسیریں کر کے اس خطہ کے مسلمانوں کی توجہ دلائی تھی کہ ان کا

قرآن کریم کیساتھ فہم وشعور کا تعلق قائم ہونا ضروری ہے اور اس کے بغیر وہ کفر وضلالت کے حملوں اور گمراہ کن افکار ونظریات کی یلغار سے خود کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔

جب کہ حضرت شیخ الہندؒ کے تلامذہ اور خوشہ چینوں کی یہ جدوجہد بھی اسی کا تسلسل تھی بالخصوص پنجاب میں بدعات واوہام کے سراب کے پیچھے بھاگتے چلے جانے والے ضعیف العقیدہ مسلمانوں کو خرافات ورسوم کی دلدل سے نکال کر قرآن وسنت کی تعلیمات سے براہِ راست روشناس کرانا بڑا کٹھن مرحلہ تھا۔ لیکن اس کیلئے جن اربابِ عزیمت نے عزم وہمت سے کام لیا اور کسی مخالفت اور طعن وتشنیع کی پروا کیے بغیر قرآن کریم کو عام لوگوں کی زبان میں ترجمہ وتفسیر کیساتھ پیش کرنے کا سلسلہ شروع کیا ان میں امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی قدس سرہ العزیز آف واں بھچراں ضلع میانوالی، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ العزیز اور حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی نور اللہ مرقدہ کے اسماء گرامی سرفہرست ہیں جنہوں نے اس دور میں علاقائی زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر سے عام مسلمانوں کو روشناس کرانے کی مہم شروع کی جب عام سطح پر اس کا تصور بھی موجود نہیں تھا مگر ان اربابِ ہمت کے عزم واستقلال کا ثمرہ ہے کہ آج پنجاب کے طول وعرض میں قرآن کریم کے دروس کی محافل کو شمار کرنا بھی مشکل معلوم ہوتا ہے۔

اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کی ذات گرامی بھی ہے۔ جنہوں نے ۱۹۴۳ء میں گکھڑ کی جامع مسجد بوہڑ والی میں صبح نماز کے بعد روزانہ درسِ قرآن کریم کا آغاز کیا اور جب تک صحت نے اجازت دی کم وبیش پچپن برس تک اس سلسلہ کو پوری پابندی کیساتھ جاری رکھا۔ انہیں حدیث میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور ترجمہ وتفسیر میں امام الموحدین حضرت مولانا حسین علیؒ سے شرف تلمذ واجازت حاصل ہے اور انہی کے اسلوب وطرز پر

انہوں نے زندگی بھر اپنے تلامذہ اور خوشہ چینوں کو قرآن و حدیث کے علوم و تعلیمات سے بہرہ ور کرنے کی مسلسل محنت کی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے درس قرآن کریم کے چار الگ الگ حلقے رہے ہیں ایک درس بالکل عوامی سطح کا تھا جو صبح نماز فجر کے بعد مسجد میں ٹھیٹھ پنجابی زبان میں ہوتا تھا۔ دوسرا حلقہ گورنمنٹ نارمل سکول گکھڑ میں جدید تعلیم یافتہ حضرات کیلئے تھا جو سالہا سال جاری رہا۔ تیسرا حلقہ مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں متوسطہ اور منتہی درجہ کے طلبہ کیلئے ہوتا تھا اور دو سال میں مکمل ہوتا تھا اور چوتھا مدرسہ نصرۃ العلوم میں ۷۶ء کے بعد شعبان اور رمضان کی تعطیلات کے دوران دورۂ تفسیر کی طرز پر تھا جو پچیس برس تک پابندی سے ہوتا رہا اور اس کا دورانیہ تقریباً ڈیڑھ ماہ کا ہوتا تھا۔ ان چار حلقہ ہائے درس کا اپنا اپنا رنگ تھا اور ہر درس میں مخاطبین کی ذہنی سطح اور فہم کے لحاظ سے قرآنی علوم و معارف کے موتی ان کے دامن قلب وذہن میں منتقل ہوتے چلے جاتے تھے۔ ان چاروں حلقہ ہائے درس میں جن علماء کرام، طلبہ، جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں اور عام مسلمانوں نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے براہِ راست استفادہ کیا ہے ان کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق چالیس ہزار سے زائد بنتی ہے۔

وذلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشآء

ان میں عام لوگوں کے استفادہ کیلئے جامع مسجد گکھڑ والا درسِ قرآن کریم زیادہ تفصیلی اور عام فہم ہوتا تھا جس کے بارے میں متعدد حضرات نے خواہش کا اظہار کیا اور بعض دفعہ عملی کوشش کا آغاز بھی ہوا کہ اسے قلمبند کر کے شائع کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں لیکن اس میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ تھی کہ درس خالص پنجابی میں ہوتا تھا جو اگرچہ پورے کا پورا ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے محفوظ ہو چکا ہے مگر اسے پنجابی سے اُردو میں منتقل کرنا سب سے کٹھن مرحلہ تھا اس لئے بہت سی خواہشیں بلکہ کوششیں اس مرحلہ پر آ کر دم توڑ گئیں۔

البتہ ہر کام کا قدرت کی طرف سے ایک وقت مقرر ہوتا ہے اور اس کی سعادت بھی قدرتِ خداوندی کی طرف سے طے شدہ ہوتی ہے۔ اس لئے تاخیر در تاخیر کے بعد یہ صورت سامنے آئی کہ اب مولانا محمد نواز بلوچ فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم اور برادرم محمد لقمان میر صاحب نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے اور تمام تر مشکلات کے باوجود اس کا آغاز بھی کر دیا جس پر دونوں حضرات اور ان کے دیگر سب رفقاء نہ صرف حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے تلامذہ اور خوشہ چینوں بلکہ ہمارے پورے خاندان کی طرف سے بھی ہدیۂ تشکر و تبریک کے مستحق ہیں۔ خدا کرے کہ وہ اس فرضِ کفایہ کی سعادت کو تکمیل تک پہنچا سکیں اور ان کی یہ مبارک سعی قرآنی تعلیمات کے فروغ، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے افادات کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے اور اَن گنت لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنے اور بارگاہِ ایزدی میں قبولیت سے سرفراز ہو۔ (آمین)

یہاں ایک امر کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ یہ دروس کی کاپیاں ہیں اور درس و خطاب کا انداز تحریر سے مختلف ہوتا ہے اس لئے بعض جگہ تکرار نظر آئے گا جو درس کے لوازمات میں سے ہے لہٰذا قارئین سے گزارش ہے کہ اسکو ملحوظ رکھا جائے اس کے ساتھ ہی ان دروس کے ذریعے محفوظ کرنے میں محمد اقبال آف دبئی اور محمد سرور منہاس آف گکھڑ کی مسلسل محنت کا تذکرہ بھی ضروری ہے جنہوں نے اس عظیم علمی ذخیرہ کو ریکارڈ کرنے کیلئے سالہا سال تک پابندی کیساتھ خدمت سرانجام دی، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔

آمین یا رب العالمین

ابو عمار زاہد الراشدی — یکم مارچ ۲۰۰۲ء

خطیب جامع مسجد مرکزی، گوجرانوالہ

اہلِ علم سے گزارش

بندۂ ناچیز امام المحدثین مجدد وقت شیخ الاسلام حضرت العلام مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ کا شاگرد بھی ہے اور مرید بھی۔

اور محترم لقمان اللہ میر صاحب حضرت اقدس کے مخلص مرید اور خاص خدام میں سے ہیں۔

ہم وقتاً فوقتاً حضرت اقدس کی ملاقات کے لیے جایا کرتے۔ خصوصاً جب حضرت شیخ اقدس کو زیادہ تکلیف ہوتی تو علاج معالجہ کے سلسلے کے لیے اکثر جانا ہوتا۔ جانے سے پہلے ٹیلیفون پر رابطہ کر کے اکٹھے ہو جاتے۔ ایک دفعہ جاتے ہوئے میر صاحب نے کہا کہ حضرت نے ویسے تو کافی کتابیں لکھیں ہیں اور ہر باطل کا رد کیا ہے مگر قرآن پاک کی تفسیر نہیں لکھی تو کیا حضرت اقدس جو صبح بعد نمازِ فجر درس قرآن ارشاد فرماتے ہیں وہ کسی نے محفوظ نہیں کیا کہ اسے کیسٹ سے کتابی شکل سے منظر عام پر لایا جائے تاکہ عوام الناس اس سے مستفید ہوں۔ اور اس سلسلے میں جتنے بھی اخراجات ہونگے وہ میں برداشت کرونگا اور میرا مقصد صرف رضائے الٰہی ہے، شاید یہ میرے اور میرے خاندان کی نجات کا سبب بن جائے۔ یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے مقدر فرمائی تھی۔

اس سے تقریباً ایک سال قبل میر صاحب کی اہلیہ کو خواب آیا تھا کہ ہم حضرت شیخ اقدس کے گھر گئے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ حضرت کیلوں کے چھلکے لیکر باہر آرہے ہیں۔ میں

نے عرض کیا حضرت مجھے دیدیں میں باہر پھینک دیتی ہوں۔ حضرت نے وہ مجھے دیدیئے اور وہ میں نے باہر پھینک دیئے۔ (چونکہ حضرت خواب کی تعبیر کے بھی امام ہیں۔)

میں نے مذکورہ بالا خواب حضرت سے بیان کیا اور تعبیر پوچھنے پر حضرت نے فرمایا کہ میرا یہ جو علمی فیض ہے اس سے تم بھی فائدہ حاصل کرو گے، چنانچہ وہ خواب کی تعبیر تفسیر قرآن ''ذخیرۃ الجنان'' کی شکل میں سامنے آئی۔

میر صاحب کے سوال کے جواب میں مَیں نے کہا اس سلسلے میں مجھے کچھ معلوم نہیں حضرت اقدس سے پوچھ لیتے ہیں۔ چنانچہ جب گکھڑ حضرت کے پاس پہنچ کر بات ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ درس دو تین مرتبہ ریکارڈ ہو چکا ہے اور محمد سرور منہاس کے پاس موجود ہے ان سے رابطہ کرلیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ گکھڑ والوں کے اصرار پر میں یہ درسِ قرآن پنجابی زبان میں دیتا رہا ہوں اس کو اُردو زبان میں منتقل کرنا انتہائی مشکل اور اہم مسئلہ ہے۔

اس سے دو دن پہلے میرے پاس میرا ایک شاگرد آیا تھا اس نے مجھے کہا کہ میں ملازمت کرتا ہوں تنخواہ سے اخراجات پورے نہیں ہو پاتے، دورانِ گفتگو اس نے یہ بھی کہا کہ میں نے ایم۔اے پنجابی بھی کیا ہے۔ اس کی یہ بات مجھے اس وقت یاد آ گئی۔ میں نے حضرت سے عرض کی کہ میرا ایک شاگرد ہے اس نے پنجابی میں ایم۔اے کیا ہے اور کام کی تلاش میں ہے، میں اس سے بات کرتا ہوں۔

حضرت نے فرمایا اگر ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔ ہم حضرت کے پاس سے اٹھ کر محمد سرور منہاس صاحب کے پاس گئے اور ان کے سامنے اپنی خواہش رکھی انھوں نے کیسٹیں دینے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ کچھ کیسٹیں ریکارڈ کرانے کے بعد اپنے شاگرد

ایم۔اے پنجابی کو بلایا اور اس کے سامنے یہ کام رکھا اُس نے کہا کہ میں یہ کام کر دونگا، میں نے اسے تجرباتی طور پر ایک عدد کیسٹ دی کہ یہ لکھ کر لاؤ پھر بات کریں گے۔ دینی علوم سے ناواقفی اس کیلئے سد راہ بن گئی۔ قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور عربی عبارت سمجھنے سے قاصر تھا۔ تو میں نے فیصلہ کیا کہ یہ کام خود ہی کرنے کا ہے میں نے خود ایک کیسٹ سنی اور اُردو میں منتقل کر کے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت نے اس میں مختلف مقامات میں سے پڑھ کر اظہارِ اطمینان فرمایا۔ اس اجازت پر پوری تن دہی سے متوکل علی اللہ ہو کر کام شروع کر دیا۔

میں بنیادی طور پر دنیاوی تعلیم کے لحاظ سے صرف پرائمری پاس ہوں، باقی سارا فیض علمائے ربانیین سے دورانِ تعلیم حاصل ہوا۔ اور میں اصل رہائش بھی جھنگ کا ہوں وہاں کی پنجابی اور لاہور، گوجرانوالہ کی پنجابی میں زمین آسمان کا فرق ہے لہٰذا جہاں دشواری ہوتی وہاں حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ سے رجوع کرتا یا زیادہ ہی الجھن پیدا ہو جاتی تو براہِ راست حضرت شیخؒ سے رابطہ کر کے تشفی کر لیتا لیکن حضرت کی وفات اور مولانا جلالپوریؒ کی شہادت کے بعد اب کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آتا جسکی طرف رجوع کروں۔ اب اگر کہیں محاورہ یا مشکل الفاظ پیش آئیں تو پروفیسر ڈاکٹر اعجاز سندھو صاحب سے رابطہ کر کے تسلی کر لیتا ہوں۔

اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ اس بات کو بھی مدنظر رکھیں کہ یہ چونکہ عمومی درس ہوتا تھا اور یادداشت کی بنیاد پر مختلف روایات کا ذکر کیا جاتا تھا اس لئے ضروری نہیں ہے کہ جو روایت جس کتاب کے حوالہ سے بیان کی گئی ہے وہ پوری روایت اسی کتاب میں موجود ہو۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ روایت کا ایک حصہ ایک کتاب میں ہوتا ہے جس کا

حوالہ دیا گیا ہے مگر باقی تفصیلات دوسری کتاب کی روایت بلکہ مختلف روایات میں ہوتی ہیں۔ جیسا کہ حدیث نبویؐ کے اساتذہ اور طلبہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اس لئے ان دروس میں بیان کی جانے والی روایات کا حوالہ تلاش کرتے وقت اس بات کو ملحوظ رکھا جائے۔

علاوہ ازیں کیسٹ سے تحریر کرنے سے لے کر مسودہ کے زیورِ طباعت سے آراستہ ہونے تک کے تمام مراحل میں اس مسودہ کو انتہائی ذمہ داری کیساتھ میں بذاتِ خود اور دیگر تعاون کرنے والے احباب مطالعہ اور پروف ریڈنگ کے دوران غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور حتی المقدور اغلاط کو دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کمپوزنگ اور اغلاط کی نشاندہی کے بعد میں ایک مرتبہ دوبارہ مسودہ کو چیک کرتا ہوں تب جا کر انتہائی عرق ریزی کے بعد مسودہ اشاعت کیلئے بھیجا جاتا ہے۔ لیکن بایں ہمہ ہم سارے انسان ہیں اور انسان نسیان اور خطا سے مرکب ہے غلطیاں ممکن ہیں۔ لہٰذا اہل علم سے گذارش ہے کہ تمام خامیوں اور کمزوریوں کی نسبت صرف میری طرف ہی کی جائے اور ان غلطیوں سے مطلع اور آگاہ کیا جائے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہو سکے۔

العارض

محمد نواز بلوچ

فارغ التحصیل مدرسہ نصرۃ العلوم وفاضل وفاق المدارس العربیہ، ملتان

نوٹ: اغلاط کی نشاندہی کے لیے درج ذیل نمبر پر رابطہ کریں۔

0300-6450340

فہرست مضامین

سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّاِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۳﴾ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ﴿۴﴾ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۵﴾ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶﴾ ع

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ یہ آیتیں ہیں کتاب کی جو کھول کر بیان کرنے والی ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا بیشک ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان میں لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ تاکہ تم سمجھو نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ ہم بیان کرتے ہیں آپ پر اَحْسَنَ الْقَصَصِ اچھا بیان بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ بہ سبب اس کے کہ ہم نے وحی کی آپ کی طرف هٰذَا الْقُرْاٰنَ اس قرآن پاک کی وَاِنْ كُنْتَ اور بیشک آپ تھے مِنْ قَبْلِهٖ اس بیان سے پہلے لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ البتہ بے خبروں میں سے اِذْ قَالَ يُوْسُفُ جب کہا یوسف علیہ السلام

نے لِاَبِیْہِ اپنے والد سے یٰۤاَبَتِ اے میرے ابا جان اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا بیشک میں نے دیکھا گیارہ ستاروں کو وَّالشَّمْسَ اورسورج کو وَالْقَمَرَ اور چاندکو رَاَیْتُھُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ دیکھا میں نے انکو کہ وہ مجھ کوسجدہ کرتے ہیں قَالَ فرمایا یٰبُنَیَّ اے میرے پیارے بیٹے لَا تَقْصُصْ رُءْیَاکَ نہ بیان کرنا اپنا خواب عَلٰٓی اِخْوَتِکَ اپنے بھائیوں پر فَیَکِیْدُوْا لَکَ پس وہ تدبیر کریں گے تیرے لئے کَیْدًا کوئی تدبیر اِنَّ الشَّیْطٰنَ بیشک شیطان لِلْاِنْسَانِ انسان کا عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ کھلا دشمن ہے وَکَذٰلِکَ اوراسی طرح یَجْتَبِیْکَ رَبُّکَ آپ کو منتخب کریگا تیرارب وَیُعَلِّمُکَ اور سکھائے گا آپ کو مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ خوابوں کی تعبیر کی وَیُتِمُّ نِعْمَتَہٗ اور مکمل کریگا اپنی نعمت عَلَیْکَ آپ پر وَعَلٰٓی اٰلِ یَعْقُوْبَ اور یعقوب علیہ السلام کے خاندان پر کَمَآ اَتَمَّھَا جیسا کہ اس نے پورا کیا عَلٰٓی اَبَوَیْکَ آپ کے اباؤاجداد پر مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْحٰقَ ابراہیم اور اسحاق علیہما السلام پر اِنَّ رَبَّکَ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ بیشک تیرارب جاننے والا حکمت والا ہے۔

تمام قرآن پاک میں صرف واقعہ یوسفؑ بالترتیب بیان ہوا ہے :

اس سورہ کا نام سورۃ یوسف ہے۔اس سورت میں حضرت یوسف کا علیہ السلام کا واقعہ بچپن سے لیکر وفات تک ترتیب کیساتھ بیان ہوا ہے۔قرآن پاک میں اور جتنے

واقعات بیان ہوئے ہیں ان میں سے کوئی بھی ترتیب کیساتھ کسی مقام پر بیان نہیں ہوا۔ کچھ حصہ کسی جگہ اور کچھ حصہ کسی جگہ بیان کر دیا گیا ہے۔ یہ واقعہ چونکہ ترتیب کیساتھ بیان ہوا ہے اسی لئے اس کو احسن القصص فرمایا ہے۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے اس سے پہلے باون (۵۲) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کے بارہ رکوع اور ایک سو گیارہ آیات ہیں۔ الٓر حروف مقطعات میں سے ہے اور حروف مقطعات کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حقیقی معنیٰ تو اللّٰہ اَعْلَمُ بِمرادِہٖ بذالِکَ ''اللہ تعالیٰ ہی ان کی مراد کو جانتا ہے۔'' مفسرین کرام نے مختلف مفہوم بیان فرمائے ہیں۔ ایک تفسیر یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ اس کی پھر آگے دو تفسیریں کرتے ہیں ایک یہ کہ بعینہٖ الٓر اللہ تعالیٰ کا نام ہے اس پر اعتراض ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں میں تو یہ نام نہیں آئے؟ اس کا جواب امام رازیؒ اور حافظ ابن کثیرؒ وغیرہ یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نام خمسة الآف پانچ ہزار ہیں یہ ننانوے نام تو مشہور ہیں اللہ تعالیٰ کے نام ان میں منحصر نہیں ہیں۔ دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ ایک ایک حرف اللہ تعالیٰ کے ایک ایک نام کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کہ الف سے مراد اللہ جل جلالہ ہے۔ لام سے مراد لطیف ہے۔ معنٰی ہے باریک بین۔ اور را سے مراد رحمٰن، رحیم، روف ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔

عظمتِ قرآن:

تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ یہ آیتیں ہیں ایسی کتاب کی جو کھول کر بیان کرنے والی ہے حقیقت کو اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ بیشک ہم نے اس کتاب کو نازل کیا ہے قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا قرآن کی شکل میں عربی زبان میں لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ تا کہ تم سمجھو۔ قرآن پاک کے پہلے مخاطب چونکہ عربی تھے اس لئے یہ عربی زبان میں نازل ہوئی تا کہ وہ سمجھ سکیں۔ پھر اس کی وساطت

سے یہ کتاب پوری دنیا میں پھیلی ہے۔ دنیا میں جتنی یہ کتاب پڑھی جاتی ہے اتنی اور کوئی کتاب نہیں پڑھی جاتی اور دنیا میں جتنی خدمت اس کتاب کی ہوئی ہے اور کسی کتاب کی نہیں ہوئی۔ صرفیوں نے قواعد بنائے، نحویوں نے قواعد بنائے، تجوید والوں نے تجوید کی، ترجمے والوں نے ترجمے کیے، مفسرین نے تفسیریں کیں، کسی نے ناظرہ پڑھایا، کسی نے حفظ کرایا غرضیکہ جتنی خدمت اس کتاب کی ہوئی ہے وہ اور کسی کتاب کی نہیں ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہی آسمانی کتاب ہے جو اپنی اصلی شکل وصورت میں موجود ہے۔ جسکے ایک حرف میں بھی کمی بیشی نہیں ہوئی۔ اور باقی کتابوں کے بارے میں تو یہ بھی نہیں بتایا جاسکتا کہ ان کی اصل زبان کیا تھی؟ تورات کس زبان میں نازل ہوئی؟ زبور کی اصل زبان کیا تھی؟ خود پادری صاحبان انجیل کے بارے میں متردد ہیں کہ اس کی زبان عبرانی تھی یا سریانی تھی یا کوئی اور زبان تھی؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کتاب کو عربی زبان میں نازل فرمایا تاکہ تم سمجھو۔ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ ہم بیان کرتے ہیں آپ پر اَحْسَنَ الْقَصَصِ اچھا بیان، بہترین قصہ ہے ترتیب کے لحاظ سے بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ بہ سبب اس کے کہ ہم نے وحی کی آپ کی طرف هٰذَا الْقُرْاٰنَ اس قرآن پاک کی یعنی اس قرآن کے ذریعے ہم یہ قصہ بیان کرتے ہیں جو بارہ رکوعوں پر مشتمل ہے۔ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ اور بیشک آپ تھے اس سے پہلے البتہ بے خبروں میں سے کہ آپ کو خبر نہیں تھی کہ یہ واقعہ کیسے ہوا؟ ہم قرآن کریم کے ذریعے آپ کو بتارہے ہیں۔

غالیوں کے عقائد کی تردید :

اہل بدعت میں جو غالی قسم کے لوگ ہیں جیسے مفتی احمد یار خان صاحب کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ماں کے پیٹ میں قرآن کے حافظ تھے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی

العظیم۔غلو کی بھی کوئی حد ہوتی ہے بھائی سوال یہ ہے کہ اگر آپ ماں کے پیٹ میں حافظ قرآن تھے تو چالیس سال گذرنے کے بعد غار حرا میں وحی کا آغاز کس پر ہوا؟ پھر کچھ سورتیں مکی ہیں اور کچھ مدنی ہیں تو یہ مکے میں کس پر نازل ہوئی اور مدینے میں کس پر نازل ہوئی۔جب آپ پہلے ہی حافظ تھے تو ان کے نازل ہونے کا کیا مطلب ہے؟ یہ لوگ غلو میں بہت آگے نکل گئے ہیں جس کا کوئی حساب نہیں ہے۔بیشک آنحضرت ﷺ کیساتھ محبت عین ایمان ہے اور ساری مخلوق میں آپ کا درجہ بہت بلند ہے مگر ایسی افراط اور تفریط کا نام تو محبت نہیں ہے۔قرآن پاک میں رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْآ اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ [قصص:۸۶] ''اور آپ امید نہیں رکھتے تھے کہ اتاری جائے گی آپ کی طرف کتاب۔'' اور یہ پہلے تم پڑھ چکے ہو سورہ ہود آیت نمبر ۴۹ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلُ ''آپ ان واقعات کو نہیں جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم اس سے پہلے۔'' اور سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۵۲ میں ہے مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ ''آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور شریعت کی تفصیل بھی نہیں جانتے تھے۔'' ہم نے بتائی ہے آپ کو۔تو یہ کہنا کہ آپ ﷺ ماں کے پیٹ میں قرآن کے حافظ تھے یہ نرا غلو ہے حقیقت کیساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِذْ قَالَ يُوْسُفُ جب کہا یوسف علیہ السلام نے لِاَبِيْهِ اپنے والد سے يٰٓاَبَتِ اِنِّىْ رَاَيْتُ اے میرے ابا جان بیشک میں نے دیکھا اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِىْ سٰجِدِيْنَ گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو دیکھا میں نے انکو کہ وہ مجھے سجدہ کرتے ہیں۔

خواب کی وضاحت :

خواب کے متعلق تھوڑی وضاحت سمجھ لیں۔ وہ یہ کہ خواب کی ایک صورت ہوتی ہے اور اس میں پنہاں ایک حقیقت ہوتی ہے جس کو تعبیر کہتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بظاہر خواب خوشنما ہوتا اور مژدہ افزاء معلوم ہوتا ہے لیکن اس کی حقیقت اس کے بالکل برعکس ہوتی ہے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بادی النظر میں خواب نہایت تاریک، اندوہناک اور وحشت ناک دکھائی دیتا ہے مگر اس کا باطنی پہلو اور تعبیر بہت ہی خوش کن اور خوش آئند ہوتی ہے اور تعبیر سامنے آنے کے بعد خواب دیکھنے والے کی خوشی کی انتہا نہیں ہوتی۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ کی چچی حضرت ام فضل بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک خواب دیکھا اور آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! آج رات میں نے ایک برا خواب دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کیا خواب ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ بہت ہی سخت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بتائیں تو سہی وہ کیا ہے؟ ام الفضل نے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے گویا آپ ﷺ کے جسم مبارک سے ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔ چونکہ اس وقت یہ افواہ بھی عام پھیلی ہوئی تھی کہ یہودی آنحضرت ﷺ کو شہید کرنے کے درپے ہیں۔ ان کے ذہن میں یہی بات آئی کہ آپ ﷺ کے بدن سے ٹکڑا الگ کر کے میری گود میں پھینک دیا گیا ہے کہیں آپ ﷺ کو کوئی حادثہ نہ پیش آجائے اور یہی دن تھے کہ حضرت طلحہ ابن براء ؓ بیمار تھے۔ انہوں نے گھر کے افراد کو ایک وصیت کی کہ اگر میرے دفن کی نوبت رات کو آئے تو آنحضرت ﷺ کو جنازے کیلئے ہرگز نہ بلانا۔ سب رشتہ دار حاضر تھے بڑے حیران ہوئے کہ یہ کیا کہہ رہا ہے۔ کسی نے کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ اس کا کلمہ مخلص نہ نہیں تھا یہ منافق ہے، کسی نے

کہا نہیں مرتد نہیں بدری صحابی ہے اس کے ہوش وحواس سلامت نہیں رہے اور جب ہوش وحواس سلامت نہیں ہوتے تو واہی تباہی باتیں زبان سے نکلتی ہیں اور مسئلہ یہ ہے کہ ایسی حالت میں جو باتیں کسی کی زبان سے نکلیں تو سننے والوں کو بیان نہیں کرنی چاہئیں۔ اور ان باتوں پر فتویٰ بھی نہیں ہے کیونکہ ہوش وحواس ہی قائم نہیں ہیں تو اس پر کیا فتویٰ ہوگا؟ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ان کی باتیں سن رہے تھے فرمانے لگے تم سب غلط کہتے ہو، نہ میں منافق ہوں، نہ میں مرتد ہوں اور نہ بدحواس ہوں، الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی توفیق دی ہے اور سچا اسلام میرے دل میں ہے۔ یہ وصیت میں نے تمہیں اس لئے کی ہے کہ یہ خبریں تم نے سنی ہونگی کہ یہودی آنحضرت ﷺ کو شہید کرنے کے درپے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ﷺ رات کو میرے جنازے میں شرکت کریں اور رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہودی کوئی شرارت نہ کریں اور آپ ﷺ میری وجہ سے تکلیف میں مبتلا ہوں اسلئے میں کہہ رہا ہوں۔ تو آپ ﷺ کی چچی بھی اس لئے پریشان ہوئیں لیکن آنحضرت ﷺ ان کا خواب سن کر مسکرائے اور فرمایا تَلِدُ فَاطِمَةُ غُلاماً اِنْ شَاءَ اللّٰہ ''حضرت فاطمہ کے ہاں بچہ پیدا ہوگا اور تمہاری گود میں کھیلے گا۔''

چنانچہ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور ان کی گود میں کھیلتے تھے۔ تو بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ظاہر کچھ ہوتا ہے اور اندر کچھ ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ خواب اور تعبیر ملتے جلتے ہیں اور یوسف علیہ السلام کی خواب بھی ایسی تھی کہ اس کی تعبیر بڑی آسان تھی۔ گیارہ ستاروں سے مراد گیارہ بھائی تھے اور بہن کوئی نہیں تھی اور سورج اور چاند سے مراد ماں باپ ہیں۔ تو فرمایا کہ ابا جی! میں نے دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ قَالَ فرمایا یٰبُنَیَّ اے میرے پیارے بیٹے لَا تَقْصُصْ رُءْیَاکَ عَلٰی

اِخْوَتِکَ نہ بیان کرنا اپنا خواب اپنے بھائیوں پر فَیَکِیْدُوْا لَکَ کَیْدًا پس وہ تدبیر کریں گے تیرے لئے کوئی تدبیر۔ کیوں؟ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ دوسرے ان کے سوتیلے بھائی تھے اور سوتیلوں کو ضد تو ہوتی ہے۔ انسان کا مزاج ہے کہ اپنے سے اونچا کسی کو گوارہ نہیں کرتا۔ اسی لئے تو چودھراہٹ اور اقتدار کے جھگڑے ہوتے ہیں۔ اگر انسان اپنے آپ کو عاجز سمجھے اور تواضع کرے تو کوئی جھگڑا نہ ہو۔

فرمایا وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ اور اسی طرح آپ کو منتخب کریگا تیرا رب وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ اور سکھائے گا آپ کو خوابوں کی تعبیر کی وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ اور مکمل کریگا اپنی نعمت آپ پر وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ اور یعقوب علیہ السلام کے خاندان پر۔ یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا۔ بنی اسرائیل یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں چار ہزار پیغمبر بھیجے اور تین آسمانی کتابیں تورات، انجیل اور زبور ان کو ملیں۔ تورات موسیٰ علیہ السلام کو، زبور داؤد علیہ السلام کو اور انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو۔ یہ تمام بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو نبوت بھی دی اور بادشاہی بھی دی، بڑی نعمتیں ان پر نازل فرمائیں۔ فرمایا ایسے ہی نعمت پوری کریگا كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ جیسا کہ اس نے پورا کیا نعمت کو آپ کے آباؤ اجداد پر مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ابراہیم علیہ السلام پر اور اسحاق علیہ السلام پر۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو نبوت عطا فرمائی اور بڑھاپے میں اولاد عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان کا نام روشن کیا وَ اِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ [بقرہ:۱۳۰] اور بیشک وہ آخرت میں نیکو کاروں میں شمار ہونگے کہ آنحضرت ﷺ کی ذات

گرامی کے بعد تمام پیغمبروں میں ابراہیم علیہ السلام کا درجہ ہے۔ تو فرمایا جیسے ابراہیم علیہ السلام پر نعمت مکمل ہوئی اسحاق علیہ السلام پر مکمل ہوئی ان کو پیغمبر بنایا اسی طرح ان کی آل پر بھی مکمل ہوئی اِنَّ رَبَّکَ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ بے شک تیرا رب جاننے والا حکمت والا ہے۔ یہ خواب کا بالکل ابتدائی حصہ ہے زندگی رہی تو آگے ساتھ ساتھ سنتے رہو گے۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖۤ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۝ اۨقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝

لَقَدْ كَانَ البتہ ہیں فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖ یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعہ میں اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ کئی نشانیاں سوال کرنے والوں کیلئے اِذْ قَالُوْا جب کہا انہوں نے لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ البتہ یوسف علیہ السلام اور اس کا بھائی اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا زیادہ محبوب ہیں ہمارے باپ کو مِنَّا بہ نسبت ہمارے سے وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اور ہم کافی اچھی جماعت ہیں اِنَّ اَبَانَا بیشک ہمارے والد لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ البتہ کھلی خطا میں ہیں اُقْتُلُوْا يُوْسُفَ قتل کر ڈالو یوسف علیہ السلام کو اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا یا پھینک دو اس کو کسی زمین میں يَخْلُ لَكُمْ خالی ہو

جائے تمہارے لئے وَجْهُ اَبِيْكُمْ تمہارے باپ کی توجہ وَتَكُوْنُوْا مِنْ بَعْدِهٖ اور ہو جاؤ تم اس کے بعد قَوْمًا صٰلِحِيْنَ نیک قوم قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ کہا ایک کہنے والے نے ان میں سے لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ نہ قتل کرو تم یوسف علیہ السلام کو وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ اور ڈال دو تم اس کو کسی کنوئیں کی گہرائی میں يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اٹھالیں گے اس کو قافلوں میں سے بعض اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ اگر ہو تم کرنے والے قَالُوْا کہنے لگے يٰٓاَبَانَا اے ہمارے ابا جان مَالَكَ آپ کو کیا ہو گیا ہے لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ آپ ہم پر اطمینان نہیں کرتے یوسف کے بارے میں وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ اور بیشک ہم اس کے بڑے خیر خواہ ہیں اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا بھیج دیں اس کو ہمارے ساتھ کل يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ کھلے میوے کھائے اور کھیلے وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اور بیشک ہم اس کی البتہ نگرانی کرنے والے ہیں قَالَ فرمایا اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ البتہ یہ چیز مجھے پریشان کرتی ہے اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ کہ تم اس کو لے جاؤ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ اور میں خوف کرتا ہوں کہ کھا جائے اسکو بھیڑیا وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ اور تم اس سے غافل رہو قَالُوْا کہنے لگے لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ البتہ اگر اس کو بھیڑیا کھا جائے وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اور ہم کافی اچھی جماعت ہیں اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ بیشک ہم اس وقت البتہ نقصان اٹھانے والے ہونگے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے اہل خانہ کی تفصیل :

یوسف علیہ السلام کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے احسن القصص کے عنوان سے بیان فرمایا

ہے۔ یہود ونصاریٰ پڑھے لکھے لوگ تھے وہ اسکو بخوبی جانتے تھے۔ عرب کے لوگ ان پڑھ اور جاہل تھے مگر یہود ونصاریٰ کے جلسوں میں شریک ہونے کی وجہ سے اجمالاً ان کو بھی کوئی کوئی حصہ یاد تھا۔ یوسف علیہ السلام کے واقعہ کے بارے میں سوال کیا گیا۔ اس کے متعلق ارشاد ہے لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖ البتہ ہیں یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعہ میں اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ کئی نشانیاں سوال کرنے والوں کیلئے۔ جو سوال کرتے ہیں کہ ہمیں یوسف علیہ السلام کا واقعہ سناؤ، کیسے ہوا۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے بیٹی کوئی نہیں تھی۔ یوسف علیہ السلام اور بنیامین دونوں سگے بھائی تھے ایک ماں سے اور باقی بیٹوں کی مائیں علیحدہ تھیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ کا نام راحیل تھا رحمہا اللہ تعالیٰ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا ان دونوں کیساتھ بڑا پیار تھا۔ یہ بات اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں رکھی ہے کہ چھوٹے بچوں پر ماں باپ کی شفقت زیادہ ہوتی ہے اور اگر یہ شفقت نہ ہوتو ان کی تربیت بھی نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہیں جو کچھ وہ جانتا ہے دوسرا کوئی نہیں جانتا اس لئے اس نے چھوٹوں کیلئے پیار زیادہ رکھا ہے تاکہ تربیت میں کمی نہ آئے۔ پھر ان دونوں کی حقیقی والدہ بھی فوت ہو چکی تھیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے راحیل کی بہن یعنی اپنی سالی کیساتھ نکاح کیا تھا جو ان کی خالہ لگتی تھی اس لئے بھی ان دونوں کا زیادہ خیال رکھتے تھے۔ کھانے پینے میں اندر باہر آنے جانے میں ان کی نگرانی کرتے تھے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ باقی دس بھائیوں کو خوشی ہوتی کہ ہم بڑے ہیں کام کاج میں لگے رہتے ہیں، کوئی اونٹ چراتا ہے، کوئی بکریاں، کوئی دانے پسوانے کیلئے چلا گیا، کوئی لکڑیاں لانے کیلئے، آخر دنیا کے دھندے ہوتے ہیں جن کے کرنے سے ہی کام چلتا ہے تو ہم ان دھندوں میں لگے رہتے ہیں اور الحمد للہ ابا جان ان

بچوں کی طرف توجہ کرتے ہیں تو بڑی اچھی بات ہے۔ لیکن شیطان شیطان ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ ''انسان کے بدن میں جہاں تک خون کا دور ہوتا ہے وہاں تک شیطان کا اثر ہوتا ہے۔''

وہم کا ازالہ کر دینا چاہیے :

یہ آپ ﷺ نے کس موقع پر فرمایا؟ آنحضرت ﷺ مسجد نبوی میں ساتھیوں کیساتھ اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے ازواج مطہرات کو آپ ﷺ کیساتھ کوئی کام تھا وہ عشاء کی نماز کے بعد دیر سے آپ ﷺ کے پاس آئیں باقی تو چلی گئیں لیکن حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیساتھ آپ ﷺ گفتگو کرتے رہے، کافی دیر ہوگئی۔ جب وہ رخصت ہوئیں تو آپ ﷺ مسجد کے دروازے تک ساتھ تشریف لائے اور فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں تم اپنے حجرے میں چلی جاؤ۔ ایک لائن میں حجرے تھے، ان کا حجرہ اُدھر تھا نیم چاندنی تھی آپ ﷺ کو دو آدمی نظر آئے۔ آپ نے فرمایا کون کون ہو؟ انہوں نے سلام کیا۔ ایک اسید بن حضیر اور دوسرے عباد بن بشیر تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ یہ دونوں آپس میں گہرے دوست تھے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اکٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا قریب آجاؤ جب قریب آئے تو فرمایا کہ تم نے یہ بی بی جاتی ہوئی دیکھی ہے۔ کہنے لگے ہاں! دیکھی ہے۔ فرمایا یہ میری بیوی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھی۔ انہوں نے عرض کیا سبحان اللہ! حضرت ہمیں کوئی اور وہم ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہو، رمضان کا مہینہ ہو، اعتکاف میں بیٹھے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا دیکھو! اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ ''انسان کے جسم میں جہاں تک خون دور کرتا ہے شیطان کا دور بھی وہاں تک ہوتا ہے۔'' تو میں نے یہ وضاحت اس لئے کی ہے کہ شیطان تمہارے دلوں میں وسوسہ نہ ڈالے کہ کون بی بی تھی جو رات کو آئی۔ اسی واسطے

یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کوفرمایا بیٹا! لَا تَقْصُصْ رُءْ یَاکَ عَلٰی اِخْوَتِکَ فَیَکِیْدُوْا لَکَ کَیْدًا ''اپنے بھائیوں کے سامنے خواب نہ بیان کرنا پس وہ تیرے لئے مکر اور حیلہ کریں گے اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔''

یوسف علیہ السلام کیساتھ بھائیوں کی دشمنی کا سبب :

اس شیطان نے پھر دشمنی کرادی کہ ان کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ دیکھو! جانور تم سنبھالتے ہو، دانے تم پسوا کرلاتے ہو، لکڑیاں تم چن کرلاتے ہو، گھر کے سارے کام کاج تم کرتے ہو اور باپ کی توجہ کے مستحق یہ چھوٹے بن گئے۔ ہماری طرف اتنی توجہ نہیں جتنی ان کی طرف ہے۔ انہوں نے اتنا بھی نہ سوچا کہ ہم سب عاقل بالغ شادی شدہ ہیں اور وہ چھوٹے بچے ہیں۔ بنیامین یوسف علیہ السلام سے چھوٹے تھے اور یوسف علیہ السلام کی عمر بارے مختلف روایتیں ہیں، گیارہ سال بھی لکھی ہے، بارہ سال بھی اور اس سے کم وبیش بھی لکھی ہے۔ تو انہوں نے اتنا بھی نہ سوچا کہ یہ چھوٹے ہیں اگر ان کی طرف باپ کی توجہ ہے تو تمہیں شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ ابا جان چھوٹوں کا خیال رکھتے ہیں ہمیں ان کا خیال رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ الٹا تم اور طرح کے خیالات کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِذْقَالُوْا جب کہا بھائیوں نے لَیُوْسُفُ وَ اَخُوْہُ البتہ یوسف علیہ السلام اور اس کا بھائی بنیامین اَحَبُّ اِلٰٓی اَبِیْنَا مِنَّا زیادہ محبوب ہیں ہمارے باپ کو ہمارے سے یعنی بہ نسبت ہمارے باپ کی محبت ان کیساتھ زیادہ ہے حالانکہ ہم بھی تو اس کے بیٹے ہیں وَنَحْنُ عُصْبَۃٌ اور ہم کافی جماعت ہیں۔ دس آدمی ہیں محنت مشقت کرنے والے کمانے والے ہیں اور توجہ ان کی طرف ہے اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ بیشک ہمارا والد کھلی خطا میں

ہے۔ والد کو چاہئے تھا کہ ہماری طرف توجہ کرتے کہ ہم کماتے ہیں اور گھر کے سارے کام کاج ہم کرتے ہیں لہذا ایسے کرو اُقْتُلُوا یُوسُفَ قتل کرڈالو یوسف علیہ السلام کو اَوِ اطْرَحُوْہُ اَرْضًا یا پھینک دو اس کو کسی ایسی زمین میں یَخْلُ لَکُمْ وَجْہُ اَبِیْکُمْ خالی ہو جائے، خالص ہو جائے تمہارے لئے تمہارے باپ کی توجہ۔ اب تو والد صاحب ان کی طرف توجہ کرتے ہیں جب تم اس کو ہاتھ پاؤں باندھ کر دور پھینک آؤ گے اور ہماری نظروں سے غائب ہو جائے گا، اس کو جانور کھا جائیں گے ابا جان کی توجہ ہماری طرف لوٹ آئے گی۔ پھر خود فیصلہ کرتے ہیں کہ قتل کرنا یا دور لے جا کر پھینکنا ہے تو بڑا گناہ لیکن وَتَکُوْنُوْا مِنْ بَعْدِہٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ اور ہو جاؤ اس کے بعد نیک قوم۔ یہ انہوں نے مشورہ کیا۔ قَالَ قَائِلٌ مِّنْھُمْ کہا ایک کہنے والے نے ان بھائیوں میں سے جس کا نام یہودا بتاتے ہیں۔ یہ سب سے بڑا تھا اس میں کچھ انصاف کا مادہ تھا۔ اس نے کہا لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ نہ قتل کرو تم یوسف علیہ السلام کو۔ والد کی نظروں سے ہٹانے کے اور بھی طریقے ہو سکتے ہیں مقصد تو تمہارا یہی ہے نا کہ والد کی نظروں سے ہٹ جائے وَاَلْقُوْہُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ اور ڈال دو تم اس کو کسی کنوئیں کی گہرائی میں۔ غَیٰبَت کے معنی گہرائی کے بھی ہوتے ہیں اور اندھیرے کے بھی ہوتے ہیں اور جُبّ کا معنی کنواں ہے۔ تو کسی گہرے کنویں میں پھینک دو یا کنویں کی تاریکی میں پھینک دو۔ اس زمانے میں لوگ سڑکوں کے قریب میل میل، دو دو میل کے فاصلے کنویں کھدواتے تھے بعض کنویں تو ایسے ہوتے تھے کہ ان کے اوپر چرخیاں بھی ہوتی تھیں اور ڈول بھی اور اکثر کے اوپر صرف چرخی ہوتی تھی۔ رسی اور ڈول مسافر اپنے پاس رکھتے تھے بلکہ لوگ اپنے ساتھ ایک آدھ مزدور بھی رکھتے تھے جس کی ڈیوٹی ہوتی تھی ٹھہراؤ کے وقت ان کو پانی مہیا کرنا، لکڑیاں ایندھن اکٹھا کر کے دینا

۔تو ان کے بڑے بھائی یہودا نے کہا کہ اس کو ہاتھ سے نہ مارو اس کو کسی گہرے کنویں میں پھینک دو۔ کہتے ہیں کہ اس علاقے میں کنویں بڑے گہرے ہوتے تھے۔ ہمارے ہاں تو پانی کی فراوانی ہے بعض علاقوں میں دس پندرہ فٹ پر پانی نکل آتا ہے البتہ پاکستان میں بعض علاقے ایسے ہیں کہ جہاں ہزار فٹ پر بھی پانی نہیں نکلتا لیکن اکثر علاقوں میں بہت قریب سے پانی نکل آتا ہے لیکن ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کرنے والے نہیں ہیں۔ان علاقوں میں جا کر دیکھو جہاں لوگ کھارا پانی پیتے ہیں اگر اس کیساتھ نہانے کی غلطی کر لیں تو پانی ہی کو ملتے رہیں صابن لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔تو خیر کہنے لگے کنویں کی گہرائی میں یا کنویں کی تاریکی میں پھینک دو۔پھر کیا ہوگا یَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اٹھا لیں گے اس کو قافلوں میں سے بعض، کیونکہ قافلوں کو پانی کی تو ضرورت ہوتی ہے جس وقت وہ ڈول پھینکیں گے تو ڈول کیساتھ یہ خود نکل آئے گا وہ لے جائیں گے اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ اگر ہو تم کرنے والے۔اس بات پر سب کا اتفاق ہو گیا پھر اکٹھے ہو کر باپ کے پاس گئے قَالُوْا کہنے لگے يٰۤاَبَانَا مَالَكَ اے ہمارے ابا جان! آپ کو کیا ہو گیا ہے لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ آپ ہم پر اطمینان نہیں کرتے یوسف کے بارے میں۔

یعقوبؑ کو بصیرت سے معلوم ہوا کہ یوسف کے بھائی اس کے حق میں اچھے نہیں:

لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ کا جملہ یہ بتا رہا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی فراست اور بصیرت سے یہ سمجھتے تھے کہ یہ میرے لڑکے میرے یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی بنیامین کے حق میں اچھے نہیں ہیں اس لئے انکو ان سے بچا کر رکھتے تھے کہ ان

سے خطرہ محسوس کرتے تھے۔ کہنے لگے وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ اور بیشک ہم اس کے بڑے خیر خواہ ہیں، ان کے ہمدرد ہیں۔ تو ان سب نے یعقوب علیہ السلام سے یہ مطالبہ کیا اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا بھیج دیں اس کو ہمارے ساتھ کل یَرْتَعْ وَيَلْعَبْ کھلے میوے کھائے اور کھیلے۔ رَتْعٌ کا معنٰی ہے جانور کا چارہ کھانا اور (اگر رَتْعٌ کا صلہ انسان آئے تو معنٰی ہوگا پھل کھانا) انسان پھل کھاتے ہیں۔ وہاں شہر سے دور جنگلات میں جنگلی میوے ہوتے ہیں اور ہمارا پروگرام ہے سیر وسیاحت کا تو ہمارا خیال ہے کہ یہ بھی ہمارے ساتھ چلا جائے جنگل میں کھلے میوے ہونگے میوے خوب کھل کر کھائے گا اور کھیلے گا اس کے ہاتھ پاؤں کھلیں یہ گھر ہی میں بند رہتا ہے چلنے پھرنے سے آدمی کی صحت اچھی رہتی ہے۔ ابا جان وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اور بیشک ہم اس کی البتہ نگرانی کرنے والے ہیں۔ جب سب نے مل کر مطالبہ کیا اور اپنا پروگرام پیش کیا تو یعقوب علیہ السلام آخر والد تھے انہوں نے خیال کیا کہ سب اکٹھے ہو کر کہہ رہے ہیں ظن غالب یہ ہے کہ شرارت نہیں کریں گے لیکن دل میں جو خطرہ تھا اس کا ذکر کر دیا قَالَ فرمایا اِنِّیْ لَيَحْزُنُنِیْٓ البتہ یہ چیز مجھے پریشان کرتی ہے، غم میں ڈالتی ہے اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ یہ کہ تم اس کو لے جاؤ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ اور میں خوف کرتا ہوں کہ کھا جائے اسکو بھیڑیا۔ اسی مقام پر تفسیروں میں لکھا ہے کہ وَكَانَتْ اَرْضُهُمْ كَثِيْرَةُ الذِّئَابِ ان کی زمین پر بھیڑیے بکثرت تھے۔ اب تو دنیا میں آبادی بہت زیادہ ہو گئی ہے ورنہ جب میں گکھڑ آیا تھا تو قبرستان سے گیدڑوں کی آوازیں سنتا تھا تم بھی سنتے ہوگے ہر جگہ موذی جانور وافر مقدار میں ہوتے تھے اب آبادیوں کی وجہ سے کم ہو گئے ہیں۔ تو اس علاقے اور زمین میں بھیڑیے بہت زیادہ تھے تو یعقوب علیہ السلام نے اپنے خطرے کا اظہار کر دیا۔ جس طرح ہمیں تمہیں بچوں کے بارے میں ٹرکوں، بسوں اور

کاروں کا خطرہ ہوتا ہے کیونکہ یہاں یہی چیزیں زیادہ چلتی ہیں ہم بچوں کو کہتے ہیں سڑک دائیں بائیں دیکھ کر کراس کرنا۔ تمام حیوانوں میں سب سے زیادہ بے رحم حیوان بھیڑیا ہے۔ کہتے ہیں کہ جہاں بھیڑیئے اکٹھے ہو جائیں وہاں اپنے میں سے کمزور کو کھا جاتے ہیں

علاماتِ قیامت کہ انسانوں کے دل بھیڑیوں کی طرح ہونگے :

اسی واسطے حدیث پاک میں قیامت کے قریب آنے والے لوگوں کے بارے میں آتا ہے کہ ان کی شکلیں انسانوں جیسی ہونگی وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّئَابِ اور ان کے دل بھیڑیوں جیسے ہونگے۔ آج کل دیکھ لو انسان جتنا انسانوں کا نقصان کر رہے ہیں بھیڑیئے بھی نہ کر سکیں۔ ناپ تول میں کمی، چیزوں میں ملاوٹ، مکر و فریب، دھوکہ اغوا، قتل، یہ تمام فعل بھیڑیوں سے بڑھ کر ہیں۔ فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ اس کو کوئی بھیڑیا نہ کھا جائے وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ اور تم اس سے غافل رہو۔ یہ بچہ ہے ناتجربے کار ہے کہاں دوڑے بھاگے گا کہیں تمہاری غفلت سے اس کا نقصان نہ ہو جائے۔ قَالُوْا کہنے لگے ابا جان! لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ البتہ اگر اس کو بھیڑیا کھا جائے اور ہم کافی جماعت ہیں۔ عُصْبَةٌ کا لفظ عربی میں دس سے ستر تک بولا جاتا ہے اور عام قسم کے آدمیوں کی جماعت پر بھی نہیں بولتے بلکہ ایسی جماعت پر کہ جس میں ہر ایک پہلوان قسم کا آدمی ہو۔ اگر کمزور آدمی ہوں تو اس پر رھط کا لفظ بولتے ہیں۔ مطلب یہ کہ ابا جان اگر اس کو بھیڑیئے نے کھا لیا تو پھر ہماری پہلوانی کس کام آئی۔ ان کے قد بھی بڑے تھے اور شکل وصورت سے بھی خوبصورت تھے اور عموماً اس زمانے کے لوگ بڑے صحت مند ہوتے تھے خوراک کھری اور محنت کش لوگ تھے۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ ایک تو ہمیں خوراک اچھی نہیں ملتی جس کی وجہ

سے جسم میں بیماریاں زیادہ پیدا ہوتی ہیں دوسرا اہم بدن سے کام بھی تھوڑا لیتے ہیں اس لئے بدن بھدے (بدصورت، کوڑے) ہوتے ہیں۔آج بھی جو لوگ بدنی طور پر کام کرتے ہیں وہ طاقتور ہیں اور جو نہیں کرتے وہ کمزور اور بوڑھے لگتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اعضاء کی ساخت ایسی رکھی ہوئی ہے کہ انکو پوری طرح ہلایا جائے تو ان میں قوت آتی ہے اور اگر نہ ہلیں تو دن بدن قوت ختم ہوتی جاتی ہے۔کیا مرد، کیا عورتیں، کیا چھوٹے بچے اور بچیاں روتے پھرتے ہیں اور سب سے بڑی خرابی خوراک کا صحیح نہ ہونا ہے اور دوسرا بدن کو استعمال نہ کرنا تو کہنے لگے کہ ہم اچھی خاصی پہلوانوں کی جماعت ہیں ہمارے ہوتے ہوئے اگر بھیڑیا کھا گیا تو اِنَّـآ اِذًا لَّـخٰسِـرُوْنَ بیشک ہم اس وقت البتہ نقصان اٹھانے والے ہونگے۔اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام مطمئن ہو گئے کہ اس کے اتنے سارے بھائی اعتماد دلا رہے ہیں لہذا ان پر اعتماد کرنا چاہئے۔دیکھو غیب کا علم رب تعالیٰ کے پاس ہے اللہ تعالیٰ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا اگر حضرت یعقوب غیب جانتے ہوتے تو فرماتے مجھے تمہارے سارے پروگرام کا علم ہے اور اگر حاضر وناظر ہوتے تو فرماتے بیٹو! جب تم میٹنگ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہمارا باپ ان کی طرف توجہ کرتا ہے اور ہماری طرف توجہ نہیں کرتا اور ہم کافی جماعت ہیں میں یہ تمہاری ساری باتیں سن رہا تھا اور تمہیں دیکھ رہا تھا مجھے سب علم ہے۔لیکن نہ حاضر وناظر تھے اور نہ عالم الغیب تھے اس لئے وہ اپنے منصوبے میں کامیاب ہو گئے۔انبیاء کرام کو اتنا ہی علم ہوتا ہے جتنا رب تعالیٰ ان کو بتاتا ہے یاد کھاتا ہے۔قرآن کریم میں جو واقعات ہیں ان کا ایک ایک جملہ بتاتا ہے کہ عالم الغیب اور حاضر وناظر صرف رب تعالیٰ ہے، مختار کل بھی صرف وہی ہے اللہ تعالیٰ کی قدرتیں کسی کے پاس نہیں ہیں باقی واقعہ آگے آئے گا۔ان شاء اللہ تعالیٰ

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهٖ وَ
اَجْمَعُوْۤا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ
بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَ جَآءُوْۤ اَبَاهُمْ عِشَآءً یَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾
قَالُوْا یٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَكْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا
فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَ لَوْ كُنَّا صٰدِقِیْنَ ﴿۱۷﴾
وَ جَآءُوْ عَلٰى قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ
اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ؕ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾
وَ جَآءَتْ سَیَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ یٰبُشْرٰى
هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَ اَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ
شَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَ كَانُوْا فِیْهِ مِنَ الزّٰهِدِیْنَ ﴿۲۰﴾

فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ پس جب وہ لے گئے اسکو وَاَجْمَعُوْآ اور انہوں نے
اتفاق کرلیا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ اس بات پر کہ وہ اس کو ڈال دیں فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ
گہرے کنویں میں وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِ اور ہم نے وحی بھیجی اسکی طرف لَتُنَبِّئَنَّهُمْ البتہ
آپ ضرور خبر دیں گے انکو بِاَمْرِهِمْ هٰذَا ان کے اس معاملے کی وَهُمْ
لَا یَشْعُرُوْنَ اور وہ نہیں شعور رکھتے ہونگے وَجَآءُوْ اور آئے وہ اَبَاهُمْ اپنے
والد کے پاس عِشَآءً عشا کے وقت یَّبْكُوْنَ روتے ہوئے قَالُوْا کہنے لگے
یٰٓاَبَانَا اے ہمارے ابا جان اِنَّا ذَهَبْنَا بیشک ہم گئے نَسْتَبِقُ دوڑ لگاتے رہے

وَتَرَكْنَا يُوسُفَ اور چھوڑا ہم نے یوسف علیہ السلام کو عِنْدَ مَتَاعِنَا اپنے سامان کے پاس فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ پس اس کو کھالیا بھیڑیے نے وَمَآ أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا اور نہیں ہیں آپ ہماری تصدیق کرنے والے وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ اور اگرچہ ہم سچے ہوں وَجَآءُوْ اور لائے وہ عَلٰى قَمِيْصِهٖ اس کے کرتے پر بِدَمٍ كَذِبٍ جھوٹا خون مل کر قَالَ فرمایا بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ بلکہ مزین کیا ہے تمہارے لئے اَنْفُسُكُمْ تمہارے نفسوں نے اَمْرًا یہ معاملہ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ پس صبر ہی بہت اچھا ہے وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ اور اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کی جاسکتی ہے عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ان باتوں کیخلاف جو تم کرتے ہو وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ اور آیا ایک قافلہ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ پس بھیجا انہوں نے ایک پانی لانے والے کو فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ پس اس نے لٹکایا کنویں میں اپنا ڈول قَالَ اس نے کہا يٰبُشْرٰى اے خوشخبری هٰذَا غُلٰمٌ یہ لڑکا ہے وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً اور انہوں نے مخفی رکھا اسکو سامان تجارت بنا کر وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں وَشَرَوْهُ اور خریدا انہوں نے اسکو بِثَمَنٍ بَخْسٍ گھٹیا قیمت کیساتھ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ روپے تھے گنتی کے وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزَّاهِدِيْنَ اور تھے وہ اس میں بے رغبتی کرنے والے۔

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ بڑوں کی والدہ اور تھی اور چھوٹوں کی والدہ اور تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامین دونوں ایک والدہ سے تھے چھوٹے ہونے کیوجہ سے باپ کی شفقت ان کیساتھ زیادہ تھی جو بڑوں کو

برداشت نہ ہوئی کہ محنت مشقت ہم کرتے ہیں اور باپ کی گود میں یہ بیٹھے رہتے ہیں۔
شیطان نے انکو اکسایا اور ابھارا کہ انکو راستے سے ہٹاؤ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ یوسف علیہ السلام کو قتل کردو یا کنویں میں ڈال دو۔اس کا ذکر ہے فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ پس جب وہ لے گئے یوسف علیہ السلام کو باپ کو اعتماد دلا کر کہ ہم اچھے خاصے پہلوانوں کی جماعت ہیں اگر ہمارے ہوتے ہوئے بھی اسکو بھیڑیا کھا جائے تو پھر تو ہم بڑے خسارے میں ہیں۔صبح ہوئی تو گھر میں جو بھی ناشتہ تیار تھا کھا کے یوسف علیہ السلام کو لے گئے وَاَجْمَعُوْآ اورانہوں نے اتفاق کرلیا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ اس بات پر کہ وہ اس کوڈال دیں گہرے کنویں میں۔

حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کی سنگدلی :

کہتے ہیں کہ یہ کنواں بستی سے تین میل دور کچے راستے کے کنارے پر تھا اس کنویں سے مسافر یا چرواہے وغیرہ اپنے لئے اور جانوروں کیلئے پانی نکالتے تھے۔بستی کے قریب اور کنویں تھے وہاں کے لوگ ان کنوؤں سے پانی لیتے تھے اور اپنی ضرورت پوری کرتے تھے اس کنویں کیساتھ بستی والوں کا کوئی خاص تعلق نہیں تھا۔یہاں پر تفسیروں میں بہت کچھ لکھا ہے پڑھ کرانسان کا دل پھٹ جاتا ہے۔حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتا اتار کر کنویں میں پھینکنے لگے تو ایک دوسرے کے منہ کی طرف دیکھتے مار پیٹ کر جب کنویں میں پھینکنے لگے تو یوسف علیہ السلام نے انکی بڑی منتیں کیں زاری کی کہ میں تمہارا چھوٹا بھائی ہوں ترس کھاؤ اگر مجھ پر ترس نہیں کھاتے تو اپنے والد پر ترس کھاؤ۔سوچو،غور کرو!جب تم واپس جاؤ گے اور میں تمہارے ساتھ نہیں ہونگا والد صاحب کا کیا حال ہوگا؟ مگر آدمی جب سنگدل ہو جاتا ہے تو اسکو کوئی ترس نہیں آتا۔یوسف علیہ السلام کو رسی کیساتھ باندھ کر کنویں میں لٹکایا

کنواں کافی گہرا اور تاریک تھا جب وہ پانی کے قریب ہوئے تو رسی کو چھوڑ دیا وہ پانی میں گر گئے۔ اوپر سے آواز دی تاکہ معلوم ہو کہ مرا ہے یا نہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بڑی عاجزی والی آواز نکالی کہ شاید مجھ پر ترس کھا جائیں بعض نے کہا یہ تو ابھی زندہ ہے پتھر مارو۔ بڑے بھائی یہودا نے کہا اب اس کو چھوڑ دو پتھر وغیرہ نہ مارو جو ہو گیا ہے ٹھیک ہے تھوڑی دیر کے بعد پھر آوازیں دیں تو کنویں سے کوئی جواب نہ آیا کیونکہ اب جواب دینے کا مطلب ہے کہ سر پر پتھر ماریں اور تو انہوں نے کچھ کرنا نہیں ہے۔ کنویں کے اندر پانی کے قریب ایک بڑا پتھر لگاتے تھے تاکہ کنویں میں صفائی وغیرہ کیلئے اترنے والا اس پتھر پر پاؤں رکھ سکے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ادھر ادھر دیکھا ہاتھ مارا تو وہ پتھر معلوم ہو اس پر جا بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا۔ ارشاد ربانی ہے وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِ اور ہم نے وحی بھیجی اسکی طرف یعنی یوسف علیہ السلام کی طرف۔ یہ وحی صرف ذات تک محدود تھی کہ گھبراؤ نہیں کیونکہ ابھی تک نبوت ورسالت نہیں ملی لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا البتہ آپ ضرور ان بھائیوں کو خبر دیں گے ان کی اس کاروائی کی، معاملے کی وَهُمْ لَایَشْعُرُوْنَ اور وہ نہیں شعور رکھتے ہونگے کہ ہمارے ساتھ بولنے والا اور پوچھنے والا کون ہے۔ یہ قصہ آگے آئے گا۔ کہتے ہیں کہ اس کنویں کا پانی نمکین تھا میٹھا نہیں تھا لوگ مجبوراً اس سے پانی بھرتے تھے مگر جب یوسف علیہ السلام کو اس کنویں میں ڈالا گیا تو رب تعالیٰ نے اس کنویں کا پانی میٹھا کر دیا حضرت یوسف علیہ السلام اس کنویں میں تقریباً تین دن اور تین راتیں رہے۔ ادھر بھائیوں نے دیکھ بھال کی ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی اور نگرانی کر رہے تھے کہ دیکھو اس کو کنویں سے کون نکالتا ہے اور کدھر لے جاتا ہے؟ پھر بستی کی طرف نہ آ جائے کہ ہمارا راز کھل جائے اور نگرانی کا طریقہ یہ تھا کہ بھیڑ بکریاں چرانے کے بہانے

۔اونٹ چرانے کے بہانے،لکڑیاں کاٹنے کے بہانے،کبھی کوئی چلا جاتا کبھی کوئی چلا جاتا۔
تین دن گذر گئے بڑے پریشان ہوئے کہ ابھی تک کسی نے نہیں نکالا۔اتفاق کی بات ہے
کہ مدین کے علاقے کے کنعانی تاجر کافی تعداد میں مصر جارہے تھے وہ یہاں پہنچے اور میں
نے کل عرض کیا تھا کہ تاجر اپنے ساتھ ایک نوکر آدمی ساتھ رکھتے تھے اور اس کا خرچہ مل کر
برداشت کرتے تھے۔نوکر کا کام ہوتا تھا پانی مہیا کرنا ایندھن وغیرہ مہیا کرنا جو مسافروں کی
ضروریات ہوتی تھیں ۔ وہاں قریب کچھ درخت تھے قافلہ وہاں ٹھہرا۔ پانی مہیا کرنے
والے نوکر جس کا نام مالک ابن دعنہ تھا جو بڑا موٹا تازا کام کرنے والا تھا۔اس سے کہا کہ تم
پانی کی تلاش کرو کوئی کنواں چشمہ ڈھونڈو کہ ہم نے کھانے پینے کا انتظام کرنا ہے۔چنانچہ وہ
گیا جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔درمیان میں ان کی کارروائی کا ذکر ہے۔یوسف علیہ السلام کو
تو کنویں میں ڈالا وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ اور آئے وہ اپنے والد کے پاس عشاء
کے وقت،رات کے وقت اس کے پاس آئے کہ باپ کے سامنے دن کے وقت آنکھیں
شرم کے مارے اٹھ نہیں سکیں گی۔

ہر رونے پیٹنے والا سچا نہیں ہوتا :

آدمی ڈھیٹ اور بے شرم نہ ہو تو اس کو شرم آتی ہے،آنکھیں نہیں اٹھتیں،بے شرم اور
ڈھیٹ ہو تو اس کی بات اور ہے تو اس لئے رات کو آئے کہ ہم نے جو کام کیا ہے اس کا تو
ہمیں علم ہے ابا جان کے سامنے جائیں گے تو وہ پوچھیں گے تو سہی کہ میرا لخت جگر کدھر
ہے؟اس کو کہاں چھوڑ آئے ہو؟ تو رات ہماری شرمندگی پر پردہ ڈالے گی۔اور آئے کس
حال میں؟فرمایا يَبْكُوْنَ روتے ہوئے۔دیکھو مجرم بھی خود ہیں اور روتے بھی خود ہیں۔
حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ ہمارے اکابر میں سے

ہیں۔ میں نے ان کی تقریر بھی سنی ہے اور ان سے ملاقات بھی کی ہے۔ پاکستان بننے سے پہلے کی بات ہے کہ حضرت کو علم ہوا کہ رافضیوں نے منصوبہ بنایا ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت علم سے خالی ہے لہذا ان کی بے علمی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کو رافضی بنایا جائے اور انہوں نے یہ کوشش کی تھی۔ حضرت کو ان کے اس منصوبے کا علم ہوا تو حضرت نے پوری ہمت کیساتھ مناظروں کی شکل میں اور تحریری شکل میں رافضیوں کا مقابلہ کیا۔ انکا ایک بڑا علمی رسالہ تھا النجم اسکا نام تھا اس میں مضامین شائع ہوتے تھے۔ ۷۰ سال یا اس سے بھی زیادہ عرصہ حضرت نے اس پر صرف کیا۔ ویسے امام اہلسنت حضرت لکھنویؒ کی عمر سو سال تھی۔ حضرت کی اردو زبان میں ایک کتاب ہے ''قاتلان حسین کی خانہ تلاشی'' کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کن لوگوں نے قتل کیا ہے۔ اس میں انہوں نے ٹھوس علمی اور تاریخی حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ یہی جو روتے اور پیٹتے ہیں یہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں ایسے ہی جیسے یوسف علیہ السلام کے بھائی خود اسکو کنویں میں پھینک کر آئے تھے۔ مجرم بھی خود تھے اور روتے ہوئے اپنے والد کے پاس عشاء کے وقت آئے۔ قَالُوْا کہنے لگے یٰاَبَانَآ اے ہمارے ابا جان اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ بیشک ہم گئے دوڑ لگاتے رہے آپس میں کہ کون آگے نکلتا ہے۔

بیوی کو تفریح کیلئے لے جانا جائز ہے :

دوڑنا بھی ایک کھیل ہوتا تھا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرتؐ نے عشاء کی نماز پڑھائی گھر تشریف لائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ حضرت میرا دل کرتا ہے کہ ذرا باہر چل پھر کر آؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا آؤ چلیں۔ رات چاندنی تھی جب باہر تشریف لائے تو کوئی بھی نہیں تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا عائشہ میرے ساتھ دوڑ

لگائی ہے۔ کہنے لگی دوڑو! آنحضرت ﷺ چونکہ معمر تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچی تھیں آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی اور یہ واقعہ چند سال پہلے کا ہے۔ بارہ چودہ سال کے پیٹے میں تھیں آگے نکل گئیں پھر دو تین سال کے بعد ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ اب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیماری کی وجہ سے کمزور تھیں آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ آج پھر دوڑ لگائی ہے؟ کہنے دوڑو! آنحضرت ﷺ آگے نکل گئے۔ فرمایا تِلْکَ بِتِلْکَ یہ اس دن کا بدلہ ہوگیا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ گھر والوں کی دلجوئی بھی ہونی چاہئے مگر شرعی دائرے میں رہتے ہوئے۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ انہوں نے گھر کو ماتم کدہ بنایا ہوتا ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ پتہ نہیں ان کے گھر میں کتنے آدمی مر گئے ہیں۔ ایک کا منہ اِس طرف، ایک کا منہ اُس طرف، یہ اچھی بات نہیں ہے بلکہ خرابی ہے۔ گھروں میں پیار محبت اور امن وامان کیساتھ رہنا بھی شریعت کا ایک حصہ ہے۔ تو کہنے لگے کہ ہم دوڑتے تھے وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا اور چھوڑا ہم نے یوسف علیہ السلام کو اپنے سامان کے پاس فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ پس اس کو کھالیا بھیڑیئے نے وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَنَا اور نہیں ہیں آپ ہماری تصدیق کرنے والے وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ اور اگرچہ ہم سچے ہوں وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ اور لائے وہ اس کے کرتے پر جھوٹا خون مل کر۔ کہتے ہیں کہ ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور جو کرتا اتارا اس کو خون سے لت پت کیا اور لے گئے اور اس طرف توجہ نہ گئی کہ کرتا تھوڑا سا پھاڑ لیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کرتا دیکھا آخر اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے عقلمند تھے، معمر تھے، غور کیا کہ بھیڑیئے نے کھایا ہے بھیڑیا تھا یا کوئی امریکہ کے کالج کا پروفیسر تھا کہ کرتا اتار کر کھایا اور کرتا تنکین کر کے دے دیا ہے، نہ کرتا پھٹا ہے نہ پنجہ لگا ہے، کتنا سیانا اور سمجھدار تھا آدمی کچھ تو

اندازہ لگاتا ہے۔ قَالَ فرمایا یہ بات نہیں جو تم کہتے ہو بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا بلکہ مزین کیا ہے تمہارے لئے تمہارے نفسوں نے یہ معاملہ۔ میں تمہاری بات پر مطمئن نہیں ہوں کوئی گڑبڑ تم نے کی ہے جسکا مجھے علم نہیں ہے پس میں تمہاری بات سے مطمئن نہیں ہوں فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ پس صبر ہی بہت اچھا ہے وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ اور اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کی جاسکتی ہے ان باتوں کیخلاف جو تم کرتے ہو، صرف مددگار وہی ہے۔

حضرت یعقوبؑ یوسفؑ سے چالیس سال دور رہے :

کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام سے جدائی اور دوبارہ ملاقات کے درمیان کی مدت چالیس سال ہے یہ زندگی کا بہت بڑا حصہ ہے۔اور قدرتی بات ہے کہ بچہ فوت ہو جائے تو اس کا صدمہ عارضی ہوتا ہے صبر آجاتا ہے لیکن اگر بچہ گم ہو جائے تو اس کا صدمہ ساری زندگی رہتا ہے۔ جب بھی کوئی خوشی یا غمی کا وقت آئے تو ماں باپ کی حالت کچھ اور ہو جاتی ہے ایسا صدمہ ساری عمر نہیں جاتا۔ یہ جو ہمارے ملک میں بچوں کو اغوا کرتے ہیں کبھی خرکار اٹھا کر لے جاتے ہیں اور کبھی بیرون ملک ریاستوں کی طرف منتقل کر دیئے جاتے ہیں اور یہ بھی اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ ان کے اعضاء بیچتے ہیں اور اس دھندے میں بڑے بڑے شریک ہیں۔حکومت نے اس سلسلے میں کوئی سد باب نہیں کیا۔او ظالمو! کچھ تو انصاف کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان بھیڑیوں سے بھی زیادہ درندے ہو گئے ہیں حکومت والوں پر زد پڑے تو ان کو پتا چلے کہ کسی کو کتنی تکلیف ہوتی ہے۔

صاحبِ اقتدار اپنے مفاد کیلئے قانون بناتے ہیں :

ایوب خان کی حکومت تھا۔ اس کا ایک باغ ہری پور کے علاقے میں بکریاں اجاڑ

گئیں ایوب خان نے قانون بنا دیا کہ پاکستان میں اب بکری نہ رہے۔ پھر لوگوں نے شور مچایا کہ بکریاں چرانے والے کہاں جائیں تو پھر اس نے ختم کر دیا لیکن اپنا باغ اجڑا تو ایک دفعہ قانون بنا تو سہی۔ مارشل لاء دور کی بات ہے۔ ایوب خان کے زمانے کے ایک فوجی جرنیل کے ماموں کی لوہے کے خود کی دوکان تھی جسکو غالباً ہیلمٹ کہتے ہیں۔ کوئی اس کی دوکان کے قریب نہیں آتا تھا تو فوجی جرنیل نے آرڈر جاری کر دیا کہ کوئی آدمی ہیلمٹ کے بغیر سکوٹر نہیں چلا سکتا۔ پھر وہ جو پچھتر (۷۵) روپے کا تھا اب تین سو کا بکنے لگ گیا لاکھوں کروڑوں روپے کما لئے تو جب اپنے پیٹ پر زد پڑے تو فوراً قانون بن جاتا ہے۔ دیکھو! امیر لوگوں کے بچے تو گاڑیوں میں آتے جاتے ہیں۔ ان کیلئے نوکر ہیں نوکرانیاں ہیں لہذا ان کو کیا فکر ہے بچے تو ہمارے تمہارے اٹھائے جائیں گے جو اکیلے اور پیدل آتے جاتے ہیں لہذا حکومت والوں کو اس کے متعلق قانون بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ بچوں کو اغوا کرنا انتہائی سنگین جرم ہے اور ایسے شخص کی سزا تعزیراً قتل ہونی چاہئے اور فقہ اس کی تائید کرتی ہے کہ اس کی سزا موت ہو۔ تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ یوسف علیہ السلام کے متعلق جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اس کیخلاف اللہ تعالیٰ سے ہی مدد طلب کی جا سکتی ہے۔ وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ اور آیا ایک قافلہ کنعانیوں کا مدین سے جو مصر کی طرف جا رہا تھا فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ پس بھیجا انہوں نے ایک پانی لانے والے کو جس کا نام میں نے مالک ابن دعنہ بتایا تھا فَاَدْلٰی دَلْوَهٗ پس اس نے لٹکایا کنویں میں اپنا ڈول مظبوط رسی کیساتھ باندھ کر تو یوسف علیہ السلام اس کیساتھ چمٹ گئے۔ آدمی پہلوان قسم کا تھا کہنے لگا پانی تو میں نے بہت سارے کنوؤں سے نکالا ہے مگر اس کنویں کا پانی بڑا بھاری ہے حالانکہ ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام لٹکے ہوئے تھے۔ جس وقت دیکھا کہ خوبصورت لڑکا ہے،

اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو بے پناہ حسن دیا تھا قَالَ کہنے لگا یٰبُشْرٰی ھٰذَا غُلٰمٌ اے خوشخبری یہ لڑکا ہے ڈول کیساتھ چمٹا ہوا وَاَسَرُّوْہُ بِضَاعَۃً اورانہوں نے اسکومخفی رکھا سامان تجارت بنا کر۔ کہنے لگے عمدہ خوبصورت ہے ہم اس کو بیچ کر بڑی رقم کمائیں گے کیونکہ اس زمانے میں غلاموں اورلونڈیوں کی تجارت ہوتی تھی۔ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِمَا یَعْمَلُوْنَ اوراللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ بھائی بھی تاک میں لگے رہتے تھے کہ دیکھو کیا بنتا ہے جب انہوں نے دیکھا کہ قافلے والوں نے نکال لیا ہے تو ان میں سے ایک دو آئے اور کہا کہ یہ ہمارا غلام ہے بھاگا ہوا تم اس کو کہاں لے جارہے ہو۔ ہاں کچھ رقم دیکر لے جاؤ وَشَرَوْہُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ اورانہوں نے خریدا اسکو بھائیوں سے گھٹیا قیمت کیساتھ دَرَاھِمَ مَعْدُوْدَۃٍ روپے تھے گنتی کے۔ اسی مقام پر تفسیروں میں بیس (۲۰) درہم بھی لکھے ہیں اور بائیس (۲۲) درہم بھی لکھے ہیں۔ بیس درہم اس لحاظ سے کہ یہودا نے انکار کردیا کہ میں پیسے نہیں لونگا تو دس کو دو دو درہم آجائیں گے اور بائیس درہم کی صورت میں انہوں نے کہا کہ دو درہم بنیامین کو بھی دیدو کسی حیلے بہانے سے اس طرح اس کی اشک شوئی ہو جائے گی وَکَانُوْا فِیْہِ مِنَ الزّٰھِدِیْنَ اور تھے وہ اس میں بے رغبتی کرنے والے۔ زاھد کا صلہ جب فی آجائے تو اس کا معنٰی بے رغبتی ہوتا ہے۔ اور تھے وہ اس میں بے رغبت اور بے شوق کہ ان کو کوئی ضرورت نہیں تھی ان کا مقصد تو صرف یہ تھا کہ اباجی کی آنکھوں سے اوجھل ہو جائے جس کیلئے انہوں نے یہ ساری کاروائی کی۔

وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤی اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا ۚ لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۲۴﴾

وَقَالَ الَّذِی اور کہا اس شخص نے اشْتَرٰىهُ جس نے خریدا تھا اسکو مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ مصر سے اپنی بیوی سے اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ اچھا کرنا اسکا ٹھکانا عَسٰۤی اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ قریب ہے کہ یہ ہمیں نفع دے اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا یا ہم اسکو اپنا بیٹا بنالیں گے وَكَذٰلِكَ اور اسی طرح مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ ہم نے قدرت دی یوسف علیہ السلام کو فِی الْاَرْضِ زمین میں وَلِنُعَلِّمَهٗ اور تا کہ ہم اسکو تعلیم دیں مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ باتوں کو ٹھکانے لگانے کی وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمْرِهٖ اور اللہ تعالیٰ غالب ہے اپنے معاملے پر وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ اور لیکن اکثر لوگ لَا یَعْلَمُوْنَ وہ نہیں جانتے وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ اور جب پہنچے یوسف علیہ السلام اپنی قوۃ کو اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا دیا ہم نے اسکو حکم اور علم وَكَذٰلِكَ نَجْزِی

الْمُحْسِنِيْنَ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ اور پھسلایا اسکو اس عورت نے هُوَ فِيْ بَيْتِهَا کہ یوسف علیہ السلام اس کے گھر میں تھے عَنْ نَّفْسِهٖ اسکی خواہش کے بارے میں وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ اور بند کردیئے اس عورت نے دروازے وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ اور کہنے لگی جلدی کرو تجھے کہتی ہوں قَالَ فرمایا مَعَاذَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی پناہ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ بیشک وہ میرا آقا ہے اَحْسَنَ مَثْوَايَ اچھا بنایا ہے اس نے میرا ٹھکانا اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ بیشک شان یہ ہے کہ فلاح نہیں پاتے ظلم کرنے والے وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ اور البتہ تحقیق وہ عورت قصد کرچکی تھی اس کا وَهَمَّ بِهَا اور وہ بھی قصد کرلیتا اسکا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ اگر نہ دیکھتا وہ اپنے رب کی برہان اور دلیل كَذٰلِكَ اسی طرح لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ تاکہ ہم پھیر دیں اس سے برائی اور بے حیائی اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھے۔

کل کے درس میں تم نے یہ بات سنی کہ یوسف علیہ السلام کو کنعانی خاندان کا ایک قافلہ جو مدین سے مصر جارہا تھا بھائیوں سے بیس یا بائیس درہم کے عوض خرید کرلے گیا۔ وہاں سے مصر آٹھ یا دس دن کی مسافت پر تھا۔ تفسیروں میں آٹھ دن کی مسافت بھی لکھی ہے اور دس دن کی مسافت بھی لکھی ہے۔ جب یہ قافلہ مصر پہنچا تو وہاں کے تاجر راستے میں کھڑے تھے کہ قافلہ کہاں سے آیا ہے اور کیا مال لے کر آیا ہے؟ تاکہ اپنی منڈی یا دکان پر پہنچائیں ہر ایک کو اپنی لالچ اور حرص ہوتی ہے انھوں نے دیکھا کہ نہایت خوبصورت لڑکا

ان کے ساتھ ہے۔ پوچھا یہ کون ہے؟ قافلے والوں نے کہا یہ ہمارا غلام ہے اسکو بیچنا ہے۔

یوسف علیہ السلام کے خریداروں کا ذکر :

حضرت یوسف علیہ السلام کی خوبصورتی کی خبر فوراً چاروں اطراف میں پھیل گئی یہاں تک کہ عزیز مصر جو مصر کا وزیر اعظم تھا جسکا نام قطفیر تھا کو بھی خبر پہنچ گئی۔ قطفیر شریف الطبع آدمی تھا اور مصر کا بادشاہ ریان ابن ولید یہ اس سے بھی زیادہ شریف آدمی تھا۔ بادشاہوں کی تاریخ میں ایسے بہت کم ملتے ہیں۔ اس کی نیکی کا اندازہ یہاں سے لگاؤ کہ آخر میں حضرت یوسف علیہ السلام پر ایمان بھی لایا اور حکومت بھی یوسف علیہ السلام کے حوالے کر دی باوجود یوسف علیہ السلام کے اصرار کرنے کے کہ تم تخت پر رہو۔ اس نے کہا حضرت! یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ آپ کا کلمہ پڑھنے کے بعد میں تخت پر بیٹھوں۔ آج تو معمولی چپڑاسی اپنی کرسی چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہے چہ جائیکہ کوئی بادشاہت کا تخت چھوڑ دے۔ یہ اس شخص کی انتہائی شرافت تھی اور اسکا ایمان بڑا مضبوط تھا۔ تو خیر عزیز مصر قطفیر کو بھی یہ خبر پہنچی کہ ایک بڑا خوبصورت غلام تاجر بیچنا چاہتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی خریداری کے بارے میں لوگوں نے بڑے عجیب عجیب واقعات اور کہانیاں بنائی ہیں ان میں سے کچھ صحیح ہیں اور کچھ غلط ہیں۔ بعض ناول نویسوں نے یہ قصہ بھی لکھا ہے کہ ایک بوڑھیا سوت کی اٹی لیکر یوسف علیہ السلام کو خریدنے کیلئے جا پہنچی۔ لوگوں نے کہا یہاں تو بڑی بڑی رقم لگ رہی ہے اور تم سوت کی اٹی کیساتھ خریدنا چاہتی ہو۔ اس نے کہا کہ ملے نہ ملے گاہکوں میں میرا نام تو لکھا جائے گا۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰہُ اور کہا اس شخص نے یعنی مصر کے وزیر اعظم نے جس کا نام قطفیر تھا جس نے خریدا تھا یوسف علیہ السلام کو۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر جلالین میں لکھتے ہیں کہ بیس

دینار، دو جوڑے کپڑے اور دو جوڑے جوتوں کے بدلے انہوں نے بیچ دیا اور عزیز مصر نے خرید لیا مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِہٖٓ مصر سے اپنی بیوی سے جس کا نام اکثر تفسیروں میں زلیخا آتا ہے اور بعض نے راحیل بھی لکھا ہے اَکْرِمِیْ مَثْوٰہُ اچھا کرنا اسکا ٹھکانا، رہنے کیلئے اچھا کمرہ دو، اس کی خوراک اور لباس کا خیال رکھنا عَسٰٓی اَنْ یَّنْفَعَنَآ قریب ہے کہ یہ ہمیں نفع دے۔ شریف الطبع بچہ ہے اور اس کے چہرے پر ایسے آثار ہیں کہ اس سے ہمیں کوئی فائدہ پہنچے گا اَوْ نَتَّخِذَہٗ وَلَدًا یا اسکو ہم اپنا بیٹا بنالیں گے۔

اولاد دینا نہ دینا اللہ کا کام ہے البتہ علاج کرانا چاہیے :

کہتے ہیں کہ عزیز مصر کی شادی کے بعد کئی سال گذر چکے تھے اولاد نہیں تھی۔ اولاد دینا نہ دینا رب تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ [شوریٰ:۴۹] ''رب تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے اَوْ یُزَوِّجُھُمْ ذُکْرَانًا وَّ اِنَاثًا یا جوڑا جوڑا دیتا ہے انکو بیٹے بیٹیاں وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا اور بناتا ہے جسکو چاہے بانجھ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ بیشک وہ سب کچھ جاننے والا ہے قدرت رکھنے والا ہے۔'' تو اولاد دینا نہ دینا رب تعالیٰ کا کام ہے اس میں کسی کا کوئی دخل نہیں ہے البتہ بعض بیماریوں کی وجہ سے عورتوں کو حمل نہیں ٹھہرتا۔ شرعی دائرے میں رہ کر اسکا علاج کرائیں یہ شریعت کا حکم ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ہر بیماری کا علاج ہے سوائے دو بیماریوں کے بڑھاپا اور موت۔ نہ بڑھاپے کا علاج ہے نہ موت کا، باقی ہر بیماری کا علاج ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بیماری سمجھ میں نہ آئے یعنی بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بیماری سمجھ میں نہیں آتی، بیماری اور ہوتی ہے اور علاج اور ہوتا ہے۔ آج کل اکثر یہی حال ہے باوجود اس کے بڑے بڑے

آلات اور مشینیں ایجاد ہو چکیں ہیں مگر پھر بھی بیماری کی تعیین نہیں ہوتی۔ پہلا دور بڑا اچھا تھا طبیب زبان دیکھ کر، آنکھیں دیکھ کر نبض دیکھ کر بیماری کا تعین کرتے تھے۔ اب ایک مشین کچھ بتلاتی ہے دوسری کچھ بتلاتی ہے اصل بیماری بالکل سمجھ نہیں آتی الا ماشاء اللہ۔ اگر اصل بیماری سمجھ میں آ جائے تو اس کا علاج بھی ہے اور شرعی دائرے میں رہ کر علاج کرانا بھی صحیح ہے مگر اولاد دینا رب تعالیٰ کا کام ہے اس میں کسی کا کوئی دخل نہیں ہے۔ تو عزیز مصر نے کہا کہ یا ہم اس کو بیٹا بنا لیں گے۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَكَذٰلِكَ اور اسی طرح مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْاَرْضِ ہم نے قدرت دی یوسف علیہ السلام کو زمین میں کہ پہنچا دیا وزیر اعظم کے گھر کیونکہ ان سے بڑے کام لینے تھے۔ اس گھر میں رہ کر دنیا کے رنگ ڈھنگ معلوم کر لیں گے۔

پیغمبر دنیاوی چیزیں دنیا والوں سے سیکھ سکتا ہے دین نہیں :

اور دنیا کی چیزیں اگر پیغمبر دنیا والوں سے سیکھے تو اس میں کوئی عیب نہیں۔ دین صرف رب تعالیٰ سے سیکھتا ہے مخلوق میں سے کسی سے حاصل نہیں کرتا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو کعبۃ اللہ کے پاس زمزم کے مقام پر چھوڑا وہاں قریب قریب کوئی آدمی نہ تھا۔ کافی مدت کے بعد قبیلہ بنو جرہم کا وہاں سے گذر ہوا انہوں نے دیکھا کہ یہاں پانی ہے اور ایک عورت اور ایک بچہ ہے۔ ان سے اجازت مانگی یہاں رہنے کی انہوں نے اجازت دی کہ ہاں رہ لو۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس قبیلے سے عربی سیکھی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اپنی زبان کُردی یا کوئی اور زبان تھی۔ کیونکہ عراق میں کوئی اور زبان بولی جاتی تھی۔ تو پیغمبر دنیا کی

باتیں لوگوں سے سیکھے تو اس میں کوحرج نہیں ہے۔دین میں صرف رب تعالیٰ کا شاگرد ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے کی تلقین ہوتی ہے۔فرمایا ہم نے ان کو قدرت دی زمین میں وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ اور تاکہ ہم اسکو تعلیم دیں باتوں کو ٹھکانے لگانے کی۔ یعنی فیصلہ کرنے کا رنگ ڈھنگ سکھانے کیلئے ہم نے وہاں پہنچایا اور تاویل الاحادیث کا معنٰی خواب کی تعبیر بھی ہے۔وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ اور اللہ تعالیٰ غالب ہے اپنے معاملے پر وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ وہ نہیں جانتے۔دیکھو یوسف علیہ السلام کو ملک مصر کی بادشاہی دینی تھی اس کیلئے کنویں میں ڈلوایا پھر جیل میں بھجوایا جس کا آگے ذکر آئیگا بڑا کچھ ہوا۔یہ سب کچھ ہوا جس کو رب تعالیٰ ہی جانتے تھے اور کوئی نہیں جانتا تھا۔فرمایا وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ اور جب پہنچے یوسف علیہ السلام اپنی قوۃ کو اپنی جوانی کو اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا دیا ہم نے اسکو حکم اور علم۔اس حکم سے مراد نبوت نہیں ہے نبوۃ تو چالیس سال کے بعد ملی یہ زمانہ پہلے کا ہے۔

اصلاح بین الناس بھی اسلام کا شعبہ ہے :

اس حکم سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی بصیرت عطا فرمائی کہ کوئی بھی قضیہ اور جھگڑا لیکر لوگ آتے آپ ان کی بات سن کر فوراً صحیح صحیح فیصلہ فرما دیتے تھے اور لوگوں کے درمیان صلح کرانا اصلاح بین الناس یہ بھی اسلام کا ایک شعبہ ہے اور اس وقت ہماری حالت اور عادت یہ ہے کہ ہم جھگڑنے والوں کو اور ابھارتے ہیں اچھا بھائی شاباش! حالانکہ مسئلہ یہ ہے کہ چھوٹے بچے بھی آپس میں لڑیں جھگڑیں تو ان کو بھی سمجھاؤ اور منع کرو کہ بری بات ہے۔اسلام بڑا اور عین فطرت کے مطابق مذہب ہے اور عین عقل کے مطابق ہے۔وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی

کرنے والوں کو۔ نیکی کرنے والے انسان کو یقین کرنا چاہئے کہ اسکو نیکی کا ضرور بدلہ ملے گا کیونکہ رب تعالیٰ کا وعدہ ہے اور رب تعالیٰ سے زیادہ سچا کون ہے؟ مگر دے گا وقت پر کہ ہر چیز کا اس کے ہاں ایک وقت مقرر ہے مگر ہم جلد باز ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ابھی ہو جائے۔ مثلاً ایک آدمی چند دن دعا کرتا ہے فوراً نتیجہ سامنے نہیں آتا وہ دعا ہی چھوڑ دیتا ہے۔ بھائی اللہ تعالیٰ سے مانگنا چھوڑ دیا تو جاؤ گے کس کے دروازے پر؟ کوئی اور دروازہ ہے؟ اس کے علاوہ کوئی دروازہ نہیں ہے لہذا اس سے کبھی بھی مانگنا نہ چھوڑو۔ اور یہ بھی یاد رکھنا! کہ دعا بھی عبادت ہے۔ جتنا عرصہ تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے رہو گے، اس سے مانگتے رہو گے اتنا عرصہ تم عبادت میں رہو گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔

زلیخا کا پھسلانا اور یوسف علیہ السلام کا بچنا :

مصر کا وزیر اعظم قطفیر ملک کے مختلف علاقوں کے دورے کرتا رہتا تھا۔ دوروں پر کبھی دو دن بعد جاتا، کبھی تین دن بعد جاتا کبھی چار دن بعد جاتا۔ مصر کا رقبہ بھی کافی تھا گھر میں بیوی کے علاوہ کوئی نہیں ہوتا تھا یوسف علیہ السلام گھر میں ہوتے تھے بی بی کے ذہن میں فتور پیدا ہو گیا وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا اور پھسلایا اسکو اس عورت نے کہ یوسف علیہ السلام اس کے گھر میں تھے عَنْ نَّفْسِهٖ اسکی خواہش کے بارے میں کہ اسکو کہا کہ میری خواہش پوری کرو وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ اور بند کر دیئے اس عورت نے دروازے۔ سب دروازوں کو کنڈی لگا دی کہ ایسا نہ ہو کہ اچانک خاوند آجائے اور ہمیں غیر حالت میں دیکھے اور غیور آدمی اس چیز کو برداشت نہیں کرتا وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ اور کہنے لگی جلدی کرو تجھے کہتی ہوں میری خواہش پوری کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو حسن بھی عطا فرمایا تھا

صحت اور قوت بھی دی تھی مگر قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ فرمایا اللہ تعالیٰ کی پناہ اِنَّہٗ رَبِّیْ بیشک وہ میرا آقا ہے اَحْسَنَ مَثْوَایَ اچھا بنایا ہے اس نے میرا ٹھکانا۔ اس کی ایک تفسیر یہ بیان کرتے ہیں کہ اِنَّہٗ کی "ہ" ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہے۔ تو معنٰی ہوگا بیشک وہ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے اس نے مجھے اچھا ٹھکانا دیا ہے۔ کنویں سے نکال کر مجھے یہاں پہنچایا ہے میں اس رب کی نافرمانی کیوں کروں؟ اور اِنَّہٗ کی ضمیر کا مرجع الذی بھی بن سکتا ہے جو قَالَ الَّذِیْ اشْتَرٰہُ میں ہے۔ تو پھر معنٰی ہوگا بیشک وہ شخص جس نے مجھے خریدا ہے میرا مجازی رب ہے اس نے مجھے اچھا ٹھکانہ دیا ہے۔ رہنے کیلئے کمرہ دیا ہے، خوراک اور لباس کا انتظام کیا ہے میں اس کے گھر میں اس کی بیوی کیساتھ ایسی حرکت کروں مَعَاذَ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کی پناہ! یہ تو بڑی ظلم کی بات ہے اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ بیشک شان یہ ہے کہ فلاح نہیں پاتے ظلم کرنے والے۔ ضرور شرمندہ ہونگے آج نہ سہی کل سہی۔

اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کوئی نہیں بچ سکتا :

کوئی آدمی ظلم زیادتی کر کے یہ سمجھے کہ میں اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ جاؤں گا حَاشَا وَ کَلَّا مہلت مل سکتی ہے مگر بچ نہیں سکتا۔ اور یاد رکھنا! گناہ تم جتنا مرضی چھپ کر کرو یہ خیال نہ کرو کہ میرے اس گناہ اور برائی کا علم کسی کو نہیں ہے وَاللّٰہُ مُخْرِجٌ مَّا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ [بقرہ: ۷۲] "اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا ہے اس چیز کو جس کو تم چھپاتے تھے۔" حدیث پاک میں آتا ہے کہ "اگر کوئی بندہ ایسی چٹان میں داخل ہوجائے کہ لَا بَابَ لَھَا وَلَا کُوَّۃَ لَھَا اس چٹان کا نہ کوئی دروازہ ہو، نہ روشن دان ہو اور نہ کوئی سوراخ ہو اس میں چھپ کر کوئی کام کرے اللہ تعالیٰ اسکو بھی ظاہر کردیگا۔" یہ تو ہوسکتا ہے کہ آج ظاہر نہ کرے کل کردے، پرسوں نہ ظاہر کرے چوتھ کردے۔ نہ نیکی چھپی رہتی ہے اور نہ بدی الا یہ کہ خدا

کو رحم آ جائے اور پردہ ڈال دے یہ الگ بات ہے۔ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ اور البتہ تحقیق وہ عورت قصد کر چکی تھی یوسف علیہ السلام کو پھسلانے کا وَهَمَّ بِهَا اور وہ بھی قصد کر لیتا اسکا لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ اگر نہ دیکھتا وہ اپنے رب کی برہان اور دلیل۔ اب رہا یہ سوال کہ یہ رب کی برہان کیا ہے؟ تو اس کے متعلق محققین فرماتے ہیں کہ رب کا برہان عصمت انبیاء ہے۔ خواہشات تو پیغمبروں کیساتھ بھی ہیں لیکن پیغمبر معصوم ہوتے ہیں نبوت ملنے سے پہلے بھی اور نبوت ملنے کے بعد بھی کفر سے، شرک سے، گناہوں سے۔ تو وہ جو عصمت انبیاء ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معصوم رکھا ہے اگر وہ نہ ہوتی تو یوسف علیہ السلام بھی ضرور مبتلا ہو جاتے اور اکثر تفسیروں والے برہان کے متعلق فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی مثالی شکل سامنے آ گئی اور انہوں نے اپنے منہ میں انگلی دبائی ہوئی ہے کہ بیٹا اس کام کے قریب نہ جانا۔ تو برہان رب سے وہ مثالی شکل مراد ہے۔

مثالی شکل کا مفہوم :

مثالی شکل کے متعلق بھی بات سمجھ لیں۔ مثالی شکل کا مطلب یہ ہے کہ میری شکل جو تمہارے سامنے ہے یہ حقیقی ہے اس جیسی شکل تمہیں کسی اور جگہ نظر آئے کہ جہاں میں موجود نہ ہوں تو میری مثالی شکل ہوگی۔ جیسے خواب میں لوگ ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں، گفتگو بھی کرتے ہیں، کھاتے پیتے بھی ہیں اور بسا اوقات لڑتے جھگڑتے بھی ہیں۔ یہ مثالی شکلیں ہوتی ہیں اصل کو کوئی پتہ نہیں ہوتا۔ مثلاً صبح کو اٹھ کر تم اس سے پوچھو کہ میری تیرے ساتھ ملاقات ہوئی ہے تو وہ کہے گا کہ مجھے تو کوئی علم نہیں ہے تو یہ ملاقات اس کی شکل مثالی سے ہوئی ہے۔ بعض لوگ تو ویسے ہی جھوٹی کہانیاں بیان کرتے رہتے ہیں اور بعض لوگ ثقہ ہوتے ہیں جو سچی بات کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے فلاں بزرگ سے ملاقات کی

حالانکہ وہ بزرگ فوت ہو چکے ہوتے ہیں یا وہاں سے دور ہوتے ہیں تو یہ ملاقات ان کی شکل مثالی کیساتھ ہوتی ہے نہ کہ اصل کیساتھ بلکہ اصل کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ مثال کہاں گئی اور کیا کر کے آئی ہے اور کیا کہا ہے۔ تو یہ یعقوب علیہ السلام کی مثالی شکل تھی اس شکل کے آنے سے نہ حاضر وناظر کا مسئلہ ثابت ہوتا ہے اور نہ علم غیب کا۔ اگر یعقوب علیہ السلام کو علم ہوتا تو روتے روتے ان کی آنکھوں کی بینائی نہ جاتی جیسا کہ آگے تم پڑھو گے کہ روتے روتے ان کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی۔ اگر اصل کو پتہ ہوتا تو رونے کی کیا ضرورت تھی؟ کہتے میرا بیٹا مصر میں موجود ہے میں اسکو وہاں دیکھ کر آیا ہوں۔ تو فرمایا کہ وہ پھسلانے کا قصد کر چکی تھی اور وہ بھی قصد کر لیتے اگر اپنے رب کا برہان نہ دیکھتے یعنی عصمت کی مضبوطی نہ ہوتی اور یعقوب علیہ السلام کی شکل سامنے نہ آتی۔ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اسی طرح تا کہ ہم پھیر دیں اس سے برائی اور بے حیائی کو۔ گناہ تو اور بھی بڑے ہیں مگر زنا بہت بری چیز ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس عورت نے بدکاری کرائی غیر کا نطفہ خاوند کیساتھ ملایا جنت اس پر حرام ہے۔ اور جنت اس لئے حرام ہے کہ اس میں شرعی ورثاء کی حق تلفی ہوتی ہے۔ کیونکہ ایسی تو کوئی عورت نہیں ہے جو خاوند کو بتلائے کہ یہ تمہارا نہیں ہے تو غیر کے نطفے کو خاوند کا وارث بنا دیا۔ اس نے زمین بھی لینی ہے، مکان سے بھی حصہ لے گا یہ بڑا سنگین جرم ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی [بنی اسرائیل: ۳۲] "اور قریب نہ جاؤ زنا کے۔" زنا کرنا تو الگ چیز ہے قریب جانے سے بھی منع فرمایا۔ زنا بڑے گناہوں میں سے ہے جنت اس پر حرام ہے اور جو حکم عورت کا ہے وہی مرد کا ہے کہ اس نے زنا کر کے اپنے نطفے کا غیر کو وارث بنا دیا ہے۔ اس کی زمین بھی لی، مکان بھی لیا

بہت گناہ کی بات ہے۔ فرمایا اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ بیشک وہ یوسف علیہ السلام ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھے۔ پیغمبر کو رب تعالیٰ منتخب فرماتے ہیں اور پیغمبر سے زیادہ رتبہ اور درجہ کسی کا نہیں ہوسکتا۔ فرمایا وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھے اس لیے ہم نے ان کو بچایا اور محفوظ رکھا۔

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٥﴾ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٢٦﴾ وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٢٧﴾ فَلَمَّا رَأَى قَمِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ﴿٢٨﴾ يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا وَاسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ إِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ ﴿٢٩﴾ ع

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ اور وہ دونوں دوڑے دروازے کی طرف وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ اور پھاڑ دیا اس عورت نے یوسف علیہ السلام کا کرتا مِنْ دُبُرٍ پیچھے سے وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا اور پایا ان دونوں نے اس کے آقا خاوند کو لَدَا الْبَابِ دروازے کے پاس قَالَتْ کہنے لگی مَا جَزَاءُ کیا سزا ہے مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ جو ارادہ کرے تیری بیوی کے ساتھ سُوءًا برائی کا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ مگر یہ کہ اسکو قید کیا جائے أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ یا سزا ہو دردناک قَالَ کہا یوسف علیہ السلام نے هِيَ رَاوَدَتْنِي اس عورت نے مجھے پھسلانا چاہا ہے عَنْ نَفْسِي میری خواہش کے بارے میں وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ أَهْلِهَا اور گواہی دی ایک گواہی دینے والے نے اس عورت کے لوگوں میں سے إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ اگر ہو اس کی قمیص قُدَّ مِنْ

قُبُلٍ پھاڑی گئی سامنے سے فَصَدَقَتْ تو یہ سچ کہتی ہے وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ

اور وہ جھوٹوں میں سے ہے وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ اور اگر ہے اسکی

قمیص پھاڑی گئی پیچھے سے فَكَذَبَتْ تو وہ عورت جھوٹ کہتی ہے وَهُوَ مِنَ

الصّٰدِقِيْنَ اور یہ سچوں میں سے ہے فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ پس جب دیکھا عزیز

مصر نے اسکی قمیص کو قُدَّ مِنْ دُبُرٍ پھاڑی گئی ہے پیچھے سے قَالَ کہنے لگا اِنَّهٗ مِنْ

كَيْدِكُنَّ بیشک یہ تمہارے فریبوں میں سے ہے اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ بیشک

تمہاری فریب کاریاں بڑی ہیں يُوْسُفُ اے یوسف (علیہ السلام) اَعْرِضْ

عَنْ هٰذَا درگذر کر اس بات سے وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ اور اے زلیخا تو

معافی مانگ اپنے گناہ سے اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِيْنَ بے شک تو ہی خطا

کاروں میں سے ہے۔

کل کے سبق میں تم پڑھ چکے ہو کہ عزیز مصر کی بیوی یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہوگئی اور خواہش پوری کرنے کی اس کو دعوت دی مگر اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کی حفاظت فرمائی۔ جب اس عورت نے دروازے بند کردیے تو یوسف علیہ السلام نے وہاں سے دوڑ لگادی۔ وہ عورت بھی ان کے پیچھے دوڑ پڑی ان کو پکڑنے کیلئے اس کا ہاتھ یوسف علیہ السلام کے کرتے تک پہنچا جس سے کرتا پھٹ گیا اور یوسف علیہ السلام اس کے قابو میں نہ آئے دونوں باہر والے دروازے پر پہنچے تو آگے عزیز مصر بھی کھڑا تھا۔ اس نے بھی دیکھ لیا کہ یوسف علیہ السلام آگے آگے ہیں یہ پیچھے پیچھے دوڑ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَاسْتَبَقَا الْبَابَ اور وہ دونوں یوسف علیہ السلام اور عزیز مصر کی بیوی دوڑے دروازے کی

طرف۔آگے آگے یوسف تھے برائی سے بچنے کیلئے اور پیچھے پیچھے عزیز مصر کی بیوی تھی جو اپنی خواہش پوری کرنے کیلئے ان کو پکڑنا چاہتی تھی۔اس نے پیچھے سے قمیص پکڑ لی وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ اس عورت نے یوسف علیہ السلام کی قمیص پیچھے سے پھاڑ دی اور یوسف علیہ السلام دروازے سے باہر نکل گئے زلیخا بھی پیچھے آ رہی تھی وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ اور پایا ان دونوں نے اس عورت کے خاوند اور آقا کو یعنی عزیز کو دروازے کے پاس۔وہ سفر سے واپس آئے تھے۔

زلیخا کی مکاری :

جب زلیخا نے اپنے خاوند کو دیکھا تو فوراً پینترا بدلا اور الٹا یوسف علیہ السلام کو قصوروار ٹھہرانے کی کوشش کی قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا کہنے لگی کیا سزا ہے اسکی جو ارادہ کرتا ہے تیری بیوی کے ساتھ برائی کا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ مگر یہ کہ اسکو قید کیا جائے اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ یا اور کوئی سزا ہو دردناک یعنی پٹائی وغیرہ کی جائے۔اس موقع پر اگر یوسف علیہ السلام خاموشی اختیار کرتے تو اس عورت کی بات کی تصدیق ہو جاتی لہذا آپ نے اپنی صفائی کا حق استعمال کیا قَالَ کہا یوسف علیہ السلام نے هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ اس عورت نے مجھے پھسلانا چاہا ہے میری خواہش کے بارے میں یعنی مجھے برائی پر آمادہ کرنا چاہتی تھی میں نے دوڑ لگا کر اپنی عزت بچائی ہے اور یہ جو کچھ کہہ رہی ہے غلط ہے اسکا بیان حقیقت کیخلاف ہے۔اب فیصلہ کس طرح ہو؟ وہ کہتی ہے میں سچی ہوں اور یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں سچا ہوں۔جب عزیز مصر کیلئے حقیقت حال معلوم کرنا مشکل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کی بے گناہی ثابت کرنے کیلئے یہ انتظام فرمایا کہ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اور گواہی دی ایک گواہی دینے والے نے اس عورت

کے خاندان کے لوگوں میں سے ہے۔ کیا گواہی دی؟ فرمایا اِنْ کَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ اگر ہو یوسف علیہ السلام کی قمیص پھاڑی گئی سامنے سے آگے سے فَصَدَقَتْ تو زلیخا سچی ہے وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ اور وہ جھوٹوں میں سے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اقدام کیا ہے اور وہ بچنا چاہتی تھی وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ اور اگر ہے یوسف کی قمیص پھٹی ہوئی پیچھے سے فَكَذَبَتْ تو وہ عورت جھوٹ کہتی ہے وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ اور وہ یوسف علیہ السلام سچوں میں سے ہیں کہ وہ بھاگ رہے تھے زلیخا نے پیچھے سے پکڑنے کی کوشش کی اور قمیص پھاڑ دیا۔

قرائن کی شہادت سے قطعی فیصلہ تو نہیں ہوسکتا البتہ مدد مل سکتی ہے :

یہ قرائن کی شہادت تھی قرائن کی شہادت سے قطعی فیصلہ تو نہیں ہوسکتا البتہ فیصلہ کرنے میں مدد مل سکتی ہے کیونکہ فیصلہ کا مدار گواہی ہے قطعی فیصلہ گواہی پر ہوتا ہے۔ البتہ علامتوں سے فیصلے میں مدد ضرور مل سکتی ہے اور اگر گواہی کسی کے پاس نہ ہو اور کئی دعویدار ہوں تو پھر فیصلہ علامات اور قرائن سے ہوسکتا ہے۔ مثلاً تابعین اور تبع تابعین کے دور میں قاضی عیاض کے پاس کاتی ہوئی اون یا روئی کی ایک اٹی لائی گئی جس کی ملکیت کی دعویدار دو عورتیں تھیں۔ قاضی صاحب نے دونوں عورتوں کو ایک ایک کر کے بلایا اور پوچھا کہ یہ سوت تم نے کس چیز پر لپیٹا تھا ایک عورت نے کہا کہ روٹی کے ایک ٹکڑے پر لپیٹا تھا اور دوسری نے کہا کہ اخروٹ کے دانے پر لپیٹا تھا چنانچہ اٹی کو آخر تک کھولا گیا اور اس میں سے جس عورت کے بیان کے مطابق چیز نکلی اس کے حق میں فیصلہ دے دیا گیا۔ گویا یہ فیصلہ بھی علامت پر تھا تو قرائن کی یہ شہادت عزیز مصر کو پسند آئی فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ پس جب دیکھا عزیز مصر نے اسکی قمیص کو پھاڑی گئی ہے پیچھے سے قَالَ کہنے لگا اِنَّهٗ مِنْ

کَیْدِکُنَّ بیشک یہ تمہارے فریبوں میں سے ہے۔ یعنی تیرا بیان جھوٹ پر مبنی ہے اور حقیقت یہ ہے اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ بیشک تم عورتوں کی فریب کاریاں بہت بڑی ہیں۔ اکثر مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ یہ گواہی دینے والا ایک شیر خوار بچہ تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے بولنے کی طاقت عطا فرمائی اور اس نے یوسف علیہ السلام کی صداقت کی گواہی دی۔

تین بچوں نے پنگھوڑے میں گفتگو کی :

اور بخاری شریف میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین بچوں نے گہوارے میں گفتگو کی ہے۔ ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنہوں نے اپنی نبوت کی گواہی دی اور اس میں والدہ کی پاکدامنی بھی ہوگئی اور دوسرا ایک راہب تھا جسکا نام جریج تھا۔ وہ بڑا نیک اور پارسا آدمی تھا اور ایسے شخص کے دشمن بہت سے فاسق، فاجر شیطان کے پیرو لوگ ہوتے ہیں۔ ہوا اس طرح کہ ایک عورت کے ہاں بچہ ہوا جس کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی تھی۔ اس سے لوگوں نے پوچھا کہ یہ بچہ کس کا ہے؟ اس نے کہا یہ جریج راہب کا ہے۔ لوگ اکٹھے ہوکر جریج کے پاس گئے اس کو برا بھلا کہا کہ تو نے یہ حرکت کی ہے۔ اس نے کہا مجھے وہاں لے چلو وہ عورت اور بچہ کہاں ہے وہاں گئے تو جریج نے لاٹھی بچے کے سینے پر رکھ کر کہا کہ بتا بچے تیرا باپ کون ہے؟ تو اس نے بول کر بتایا کہ فلاں چرواہا ہے۔ اب لگے ان سے اپنی زیادتی کی معافیاں مانگنے۔ اس نے کہا کوئی بات نہیں میری والدہؒ نے بددعا دی تھی وہ پوری ہوگئی ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (بنی اسرائیل میں) ایک عورت تھی اس نے اپنے بیٹے کو آواز دی وہ اپنے عبادت خانے میں تھا۔ کہنے لگی جریج! جریج نے کہا یا اللہ! میں کیا کروں نماز پڑھوں یا ماں کا جواب دوں؟ تین مرتبہ والدہ نے آواز دی مگر اس نے جواب نہ دیا کہ نماز پڑھوں یا والدہ کا جواب

دوں۔ بالآخر والدہ نے تنگ آکر بدعا کی کہ یا اللہ! جریج اس وقت تک نہ مرے جب تک کنجریوں کا منہ نہ دیکھ لے۔تو فرمایا کہ میری والدہ کی بدعا پوری ہوگئی ہے۔اور تیسرا ایک بچہ تھا جو اپنی ماں کا دودھ پیتا تھا۔ادھر سے ایک آدمی بڑا خوبصورت، خوش لباس گذرا۔ماں نے کہا اے پروردگار! میرے بچے کو بھی ایسا ہی بنانا تو بچہ بول پڑا کہ پروردگار! مجھے ایسا نہ بنانا۔ابن ماجہ اور مستدرک حاکم میں چار بچوں کے بولنے کا ذکر ہے۔اس میں یوسف علیہ السلام کی گواہی دینے والے بچے کا بھی ذکر ہے۔

تو یوسف علیہ السلام کے حق میں گواہی ایک شیر خوار بچے نے دی۔ایسا نہیں ہے جیسا کہ مودودی صاحب نے تفسیر بیان کی ہے کہ ممکن ہے گواہی دینے والا ایک جج اور مجسٹریٹ ہو۔لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

اس کا مطلب یہ بنے گا کہ وزیر اعظم صاحب جج یا مجسٹریٹ کے پاس گیا ہوگا کہ میری بیوی کا یہ حال ہے۔تو یہ کوئی عقل کی بات ہے؟ بلکہ یہ بات تو عقل کیخلاف ہے کہ وہ جج اور مجسٹریٹ کو جا کر کہے کہ میری بیوی کا یہ معاملہ ہے۔اور مودودی صاحب کی بات نقل کے بھی خلاف ہے جیسا کہ تم حدیث سن چکے ہو۔اور یہ بات بھی ذہن نشین کرلیں کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی فریب کاری کے متعلق فرمایا ہے کہ تمہاری مکاری بہت بڑی ہے۔جبکہ شیطان کے متعلق فرمایا اِنَّ کَیۡدَ الشَّیۡطٰنِ کَانَ ضَعِیۡفًا [سورۃ نساء] ''شیطان کی مکاری تو کمزور ہے۔'' اس لئے عورتوں کی مکاری سے چوکنا رہنا چاہئے۔بہر حال عزیز مصر نے اپنی بیوی کیخلاف فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا یُوۡسُفُ اَعۡرِضۡ عَنۡ هٰذَا! اے یوسف علیہ السلام اس معاملے سے درگزر کرو معاف کر دو چھوڑ دو۔اور ادھر اپنی بیوی سے کہا وَاسۡتَغۡفِرِیۡ لِذَنۡۢبِکِ اِنَّکِ کُنۡتِ مِنَ الۡخٰطِئِیۡنَ اور اے زلیخا تو معافی مانگ اپنے

گناہ سے بیشک تو ہی خطا کاروں میں سے ہے۔ غلطی کا ارتکاب تو نے کیا ہے اور یوسف علیہ السلام پر غلط الزام لگایا ہے اور پھر خود جج بن کر اسکو سزا دلوانے کا بھی کہا ہے۔

وَقَالَ نِسْوَةٌ

فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ ع

وَقَالَ نِسْوَةٌ اور کہا کچھ عورتوں نے فِی الْمَدِیْنَةِ شہر میں امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عزیز کی بیوی پھسلاتی ہے اپنے غلام کو عَنْ نَّفْسِهٖ اس کی خواہش کے بارے میں قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا تحقیق وہ اس کی محبت میں فریفتہ ہوگئی ہے اِنَّا لَنَرٰهَا بیشک ہم دیکھتی ہیں اسکو فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ کھلی گمراہی میں فَلَمَّا

سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ پس جب سنی عزیز مصر کی بیوی نے ان عورتوں کی فریب کاری کی باتیں اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ اوران کی طرف پیغام بھیجا وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً اور تیار کی ان کیلئے مجلس طعام وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ اوردی اس نے ہرایک کو مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا ان میں سے چھری وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ اوراس نے کہا یوسف علیہ السلام سے کہ نکل آؤ ان کے سامنے فَلَمَّا رَاَيْنَهٗ پس جب ان عورتوں نے اسکو دیکھا اَكْبَرْنَهٗ تو اسکو بڑا خیال کیا وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ اور کاٹ ڈالے انہوں نے اپنے ہاتھ وَقُلْنَ اور کہنے لگیں حَاشَ لِلّٰهِ وہ پاک ہے اللہ تعالیٰ مَا هٰذَا بَشَرًا نہیں ہے یہ بشر اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ نہیں ہے مگر بزرگ فرشتہ قَالَتْ زلیخا نے کہا فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ یہ وہی ہے لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ کہ تم ملامت کرتی تھیں مجھے اس کے بارے میں وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ اورالبتہ تحقیق میں نے اس سے مطالبہ کیا تھا اس کی خواہش کے بارے میں فَاسْتَعْصَمَ مگر وہ بچا ہے بڑی سختی کیساتھ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ اوراگر وہ نہیں کریگا مَآ اٰمُرُهٗ وہ کاروائی جو میں اسکو کہتی ہوں لَيُسْجَنَنَّ تو ضرور وہ قید میں ڈالا جائے گا وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ اور ہو جائے گا وہ بے عزت قَالَ کہا یوسف علیہ السلام نے رَبِّ اے میرے پروردگار السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ قید خانہ زیادہ اچھا ہے میرے نزدیک مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ اس چیز سے جس کی طرف یہ عورتیں مجھے بلاتی ہیں وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اوراگر تو نہیں پھیرے گا

مجھ سے ان عورتوں کے مکر کو اَصْبُ اِلَیْهِنَّ تو میں مائل ہوسکتا ہوں ان کی طرف وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ اور ہو جاؤں گا میں ناوانوں میں سے فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ پس قبول کی اس کے پروردگار نے اس کی دعا فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ پس پھیر دیا اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام سے ان کا مکر اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ بے شک رب تعالیٰ ہی سننے والا اور جاننے والا ہے ثُمَّ بَدَا لَهُمْ پھر واضح ہوئی بات ان سب کے سامنے مِنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ بعد اس کے کہ کئی نشانیاں دیکھ چکے تھے لَيَسْجُنُنَّهٗ البتہ ضرور اسکو قید میں رکھیں حَتّٰى حِيْنٍ ایک وقت تک۔

کل کے سبق میں تم نے پڑھا اور سنا کہ عزیز مصر کی بیوی زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو برائی کی طرف مائل کرنے کی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو محفوظ رکھا کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے تھے۔ زلیخا نے کمرہ میں بلا کر کمرے کی کنڈی بھی لگادی مگر یوسف علیہ السلام نے بھاگ کر عزت بچائی۔ اس نے پیچھے سے قمیص پکڑا جس سے وہ پھٹ گیا دروازے پر پہنچے تو وہاں عزیز مصر کو پایا۔ زلیخا نے فوراً پینترا بدلا اور یوسف علیہ السلام پر برائی کا الزام لگادیا۔ یوسف علیہ السلام نے جواباً اپنی صفائی پیش کی اور شیر خوار بچے نے یوسف علیہ السلام کی صداقت کی گواہی دی۔ عزیز مصر نے ہر چند اس واقعہ کو چھپانے کی کوشش کی مگر بات پھر بھی کسی نہ کسی طرح ظاہر ہوگئی اور شہر میں اس واقعہ کے تذکرے ہونے لگے اور عزیز مصر کی بیوی کی جو ہم پلہ عورتیں تھیں ان کیلئے یہ واقعہ خاص طور پر موضوع سخن بن گیا۔ آج کے درس میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

فرمایا وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ اور کہا کچھ عورتوں نے شہر میں۔ ظاہر بات ہے کہ عزیز مصر کی بیوی کا تعلق شہر کی اونچی سوسائٹی سے تھا جس میں بڑے بڑے امراء اور

وزراء کی بیویاں شامل تھیں۔ انہوں نے آپس میں چہ میگوئیاں شروع کردیں کہ اِمْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ عزیز کی بیوی پھسلاتی ہے اپنے غلام کو اس کی خواہش کے بارے میں کہ وہ میری خواہش پوری کرے۔ اسکو کیا ہوگیا ہے؟ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا تحقیق وہ اس کی محبت میں فریفتہ ہوگئی ہے کہ زلیخا کنعانی غلام کو دل دے بیٹھی ہے۔ غلام کی معاشرے میں کوئی حیثیت نہیں ہوتی لہذا ایک اعلیٰ خاندان کی عورت کا غلام پر فریفتہ ہونا زیادہ قابل ملامت ہے۔ اِنَّا لَنَرٰهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ بیشک ہم دیکھتی ہیں اسکو کھلی گمراہی میں۔ صریح غلطی ہے اسکی کہ غلام پر فریفتہ ہوگئی اگر ہونا ہی تھا تو وزیر داخلہ یا وزیر بلدیات پر فریفتہ ہوتی۔ جب شہر میں زلیخا کیخلاف اس قسم کا پروپیگنڈہ شروع ہوگیا اس تک بھی بات پہنچ گئی کہ میرے متعلق اس قسم کی باتیں ہو رہی ہیں تو اس نے اپنے دفاع میں تدبیر کی کہ میرا اس پر فریفتہ ہونا بلا وجہ نہیں ہے۔

مصر کی عورتوں کی زلیخا پر الزام تراشی اور زلیخا کا دفاع کرنا :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ پس جب سنی عزیز مصر کی بیوی، زلیخا نے ان عورتوں کی فریب کاری کی باتیں اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ اور ان کی طرف پیغام بھیجا وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً اور ان کیلئے مجلس طعام کا اہتمام کیا۔ مُتَّكَاً کا لغوی معنٰی ہے تکیہ گاہ، یعنی ایسی نشستیں جن پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں۔ عرب کا رواج یہی تھا کہ فرش پر قالین بچھا کر ہر مہمان کیلئے تکیہ رکھ دیا جاتا تھا جس سے ٹیک لگا کر مہمان بیٹھتے تھے پھر ان کے سامنے چھوٹے میز رکھے جاتے تھے جن کو خوان کہتے تھے ان میزوں پر کھانا رکھا جاتا کہ مہمان جھکے بغیر آسانی سے کھالے۔ بہرحال زلیخا نے ہم طبقہ عورتوں کیلئے کھانے کا انتظام کیا اور نہایت باعزت طریقے سے ان کو اپنے گھر بلایا تا کہ اعتراض کرنے والیوں پر واضح کر سکے

کہ جس پر وہ دل نثار کر چکی ہے وہ کوئی معمولی شخصیت نہیں ہے۔ جب تمام عورتیں اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئیں اور ان کے آگے کھانا چن دیا گیا وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا اور دی اس نے ان میں سے ہر ایک کو چھری۔ گوشت کاٹ کے کھانے کیلئے یا پھل کاٹ کے کھانے کیلئے تو زلیخا نے اپنے منصوبے کی تکمیل کیلئے یہ تدبیر اختیار کی وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ اور کہا زلیخا نے یوسف علیہ السلام سے کہ نکل آؤ ان کے سامنے۔ مالکہ کے حکم کی تکمیل میں یوسف علیہ السلام نہایت اطمینان کیساتھ مہمان عورتوں کے سامنے سے گذر گئے اور کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھا فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ پس جب ان عورتوں نے دیکھا یوسف علیہ السلام کو تو اسکو بڑا خیال کیا کہ یہ تو کوئی بڑی ہستی ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ معراج کی رات جب آنحضرت ﷺ تیسرے آسمان پر پہنچے تو یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے کہ یوسف علیہ السلام کو دنیا کے کل حسن و جمال کا نصف حصہ دیا گیا ہے اور باقی نصف باقی ساری مخلوق کو تقسیم کیا گیا ہے۔ بہر حال ان عورتوں پر یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کا اس قدر رعب طاری ہوا کہ وہ ہوش و حواس کھو بیٹھیں اور چھری کیساتھ گوشت یا پھل کاٹنے کی بجائے وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ اور کاٹ ڈالے انہوں نے اپنے ہاتھ۔ یعنی بے حسی میں ہاتھ کٹ گئے اور مولانا آزاد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب ''الجمال والکمال'' میں فرماتے ہیں کہ قَطَّعْنَ معروف کا صیغہ ہے انہوں نے خود اپنے ہاتھ کاٹے کہ یہ قریب آئے اور ہمارا خون صاف کرے اور قریب سے تلذذ حاصل کریں۔ بہر حال مہمان عورتیں یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر کہنے لگیں وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ اور کہنے لگیں وہ پاک ہے اللہ تعالیٰ جس نے اتنا خوبصورت اور خوب سیرت انسان بنایا۔ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ نہیں

ہے یہ بشر نہیں ہے مگر بزرگ فرشتہ۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کو دیکھ کر کہنے لگیں کہ یہ تو انسان معلوم ہی نہیں ہوتا یہ تو فرشتہ ہے عزت والا۔

پیغمبر بشر ہوتا ہے:

یہاں پر بدعتی کہتے ہیں کہ دیکھو مصر کی عورتوں نے کہا یہ بشر نہیں ہے یہ فرشتہ ہے تو معلوم ہوا کہ پیغمبر بشر نہیں ہے۔ بڑی عجیب بات ہے پیغمبر خود فرماتے ہیں هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا [اسراء:۹۳] ''نہیں ہوں میں مگر ایک انسان اور خدا کا پیغمبر۔'' اور سورہ ابراہیم آیت نمبر ۱۱ میں ہے قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ''کہا ان کو ان کے رسولوں نے نہیں ہیں ہم مگر انسان تمہارے جیسے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ اور لیکن اللہ تعالیٰ احسان فرماتا ہے جس پر چاہے اپنے بندوں میں سے۔'' اور اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں کہ پیغمبر بشر ہوتے ہیں۔ فرمایا مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ [آل عمران:۷۹] ''کسی بشر کیلئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب، حکم اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ ہو جاؤ تم میرے بندے اللہ کے سوا۔'' اس کے علاوہ اور بہت سی آیات ہیں جن میں پیغمبروں کی بشریت کا ذکر ہے۔ لیکن یہ بدعتی نہ اللہ تعالیٰ کی بات ماننے کیلئے تیار ہیں اور نہ پیغمبر کی بات ان کیلئے حجت ہے مگر مصر کی مکار عورتوں کی بات ان کیلئے حجت ہے۔ جیسی روح ویسے فرشتے۔ بخاری جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۵۸ اور مسلم شریف جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۱۳ میں روایت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے اپنا منصب بیان کرتے ہوئے فرمایا اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ''کہ میں تمہاری طرح کا بشر ہوں۔'' اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں كَانَ رَسُوْلُ

اَللّٰہِ ﷺ یَخْصِفُ نَعْلَہٗ ''کہ آنحضرت ﷺ پیوند لگاتے تھے اپنے جوڑے مبارک کو وَیَخِیْطُ ثَوْبَہٗ اور سیتے تھے کپڑے کو وَیَعْمَلُ فِیْ بَیْتِہٖ اور کام کرتے تھے اپنے گھر میں کَمَا یَعْمَلُ اَحَدُکُمْ جیسے کہ تم اپنے گھروں میں کام کرتے ہو وَقَالَتْ اور فرماتی ہیں کَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ آنحضرت ﷺ بشر میں سے بشر تھے۔'' مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۰ یَفْلِیْ ثَوْبَہٗ اپنے کپڑوں سے جوئیں بھی تلاش کرتے تھے وَیَحْلِبُ شَاتَہٗ اور دودھ نکالتے اپنی بکری کا وَیَخْدِمُ نَفْسَہٗ اور خدمت کرتے تھے اپنے نفس کی۔ اس حدیث پر ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے سمجھانے کیلئے اعتراض کیا ہے کہ جوئیں تو پیدا ہوتی ہیں بدن کے میل کچیل سے کہ بندہ غسل نہ کرے کپڑے نہ دھوئے تو میل جوئیں بن جاتی ہے اور آنحضرت ﷺ تو بڑا اہتمام فرماتے تھے اور آپ کا بدن مبارک تو بڑا پاک صاف ہوتا تھا۔ چاہے کپڑے سادے ہوتے تھے مگر ستھرے ہوتے تھے۔ آپ ﷺ کے بدن مبارک سے جو پسینہ مبارک نکلتا تھا وہ کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوتا تھا اور گرمی کے موسم میں جب پسینہ زیادہ آتا تھا تو صحابہ کرام ﷺ جمع کر کے شیشی میں رکھ لیتے تھے اور اہل خانہ کو وصیت کرتے تھے کہ میری وفات کے بعد سنت کے مطابق خوشبو میرے بدن اور کفن پر چھڑکو گے تو ساتھ یہ پسینہ بھی چھڑک دینا۔ تو جس ذات کے بدن کا پسینہ کستوری اور زعفران کو بھی مات کرتا ہو اس کے بدن میں جوئیں کہاں سے پیدا ہو گئیں؟ تو ملا علی قاریؒ نے اس کے دو جواب نقل کئے ہیں پہلا جواب یہ نقل کرتے ہیں کہ خشکی کی وجہ سے بدن میں خارش ہو جاتی ہے اور وہم ہوتا ہے کہ کہیں جوں تو نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ کرتا وغیرہ اتار کر دیکھتے تھے تو کچھ نہیں ہوتا تھا۔ یعنی جوئیں تلاش کرنے کیلئے کرتا اتارتے تھے ہوتا کچھ نہیں تھا تو یَفْلِیْ ثَوْبَہٗ صحیح ہے۔ اور دوسرا جواب یہ دیتے ہیں کہ آپ غربا مساکین کیساتھ مل کر بیٹھتے تو ان کے بدنوں سے جوئیں

آپ ﷺ کے بدن پر چڑھ جاتی تھیں اگرچہ آپ ﷺ کے بدن میں جوں نہیں ہوتی تھی۔ وہ تنگ کرتی تھی تو آپ ﷺ اس کو ڈھونڈتے تھے۔ فرماتی ہیں (کہ اگر مجھ کو تکلیف ہوتی تو) گھر میں جھاڑو بھی دے لیتے تھے، اپنا جوتا اور کپڑا سی لیتے تھے سب کام کر لیتے تھے۔ تو جتنے پیغمبر ہیں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی تک، تمام کے تمام انسان تھے بشر تھے۔ رب کا اپنا قول ہے، پیغمبروں کا ارشاد علیحدہ ہے۔ اس کے مقابلے میں کافر عورتوں کی بات کوئی حجت اور دلیل نہیں ہے۔ ان کا اپنا نظریہ تھا مَا هٰذَا بَشَرًا إِنْ هٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ یہ بشر نہیں ہے نہیں ہے یہ مگر فرشتہ ہے عزت والا۔ قَالَتْ زلیخا نے کہا فَذٰلِكُنَّ الَّذِي یہ وہ ہے لُمْتُنَّنِي فِيهِ کہ تم ملامت کرتی تھیں جس کے بارے میں میں تمہاری باتیں سن چکی ہوں کہ تم نے کہا ہے کہ دیکھو جی وزیر اعظم کی بیوی ایک غلام پر فریفتہ ہے۔ اب تم نے غلام دیکھ لیا ہے یہ نرا غلام نہیں ہے۔ ایک دفعہ دیکھنے سے انگلیاں کاٹ لی ہیں۔ یہ بات حقیقت ہے کہ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهُ عَنْ نَّفْسِهِ اور البتہ تحقیق میں نے اس سے مطالبہ کیا تھا اس کی خواہش کے بارے میں کہ میری خواہش پوری کرے فَاسْتَعْصَمَ مگر وہ بچا ہے بڑی سختی کیساتھ۔ رب تعالیٰ کی شان دیکھو جو کیسی سچی بات اس کی زبان سے نکلوا رہا ہے اور ان عورتوں کے سامنے یوسف علیہ السلام کی صفائی بیان کر رہی ہے کہ میں نے اس سے مطالبہ کیا تھا اور اسکو پھسلایا تھا لیکن اس نے اپنے آپ کو بڑی سختی اور مضبوطی کیساتھ بچایا ہے۔ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَا اٰمُرُهٗ اور اگر وہ نہیں کریگا وہ کاروائی جو میں اسکو کہتی ہوں، اگر میرے حکم کیمطابق کاروائی نہیں کریگا لَيُسْجَنَنَّ تو ضرور وہ قید میں ڈالا جائے گا وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ اور ہو جائے گا وہ بے عزت لوگوں میں سے، ذلیل اور خواروں میں سے۔ بڑا ذلیل کرونگی اسکو، مار پیٹ کے اسکو قید کر دیں گے۔

اب اس موقع پر خاموش رہنے کا تو کوئی معنیٰ نہیں تھا یوسف علیہ السلام کو بولنا چاہئے تھا اور وہ بولے قَالَ کہا یوسف علیہ السلام نے رَبِّ اے میرے پروردگار السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ قید خانہ زیادہ اچھا ہے میرے نزدیک، مجھے قید خانہ محبوب ہے مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْہِ اس برائی اور شر کی کاروائی سے جس کی طرف یہ عورتیں مجھ کو دعوت دیتی ہیں۔ یہ یَدْعُوْنَنِیْ جمع مؤنث کا صیغہ ہے، یہ بتلا رہا ہے کہ ان عورتوں نے بھی حق نمک ادا کیا ہوگا۔ آخر دعوت اڑائی ہے اشارے کنایے سے کہا ہوگا کہ دیکھو! تم یہاں رہتے ہو کھانا کھاتے ہو، کپڑے پہنتے ہو، یہ کرتے ہو وہ کرتے ہو کچھ تو اس کا خیال کرو۔ لیکن یوسف علیہ السلام نے کہا اے پروردگار! اس برائی سے مجھے قید خانہ محبوب ہے وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ کَیْدَھُنَّ اور اگر تو نہیں پھیرے گا مجھ سے ان عورتوں کے مکر کو اَصْبُ اِلَیْھِنَّ تو میں مائل ہو سکتا ہوں ان کی طرف۔ انسان ہوں انسانی خواہشات سب میں موجود ہیں اے پروردگار! بچانے والے صرف آپ ہیں اگر میں نے ایسا کام کیا وَاَکُنْ مِّنَ الْجٰھِلِیْنَ اور ہو جاؤں گا میں نادانوں میں سے۔ آپ کے احکام اور آپ کے عذاب سے ناواقف لوگوں میں سے ہو جاؤں گا فَاسْتَجَابَ لَہٗ رَبُّہٗ پس قبول کی اس کے پروردگار نے اس کی دعا فَصَرَفَ عَنْہُ کَیْدَھُنَّ پس پھیر دیا اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام سے ان کا مکر اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ بیشک رب تعالیٰ ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

یوسف علیہ السلام کو جیل ڈالنے کی وجہ :

اب یہ بات سب عورتوں کے سامنے آ گئی مصر کے گھر گھر اور گلی بازاروں میں یوسف علیہ السلام اور زلیخا کا ذکر چل رہا ہے۔ وزیر اعظم سوچنے پر مجبور ہو گیا اور یہ فیصلہ کیا کہ اس کو قید خانے میں ڈال دینا چاہئے تاکہ نہ بی بی اس کو دیکھے نہ اکٹھے رہیں اور نہ خرابی

پیدا ہو۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں ثُمَّ بَدَا لَهُمْ پھر واضح ہوئی بات ان سب کے سامنے مِنْ بَعْدِ مَا رَاَوُ الْاٰیٰتِ بعد اس کے کہ کئی نشانیاں دیکھ چکے تھے کہ دودھ پیتے بچے نے گواہی دی اور یہ کہ کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا ہے جس سے معلوم ہوا کہ یوسف سچے ہیں اور عورت غلط کار ہے۔ پھر عزیز مصر کا خود یقین کر لینا اور زلیخا کا عورتوں کے سامنے کہنا کہ میں نے اس کو کہا تھا اور یہ بچا رہا ہے۔ یہ سب شہادتیں واضح ہیں کہ یوسف علیہ السلام کا قطعاً کوئی قصور اور رجحان اور نہیں تھا۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ سب نشانیاں دیکھنے کے بعد ان کیلئے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ لَیَسْجُنُنَّهٗ البتہ ضرور اسکو قید میں رکھیں حَتّٰی حِیْنٍ ایک وقت تک۔ چنانچہ سات سال بھی لکھے ہیں اور بارہ سال بھی لکھے ہیں اتنا عرصہ یوسف علیہ السلام قید میں رہے۔ بقیہ حصہ آگے آئے گا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّىْٓ اَرٰىنِىْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّىْٓ اَرٰىنِىْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِىْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ؀۳۶ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ؀۳۷ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَاۗءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ؀۳۸ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ؀۳۹ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَاۗءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ؀۴۰

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ اور داخل ہوئے ان کیساتھ قید خانے میں فَتَيٰنِ دونو جوان قَالَ اَحَدُهُمَآ کہا ان دو میں سے ایک نے اِنِّىْٓ اَرٰىنِىْٓ بیشک میں نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا ہے اَعْصِرُ خَمْرًا کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں وَقَالَ الْاٰخَرُ اور کہا دوسرے نے اِنِّىْٓ اَرٰىنِىْٓ بیشک میں نے خواب میں

اپنے آپ کو دیکھا ہے اَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِیْ اٹھا رہا ہوں میں اپنے سر پر خُبْزًا
روٹیاں تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ پرندے ان روٹیوں کو کھا رہے ہیں نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ
بتلاؤ ہمیں اس کی تعبیر اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ بیشک ہم آپکو دیکھتے ہیں
نیکی کرنے والوں میں سے قَالَ فرمایا لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ نہیں آئے گا تمہارے
پاس کھانا تُرْزَقٰنِهٖ جو تمہیں دیا جاتا ہے اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ مگر میں بتا دوں
گا تمہیں تمہارے خوابوں کی تعبیر قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَكُمَا اس سے پہلے کہ کھانا
تمہارے پاس آئے ذٰلِكُمَا یہ مِمَّا وہ چیز ہے عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ جو تعلیم دی ہے مجھ کو
میرے رب نے اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ بیشک میں نے چھوڑی ہے ملت اس
قوم کی لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وہ قوم جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لائی وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ
هُمْ كٰفِرُوْنَ اور خود آخرت کی منکر ہے وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اور میں نے
پیروی کی اپنے آباء واجداد کی ملت کی اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ جو ابراہیم
اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام ہیں مَا كَانَ لَنَاۤ ہمیں کوئی حق نہیں ہے اَنْ
نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ یہ کہ ہم شریک ٹھہرائیں اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی چیز کو
ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ہمارے اوپر وَعَلَى النَّاسِ
اور لوگوں پر بھی وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ شکر یہ ادا
نہیں کرتے یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اے میرے قید خانے کے دوساتھیو! ءَاَرْبَابٌ
مُّتَفَرِّقُوْنَ کیا بہت سے معبود رب جو بکھرے ہوئے ہیں خَیْرٌ بہتر ہیں اَمِ اللّٰهُ

اَلْوَاحِدُ الْقَهَّارُ یا اللہ تعالیٰ ہی جو اکیلا ہے اور سب پر غالب ہے مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ نہیں عبادت کرتے تم اللہ تعالیٰ سے نیچے اِلَّآ اَسْمَآءً مگر کچھ ناموں کی سَمَّيْتُمُوْهَا نام رکھ دیئے ہیں اَنْتُمْ تم نے وَاٰبَآؤُكُمْ اور تمہارے آباؤ اجداد نے مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ نہیں نازل کی اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کوئی سند اور دلیل اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ نہیں ہے حکم مگر صرف اللہ تعالیٰ کا اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اس نے حکم دیا ہے یہ کہ تم نہ عبادت کرو اِلَّآ اِيَّاهُ مگر اللہ کی ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ یہی سیدھا دین ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

گذشتہ درس میں تم یہ بات سن چکے ہو کہ یوسف علیہ السلام کی بے گناہی ثابت ہونے کے باوجود انہوں نے یوسف علیہ السلام کو جیل میں ڈال دیا اس خیال کے پیش نظر کہ اس گھر میں رہتے ہوئے بی بی نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑنا لہذا جیل میں ڈال دو نظر سے اوجھل رہیں گے تو شاید بی بی بھول جائے گی۔ یہ قصور یوسف علیہ السلام کو قید خانے میں لے گیا۔ جس دن یوسف علیہ السلام کو قید خانے میں داخل کیا گیا دو نوجوان اور ان کیساتھ اسی وقت داخل کئے گئے یہ دونوں جوان مصر کے بادشاہ ریان ابن ولید کے خادم تھے۔

یوسف علیہ السلام کے ساتھیوں کی جیل جانے کی وجہ :

ایک ساقی تھا پانی پلانے والا جس کا نام بعض ابوحا بتلاتے ہیں اور بعض یونا بتلاتے ہیں اور دوسرا باورچی تھا اس کا نام بعض مخلا بتلاتے ہیں اور بعض غالب بتلاتے ہیں۔ ان دونوں پر الزام تھا کہ انہوں نے بادشاہ کو زہر دینے کی کوشش کی ہے۔ اور یہ معاملہ اس طرح

ہوا کہ بادشاہ کی جو مخالف قوتیں تھیں انہوں نے ریان ابن ولید کو راستے سے ہٹانے کا آسان راستہ نکالا کہ اس کے خادموں کو خرید کر اس کو زہر دے کر ختم کر دو کہ بادشاہ کو ویسے قتل کرانا مشکل سا معاملہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے خادموں کیساتھ میل جول کیا تعلقات بنائے کہ ان کو زہر دینے پر آمادہ کریں چنانچہ انہوں نے پہلے ابوحا ساقی کیساتھ میل جول کیا جب اس کے سامنے اپنے مقصد کا اظہار کیا اور بڑا لالچ بھی دیا کہ ہم تم کو اتنا کچھ دیں گے، یہ دیں گے اور وہ دیں گے، ابوحا ساقی نے کہا کہ وہ میرا آقا ہے میرا محسن ہے اور میرے حق میں بہت اچھا ہے میں اپنے محسن کا احسان کیوں برباد کروں پھر کرسی اور اقتدار کی کوشش تو تمہاری ہے میں خواہ مخواہ اس کو زہر دیکر ماردوں مجھ سے اس کی توقع بالکل نہ رکھنا اور مجھے تمہارے اس لالچ کی بھی ضرورت نہیں ہے میرا محسن بادشاہ جو تنخواہ مجھے دیتا ہے مجھے کافی ہے اور اگر تم نے میرے ساتھ دوبارہ بات کی تو میں بادشاہ کو بتلادوں گا۔ جب وہ ساقی سے ناامید ہو گئے تو کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے باورچی کیساتھ میل جول شروع کیا۔ وہ لالچی آدمی تھا اس کو لالچ دیا کہ ہم تجھے اتنی رقم دیں گے تم موقع پا کر بادشاہ کو زہر دے دینا ہم اس سے بہت تنگ ہیں۔ لالچ دنیا میں بہت بری بلا ہے باورچی ان کے چکمے میں آ گیا اور جو ساقی تھا وہ جستجو میں رہتا کیونکہ پہلے اس سے بات ہوئی تھی تو باورچی جب کھانا تیار کرتا تو وہ اس پر نظر رکھتا تھا کہ یہ شرارت نہ کرے۔ چنانچہ اُس نے موقع پا کر کھانے میں زہر ملا دیا۔ ساقی نے دیکھ لیا۔ جس وقت کھانا بادشاہ کے سامنے رکھا گیا تو ساقی جگ وغیرہ پکڑ لایا کہ پانی پلانا ہے، شراب پلانی ہے۔ باورچی کچھ کھانا رکھ کر کچھ باورچی خانے سے لینے گیا تو ساقی نے کہہ دیا بادشاہ سلامت کھانا احتیاط سے کھائیں۔ بادشاہ کیلئے اتنی بات کافی تھی سمجھ گیا اس نے فوراً ڈاکٹر کو طلب کیے کھانا ٹیسٹ کرایا تو زہر نکلا۔ باورچی نے کہا کہ ساقی نے

ڈالا ہے ساقی نے کہا کہ باورچی نے ڈالا ہے تو دونوں کو جیل میں ڈال دیا گیا کہ ایک تو مجرم ہے اور ایک کو شبہ میں دونوں میں سے ایک تو مجرم ہے تحقیق کے بعد جس پر جرم ثابت ہوگا اس کو سزا دی جائے گی۔ اس کا ذکر ہے وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ اور داخل ہوئے یوسف علیہ السلام کیساتھ قید خانے میں دو نوجوان۔ کچھ دنوں کے بعد انہوں نے خواب دیکھے قَالَ اَحَدُهُمَآ ان میں سے ایک نے کہا جو ساقی تھا اِنِّيْٓ اَرٰنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا بیشک میں نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں، شراب بنا رہا ہوں، شراب نکال رہا ہوں بس خواب صرف اتنا ہے وَقَالَ الْاٰخَرُ اور دوسرے نے کہا اِنِّيْٓ اَرٰنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا بیشک میں نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا ہے میں نے اپنے سر پر روٹیوں کا چھابا (ٹوکرا) اٹھایا ہوا ہے تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ پرندے ان روٹیوں کو کھا رہے ہیں نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ بتلاؤ ہمیں اس کی تعبیر۔ آپ ہمیں ہمارے خواب کی تعبیر بتائیں اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ بیشک ہم آپکو دیکھتے ہیں نیکی کرنے والوں میں سے۔ بڑے نیک آدمی ہو اسلئے خواب کی تعبیر بتلاؤ۔

یوسف علیہ السلام نے دوران قید بھی توحید کا سبق دیا :

حضرت یوسف علیہ السلام نے موقع غنیمت سمجھا عقیدہ توحید بیان کرنے کیلئے قَالَ فرمایا لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ نہیں آئے گا تمہارے پاس کھانا تُرْزَقٰنِهٖٓ جو تمہیں دیا جاتا ہے وقت پر اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ مگر میں بتا دوں گا تمہیں تمہارے خوابوں کی تعبیر مثلاً تمہیں ایک کھانا دوپہر کے وقت ملتا ہے تو میں تمہیں اس کھانے سے پہلے تمہارے خواب کی تعبیر بتا دونگا قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا اس سے پہلے کہ کھانا تمہارے پاس آئے ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ یہ وہ چیز ہے جو تعلیم دی ہے مجھ کو میرے رب نے یعنی یہ خوابوں کی تعبیر

وہ فن ہے جو میرے رب نے مجھے سکھایا ہے مگر اس سے پہلے میں نے تمہیں ایک ضروری بات کہنی ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے کہ اس وقت پھنسے ہوئے ہیں میری بات کو توجہ سے سنیں گے ان کو رب تعالیٰ کی توحید کا سبق دیا، قیامت سمجھائی ، اپنے باپ دادا جو پیغمبر تھے ان کا نام لیکر رسالت کا ذکر کیا اور اس طرح اپنا فریضہ ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے جیل میں بھی حق کی تبلیغ کی۔ فرمایا اِنِّیۡ تَرَکۡتُ مِلَّۃَ قَوۡمٍ لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ بیشک میں نے چھوڑی ہے ملت اس قوم کی جو قوم اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتی وَہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ کٰفِرُوۡنَ اور خود وہ آخرت کی بھی منکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان نہ لانے کا مطلب سمجھ لیں۔ میں یہ بات کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ مشرک لوگ رب تعالیٰ کے وجود کے منکر نہیں تھے نہ پہلے مشرک منکر تھے اور نہ اس زمانے کے مشرک رب تعالیٰ کے وجود کے منکر ہیں۔ مشرک رب تعالیٰ کے وجود کے قائل ہیں اور اسکو رب، خالق ، مالک بھی مانتے ہیں مگر اس کی صفات میں انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بلند ہے اور ہم بہت پست لوگ ہیں (اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اس سے آگے جو نتیجہ نکالتے ہیں وہ غلط ہے۔) کہ ہماری رب تعالیٰ تک رسائی نہیں ہو سکتی جب تک ولیوں کی سیڑھیاں نہ لگائیں وَیَقُوۡلُوۡنَ ہٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنۡدَ اللّٰہِ [یونس:۱۸] ''اور کہتے ہیں یہ لوگ (جن کی ہم عبادت کرتے ہیں، سورتے پکارتے ہیں) یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے پاس۔'' اور سورۃ زمر آیت نمبر ۳ میں ہے، کہتے ہیں مَا نَعۡبُدُہُمۡ اِلَّا لِیُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَی اللّٰہِ زُلۡفٰی ''ہم ان کی پوجا پاٹ نہیں کرتے مگر اسلئے کہ یہ ہمیں رتبے اور درجے میں اللہ تعالیٰ کے قریب کرتے ہیں۔'' تو مشرک لوگ رب تعالیٰ کے وجود کے منکر نہیں ہیں بلکہ رب تعالیٰ کیساتھ بڑی

عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ آٹھویں پارے میں تم پڑھ چکے ہو مشرکین زمین کی پیداوار میں سے رب تعالیٰ کا حصہ بھی نکالتے تھے اور اپنے دوسرے معبودوں اور شریکوں کا حصہ بھی نکالتے تھے۔ فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ ''پس کہا انہوں نے یہ اللہ کا حصہ ہے اپنے خیال سے وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا اور یہ ہمارے شریکوں کیلئے ہے۔'' یعنی لات، منات، عزیٰ وغیرہ کیلئے تو مشرک پہلے رب تعالیٰ کا حصہ نکالتے تھے پھر اپنے دوسرے معبودوں کا حصہ نکالتے تھے اور اسی مقام پر آٹھویں پارے میں مذکور ہے کہ دو ڈھیر پاس پاس ہوتے تھے ایک اللہ تعالیٰ کا اور دوسرا مثلاً لات، منات وغیرہ کا۔ تو اگر اللہ تعالیٰ کے ڈھیر سے کچھ دانے ادھر دوسرے ڈھیر میں مل جاتے تو نہیں نکالتے تھے کہتے تھے رب تعالیٰ تو غنی ہے کوئی بات نہیں ہے اور اگر ان کے ڈھیر سے کچھ دانے رب تعالیٰ کے ڈھیر کیساتھ مل جاتے تو فوراً نکال لیتے تھے کہتے کہ یہ محتاج ہیں ان کا نقصان نہیں ہونا چاہئے۔ یہ سب کچھ مانتے ہوئے بھی وہ مشرک تھے۔ عقیدے اور عمل سے شرک کا پتا چلتا ہے باقی مشرک کے سینگ نہیں ہوتے شاید تم یہ سمجھو کہ مشرک کے سر پر سینگ ہوتے ہیں بلکہ عام بندوں کی طرح بندہ ہی ہوتا ہے خوبصورت عمدہ لباس بعضوں کی کوٹھیاں بھی اعلیٰ ہوتی ہیں اور ہوتے مشرک ہیں۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا بیشک میں نے چھوڑ دی ملت اس قوم کی جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتی یعنی اس کے احکام کو نہیں مانتی آخرت کا انکار کرتی ہے وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اور میں نے پیروی کی اپنے آباء واجداد کی ملت کی اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ جو ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی ملت کی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے والد تھے اسحاق علیہ السلام دادا تھے اور ابراہیم علیہ السلام پردادا تھے۔ اسی لئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ کسی نے آنحضرت سے پوچھا کہ

الکریم لوگ کون سے ہوتے ہیں؟ فرمایا یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم کہ پیغمبروں کی لڑی چلی آئے۔

ع این خانہ ہمہ آفتاب است

''یہ سارا گھرانہ ہی سورج ہے'' کہ سب پیغمبر ہیں۔ تو فرمایا میں نے اپنے باپ دادا کی ملت کی پیروی کی ہے۔

اچھے لوگوں کی پیروی کرنا مطلوب ہے :

اس سے معلوم ہوا کہ اچھے لوگوں کی پیروی کرنا مطلوب ہے۔ سورہ لقمان آیت نمبر ۱۵ میں ہے وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ''اور پیروی کر اس شخص کی جو میری طرف رجوع کرتا ہے۔'' یہ جو ائمہ کرام ہیں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ اور جو محدثین کرام ہیں رحمہ اللہ تعالیٰ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں ان کی پیروی کرنے کا حکم قرآن کریم میں ہے۔ ان کی طرف اپنی نسبت کرنا کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ ایسا نہیں ہے جیسا کہ غیر مقلد کہتے ہیں کہ اماموں کی طرف نسبت کرنا ناجائز ہے یہ غلط کہتے ہیں کیونکہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ ان کی پیروی مطلوب ہے۔ ہاں اچھے ہونے چاہئے اگر کوئی یہ ثابت کردے کہ امام ابوحنیفہؒ رب تعالیٰ کے نافرمان ہیں، رب تعالیٰ کے باغی تھے تو پھر بات علیحدہ ہے۔ اگر کوئی اپنی گڈی ان کیساتھ ملاتا ہے تو اسی لئے کہ یہ رب تعالیٰ کے فرمانبردار تھے۔ بھائی صاحب یہ قرآن کا سبق ہے وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ اور پیروی کر اس شخص کی جو میری طرف رجوع کرتا ہے۔'' اور رب تعالیٰ کے پیغمبر یوسف علیہ السلام فرمارہے ہیں کہ میں نے اپنے باپ دادا کی پیروی کی ابراہیم

علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی۔ ہاں مشرکوں کے باپ دادا مشرک تھے غلط کار تھے رب تعالیٰ کی نافرمانی کرتے تھے اور ان کی اولاد کہتی تھی بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَاءَ نَا [بقرہ: ۱۷۰] ”بلکہ ہم پیروی کریں گے اس چیز کی جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔“ یعنی تمہاری بات نہیں سنی اپنے باپ دادا کی سنی ہے ان کی راہ کو اختیار کرنا ہے تو یہ نسبت بری ہے۔ محض نسبت بری نہیں ہے اچھے لوگوں کی طرف نسبت اچھی ہے اور برے لوگوں کی طرف نسبت بری ہے۔ دونوں میں فرق ہے۔ تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے پیروی کی اپنے باپ دادا کی ملت کی جو ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام ہیں۔ فرمایا مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ہمیں کوئی حق نہیں ہے یہ کہ ہم شریک ٹھہرائیں اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی چیز کو۔ رب تعالیٰ کا شریک نہیں ٹھہرانا ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ہمارے اوپر۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے توحید سمجھادی موحد بن گیا شرک سے بچ گیا اس پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے وَعَلَى النَّاسِ اور لوگوں پر بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتے۔ جس کو اللہ تعالیٰ دین کی دولت عطا فرمائے وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ یہ حدیث تم کئی دفعہ سن چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ دنیا اسکو بھی ہے جس پر راضی ہوتا ہے اور اسکو بھی دیتا ہے جس پر راضی نہیں ہوتا اور ایمان اور دین صرف اسکو دیتا ہے جس پر راضی ہوتا ہے۔ فرمایا يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اے میرے قید خانے کے دو ساتھیو! بتاؤ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ کیا بہت سارے معبود رب جو بکھرے ہوئے ہیں کوئی کسی کو رب بنائے گا کوئی کسی کو، ایک کام ایک رب کرتا ہے دوسرا کام دوسرا کرتا ہے وہ بہتر ہیں یا اللہ تعالیٰ ہی جو اکیلا ہے اپنی ذات میں اور صفات

میں اور افعال میں اور سب پر غالب ہے۔اے میرے ساتھیو! مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ نہیں عبادت کرتے تم اللہ تعالیٰ سے نیچے اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَا مگر کچھ ناموں کی، نام رکھ دیئے ہیں اَنْتُمْ تم نے وَاٰبَآؤُكُمْ اور تمہارے باپ دادا نے اختراع کی ہوئی ہے مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ نہیں نازل کی اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کوئی سند اور دلیل۔اے میرے قید خانے کے ساتھیو سن لو! اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ نہیں ہے حکم مگر صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے، وہی بادشاہ بناتا ہے وہی گداگر بناتا ہے، وہی بیمار کرتا ہے وہی تندرست کرتا ہے، وہی اولاد دیتا ہے وہی لیتا ہے، سب کچھ وہی کرتا ہے پھر اوروں کے دروازے پر جھکنے کا کیا معنی؟ان کے پاس کیا تلاش کرتے ہو؟ ان کے پاس ہے کیا؟ وہ اور ساری دنیا رب تعالیٰ کی محتاج ہے رب تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں ہے حکم صرف اسی کا ہے اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ اس نے حکم دیا ہے یہ کہ تم نہ عبادت کرو مگر اسی اللہ تعالیٰ کی۔

دین کا خلاصہ صرف تین چیزوں میں

دین کا خلاصہ صرف تین چیزوں میں آ جاتا ہے

۱)عبادت رب کی ۲)اطاعت رسول کریم ﷺ کی ۳)اور خدمت مخلوق کی

جس نے یہ تین چیزیں سمجھ لیں اس نے اسلام کو سمجھ لیا۔تو عبادت صرف رب تعالیٰ کی ہے ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ یہی سیدھا دین ہے کہ عبادت رب تعالیٰ کی کرو! شرک سے بچو! اچھے لوگوں کیساتھ میل جول رکھو اور برے لوگوں کیساتھ میل جول نہ رکھو! کامیابی اسی میں ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔شکوک شبہات اور رسم و رواج میں پھنسے ہوئے ہیں رب تعالیٰ ان سے سب کو بچائے اور موحد بنائے۔آمین

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُکُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًاۚ وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِهٖؕ قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِؕ﴿۴۱﴾ وَ قَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ٘ فَاَنْسٰىهُ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ﴿۴۲﴾ وَ قَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍؕ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ﴿۴۳﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۚ وَ مَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ﴿۴۴﴾ وَ قَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَ ادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ﴿۴۵﴾

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اے میرے قید خانے کے دو ساتھیو اَمَّآ اَحَدُکُمَا بہرحال تم میں سے ایک فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا پس وہ پلائے گا اپنے آقا کو شراب وَاَمَّا الْاٰخَرُ اور بہرحال دوسرا فَیُصْلَبُ پس وہ سولی پر لٹکایا جائیگا فَتَاْكُلُ الطَّیْرُ پس کھائیں گے پرندے مِنْ رَّاْسِهٖ اس کے سر سے قُضِیَ الْاَمْرُ فیصلہ کیا گیا ہے اس معاملے کا الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ جس کے بارے میں تم دونوں پوچھتے ہو وَقَالَ اور فرمایا لِلَّذِیْ اس شخص کو ظَنَّ کہ گمان کیا اَنَّهٗ نَاجٍ کہ وہ نجات پانے والا ہے مِّنْهُمَا ان دونوں میں سے اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ میرا ذکر کرنا اپنے آقا

کے پاس فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ پس بھلا دیا اسکو شیطان نے ذِكْرَ رَبِّهٖ اپنے آقا کے پاس ذکر کرنے کو فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ پس ٹھہرے رہے یوسف علیہ السلام قید خانے میں بِضْعَ سِنِيْنَ کئی سال وَقَالَ الْمَلِكُ اور کہا بادشاہ نے اِنِّيْٓ اَرٰى بیشک میں نے دیکھا ہے سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ سات گائیں ہیں خوب موٹی يَّاْكُلُهُنَّ کھاتی ہیں ان کو سَبْعٌ عِجَافٌ سات پتلی دبلی گائیں وَسَبْعَ سُنْبُلٰتٍ خُضْرٍ اور سات خوشے سبز وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ اور دوسرے خشک يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ اے درباریو مجھے بتلاؤ فِيْ رُءْيَايَ میرے خواب کے بارے میں اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ اگر ہو تم خواب کی تعبیر کو جاننے والے قَالُوْٓا کہا انہوں نے اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ پریشان خیالات ہیں وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ اور ہم پریشان خواب کی تعبیر کو جاننے والے نہیں ہیں وَقَالَ اور کہا الَّذِيْ نَجَا اس شخص نے جس نے نجات پائی تھی مِنْهُمَا ان دونوں میں سے وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اور اس نے یاد کیا ایک مدت کے بعد اَنَا اُنَبِّئُكُمْ میں تم کو خبر دیتا ہوں بِتَاْوِيْلِهٖ اس خواب کی تعبیر کی فَاَرْسِلُوْنِ پس تم مجھ کو بھیجو۔

یہ بات تم پہلے سن چکے ہو کہ جس دن یوسف علیہ السلام کو قید خانے میں ڈالا گیا دو نوجوان اور ان کیساتھ جیل میں بند کیے گئے۔ ایک بادشاہ ریان بن ولید کا ساقی تھا پانی پلانے والا اور دوسرا باورچی تھا۔ ان دونوں نے خوابیں دیکھیں۔ ساقی نے کہا کہ میں نے خواب دیکھی ہے کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ

میرے سر پر روٹیوں کا ٹوکرا ہے اور اس سے پرندے کھا رہے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہیں کھانا آنے سے پہلے خواب کی تعبیر بتلاؤں گا مگر اس سے پہلے ایک ضروری اور اہم بات سمجھ لو چنانچہ انکو توحید اور رسالت کا سبق دیا اور اپنے آباء کی ملت کی طرف دعوت دی پھر ان کو خواب کی تعبیر بتلائی، اس کا ذکر ہے۔ فرمایا یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اے میرے قید خانے کے ساتھیو! اب میں تمہیں خواب کی تعبیر بتاتا ہوں اَمَّآ اَحَدُکُمَا بہرحال تم میں سے ایک جو ساقی ہے فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا پس وہ پلائے گا اپنے آقا کو شراب یعنی وہ رہا ہو کر اپنی ڈیوٹی پر برقرار رہے گا وَاَمَّا الْاٰخَرُ اور بہرحال دوسرا جو باورچی ہے اس کا جرم ثابت ہوگا فَیُصْلَبُ پس اسکو سولی پر لٹکایا جائیگا۔ چنانچہ انکوائری ہوئی اور جس سے زہر خریدا تھا اور جس واسطے سے خریدا تھا وہ سب کا سب سامنے آگیا اور تحقیق سے جرم ثابت ہو گیا اور اسکو سولی پر لٹکا دیا گیا فَتَاْکُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ پس کھائیں گے پرندے اس کے سر سے، مغز نکالیں گے، بدن کو نوچیں گے قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ فیصلہ کیا گیا ہے اس معاملے کا جس کے بارے میں تم دونوں پوچھتے ہو۔ یعنی تمہاری خوابوں کی یہ تعبیر ہے اسی طرح ہوگا اب بات بدلے گی نہیں وَقَالَ اور فرمایا یوسف علیہ السلام نے لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اس شخص کو کہ گمان تھا کہ رہا ہونے والا ہے ان دونوں قیدیوں میں سے اُذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ میرا ذکر کرنا اپنے آقا کے پاس یعنی اپنے بادشاہ کو کہنا کہ تم نے ایک بے گناہ آدمی کو قید میں ڈال رکھا ہے اس کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ مگر ہوا یہ کہ جب وہ ساقی بری ہو کر دربار میں پہنچا فَاَنْسٰهُ الشَّیْطٰنُ پس بھلا دیا اسکو شیطان نے ذِکْرَ رَبِّهٖ اپنے آقا کے پاس ذکر کرنے کو فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ پس ٹھہرے رہے قید خانے میں یوسف علیہ السلام کئی سال، سات سال، نو سال،

بارہ سال کا ذکر بھی تفسیروں میں آتا ہے۔ کافی عرصہ کے بعد وَقَالَ الْمَلِكُ اور کہا بادشاہ نے جب وہ اپنے دربار میں بیٹھا ہوا تھا اور اس کے پاس وزیر، سفیر، مشیر آئے ہوئے تھے اور ساقی بھی خدمت کیلئے موجود تھا بادشاہ ریان ابن ولید نے کہا اِنِّیْ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ بیشک میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات گائیں ہیں موٹی سِمَان سَمِیْنَۃٌ کی جمع ہے موٹی گائیں یَّاْکُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ کھاتی ہیں ان کو سات پتلی دبلی گائیں عِجَاف عَجْفَاءُ کی جمع ہے۔ اب یہ کتنی عجیب بات ہے کہ گائیں گائیں کو کھا رہی ہیں حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے کہ کتے جانوروں کو کھاتے ہیں، بھیڑیے کھاتے ہیں، شیر چیتے بھی کھاتے ہیں مگر گائے تو کسی جانور کو نہیں کھاتی۔ اور میں نے دیکھا ہے وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ اور سات خوشے سبز میں نے دیکھے ہیں۔ خوشے کے بارے میں تفصیل نہیں ہے کہ وہ گندم کے تھے یا باجرے کے تھے یا مکئی اور چاول کے تھے کیونکہ مصر کا علاقہ کافی زرخیز ہے وہاں ہر قسم کی فصل ہوتی ہے۔ تو سات خوشے سبز اور دوسرے خشک بس اتنا خواب ہے کہ سات خوشے سبز اور سات خوشے خشک سوکھے ہوئے یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ اے درباریو اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ مجھے بتلاؤ میرے خواب کے بارے میں تعبیر اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ اگر ہو تم خواب کی تعبیر جانتے تو میرے خواب کی تعبیر مجھے بتلاؤ قَالُوْۤا کہنے لگے درباری اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ پریشان خیالات ہیں وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ اور ہم پریشان خوابوں کی تعبیر کو جاننے والے نہیں ہیں۔ اَضْغَاث ضِغْثٌ کی جمع ہے ضِغْثٌ کا معنی ہے گھاس وغیرہ مٹھی ہو ہاتھ میں کوئی تنکا لمبا ہوگا کوئی چھوٹا ہوگا، کوئی باریک ہوگا کوئی موٹا ہوگا، کوئی خشک ہوگا کوئی تر ہوگا۔ اَحْلَام حُلُمٌ کی جمع ہے حُلُم کے معنی خیالات۔ تو کہنے لگے یہ پریشان خیالات ہیں بکھرے ہوئے

خیالات ہیں گویا انہوں نے اس سے اسکو تسلی دینے کی کوشش کی۔

خواب کی تین قسمیں :

بخاری شریف میں حضرت محمد بن سیرینؒ سے منقول ہے کہ خواب کی تین قسمیں ہیں۔

۱)......ایک ہے حدیث النفس۔حدیث النفس کا مطلب ہے خیالات۔انسان دن کو جو کام کرتا ہے اور سوچتا رہتا ہے خیالات اس کے دماغ میں گھومتے رہتے ہیں اس کیساتھ ملتے جلتے خواب رات کو آئیں تو ان کا تعبیر کیساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا یہ حدیث النفس ہے یعنی خیالات ہیں۔

۲)...... اور دوسری قسم ہے تَخْوِیْفُ الشَّیْطٰن ،شیطان کے خیالات۔وہ رات کو آکر خواب میں مختلف چیزیں انسان کو دکھاتا ہے کبھی ڈرانے والی، کبھی ہنسانے والی، کبھی خوشی والی اور کبھی غمی والی پیش کرتا ہے اس کی بھی کوئی تعبیر نہیں ہوتی۔اگر اس طرح کا پریشان خواب دیکھو تو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے بیدار ہونے کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھ کر بائیں طرف تھوک دو کیونکہ انسان کے دل کی دائیں طرف فرشتہ ہوتا ہے اور دل کے بائیں طرف کوئی نہ کوئی شیطان ہوتا ہے۔حدث پاک میں آتا ہے کہ دل میں اچھا خیال پیدا ہو تو وہ فرشتہ القاء کرتا ہے اور اگر برا خیال آئے تو سمجھو کہ وہ شیطان کا وسوسہ ہے۔چونکہ شیطان دل کی بائیں طرف ہوتا ہے جب بندہ تھوک دے تو وہ شرمندہ ہو جاتا ہے کہ میرا اثر نہیں ہوا۔ جب یہ پڑھ کر بائیں طرف تھوک دے گا تو فرمایا لَا یَضُرُّہٗ اسکو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اور

۳)......تیسری قسم خواب کی وہ ہے کہ یا تو خوشی کی کوئی بات پہلے بتلاتی ہے یا غمی کی۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ انسان کے ساتھ جو اہم واقعات پیش آنے والے ہوتے ہیں چاہے وہ اس کی ذات کیساتھ تعلق رکھتے ہوں یا اولاد کیساتھ یا اَعِزّا کے بارے میں ہوں مال کے بارے میں ہوں وہ اس خواب کے ذریعے پہلے ہی بتلا دیئے جاتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کو وہ خواب یاد رہے یا نہ رہے یا وہ خواب کی تعبیر سمجھے یا نہ سمجھے کیونکہ خواب کی ایک حقیقت ہوتی ہے اور ایک صورت ہوتی ہے۔ صورت کچھ ہوتی ہے اور حقیقت کچھ ہوتی ہے۔ مثلاً حضرت لُبَابہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت عباس ﷺ کی اہلیہ تھیں اور آنحضرت ﷺ کی چچی تھیں انہوں نے خواب دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کے بدن مبارک سے ایک عضو (بازو سمجھو، ٹانگ سمجھو) الگ ہو کر میری گود میں آ گیا ہے وہ بڑی پریشان ہوئی کیونکہ ان دنوں مدینہ طیبہ میں افواہیں پھیلی ہوئی تھیں کہ یہودیوں نے آنحضرت ﷺ کو شہید کرنے کا پروگرام بنایا ہے اور یہ باتیں بازاروں میں، گلیوں میں، ہر جگہ پہنچی ہوئی تھیں۔ حضرت لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی یہ خبر پہنچی تھی اس لئے وہ پریشان ہو کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئیں۔ کہنے لگیں کہ حضرت آج رات کو میں نے ایک بڑا سخت خواب دیکھا ہے جس سے میں بڑی پریشان ہوں۔ فرمایا چچی جان خواب کیا ہے؟ کہنے لگی اِنَّهَا لَرُءْيَا شَدِيْدَةٌ وہ بڑا سخت خواب ہے میں یہاں بیان بھی نہیں کر سکتی۔ فرمایا بیان تو کرو۔ بیان کیا کہ حضرت آپؐ کے بدن مبارک سے ایک ٹکڑا الگ ہو کر میری گود میں آ گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تَلِدُ فَاطِمَةُ غُلَامًا انشاء اللہ فاطمہ کے ہاں بچہ پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں کھیلے گا۔ اب دیکھو وہ بیچاری خواب کی ظاہری صورت کیوجہ سے کتنی پریشان تھی مگر اسکی حقیقت اور تعبیر کتنی خوشی والی تھی اسی واسطے حدیث پاک میں آیا ہے کہ خواب ہر کہہ مکہ (چھوٹے بڑے) کو نہ بتاؤ بلکہ اپنے مخلص دوست کو حبیبًا او لبیبًا کے

لفظ آتے ہیں جو خواب کی تعبیر کو بھی جانتا ہو اس کے سامنے بیان کرو اور بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ جیسی کوئی تعبیر نکالے گا ویسے ہی خواب کا نتیجہ ہوگا ہو سکتا ہے کوئی غلط کار خواب کی تعبیر غلط بتا دے تو وہ اسی طرح ہو جائے گا۔ تو درباریوں نے کہا کہ پریشان خیالات ہیں اور ہم ان خیالات کی تعبیر نہیں جانتے پہلے تو اسکو تسلی دی کہ وہ پریشان نہ ہو پھر اپنا عاجز ہونا ظاہر کیا اور وہ ساقی جو ساتھ کھڑا تھا اور یہ ساری گفتگو سن رہا تھا وہ بولا وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا اور کہا اس شخص نے جس نے نجات پائی تھی ان دو قیدیوں میں سے وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اور اس نے یاد کیا ایک مدت کے بعد۔

امت کا لفظ تین معنوں میں آیا ہے

قرآن کریم میں امت کا لفظ تین معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ایک مدت کے معنی میں اور یہاں یہی معنی ہے اور دوسرا معنی امت کا گروہ اور ٹولہ قوم کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ [آل عمران:] "تم بہترین جماعت ہو قوم ہو جو لوگوں کی اصلاح کیلئے نکالے گئے ہو" اور امت کا تیسرا معنی پیشوا مقتدا ہے۔ سورۃ نحل میں ہے ان ابراھیم کان امة "ابراہیم علیہ السلام پیشوا تھے، مقتدا تھے، امام تھے لوگوں کیلئے۔" تو اس مقام پر امت کے معنی مدت کے ہیں۔ تو قیدی کو جو رہا ہو چکا تھا یاد آ گیا ایک مدت کے بعد کہنے لگا اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ میں تم کو خبر دیتا ہوں اس خواب کی تعبیر کی لیکن میں خود نہیں بتلا سکتا فَاَرْسِلُوْنِ پس تم مجھ کو بھیجو یوسف علیہ السلام کے پاس سرکاری طور پر کیونکہ قیدیوں کو ملنا ذرا مشکل ہوتا ہے تم مجھے قاعدے کے مطابق بھیجو گے تو میں اسکو ملوں گا اس سے پوچھ کر پھر تمہیں بتاؤں گا۔ باقی حصہ کل آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ

يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٤٦﴾ قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَأْكُلُونَ ﴿٤٧﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تُحْصِنُونَ ﴿٤٨﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ﴿٤٩﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ﴿٥٠﴾

يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ اے یوسف علیہ السلام اے سچے أَفْتِنَا بتلائیں ہمیں فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سات گائیوں کے بارے میں سِمَانٍ جو خوب موٹی ہیں يَأْكُلُهُنَّ کہ انکو کھاتی ہیں سَبْعٌ عِجَافٌ سات پتلی دبلی گائیں وَسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ اور سات خوشے ہیں سرسبز وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ اور سات اور ہیں خشک لَعَلِّي تاکہ میں أَرْجِعُ لوٹوں إِلَى النَّاسِ لوگوں کی طرف لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ تاکہ وہ جان لیں قَالَ فرمایا تَزْرَعُونَ تم کاشت کروگے سَبْعَ سِنِينَ سات سال دَأَبًا لگاتار فَمَا حَصَدْتُمْ پس جو تم کاٹو کھیتی فَذَرُوهُ پس

چھوڑ دو اسکو فِیْ سُنْبُلِہٖٓ اس کے خوشوں میں اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْکُلُوْنَ مگر تھوڑا سا اس میں سے جسکو تم کھاؤ گے ثُمَّ یَاْتِیْ پھر آئیں گے مِنْ م بَعْدِ ذٰلِکَ اس کے بعد سَبْعٌ شِدَادٌ سات سال سخت یَّاْکُلْنَ جو کھا جائیں گے مَا اس چیز کو قَدَّمْتُمْ لَھُنَّ جو پہلے تم نے اس کیلئے تیار کی ہوگی اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ مگر بہت کم جس کی تم حفاظت کرو گے ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْ م بَعْدِ ذٰلِکَ پھر آئے گا اس کے بعد عَامٌ ایک سال فِیْہِ یُغَاثُ النَّاسُ جس میں بارش برسائی جائیگی لوگوں پر وَفِیْہِ یَعْصِرُوْنَ اور اس میں لوگ جوس نکالیں گے پھلوں کا وَقَالَ الْمَلِکُ اور کہا بادشاہ نے ائْتُوْنِیْ بِہٖ لاؤ اس کو میرے پاس فَلَمَّا جَآءَہُ الرَّسُوْلُ پس جب آیا یوسف علیہ السلام کے پاس قاصد قَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فرمایا لوٹ جا اپنے آقا کی طرف فَسْئَلْہُ پس اس سے پوچھ مَا بَالُ النِّسْوَۃِ الّٰتِیْ کیا حال ہے ان عورتوں کا قَطَّعْنَ اَیْدِیَھُنَّ جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے اِنَّ رَبِّیْ بیشک میرا رب بِکَیْدِھِنَّ عَلِیْمٌ ان کے مکر کو خوب جاننے والا ہے۔

پچھلے سبق میں پڑھ چکے ہو کہ بادشاہ نے خواب دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں اور سات دبلی پتلی گائیں ہیں جو موٹی گائیوں کو کھا رہی ہیں اور سات خوشے سرسبز ہیں اور دوسرے سات خشک ہیں۔ اس نے اپنی کابینہ کے افراد سے پوچھا کہ میرے خواب کی اگر تم تعبیر جانتے ہو تو بتلاؤ۔ انہوں نے کہا کہ پریشان خیالات ہیں اور ہم پریشان خیالات کی تعبیر نہیں جانتے اور ساقی جو رہا ہو کر گیا تھا اور یوسف علیہ السلام نے اس کو کہا تھا کہ بادشاہ کے سامنے میرا بھی ذکر کرنا کہ قید خانے میں ایک قیدی ہے غیر ملکی، کیونکہ یوسف علیہ السلام

کنعان ملک شام کے رہنے والے تھے، وہ کئی سالوں سے قید خانے میں پڑا ہوا ہے اس کا بھی تم کچھ خیال کرو۔ لیکن یہ رہا ہونے کے بعد بھول گیا اب اسکو یاد آ گیا کہ اس نیک آدمی کیساتھ وعدہ کیا تھا تو ساقی نے بادشاہ کو کہا بادشاہ سلامت! میں تمہیں خواب کی تعبیر بتاؤں گا لیکن خود نہیں بلکہ جیل میں ایک بڑا شریف اور نیک طبع آدمی ہے اسکو خوابوں کی تعبیر کا بڑا علم ہے ہمیں بھی اس نے خوابوں کی تعبیر بتلائی تھی وہ بالکل صحیح نکلی۔ لہذا میرے لئے جیل کے اندر جا کر اس کیساتھ ملاقات کرنے کا انتظام کرو۔ بادشاہ نے سپر نٹنڈنٹ جیل کو حکم دیا کہ ہمارا ساقی جیل میں قید ایک آدمی کو ملنا چاہتا ہے اس کی ملاقات کا خصوصی انتظام کرو چنانچہ یہ شخص ان کے پاس جا پہنچا اور یوسف علیہ السلام سے ملاقات کی۔

بادشاہ کا خواب اور اس کی تعبیر :

یوسف علیہ السلام کو خطاب کر کے کہنے لگا یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اے یوسف علیہ السلام اے سچے! اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ بتلاؤ ہمیں سات گائیوں کے بارے میں سِمَانٍ جو خوب موٹی ہیں یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ کہ انکو کھاتی ہیں سات دبلی پتلی گائیں وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ اور سات خوشے ہیں سرسبز وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ اور دوسرے سات خشک ہیں۔ بس خواب اتنی ہے ہمیں اس کی تعبیر بتلاؤ لَّعَلِّیْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ تاکہ میں لوٹوں لوگوں کی طرف لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ تاکہ وہ جان لیں خواب کی تعبیر کو۔ یوسف علیہ السلام نے اسکو خواب کی تعبیر بتلائی جس کا ذکر اگلی آیت کریمہ میں ہے اور اس بات کا اشارہ تک نہیں کیا کہ میں نے تجھے ایک پیغام بھی دیا تھا پہلے مجھے اس کے متعلق بتلا کہ تو نے کیا کیا پھر آگے چلوں گا۔ اس سے اندازہ لگاؤ پیغمبروں کے اخلاق کا، کہہ تو سکتے تھے اس کا کیا جواب ہے، بالکل ذکر تک نہیں کیا۔ اگر ہم تم ہوتے تو اس کے گلے پڑ جاتے کہ تمہاری

ایسی کی تیسی اپنے کام کیلئے تو فوراً آ گیا ہے اور میرا ذکر تک نہیں کیا اور کافی مدت گذر گئی کیونکہ بَعْدَ اُمَّةٍ کا جملہ ہے۔ پیغمبروں کے اخلاق بہت بلند ہوتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے تعبیر بھی بتلائی اور تعبیر سے بڑھ کر تدبیر بھی بتلائی۔ قَالَ فرمایا تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا کاشت کرو گے تم سات سال لگاتار۔ وہ جو سات موٹی گائیں ہیں ان سے مراد ہے کہ تم سات سال کاشت کرو گے اور ان میں خوب پیداوار ہوگی۔ وہ جو سبز خوشے دیکھے ہیں اس سے پیداوار کی طرف اشارہ ہے اور موٹی گائیوں سے پیداوار والے سال مراد ہیں فصلیں خوب ہونگی۔ درمیان میں تدبیر کا ذکر ہے یہ تعبیر نہیں ہے فَمَا حَصَدْتُّمْ پس جو تم کاٹو کھیتی فَذَرُوْهُ پس چھوڑ دو اسکو اس کے خوشوں میں اس کو ملتا اور گاہنا نہیں ہے بلکہ خوشوں میں ہی اس کا ذخیرہ کرنا ہے اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ مگر تھوڑا سا اس میں سے جو تم کھاؤ گے۔ کیونکہ دانے خوشوں میں ہوں تو عموماً گھن کیڑے وغیرہ سے محفوظ رہتے ہیں اس کے بعد سات سال آئیں گے بڑے قحط کے ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ پھر آئیں گے اس کے بعد سَبْعٌ شِدَادٌ سات سال سخت يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ جو کھا جائیں گے اس چیز کو جو پہلے تم نے اس کیلئے تیار کی ہوگی، جس کا تم نے ذخیرہ بنایا تھا اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ مگر بہت کم جس کی تم حفاظت کرو گے۔ چنانچہ خدا کی قدرت کہ سات سال ایسے آئے کہ مصر کے علاقے میں بارش ہوئی اور نہ شام کے علاقہ میں، لوگ بڑے پریشان تھے اور مصر والوں نے چونکہ پیداوار ذخیرہ کر کے رکھی ہوئی تھی لوگوں کو دور دراز تک اطلاع پہنچی کہ مصر کا بادشاہ پیسوں کیساتھ اناج دیتا ہے ایک آدمی کو ایک اونٹ کا بوجھ تاکہ لوگ قحط سالی سے بچ جائیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی سنا کہ اس طرح مصر میں اناج ملتا ہے۔ ان کے گھر کے افراد تین سو نوے تھے (۳۹۰) بیٹے

،ان کی اولاد، خادم وغیرہ بڑا خاندان تھا چھوٹے کو تو روک لیا جس کی آگے تفصیل آرہی ہے اور باقیوں کو بھیجا کہ تم جا کر اناج لے آؤ۔

تقدیر نے یوسفؑ کے سامنے بھائیوں کو بے بس کھڑا کر دیا:

یہ سب تقدیر کا چکر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے سامنے بھائیوں کو بے بس کر کے کھڑا کرنا تھا درمیان میں دیکھو کتنے چکر پڑے ہیں۔ بھائی یوسف علیہ السلام کو راستے سے ہٹانا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو یوسف علیہ السلام کے سامنے مانگنے والا بنا کر کھڑا کر دیا۔ آگے آئے گا کہنے لگے تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ''اے عزیز مصر ہم بھوکے ننگے ہیں ہمیں خیرات دو'' ایک وقت وہ تھا کہ یوسف علیہ السلام نے انہیں اپنی جان کی خاطر کہا تھا کہ میں تمہارا بھائی ہوں مجھے نہ مارو جب تم واپس جاؤ گے اور میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں گا تو باپ پر کیا گزرے گی والد کا بھی کچھ سوچو! مگر ان سنگدلوں نے کسی شے کی کوئی پرواہ نہ کی اور اب یہ وقت ہے کہ ظالم پیٹ کیلئے یوسف علیہ السلام سے خیرات مانگ رہے ہیں۔ تو سات سال کمائی کے اور سات سال قحط سالی کے جب گزر جائیں گے، یہ زمانہ ہے چودہ سال کا ثُمَّ يَأْتِيْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ پھر آئے گا اس کے بعد ایک سال، پندرھواں سال فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ جس میں بارش برسائی جائیگی لوگوں پر، اس سال خوب بارش ہوگی وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ اور اس میں لوگ جوس نکالیں گے پھلوں کا۔ پیداوار خوب ہوگی پھل ہونگے لوگ پھلوں کا جوس نکالیں گے، شراب بنانے والے شراب بنائیں گے۔ جس وقت بادشاہ کے سامنے اس کا ذکر ہوا بادشاہ بڑا سمجھدار، سلیم الطبع آدمی تھا اس نے کہا وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ اور کہا بادشاہ نے لاؤ اس کو میرے پاس یعنی اسکو رہا کر کے میرے پاس لاؤ تا کہ میں اپنے خواب کی تعبیر اس سے براہ راست سنوں

فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ پس جب آیا یوسف علیہ السلام کے پاس قاصد کہ بادشاہ نے تمہیں رہا کردیا ہے لہذا قید خانے سے نکلیں اور بادشاہ کے پاس جانا ہے قَالَ یوسف علیہ السلام نے فرمایا ارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ لوٹ جا اپنے آقا کی طرف فَسْئَلْهُ پس اس سے پوچھ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے اِنَّ رَبِّیْ بِکَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ بیشک میرا رب ان کے مکر کو خوب جانتا ہے۔

یوسفؑ نے صفائی کا مطالبہ اس لئے کیا کہ تبلیغ میں رکاوٹ نہ آئے :

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلے عورتوں والا معاملہ صاف کرو پھر میں آؤں گا جب تک بادشاہ یہ تحقیق نہیں کریگا کہ میرا قصور تھا یا بی بی کا اس وقت تک میں نہیں جاؤں گا اس واقعہ پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اتنا لمبا عرصہ میں جیل میں رہتا جتنا عرصہ یوسف علیہ السلام رہے ہے تو جس وقت رہائی کا حکم آیا تھا میں فوراً ساتھ چلا جاتا۔ اس روایت پر عیسائیوں نے بڑی لے دے کی ہے کہتے ہیں کہ ایک طرف تم کہتے ہو کہ ہمارے پیغمبر ہمت اور حوصلے کے پہاڑ ہیں اور ایک طرف یہ حدیث بیان کرتے ہو یہ حدیث تو بتلاتی ہے کہ یوسف علیہ السلام کا حوصلہ اور صبر زیادہ تھا۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی ہندیؒ جواب دیتے ہیں کہ بات یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل میں دین کی تبلیغ کی ہے فرمایا اسکو محفوظ رکھو حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی صفائی کی فکر تھی کہ میں باہر جا کر تبلیغ کرونگا تو لوگ کہیں گے کہ کل تو قیدی تھا آج واعظ بن گیا ہے۔ لہذا انکو صفائی کی ضرورت تھی کہ میری طرف کوئی انگلی نہ اٹھا سکے اور ہمارے پیغمبر کو اپنی ذات کی کوئی فکر نہیں تھی بلکہ تبلیغ کی فکر تھی کہ چونکہ میرا رقبہ تبلیغ کا وسیع ہونا تھا میں باہر نکل کر فوراً اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو دین سناتا اور یوسف علیہ السلام نے اپنی ذاتی پوزیشن صاف کرنے کیلئے فرمایا کہ اپنے آقا کے

پاس جاؤ ان کو کہو کہ پہلے بیبیوں والا معاملہ صاف کرواسلئے کہ میں نے تبلیغ کرنی ہے اور لوگوں کو پتا ہے کہ میں قید میں رہا ہوں۔لوگ مجھے کہیں گے کہ تو نے بُرے کام کی بنا پر قید کاٹی ہے اور اب تم وعظ نصیحت کرنے والے بن گئے ہو لہذا جب تک میری پوزیشن واضح نہ ہو میں باہر نہیں آؤنگا۔

شبہ کا ازالہ کردینا چاہیے :

آدمی کو شکوک وشبہات سے بھی بچنا چاہئے چنانچہ آنحضرت ﷺ مسجد نبوی میں اعتکاف بیٹھے تھے اور عشاء کی نماز آپ ﷺ عموماً اس وقت پڑھتے تھے جب تیسری رات کا چاند غروب ہوتا ہے۔عشاء کی نماز پڑھانے کے بعد آپ دوسرے معتکفین کیساتھ مسجد میں تشریف فرماتھے بخاری شریف میں روایت ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو آپ ﷺ کیساتھ کوئی کام تھا ان میں سے دو تین یا چار آپ ﷺ کے پاس آئیں اور کافی دیر تک آپ ﷺ کے پاس بیٹھی رہیں پھر باقی تو چلی گئیں لیکن حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعد میں بھی کافی دیر تک بیٹھی رہیں اور رات ایسی تھی کہ نہ پوری چاندنی اور نہ پورا اندھیرا آپ ﷺ نے فرمایا صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میں دروازے کے پاس کھڑا ہوتا ہوں اور تم اپنے کمرے میں چلی جاؤ۔ازواج مطہرات کے حجرے مسجد نبوی کیساتھ لائن میں بنا کر دیئے گئے تھے اور ان حجروں کے نام پر سورت حجرات ہے جو چھبیسویں (۲۶) پارے میں ہے۔پہلا حجرہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا دوسرا حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اور تیسرا حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اسی طرح باقی نمبر وار تھے چھوٹے چھوٹے حجرے تھے تو فرمایا کہ میں یہاں کھڑا ہوتا ہوں اور تم میری نگرانی میں حجرے میں چلی جاؤ۔اتفاق کی بات ہے کہ دو صحابی حضرت اُسید بن حضیر اور عبادہ بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

دیکھا کہ ایک آدمی مسجد میں کھڑا ہے اور بی بی جارہی ہے آنحضرت ﷺ نے ان کو آواز دی مَنْ اَنْتُمَا تم کون ہو؟ کہنے لگے کہ عبادہ بن بشر اور اُسید بن حضیر ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے یہ بی بی گزرتے ہوئے دیکھی ہے؟ کہنے لگے ہاں! حضرت ہم نے آپ کو بھی کھڑے ہوئے دیکھا ہے اور بی بی کو بھی جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ فرمایا یہ میری بیوی صفیہ تھی (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کہنے لگے سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے حضرت کیا ہمارے تصور میں بھی ایسی بات آسکتی ہے۔ فرمایا بیشک تمہارے ذہن صاف ہونگے مگر پوزیشن واضح کرنا میرا بھی فرض ہے اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَجْرِی مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ ''جہاں تک بدن میں خون گردش کرتا ہے وہاں تک شیطان کا اثر ہوتا ہے۔'' میں نے خیال کیا کہ کہیں شیطان تمہارے دلوں میں وسوسہ ڈال دے کہ کون بی بی تھی کیا قصہ تھا اسلئے میں نے تمہارے وہم کو دور کرنے کیلئے بتادیا ہے کہ یہ میری بیوی صفیہ تھی۔ یہ جو بدگمانیاں ہوتی ہیں یہ بھی بری چیزیں ہیں۔ اس حدیث پر امام بخاریؒ نے باب قائم کیا ہے کہ اگر کسی کے قول اور فعل سے لوگوں کو کچھ بدگمانیاں پیدا ہونے کا امکان ہو تو اس کا فریضہ ہے کہ وہ بدگمانیاں خود دور کردے کہ بھائی میری بات کا یہ مطلب ہے اور میرے فعل کا مطلب یہ ہے کیونکہ ہر ایک کا ذہن ایک جیسا نہیں ہوتا اور ہر آدمی اپنی فکر کے مطابق نتیجہ نکالتا ہے۔ دیکھو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کو ہجرت کے موقع پر غار میں لے گئے جب لوگوں کی کچھ آوازیں سنیں تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت! ایسے لگتا ہے کہ کچھ لوگ ہمارے پیچھے آگئے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا [توبہ: ۴۰] ''تو غمگین نہ ہو بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔''

رافضیوں کے ذہن کی تردید :

مطلب واضح ہے کہ آپ غمگین نہ ہوں اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے وہ ہماری حفاظت فرمائیگا اور ہماری مدد کریگا لیکن رافضیوں کا ذہن دیکھو انہوں نے اسکا مطلب نکالا ہے کہتے ہیں کہ جب وہ لوگ قریب آ گئے تو ابوبکر بولے تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ ہم یہاں ہیں اور وہ آپ ﷺ کو شہید کر دیں تو آپ ﷺ نے ان کو جھڑک کر فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰـهَ مَعَنَا۔ ان کے اس نتیجہ نکالنے پر سوال یہ ہے کہ جسطرح آنحضرت ﷺ کے بارے میں سو اونٹ کا اعلان تھا اسی طرح ابوبکر ؓ کے بارے میں بھی اعلان تھا کہ ان کو کوئی زندہ لائے یا سر لے کر آئے سو اونٹ ملیں گے۔ اگر وہ آپ ﷺ کو پکڑوانا چاہتے تھے تو خود بھی تو ساتھ جاتے ان کی بھی تو جان جاتی لہٰذا یہ مطلب کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟ مگر ہر آدمی کی اپنی اپنی سوچ ہے، سمجھ ہے۔

ایک انگریز کی غلط سوچ :

مارگیوس نامی انگریز بڑا زہریلا آدمی ہے، مورخ بھی ہے اور عربی کا بھی بڑا ماہر ہے۔ مسند احمد حدیث کی کتاب ہے جو چھ جلدوں میں ہے۔ میرے خیال میں پورے پاکستان میں چار یا پانچ مولوی ہونگے جنہوں نے تسلسل کے ساتھ مکمل پڑھی ہو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ضرورت ہوئی تو حدیث دیکھ لی۔ اس انگریز کے سامنے مسند احمد کا ایک ایک حرف ہے۔ وہ ہجرت حبشہ کا نتیجہ نکالتے ہوئے کہتا ہے کہ حبشہ کیطرف جو مرد عورتیں بچے ہجرت کر کے گئے تھے ان کو آنحضرت ﷺ نے اس لئے بھیجا تھا کہ تم حبشہ کے بادشاہ کے آگے جا کر واویلا کرو تا کہ وہ مکے والوں پر حملہ کر کے ان کا صفایا کر دے۔ اب دیکھو یہ بیچارے تو اپنا دین بچانے کیلئے یہاں سے بھاگ کر گئے ہیں لیکن اس نے نتیجہ کیا نکالا

ہے۔تو ہر آدمی اپنے مطلب کا نتیجہ نکالتا ہے لوگوں کے ذہن ایک طرح کے نہیں ہوتے یہی
وجہ ہے کہ ایک مقدمہ ہوتا ہے مدعی اور گواہوں کے بیان وہی ہوتے ہیں ان پر جرح اور
صفائی کا ریکارڈ بھی وہی ہوتا ہے مگر نیچے والا جج اور فیصلہ کرتا ہے، سیشن جج فیصلہ اور کرتا ہے،
سپریم کورٹ کا جج فیصلہ اور کرتا ہے حالانکہ فائل وہی ہوتی ہے لیکن ان چیزوں کو تم گوارہ
کرتے ہو اور کبھی جج کیخلاف کچھ نہیں کہتے مگر ائمہ کرام اگر اجتہادی مسئلے میں اختلاف
کریں تو تم ہاتھ دھو کر ان کے پیچھے پڑ جاتے ہو کہ ایک امام کچھ کہتا ہے دوسرا کچھ کہتا ہے
بھئی تمہارے ججوں کے پاس مثلیں وہی ہیں، گواہیاں وہی ہیں، سارا مقدمہ وہی ہے لیکن
نیچے والا کچھ فیصلہ کرتا ہے اور اوپر والا کچھ فیصلہ کرتا ہے کیوں؟ ذہن علیحدہ علیحدہ ہیں، سمجھ
علیحدہ علیحدہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو الگ الگ سمجھ دی ہے ہر ایک کا ذہن ایک طرح کا
نہیں ہوتا بعض ایسے آدمی ہوتے ہیں کہ ہوا سے بات کو اخذ کر لیتے ہیں اور بعض ساری
رات قصہ سنتے رہتے ہیں اور صبح کو پوچھتے ہیں کہ زلیخا مرد کا نام تھا یا عورت کا۔

اس لئے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ واپس لوٹ جا اپنے آقا کے پاس
اور اس سے ان عورتوں کے متعلق پوچھ کہ جنہوں نے ہاتھ کاٹے تھے کہ ان کا کیا معاملہ ہے
تاکہ میری پوزیشن واضح ہو جائے اور لوگوں کی میرے متعلق زبانیں بند ہو جائیں اس گومگو
کی حالت میں نکلنا ٹھیک نہیں ہے۔باقی بات آگے آئیگی۔انشاء اللہ تعالیٰ

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ؗ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ ع

قَالَ کہا بادشاہ نے مَا خَطْبُكُنَّ کیا معاملہ تھا اے بیبیو! اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ جب تم نے مطالبہ کیا یوسف علیہ السلام سے عَنْ نَّفْسِهٖ اس کی خواہش کے بارے میں قُلْنَ ان عورتوں نے کہا حَاشَ لِلّٰهِ پاکی ہے اللہ تعالیٰ کیلئے مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ہم نہیں جانتی اس کے بارے میں کوئی برائی قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ کہا عزیز مصر کی بیوی نے الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اب حق ظاہر ہو چکا ہے اَنَا رَاوَدْتُّهٗ میں نے اس سے مطالبہ کیا تھا عَنْ نَّفْسِهٖ اسکی

خواہش کے بارے میں وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ اور بیشک وہ البتہ سچوں میں سے ہے ذٰلِكَ یہ ہے لِيَعْلَمَ تاکہ وہ جان لے اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ بیشک میں نے خیانت نہیں کی غیر حاضری میں وَاَنَّ اللّٰهَ اور بیشک اللہ تعالیٰ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ نہیں کامیاب کرتا خیانت کرنے والوں کی تدبیر کو وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اور میں نہیں بری قرار دیتی اپنے نفس کو اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ بیشک نفس بہت حکم کرتا ہے برائی کا اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ مگر جس پر میرا رب مہربانی فرمائے اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اور کہا بادشاہ نے لاؤ تم اسکو میرے پاس اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ خالص کرلونگا میں اسکو اپنی جان کیلئے فَلَمَّا كَلَّمَهٗ پس جب اس کیساتھ گفتگو کی قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ کہا آج کے دن آپ ہمارے پاس عزت والے اور امانت والے ہو قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ کہا اس نے مجھے مقرر کردو زمین کے خزانوں پر اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ بیشک میں حفاظت کرنے والا جاننے والا ہوں وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا اور اسی طرح ہم نے قدرت دی لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ یوسف علیہ السلام کو زمین میں يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ٹھکانہ بناتے تھے اس زمین میں جہاں چاہتے تھے نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا ہم پہنچاتے ہیں اپنی رحمت مَنْ نَّشَآءُ جسکو چاہتے ہیں وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ اور ہم ضائع نہیں کرتے اجر نیکی کرنے والوں کا وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ

خَيْرٌ اور البتہ اجر آخرت کا بہت ہی بہتر ہے لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ اور تھے وہ متقی۔

کل کے سبق میں تم نے پڑھا کہ بادشاہ نے اپنے خواب کی تعبیر کابینہ سے پوچھی تو انہوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے۔ساقی جو رہا ہو کر گیا تھا اس نے کہا کہ مجھے جیل خانے بھیجو وہاں ایک پارسا نیک آدمی ہے اس سے پوچھ کر میں تمہیں بتلاؤں گا جب وہ جیل خانے میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا خواب سنائی انہوں نے تعبیر بھی بتلائی اور تدبیر بھی۔بادشاہ نے کہا کہ اس کو میرے پاس لاؤ یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تک میری پوزیشن واضح نہیں ہوگی اس وقت تک میں باہر نہیں جاؤں گا چنانچہ بادشاہ نے تحقیق کیلئے زلیخا کو بھی اور ان عورتوں کو بھی بلایا جن کی زلیخا نے دعوت کی تھی۔

مصر کی عورتوں نے یوسفؑ کی پاک دامنی کی گواہی دی :

قَالَ بادشاہ نے ان عورتوں کو کہا مَا خَطْبُكُنَّ تمہارا کیا معاملہ تھا اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ جب تم نے مطالبہ کیا یوسف علیہ السلام سے اس کی خواہش کے بارے میں۔وہ قصہ کیا ہے مجھے کچھ سنادو قُلْنَ ان عورتوں نے کہا جنہوں نے دعوت کھائی تھی حَاشَ لِلّٰهِ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ہم نہیں جانتیں یوسف علیہ السلام کے بارے میں کوئی برائی،ہمارے علم میں اس کی کوئی برائی نہیں ہے۔یہ تو ان عورتوں نے کہا جو دعوت میں شریک تھیں لیکن بات ابھی تک واضح نہیں ہوئی کیونکہ جس کیساتھ معاملہ ہوا تھا یعنی زلیخا وہ تو خاموش ہے۔دعوت اڑانے والیاں کہتی ہیں کہ ہمارے علم میں اس کی کوئی برائی نہیں ہے لہذا قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ عزیز مصر قطفیر کی بیوی نے کہا اَلْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اب حق ظاہر ہو چکا ہے بات کھل گئی ہے اَنَا رَاوَدْتُّهٗ

میں نے یوسف علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا عَنْ نَّفْسِہٖ اسکی خواہش کے بارے میں قصور میرا تھا۔ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ اور بیشک وہ البتہ سچوں میں سے ہے اسکا کوئی قصور نہیں ہے اب معاملہ بالکل واضح اور صاف ہوگیا ہے۔ کیونکہ دعوت میں شریک عورتوں نے بھی بیان دے دیا یوسف علیہ السلام کی صفائی کا اور زلیخا نے بھی اپنے مجرم ہونے کا اقرار کرلیا اور یوسف علیہ السلام کی صفائی دیدی اور ظاہر بات ہے کہ بادشاہ کی مجلس میں اور لوگ بھی ہونگے سب کے سامنے گفتگو ہوئی۔ اب آگے ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ سے لیکر اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تک دو تفسیریں ہیں۔

پہلی تفسیر یہ ہے کہ بیان زلیخا کا ہے اور مطلب یہ ہوگا کہ ذٰلِكَ یہ بات میں نے اس لئے کہی ہے کہ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ تاکہ میرا خاوند جان لے کہ میں نے اس کی غیر حاضری میں خیانت نہیں کی یعنی جو عین برائی کا فعل تھا وہ میں نے نہیں کیا کیوں؟ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ اور بیشک اللہ تعالیٰ نہیں کامیاب کرتا خیانت کرنے والوں کی تدبیر کو لیکن وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اور میں نہیں بری قرار دیتی اپنے نفس کو کہ شرارت تو میری تھی لیکن عین فعل نہیں ہوا اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ بیشک نفس بہت حکم دیتا ہے برائی کا اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ مگر جس پر میرا رب مہربانی فرمائے وہی بچ سکتا ہے اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔ یہ تفسیر اس صورت میں ہے کہ جب یہ بیان زلیخا کا ہو اور یہ بھی صحیح ہے۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ یہ بیان یوسف علیہ السلام کا ہے تو پھر مطلب اس طرح کا ہوگا کہ یہ بات میں نے کیوں کی ہے کہ عورتوں سے پوچھو۔ ذٰلِكَ یہ بات میں نے اس لئے کی ہے لِيَعْلَمَ تاکہ عزیز مصر جان لے اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ بے شک میں نے

خیانت نہیں کی اسکی غیر حاضری میں اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی کَیْدَ الْخَائِنِیْنَ بیشک اللہ تعالیٰ کامیاب نہیں ہونے دیتا خیانت کرنے والوں کی تدبیر کو وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اور باقی میں اپنے نفس کی صفائی بھی بیان نہیں کرتا اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ بیشک نفس بہت حکم دیتا ہے برائی کا اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ مگر جس پر میرا رب مہربانی فرمائے۔ اہل حق اہل سنت والجماعت کا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بچایا ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام نبوت سے پہلے بھی معصوم ہوتے ہیں :

انبیاء کرام علیہم السلام نبوت سے پہلے بھی صغیرہ کبیرہ سے محفوظ ہوتے ہیں اور نبوت ملنے کے بعد تو پھر شان بہت ہی بلند ہو جاتی ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے غیر اللہ کے نام پر ایک موٹا تازہ پلا ہوا دنبہ ذبح کیا اس کا گوشت محلے والوں میں تقسیم کیا آنحضرت ﷺ بھی اسی محلے میں تھے گوشت کی ایک پلیٹ آپ ﷺ کو بھی پیش کی گئی۔ لانے والے سے آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیسا گوشت ہے؟ اس نے کہا کہ ہم نے فلاں بت کے نام پر دنبہ ذبح کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ہاتھ لگانے کیلئے بھی تیار نہیں ہوں اسکو لے جاؤ کیونکہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا ہوا جانور حرام ہوتا ہے آپ ﷺ نے نہیں کھایا رد کر دیا اور یہ واقعہ نبوت کے ملنے سے پہلے کا ہے کیونکہ روایت میں قَبْلَ اَنْ یُّبْعَثَ کے الفاظ ہیں بعثت سے پہلے۔ نبی تو معصوم ہوتا ہے نیک لوگوں کی بھی اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتا ہے چنانچہ حضرت عمر ﷺ کے چچا زید بن عمرو بن نفیل رحمہ اللہ تعالیٰ زمانہ جاہلیت کے موحدین میں سے ہیں ان کے پاس اس طرح کا گوشت پیش کیا گیا تو انہوں نے خوب جھاڑ پلائی۔ کہنے لگے مجھے یہ بتلاؤ بکری کو پیدا کس نے کیا ہے؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے۔ فرمایا اس کے لئے گھاس چارہ کس نے پیدا کیا؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے۔

فرمایا بکری جو پانی پیتی ہے وہ کس نے پیدا کیا؟ کہا اللہ تعالیٰ نے۔ ہوا کس نے پیدا فرمائی؟ کہا یہ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ یہ زمین جس پر چلتی پھرتی ہے کس نے پیدا کی ہے؟ کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے۔ فرمایا تمہیں شرم نہیں آتی کہ رب تعالیٰ کی چیز کو غیر اللہ کے نام پر دیتے ہو لیجاؤ اور بھاگ جاؤ۔ یہ روایت بھی بخاری شریف میں موجود ہے۔ تو انبیاء کرام علیہم السلام نبوت سے پہلے بھی صغیرہ کبیرہ سے محفوظ ہوتے ہیں اور بعد میں بھی۔ اور ایک ہوتی ہے خطاء اجتہادی۔ گناہ اور چیز ہے اور خطا اور چیز ہے، گناہ اور خطا میں فرق ہوتا ہے۔ خطا میں گناہ کرنے کی نیت نہیں ہوتی مثلاً ایک آدمی نے الماری سے قرآن کریم اٹھانے کیلیے ہاتھ ڈالا صحیح پکڑا نہیں گیا نیچے گر گیا نیچے گرانے کا اس کا ارادہ نہیں تھا بیچارے کا ہاتھ صحیح نہیں پہنچا نیچے گر گیا یہ خطا ہے گناہ نہیں ہے۔ اس خطا پر اس بیچارے کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں توبہ کرتا ہے استغفار کرتا ہے قرآن کریم کو بوسہ دیتا ہے چومتا ہے اور بوسہ دینا جائز ہے۔ بعض جاہل اس قرآن کریم کیساتھ دانے تول کر دیتے ہیں یہ غلط ہے۔ قرآن کریم ایسی کتاب ہے کہ دانے تو کیا ساری دنیا کے خزانے اس کیساتھ وزن نہیں کیے جاسکتے ہاں ویسے صدقہ کرنا اچھی بات ہے وہ جس چیز کی توفیق ہو کر دے، دانوں کا کر دے، کپڑوں کا کر دے، آٹے کا کر دے، نقد پیسوں کا کر دے مگر قرآن کریم کی دیدہ دانستہ بے حرمتی نہ کرے۔ تو خطا میں ارادہ نہیں ہوتا سورۃ القصص میں موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ آتا ہے موسیٰ علیہ السلام دوپہر کے وقت کہیں جا رہے تھے کہ دو آدمی جھگڑ رہے تھے ایک موسیٰ علیہ السلام کی برادری کا آدمی تھا اسرائیلی اور دوسرا قبطی فرعون کے باورچی خانے کا انچارج افسر تھا قاف اس کا نام تھا۔ جھگڑا کس بات پر ہو رہا تھا؟ لکڑیوں کا گٹھا تھا یا بھاری قسم کی بوری تھی وہ افسر اس اسرائیلی کو کہتا تھا کہ اسکو اٹھا کر فلاں جگہ پہنچاؤ اس نے کہا کہ میں کمزور آدمی

ہوں نہ یہ بوری مجھ سے اٹھائی جاسکتی ہے نہ لکڑیوں کا گٹھا اٹھا سکتا ہوں اس نے کہا تمہیں اٹھانا پڑے گا۔اس نے کہا میرا قد دیکھ میرا وزن دیکھ کیا میں اٹھا سکتا ہوں اس نے پھر کہا کہ تمہیں اٹھانا پڑے گا اور اسرائیلی کو یہ بھی معلوم تھا کہ یہ قاف بڑا بد دیانت افسر ہے یہ سرکاری خزانے سے مزدوروں کی اجرت لے لیتا تھا اور ان سے بیگار کے طور پر کام لیتا تھا اجرت نہیں دیتا تھا۔فرعون کے نام میں بڑی دہشت تھی فرعون کا نام سن کر بیچارے بادل نخواستہ وقت پاس کرتے تھے۔

کہنے لگا تمہیں معلوم ہے کہ میں فرعون کے باورچی خانے کا انچارج ہوں اسرائیلی نے کہا کہ تیرا روزانہ کا وطیرہ ہے کہ پیسے جیب میں ڈالتے ہو اور بیگار میں بندہ پکڑ کر اس سے کام کرواتے ہو لہذا پیسے دیکر لے جاؤ اسرائیلی مظلوم نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر آواز دی کہ یہ میرے اوپر ظلم کرتا ہے۔ یہ بوری اور گٹھا دیکھو اور میرا قد دیکھو میں نہیں اٹھا سکتا مجھے کہتا ہے کہ اٹھا کر لے چلو اور دوسری بات یہ ہے کہ اس کا روز مرہ کا وطیرہ ہے کہ پیسے جیب میں ڈالتا ہے اور لوگوں سے جبراً کام لیتا ہے۔موسیٰ علیہ السلام نے قاف کو کہا کہ بھائی دیکھو یہ کمزور آدمی ہے اتنا بوجھ نہیں اٹھا سکتا وہ موسیٰ علیہ السلام کو کہنے لگا تمہارے پیٹ کیلئے تو انتظام کرتا ہوں تم نے بھی تو وہی سے روٹی کھانی ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کے سر چڑھا تو انہوں نے اس کو ایک مکا مارا فَقَضٰى عَلَيْهِ ''بس وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔'' اب دیکھو مکے کیساتھ عادتاً آدمی مرتا تو نہیں ہے اگر مکے سے آدمی مرتا تو محمد علی باکسر لاکھوں پونڈ اور ڈالر کیسے کماتا تو مکا آلہ قتل نہیں ہے اور نہ موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ قتل کا تھا یہ خطا تھی مگر چونکہ نفس کا قتل تھا اس لئے فرمایا کہ پروردگار! مجھ سے غلطی ہو گئی ہے معاف کر دیں فَغَفَرَ لَهٗ رب تعالیٰ نے معاف کر دیا۔تو خطا میں نافرمانی کا ارادہ نہیں ہوتا اور گناہ میں ارادہ

ہوتا ہے۔تو یوسف علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی فرمایا میں اپنے نفس کو بری قرار نہیں دیتا بیشک نفس برائی کا حکم دیتا ہے مگر جس پر رب مہربانی فرمائے۔چونکہ رب تعالیٰ نے مجھے نبوت عطا فرمائی ہے اس لئے اس کی مہربانی سے بچا ہوں۔

قرآن پاک میں تین قسم کے نفسوں کا ذکر ہے۔(۱)......ایک نفس اَمّارہ، جو ہر وقت برائی کا حکم کرتا ہے برائی ہی برائی۔

۲)......دوسرا نفس لَوَّامَہ ہے۔یہ وہ ہے کہ اگر کوئی غلطی ہو جائے تو اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے کہ تم نے کیا کیا ہے، کیا کر بیٹھے ہو۔یہ بھی اچھی بات ہے کہ گناہ کو گناہ سمجھے اور اپنے آپ کو ملامت کرے۔اور

۳)......تیسرا نفس مطمئنہ ہے۔یہ صرف نیکی ہی کرتا ہے۔برائیوں سے بچتا ہے اور رب تعالیٰ کی یاد میں لگا رہتا ہے۔

یوسف علیہ السلام کی جب شاہی دربار میں سب کے سامنے پوزیشن واضح اور صاف ہوگئی تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اب میں جاؤنگا وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهٖ اور کہا بادشاہ نے لاؤ اسکو تم میرے پاس سیدھا کہ رہائی کے بعد اِدھر اُدھر نہ جائے تاکہ میں اس کی زیارت کرلوں دیکھ لوں اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ خالص کرلونگا میں اسکو اپنی جان کیلئے۔اس لئے رہائی دلاتا ہوں کہ اتنا نیک اور دیانت دار آدمی ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے فَلَمَّا كَلَّمَهٗ پس جب بادشاہ نے گفتگو کی یوسف علیہ السلام کیساتھ تو قَالَ کہا اس نے اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ بیشک آج کے دن سے آپ ہمارے پاس عزت والے اور امانت والے ہو۔ہم تمہاری امانت و دیانت کو سمجھ گئے ہیں کہ عین شباب ہو اور عورت خود دروازے بند کرکے برائی کی دعوت دے اور آدمی اس حالت میں کہے معاذ اللہ،

اللہ کی پناہ! اس سے بڑھ کرامانت کیا ہوگی۔ پھر گومگو کی حالت میں رہا ہونے کیلئے بھی تیار نہ ہو پوزیشن واضح ہونے کے بعد باہر آئے لہذا آپ بڑے عزت والے ہیں امانت والے ہیں میں چاہتا ہوں کہ اپنا عہدہ آپ کودے دوں تاکہ لوگ فائدہ اٹھائیں قَالَ یوسف علیہ السلام نے فرمایا اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ مجھے مقرر کردو زمین کے خزانوں پر یعنی وزیر خزانہ بنادو۔ آج تو زراعت کیساتھ صنعت کا زمانہ ہے۔ اس وقت کارخانے وغیرہ نہیں ہوتے تھے صرف زمین کی پیداوار ہوتی تھی مطلب یہ ہے میں زمین کی نگرانی کرونگا جو فصل ہوگی اسکی حفاظت کرونگا اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ بیشک میں حفاظت کرنے والا جاننے والا ہوں۔ بیشک میں حفاظت بھی کرونگا اور اس فن کو جانتا بھی ہوں اصل چکر تو سارا کمائی کے سات سال اور پھر وہ سال ہیں جن میں قحط سالی ہونی ہے اور رب تعالیٰ نے بھائیوں کو لاکر ہاتھ باندھ کے کھڑا کرنا تھا۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ اور اسی طرح ہم نے قدرت دی یوسف علیہ السلام کو فِی الْاَرْضِ زمین میں مصر کے ملک میں يَتَبَوَّاُ مِنْهَا ٹھکانہ بناتے تھے اس زمین میں حَيْثُ يَشَآءُ جہاں چاہتے تھے۔ مصر کے سولہ سترہ صوبے ہیں۔ آج اس صوبے میں کل اس صوبے میں پرسوں کسی اور صوبے کی نگرانی کیلئے جاتے تھے دیکھتے کہ کاشت کیسی ہورہی ہے کس طرح بیجتے (بوتے) ہیں کس طرح سنبھالتے ہیں، نگرانی کرتے تھے نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ ہم پہنچاتے ہیں اپنی رحمت جسکو چاہتے ہیں، ہم اپنی رحمت سے جس کو چاہتے ہیں نوازتے ہیں وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ اور ہم ضائع نہیں کرتے اجر نیکی کرنے والوں کا۔ آدمی مومن ہو تو اسکو نیکی کا اجر یقیناً دنیا میں بھی ملے گا اور آخرت میں بھی نیکی کا صلہ رب تعالیٰ ضائع نہیں کرتے مگر ہم تھوڑدلے (کم ظرف) ہیں ہماری خواہش ہوتی ہے کہ ایک ہاتھ سے نیکی کریں تو دوسرے

ہاتھ سے اسی وقت صلہ مل جائے۔ رب تعالیٰ کی حکمتیں ہیں کہ کس کو کب صلہ دینا ہے دے گا ضرور جو اس کے صلے کا اس نے وقت مقرر فرمایا ہے یہ دنیا کا اجر علیحدہ ہے وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ اور البتہ اجر آخرت کا بہت ہی بہتر ہے۔ دیکھو قرآن کریم میں یہ مضمون صاف درج ہے کہ جو شخص بھی نیکی کریگا اسکو دنیا میں بھی بدلہ ملے گا اور آخرت میں بھی بدلہ ہوگا اور آخرت کا بدلہ بہت بہتر ہوگا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ان لوگوں کیلئے جو مومن ہیں وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ اور تھے وہ پرہیزگار۔ تو ان کو ضرور اجر ملے گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

وَجَآءَ اِخْوَةُ

یُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِیْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِیْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْٓ اُوْفِی الْكَیْلَ وَاَنَا خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ فَلَا كَیْلَ لَكُمْ عِنْدِیْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَقَالَ لِفِتْیٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِیْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ یَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓی اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓی اَبِیْهِمْ قَالُوْا یٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَیْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَیْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓی اَخِیْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ خَیْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَیْهِمْ ؕ قَالُوْا یٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِیْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَیْنَا ۚ وَنَمِیْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَیْلَ بَعِیْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَیْلٌ یَّسِیْرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰی تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِیْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ ﴿۶۶﴾

وَجَآءَ اِخْوَةُ یُوْسُفَ اور آئے یوسف علیہ السلام کے بھائی فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ پس وہ ان کے پاس داخل ہوئے فَعَرَفَهُمْ تو یوسف علیہ السلام نے ان کو

پہچان لیا وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ اور وہ بھائی ان کو نہ پہچان سکے وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ اور جب ان کو تیار کیا بِجَهَازِهِمْ ان کے سامان کیساتھ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ فرمایا لانا میرے پاس اپنے بھائی کو مِّنْ اَبِيْكُمْ جو تمہارے باپ کی طرف سے ہے اَلَا تَرَوْنَ کیا تم نہیں دیکھتے اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ بیشک میں پورا ناپ کر دیتا ہوں وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ اور میں بہترین میزبانی کرنے والا ہوں فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ پس اگر تم نہ لائے اس کو میرے پاس فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ پس نہیں ہوگا اناج تمہارے لئے میرے پاس وَلَا تَقْرَبُوْنِ اور میرے قریب بھی نہ آنا قَالُوْا انہوں نے کہا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ بتاکید ہم مطالبہ کریں گے اس کے بارے میں اس کے والد سے وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ اور بیشک البتہ یہ کام ہم کریں گے وَقَالَ اور کہا یوسف علیہ السلام نے لِفِتْيٰنِهِ اپنے نوجوانوں سے اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ رکھ دو ان کا سامان فِيْ رِحَالِهِمْ ان کے سامانوں میں لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ شاید کہ وہ اسکو پہچان لیں اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ جب کہ لوٹیں گے وہ اپنے گھر کے افراد کی طرف لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ تاکہ وہ واپس لوٹ آئیں فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ پس جب وہ لوٹے اپنے باپ کی طرف قَالُوْا کہنے لگے يٰٓاَبَانَا اے ہمارے ابا جان مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ روک دیا گیا ہم سے اناج فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا پس بھیج دیں ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو نَكْتَلْ ہم اناج لائیں گے وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اور بیشک ہم اسکی البتہ حفاظت کرنے والے ہیں قَالَ فرمایا

یعقوب علیہ السلام نے هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ میں نہیں اعتبار کرتا تمہارا اس کے بارے میں اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مگر جیسا کہ میں نے اعتبار کیا تھا تمہارا اس کے بھائی کے بارے میں مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ پس اللہ تعالیٰ ہی بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور وہ سب سے بڑھ کر مہربان ہے وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ اور جب کھولا انہوں نے اپنے سامان کو وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ پایا انہوں نے اپنی پونجی کو رُدَّتْ اِلَيْهِمْ لوٹا دی گئی ہے ان کی طرف قَالُوْا کہنے لگے يٰٓاَبَانَا اے ہمارے ابا جان مَا نَبْغِيْ ہم کیا چاہتے ہیں هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا یہ ہماری پونجی ہے رُدَّتْ اِلَيْنَا لوٹا دی گئی ہے ہماری طرف وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا اور ہم اناج لائیں گے اپنے گھر والوں کے لئے وَنَحْفَظُ اَخَانَا اور ہم حفاظت کریں گے اپنے بھائی کی وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ اور ہم زیادہ لائیں گے ایک اونٹ کا بوجھ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ یہ بوجھ تو بہت تھوڑا ہے قَالَ فرمایا یعقوب علیہ السلام نے لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ ہرگز نہیں بھیجوں گا تمہارے ساتھ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا یہاں تک کہ تم دو گے مجھے وعدہ مِّنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ کہ البتہ تم ضرور لاؤ گے اسکو میرے پاس اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ مگر یہ کہ تم سب کو گھیر لیا جائے فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ پس جب دیا انہوں نے اپنے باپ کو وعدہ اپنا قَالَ فرمایا اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ اللہ تعالیٰ اس بات پر جو ہم کہتے ہیں نگہبان ہے۔

قحط سالی کے اثرات کا کنعان تک پہنچنا اور یعقوبؑ کا بیٹوں کو گندم لینے بھیجنا:

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ چلا آ رہا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام وزیر خزانہ بنے انہوں نے ہر ہر صوبے میں ہر ہر ضلع میں ہر ہر تحصیل میں گندم کا خوشوں سمیت ذخیرہ کرایا سات سال تک اس کے بعد پھر قحط والے سال شروع ہوئے ایک آدھ سال گزرا کنعان کے علاقے میں بھی قحط سالی ہوئی یہاں حضرت یعقوب علیہ السلام رہتے تھے آجکل اس کا نام الخلیل ہے، القدس ہے۔ یہ شام، اردن، فلسطین اور جو علاقہ اسرائیل کے پاس ہے یہ سارا علاقہ اس وقت شام اور ارض مقدس کہلاتا تھا ان علاقوں میں بھی قحط سالی ہوئی لوگوں کو پتہ چلا کہ مصر میں پیسوں کیساتھ دانے ملتے ہیں ہر آدمی کو ایک اونٹ کا بوجھ ملتا ہے قحط کے دنوں میں دانوں کا مل جانا بڑی بات ہے چاہے پیسوں کیساتھ ملیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے گھر کے تین سونوے (۳۹۰) افراد تھے۔ پورا دیہات تھا گیارہ بیٹے ان کے پاس رہتے تھے فرمایا یہ لوگ جا کر مصر سے دانے لاتے ہیں بیٹو! تم بھی جاؤ کبھی کھانے کو ملتا ہے کبھی نہیں ملتا بھوک ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے دس بھائی گندم لینے کیلئے چلے بنیامین کو یعقوب علیہ السلام نے نہیں بھیجا فرمایا یہ میرے پاس رہے گا تم جاؤ اور دانے لیکر آؤ۔ یاد رکھنا! مسئلہ یہ ہے کہ مومن آدمی دیانتداری کیساتھ تجارت کرے کسی محلے میں اس نیت کیساتھ دوکان کھولے کہ لوگوں کو سہولت ہوگی اور مجھے نفع بھی حاصل ہوگا کیونکہ تجارت نفع کے بغیر نہیں ہے تو ایسے شخص کو پیسے بھی ملیں گے اور ثواب بھی ملے گا اور اگر صرف لوگوں کو لوٹنے کیلئے دوکان ڈالی ہے تو پھر یہ نیت اس کیساتھ ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔'' حضرت یوسف علیہ السلام کے

بھائی اور دیگر قافلے والے لوگ بھی کنعان سے چلے۔ تفسیر اور تاریخ کی کتابوں میں کنعان سے مصر کی مسافت آٹھ دن کی بھی لکھی ہے اور دس دن کی بھی لکھی ہے۔

یوسفؑ نے بھائیوں کو پہچان لیا، وہ نہ پہچان سکے :

دانے لینے کیلئے جو بھی آتے تھے ان کا باقاعدہ ریکارڈ ہوتا تھا حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے منشیوں کو حکم تھا کہ جو بھی آئے اس کا نام پتہ درج کرو کہ کس علاقے سے آئے ہیں کتنے افراد ہیں، کیا نام ہیں؟ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے دفتر میں بیٹھے تھے ان کے دس بھائی بھی آئے، داخل ہوتے ہی یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا اور وہ یوسف علیہ السلام کو نہ پہچان سکے اس کا ذکر ہے۔ وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ ۔ اِخْوَةٌ اَخٌ کی جمع ہے بمعنی بھائی اِخْوَةٌ کا معنی ہے بہت سارے بھائی۔ معنی ہوگا اور آئے یوسف علیہ السلام کے بھائی فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ پس وہ ان کے پاس داخل ہوئے دفتر میں فَعَرَفَهُمْ پس یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ اور وہ بھائی ان کو نہ پہچان سکے۔ نہ پہچاننے کی ایک وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ بھائیوں کی عمریں پکی تھیں اور پکی عمر والے کا حلیہ کم بدلتا ہے اور یوسف علیہ السلام کو جب انہوں نے کنویں میں ڈالا تھا ایک روایت کے مطابق ان کی عمر سترہ سال بتاتے ہیں ابھی داڑھی بھی پوری نہیں آئی تھی پھر داڑھی آئی درمیان میں کافی سال گذر گئے ان کا حلیہ بدلا پہچان نہ سکے۔

دوسری وجہ یہ لکھتے ہیں کہ وہ باقاعدہ پوچھتے تھے تم کون ہو، کیا نام ہے، باپ کا کیا نام ہے، کہاں سے آئے ہو؟ اور افسر کو حق پہنچتا ہے کہ وہ پوچھے لیکن عام آدمی افسر سے نہیں پوچھ سکتے کہ تمہارا کیا نام ہے اور تمہارے والد صاحب کا کیا نام ہے، کہاں کے رہنے والے ہو؟ تو جس وقت یوسف علیہ السلام سے انہوں نے ملاقات کی پوچھا کہاں سے آئے

ہو؟ کہنے لگے کنعان کے علاقے سے۔ پوچھا وہاں کیا کرتے ہو؟ کہنے لگے ہمارے والد ہیں جنکا نام یعقوب (علیہ السلام) ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں ہم ان کی خدمت کرتے ہیں پوچھا تم سب بھائی ہو؟ کہنے لگے ہاں ہم سب بھائی ہیں۔ پوچھا اور بھی کوئی تمہارا بہن بھائی ہے؟ کہنے لگے ہاں ایک چھوٹا بھائی ہے ابا جی نے اسکو نہیں آنے دیا۔ کیوں نہیں آنے دیا؟ کہنے لگے بس ان کی مرضی ایک ہمارا بھائی اور تھا وہ ضائع ہو گیا ہے، گم ہو گیا ہے اس کا کوئی پتا نہیں ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کی بڑی خدمت کی۔ اولاً تو اس لئے کہ پیغمبر سے بڑھ کر کسی کا اخلاق نہیں ہوتا ہر ایک سے اچھے سلوک کیساتھ پیش آتا ہے اور پھر یہ تو بھائی تھے خونی رشتہ تھا بڑی خدمت کی۔

ہر آدمی کی خدمت اس کی حیثیت کے مطابق ہونی چاہئے:

حدیث پاک میں آتا ہے اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ ''لوگوں کیساتھ ایسا برتاؤ کرو جو ان کی شان کے لائق ہو'' ابوداؤد شریف میں روایت آتی ہے حضرت عائشہؓ کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی کہ اتنے میں ایک سائل آیا اس نے سوال کیا حضرت عائشہؓ نے اپنی لونڈی خادمہ سے فرمایا کہ بیٹی چنگیر میں جو روٹی ہے پوری ہے یا آدھی ہے اس مانگنے والے کو دیدو۔ تھوڑی دیر گزری کہ ایک اور آدمی آیا کہ میں فلاں بن فلاں ہوں اور فلاں جگہ سے آیا ہوں حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ فوراً اس کیلئے چارپائی کا انتظام کرو اس پر چادر بچھاؤ اس پر ان کو بٹھاؤ اور انکا احترام کرو۔ وہ عورت جو پاس بیٹھی تھی اس نے کہا ام المومنین آپ تو سب مومنوں کی ماں ہیں جو مانگنے والا تھا وہ بھی آپ کا بیٹا ہی تھا اس کو آپ نے آدھی روٹی پر ٹرخا دیا اور اس کیلئے چارپائی بسترے کا اہتمام کر رہی ہو۔ حضرت عائشہؓ نے حدیث کا حوالہ دیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ ''جیسی جیسی کسی کی شان

ہو اسی کے مطابق اس کیساتھ برتاؤ کرو۔'' یہ مانگنے والا ہر ہر دروازے پر جاتا ہے اور مانگتا ہے اور یہ شخص صرف ہماراہی مہمان ہے لہذا دونوں میں فرق ہونا چاہئے۔ اور حدیث پاک میں آتا ہے مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ ''جوشخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان لاتا ہے پس چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔'' تو مہمان کی عزت اس کے ایمان میں داخل ہے اور جو مہمان پر خرچ ہوگا اسکا اسکو ثواب ملے گا کیونکہ آنحضرت ﷺ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ اور جب ان کو تیار کیا بِجَهَازِهِمْ ان کے سامان کیساتھ اور رخصت کیا قَالَ ائْتُونِي بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيكُمْ فرمایا آئندہ آؤ گے تو اپنے بھائی کو بھی میرے پاس لانا جو تمہارے باپ کی طرف سے ہے۔ کیونکہ انہوں نے بتلایا تھا کہ ہمارا ایک اور بھائی بھی ہے اسکو باپ نے نہیں آنے دیا اَلَا تَرَوْنَ کیا تم دیکھتے نہیں اَنِّيْ اُوْفِي الْكَيْلَ بیشک میں پورا ماپ کر دیتا ہوں وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ اور میں بہترین میزبانی کرنے والا ہوں۔ مُنْزِلٌ کا معنٰی ہوتا ہے میزبان، میں میزبانوں میں سے بہترین میزبان ہوں تم نے میری میزبانی کا اندازہ لگا لیا ہوگا لہذا آئندہ اس کو بھی ساتھ لیکر آنا۔ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ پس اگر تم نہ لاؤ گے اس کو میرے پاس فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ پس نہیں ہوگا اناج تمہارے لئے میرے پاس، تمہیں بھی دانے نہیں ملیں گے وَلَا تَقْرَبُوْنِ اور میرے قریب بھی نہ آنا۔ کچھ رغبت دلائی اور کچھ دھمکی بھی دی تاکہ آئندہ وہ بھائی کو لے آئیں یہ سب اس چیز کی تمہید تھی کہ آئندہ آئیں گے عاجزی کا اظہار کریں گے اور بالآخر یعقوب علیہ السلام کیساتھ بھی ملاقات ہوگی۔ قَالُوْا بھائیوں نے کہا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ بتاکید ہم مطالبہ کریں گے اس کے بارے میں اس کے والد سے، ہم ساتھ لانے کیلئے ابا جان سے ضرور مطالبہ کریں گے کہ بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ اور

بیشک البتہ یہ کام ہم کریں گے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو اجازت تھی کہ چاہیں تو کسی کو
دانے مفت دیں رقم نہ لیں یہ اختیار ان کے پاس تھا آخر وزیر خزانہ تھے وَقَالَ اور فرمایا
یوسف علیہ السلام نے لِفِتْیٰنِهِ اجْعَلُوْا اپنے نوجوانوں سے جو خادم تھے رکھدو بِضَاعَتَهُمْ
فِيْ رِحَالِهِمْ ان کا سامان ان کے سامانوں میں۔ بضاعت کا معنیٰ سرمایہ، پونجی، رقم،
راس المال۔ تو فرمایا کہ ان دس سے ہم نے رقم نہیں لینی لہذا ان کی رقم کسی حیلے بہانے
سے ان کے سامان میں رکھ دینا۔ وہ رقم کیا تھی؟ تفسیروں میں مختلف باتیں ہیں اکثر
حضرات فرماتے ہیں کہ دراہم دینار تھے جو اس زمانے کا سکہ تھا وہ تھیلے میں تھے پہلے وہ رقم
انہوں نے گن کر ان سے وصول کی پھر خادموں کو حکم دیا کہ خاموشی کیساتھ ان کے سامان
میں رکھ دینا کہ ان کو پتہ نہ چلے لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ شاید کہ وہ اپنے اس سرمائے کو پہچان لیں
اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ جب کہ لوٹیں گے وہ اپنے گھر والوں کی طرف لَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُوْنَ تاکہ وہ واپس لوٹ آئیں۔

یوسفؑ کی دوبارہ بھائیوں کو بلانے کی تدبیر :

یہاں پر اسکی دو تفسیریں منقول ہیں ایک یہ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے جو
بیٹے تھے گو ان سے یوسف علیہ السلام کے بارے میں کوتاہی ہوئی تھی لیکن پیغمبر کی اولاد تھے
حلال حرام کو سمجھتے تھے تو یوسف علیہ السلام نے یہ تعبیر کی کہ وہ جس وقت اپنی بوریوں سے
اناج نکالیں گے تو یہ رقم بھی ملے گی تو اسکو کھائیں گے نہیں کہ یہ رقم ہماری نہیں ہے غلطی سے
واپس آگئی ہے لازماً وہ یہ رقم واپس لائیں گے اور جب رقم واپس لائیں گے تو میرا بھائی بھی
ساتھ لائیں گے اس طرح میرا بھائی مجھے جلدی ملے گا۔

اگر کسی آدمی کے پاس ایسی رقم ہو کہ جس کا مالک معلوم نہیں تو کیا کرے؟

اور مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی آدمی کے پاس کسی آدمی کی رقم ہے اگر اس کا مالک معلوم ہو یا اس کا شرعی وارث معلوم ہوا تو وہ رقم اس کو پہنچانی ضروری ہے چاہے وہ قریب ہو یا بعید ہو۔ جلدی پہنچا سکے یا دیر سے بہر حال رقم اسکو پہنچانی ہے۔ اور اگر مالک کا یا اس کا شرعی وارث معلوم نہ ہو تو اس سلسلے میں طویل بحث ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ اَفْقَہُ الْاُمَّت ہیں یعنی امت میں سب سے بڑے فقیہ ہیں چھٹے نمبر پر مسلمان ہونیوالے ہیں پوری امت میں پہلے نمبر کے مفسر قرآن ہیں، یہ منڈی تشریف لے گئے وہاں غلاموں اور لونڈیوں کے علاوہ اور بہت کچھ بکتا تھا انہوں نے ایک لونڈی خریدی، ایجاب قبول ہو گیا اور شریعت میں ایجاب قبول ہوتے ہی ملک دوسرے کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے یہ چیز اتنے میں تجھے دی اس نے کہا میں نے قبول کر لی بس اب یہ قبول کرنے والا شرعاً اس کا مالک بن گیا ہے شرعاً تحریر اور رجسٹری وغیرہ جو اس وقت ہیں یہ ملکیت کیلئے ضروری نہیں ہیں۔ تو ایجاب وقبول ہو گیا لونڈی قبضے میں آ گئی رقم دینے لگے تو آدمیوں کا ایسا ٹھیلہ (ریلہ) آیا کہ جس کو رقم دینی تھی وہ ادھر اُدھر ہو گیا حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے اسکو تلاش کرنے کیلئے بڑا زور لگایا اعلان کرتے رہے ڈھونڈتے رہے کہ بھائی میں نے باندی خریدی ہے اس کا مالک بتاؤ مگر مالک نہ ملا۔ بخاری شریف میں واقعہ ہے کہ بڑے پریشان ہوئے کہ اے پروردگار! میں بدنیت نہیں ہوں حرام خور نہیں ہوں شرعاً میں لونڈی کا مالک ہو چکا ہوں پیسے دینے کی بڑی کوشش کی ہے لیکن مالک نہیں ملتا میں کیا کروں جب مالک کسی طرح نہ مل سکا تو انہوں نے وہ رقم صدقہ کرنے کے بعد عرض کی اے پروردگار! اس صدقے کو اس آدمی کے کھاتے میں شامل کر لے۔ اسی پر فقہاء کرامؒ

فرماتے ہیں کہ اگر مالک یا اس کا شرعی وارث معلوم نہ ہو تو وہ رقم اس آدمی کی طرف سے کسی غریب مسکین کو صدقہ کردو۔ اس رقم کو مسجد، قبرستان یا عیدگاہ وغیرہ پر لگانا درست نہیں ہے بلکہ اس کا مصرف یہ مسکین ہے اور یہ نیت کرے کہ اے پروردگار! اس کا ثواب اس کے مالک کے کھاتے میں ڈال دے، طالب علم کو بھی دے سکتے ہیں۔ تو اس کا ایک مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ رقم وہ نہیں کھائیں گے بلکہ واپس پہنچائیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ میرا بھائی بھی ساتھ آئے گا تو میں اس کو جلدی دیکھ لوں گا۔

اور دوسری تفسیر یہ لکھتے ہیں کہ حضرت یوسفؑ نے ان سے سن بھی لیا تھا اور ویسے بھی جانتے تھے کہ یہ غریب ہیں اگر یہ رقم واپس نہ بھیجی تو ممکن ہے نئی رقم حاصل کرنے میں وقت لگ جائے اور یہ رقم جب ان کو مل جائے گی تو جلدی واپس آجائیں گے قِبَلَ اور دُوِی کیساتھ یہ تفسیر بھی منقول ہے فَلَمَّا رَجَعُوْآ اِلٰٓی اَبِیْهِمْ پس جب وہ لوٹے اپنے باپ کی طرف۔ دس بھائی اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس واپس آئے قَالُوْا یٰٓاَبَانَا کہنے لگے اے ہمارے ابا جان! مُنِعَ مِنَّا الْکَیْلُ. کیل کا لفظی معنٰی ہے پیمانے میں ماپنا، اور یہاں وہ چیز مراد ہے جو پیمانے میں آئے گی دانے وغیرہ۔ معنٰی ہوگا روک دیا گیا ہم سے اناج، ہمیں دانے ماپ نہیں ملیں گے فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا پس تو بھیج دے ہمارے ساتھ ہمارے بھائی بنیامین کو نَکْتَلْ ہم اناج لائیں گے یعنی دانے ماپ کرلائیں گے وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اور بیشک ہم اسکے البتہ حفاظت کرنے والے ہیں نگران ہیں۔ تمہیں یاد ہوگا کہ جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے والد محترم سے سوال کیا تھا کہ ابا جی کل ہم سیر کرنے جائیں گے اَرْسِلْ مَعَنَا غَدًا آپ کل اسکو ہمارے ساتھ بھیج دیں۔ یَرْتَعْ ۔ رَتَعَ کا لفظ جب جانوروں کیلئے بولا جائے تو معنٰی ہوتا ہے چرنا اور رَتَعَ کا لفظ

جب انسانوں کیلئے بولا جائے تو اس کا معنیٰ ہوتا ہے جنگلی پھل کھانا کہ ہمارے ساتھ جائے گا تو جنگلی پھل کھائے گا وَيَلْعَبْ اور کھیلے گا وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ اور بیشک ہم اسکی حفاظت کریں گے۔ وہاں بھی حٰفِظُوْنَ کا لفظ بولا اسی کا یعقوب علیہ السلام حوالہ دے رہے ہیں۔ قَالَ فرمایا یعقوب علیہ السلام هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ میں نہیں اعتبار کرتا تم پر اس بنیامین کے بارے میں اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مگر جیسا کہ میں نے اعتبار کیا تھا تمہارا اس کے بھائی یوسف علیہ السلام کے بارے میں مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے۔ اس وقت بھی تم نے اِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ کہا تھا۔ تمہاری حفاظت مجھے معلوم ہے تم کیا حفاظت کرو گے فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ پس اللہ تعالیٰ بہترین حفاظت کرنے والا ہے اور وہ سب سے بڑا مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ مخلوق سے زیادہ مہربان ہے :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک سفر میں آنحضرت ﷺ کیساتھ کچھ عورتیں بھی تھیں وہ بیچاریاں کھانا پکانے کیلئے ساتھ ہوتی تھیں۔ ایک عورت کی گود میں دودھ پیتا بچہ تھا کھلی جگہ پر اس نے پتھروں کا چولہا بنایا تا کہ کھانا تیار کیا جا سکے ہوا بڑی تیز تھی دوسری طرف سے آگ کا شعلہ آیا تو اُدھر سے ہٹ کے بیٹھ گئی اُدھر سے شعلہ آیا دوسری طرف ہٹ کے بیٹھ گئی جسطرف سے شعلہ آتا ہٹ کے دوسری جانب بیٹھ جاتی اس کے ذہن میں خیال آیا کہ میں تو ماں ہوں مجھے اپنے بچے پر اتنی شفقت ہے کہ اسکو بچانے کیلئے آگ کے چاروں طرف پھر لیا ہے کہ آگ میں جلانا اسکو پسند نہیں کرتی کیا اللہ تعالیٰ کی ذات میں مخلوق کیلئے اتنی بھی شفقت نہیں ہے جتنی میری شفقت اپنے بچے کیلئے ہے بخاری شریف میں روایت ہے کہ وہ بی بی آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی حضرت! میں چولہے پر کھانا پکا رہی تھی اور میری

گود میں بچہ تھا اُس طرف سے ہوا چل رہی تھی جب آگ کے شعلے میری طرف آتے تو میں کبھی اِدھر کو ہو جاتی اور کبھی اُدھر کو ہو جاتی تھی تو حضرت! یہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اتنی رحمت بھی نہیں کریگی جتنی ماں میں اولاد کیلئے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اَللّٰہُ اَرْحَمُ بِعِبَادِہٖ مِنَ الْاُمِّ بِابْنِہٖ ''اللہ تعالیٰ زیادہ رحم کرنے والا ہے اپنے بندوں پر بہ نسبت ماں کے اپنے بیٹوں کیساتھ۔'' اس بی بی نے کہا پھر خیر صلاً ہے۔ اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے کئے ہیں ننانوے حصے اپنے پاس رکھے ہیں ایک حصہ ساری مخلوق پر تقسیم کیا ہے انسان، حیوانات، جنات جو آپس میں پیار محبت کرتے ہیں اسی ایک حصے کیوجہ سے کرتے ہیں۔ ''شمس المعارف'' تعویزوں کی کتابوں میں بڑی کتاب ہے۔ علامہ بونیؒ بڑے بزرگ ہیں اس میں وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص آیت کریمہ کا یہ ٹکڑا فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ لکھ کر اپنے پاس رکھے گا اللہ تعالیٰ اسکو دشمنوں کی زد سے بچائے گا۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ انہوں نے سامان کھولا وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَھُمْ اور جب کھولا انہوں نے اپنے سامان کو، دانوں کی بوریاں کھولیں وَجَدُوْا بِضَاعَتَھُمْ پایا انہوں نے اپنی پونجی اور سرمائے کو رُدَّتْ اِلَیْھِمْ لوٹا دی گئی ہے ان کی طرف وہ درہم اور دنانیر کا تھیلہ درمیان سے نکل آیا قَالُوْا خوشی کیساتھ کہنے لگے یٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِیْ اے ہمارے ابا جان! ہم کیا چاہتے ہیں اور ہمیں کیا چاہئے پیسے بھی آگئے اور دانے بھی آگئے ھٰذِہٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَیْنَا یہ ہمارا سرمایہ، پونجی اور رقم لوٹا دی گئی ہے ہماری طرف وَنَمِیْرُ اَھْلَنَا مِیْرَہ مِیْم مکسور کیساتھ بمعنی خوراک کے ہے۔ معنی ہوگا اور ہم اناج لائیں گے خوراک لائیں گے اپنے گھر کے افراد کیلئے وَنَحْفَظُ اَخَانَا اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے وَنَزْدَادُ کَیْلَ بَعِیْرٍ اور ہم زیادہ لائیں گے ایک اونٹ کا

بوجھ۔ پہلے ہم دس تھے انہوں نے دس اونٹوں پر دانے رکھ کر دیئے اب ہم گیارہ ہوں گے تو ہمیں وہ گیارہ اونٹوں پر اناج دیں گے ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ یہ بوجھ تو بہت تھوڑا ہے۔ یہ ایک اونٹ کا بوجھ دینا عزیز مصر کیلئے بہت آسان ہے وہ بڑا سخی آدمی ہے۔

اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ ابا جی!! اگر ہم دس اونٹوں کا بوجھ لاتے ہیں تو یہ تو تھوڑا سا ہے یہ کتنے دن رہے گا۔ مستدرک حاکم کی روایت میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے اہل خانہ سب چھوٹے بڑے ملا کے تین سو نوے (۳۹۰) افراد تھے بڑا خاندان تھا پھر ہوں بھی سارے کھانے پینے والے تو خرچ کا اندازہ تم خود لگا لو اسلئے تم اس کو ضرور بھیجو۔ قَالَ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ میں ہرگز نہیں بھیجوں گا اسکو تمہارے ساتھ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ ۔ مَوْثِق کا معنٰی وثیقہ، اعتماد، وعدہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ تم دو گے مجھے وعدہ اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر، اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر میرے ساتھ تم عہد و پیمان کرو کس بات کا لَتَاْتُنَّنِیْ بِهٖٓ البتہ تم ضرور لاؤ گے اسکو میرے پاس کوئی مکر اور حیلہ نہیں کرو گے کوئی شرارت نہیں کرو گے۔ ہاں اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ مگر یہ کہ تم سب کو گھیر لیا جائے تم سب کسی گرفت میں آ جاؤ پھر سمجھیں گے کہ تمہارا کوئی قصور نہیں ہے اگر خود تم جیتے جاگتے آ جاؤ اور اسکو تم ادھر ادھر کرو تو پھر تو تمہاری ہی شرارت سمجھی جائیگی فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ پس جب دیا انہوں نے اپنے باپ کو وعدہ اپنا۔ اے ابا جان! ہم اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر رب تعالیٰ کو گواہ بنا کر وعدہ کرتے ہیں ہم انشاء اللہ العزیز بھائی کی حفاظت کریں گے اور اسکو ضرور لائیں گے قَالَ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ لفظ اللہ قال کا فاعل نہیں ہے بلکہ مقولہ ہے۔ اَللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ اللہ تعالیٰ اس بات پر جو ہم کہتے ہیں نگہبان ہے، گواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو گواہ سمجھنا اور اپنی طرف سے کوئی

شرارت نہ کرنا لے جاؤ اس بھائی کو بھی ۔ بقیہ واقعہ آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ

وَقَالَ يٰبَنِيَّ

لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ ع

وَقَالَ اور فرمایا یعقوب علیہ السلام نے يٰبَنِيَّ اے میرے بیٹو لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ نہ داخل ہونا ایک دروازے سے وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ اور داخل ہونا جدا جدا دروازوں سے وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ اور میں کفایت نہیں کرسکتا تم سے مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی شے سے اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ نہیں ہے حکم مگر صرف اللہ تعالیٰ کا عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ اور اسی پر چاہئے کہ بھروسہ کریں بھروسہ کرنے والے وَلَمَّا دَخَلُوْا اور جس وقت وہ داخل ہوئے مِنْ حَيْثُ جہاں سے اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ حکم دیا تھا ان کے والد نے مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ نہیں تھے وہ کہ بچا سکتے انکو مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی چیز سے اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ مگر ایک ارمان تھا یعقوب علیہ السلام کے جی میں قَضٰىهَا جو انہوں نے پورا کیا وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ اور بیشک وہ علم والے تھے

لِمَا عَلَّمْنٰهُ اس وجہ سے کہ ہم نے ان کو سکھایا تھا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا ذکر چلا آ رہا ہے۔کل کے سبق میں تم نے پڑھا اور سنا کہ جب پہلی مرتبہ یوسف علیہ السلام کے بھائی اناج لینے کیلئے مصر سے کنعان پہنچے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی وہ انکو پہچان گئے اور یہ نہ پہچان سکے حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کی بڑی عزت کی احترام کیا گھر کے حالات پوچھے اور یہ بھی پوچھا کہ تمہارے پیچھے کون ہے؟ انہوں نے سارا کچھ بتلایا کہ ہمارا ایک بھائی اور بھی ہے۔فرمایا آئندہ جب آنا تو اس کو بھی ساتھ لانا انہوں نے اپنے والد صاحب کو آمادہ کیا کہ بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیجو ہم گندم زیادہ لائیں گے اور اس کے بغیر ہمیں اناج نہیں ملے گا بیٹوں نے جب پورا اطمینان دلایا تسلی دی تو حضرت یعقوب علیہ السلام مطمئن ہو گئے اور ساتھ بھیج دیا۔

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا دوسری مرتبہ جانا :

اب یہ دوسری دفعہ کنعان سے مصر جا رہے ہیں جو آٹھ یا دس دن کی مسافت پر تھا بڑا قافلہ تھا ان کیساتھ اور لوگ بھی تھے حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا وَقَالَ اور فرمایا یعقوب علیہ السلام نے يٰبَنِيَّ اے میرے بیٹو! لَا تَدْخُلُوْا مِنْ ۢبَابٍ وَّاحِدٍ نہ داخل ہونا ایک دروازے سے۔پہلے زمانے میں شہروں کے ارد گرد دیوار ہوتی تھی جسکو فصیل اور سُورُ البلاد کہتے تھے اس سے داخل ہونے کے مختلف دروازے ہوتے تھے جسطرح گوجرانوالہ میں سیالکوٹی دروازہ ہے، کھیالی دروازہ ہے ،لاہوری دروازہ ہے۔اسی طرح لاہور میں دلی دروازہ ہے، ملتانی دروازہ ہے اسی طرح

مصر کے بھی بہت سارے دروازے تھے۔ فرمایا ایک دروازے سے داخل نہ ہونا وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ اور داخل ہونا جدا جدا دروازوں سے، بکھرے ہوئے دروازوں سے داخل ہونا دو تین بھائی ایک دروازے سے دو تین دوسرے دروازے سے اس طرح بکھر کے جانا اور بیٹو یاد رکھو! وَمَآ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ اور میں کفایت نہیں کرسکتا اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی شے سے، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچا سکتا کیوں؟ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ نہیں ہے حکم مگر صرف اللہ تعالیٰ کا حکم وہی ہوگا جو رب تعالیٰ نے دینا ہے عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ اسی پر میں بھروسہ کرتا ہوں وَعَلَیْهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ اور اسی پر چاہئے کہ بھروسہ کریں بھروسہ کرنے والے۔ اب سوال یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو یہ سبق کیوں دیا کہ ایک دروازے سے داخل نہ ہونا؟

نظر کا لگ جانا حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے کوئی نہیں بچ سکتا :

تفسیروں میں ایک بات یہ لکھی ہے کہ نظر بد سے بچنے کیلئے کہ ماشاء اللہ سارے صحتمند خوبصورت جوان ہو کہیں نظر بد نہ لگ جائے۔ حدیث پاک میں آتا ہے اَلْعَیْنُ حَقٌّ وَلَهٗ رُقْیَةٌ ''نظر کا لگ جانا حق ہے اور اس کا دم بھی ہے۔'' نظر کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو دیکھے کہ یہ اتنا صحت مند ہے اتنا خوبصورت ہے اتنا مالدار ہے اتنا قابل لائق ہے یعنی ان چیزوں پر تعجب کا اظہار کرے یہ جب تعجب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فوراً اس میں عیب پیدا کردیتے ہیں کہ ان کمالات میں بندے کا کوئی دخل نہیں ہے یہ میرے اختیار میں ہے۔

اللہ تعالیٰ دینے پر بھی قادر ہے اور لینے پر بھی قادر ہے :

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت بتلاتے ہیں کہ دیکھو جس نے کمال دیا ہے وہ زائل بھی کرسکتا

ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب انسانوں کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سورج گرہن اور چاند گرہن کر دیتا ہے یہ بتلانے کیلئے کہ اپنی صحت اور حسن وکمال پر گھمنڈ کرنے والو، برائیاں کرنے والو باز آجاؤ جس رب نے سورج کو روشنی دی تھی تمہارے سامنے سلب کر لی ہے چھین لی ہے، جس نے چاند کو چمک دی تھی دیکھتے نہیں ہو اس نے چمک چھین لی ہے۔

حضرت سید حسین احمد مدنیؒ بعض اوقات یہ شعر پڑھتے تھے.....

حسن والے حسن کا انجام دیکھ
ڈوبتے سورج کو بوقت شام دیکھ

یہ کمالات جو رب تعالیٰ نے کسی کو دیئے ہیں یہ رب تعالیٰ کا عطیہ ہیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے ان کی قدر کرنی چاہئے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا نظر بد سے بچنے کیلئے ماشاء اللّٰه لا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه پڑھو نظر بد نہیں لگے گی اور اگر لگ گئی تو یہ پڑھ کر دم کر دو باقی ایک بات یہاں اچھی طرح سمجھ لیں کہ اگر ہم پھونکیں ماریں اور اثر نہ ہو یا فوراً اثر نہ ہو تو یہ ذہن ہرگز نہ بنانا کہ رب تعالیٰ کے کلام میں اثر نہیں ہے اور یہ نظریہ قائم نہ کرنا کہ العیاذ باللہ آنحضرت ﷺ نے صحیح نہیں بتلایا۔ اللہ تعالیٰ کے کلام میں اثر ہے اور آپ ﷺ کی زبان بھی سچی ہے کمی کوتاہی ہم میں ہے ہمارے عقیدے کمزور ہیں ایمان بڑا کمزور ہے ہماری خوراک حرام نہ سہی مشکوک تو ضرور ہے اور

دعا کی قبولیت کیلئے رزق حلال شرط ہے:

دعاؤں کی قبولیت کیلئے بنیادی شرط رزق حلال ہے اور دم بھی دعا ہے۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک

لقمہ بھی حرام کا کھایا تو چالیس دن اور چالیس راتیں دعا کی قبولیت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور ہمارے تو خیر پیٹ حرام سے بھرے ہوئے ہیں ایک لقمے کی تو بات ہی نہیں ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے یہ روایت نقل فرمائی ہے اور فرماتے ہیں بِاِسْنَادٍ لَابَاْسَ بِہٖ صحیح سند ہے۔ اور بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے کہ لوگ دور دراز سے سفر کرتے ہیں (آج تو سفر بڑا آرام دہ ہو گیا ہے اس وقت پسینہ سر سے پاؤں تک ٹپکتا تھا گرد و غبار ان کے کپڑوں پر اور سر اور پاؤں پر پڑتا تھا۔) فرمایا دور دراز کا سفر کرتے ہیں کعبۃ اللہ پہنچتے ہیں کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہیں کعبۃ اللہ کا غلاف پکڑتے ہیں اور یَارَبِّ یَارَبِّ دعائیں کرتے ہیں فرمایا مَطْعَمُہٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُہٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُہٗ حَرَامٌ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لَہٗ اس کا کھانا حرام اس کا پینا حرام اس کا لباس حرام ایسے شخص کی دعا کہاں سے قبول کی جائے گی۔ کعبے میں بھی قبول نہیں ہوتی اس لئے کہ دعاؤں کی قبولیت کیلئے، نمازوں کی قبولیت کیلئے حلال کھانا شرط ہے حرام سے بچنا شرط ہے لیکن آج حالات ہی اتنے خراب ہو گئے کہ الامان والحفیظ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک زمانہ آئیگا کہ اگر کوئی شخص حرام سے بچنا چاہے گا بھی تو حرام کا دھواں دھکے سے اس کے ناک میں گھسے گا۔

بینک میں پیسے رکھنا مجبوری ہے :

آج حالات ایسے ہیں کہ لوگ مجبور ہیں اگر کسی کے پاس چار پیسے جمع ہو جاتے ہیں خوشی غمی کیلئے تو وہ مجبوراً بینک میں رکھتے ہیں کہ چور ڈاکو نہیں چھوڑتے۔ مگر جائز سمجھ کر نہ رکھیں بینک میں رکھنا ناجائز ہے کیونکہ بینک والے رقم سے سودی کاروبار کرتے ہیں مگر جب دو مصیبتیں جمع ہو جائیں تو ہلکی کو اختیار کرنے کی اجازت ہے۔ مسئلہ شریعت نے یہ بتلایا ہے اِذَا ابْتُلِیْتُمْ بِبَلِیَّتَیْنِ فَاخْتَرْ اَھْوَنَھُمَا "جب دو مصیبتوں میں پھنس جاؤ ہلکی کو اختیار کر

لو۔'' یہاں دو مصیبتیں جمع ہوگئی ہیں ایک طرف ڈاکوؤں، چوروں سے جان کا خطرہ ہے اور دوسری طرف سود ہے لہذا دوسری جانب اختیار کرلو۔ پیسے بنک میں رکھوادو مگر وہاں سے جوزائد پیسے تمہیں ملیں گے جسکو وہ نفع کہتے ہیں وہ اپنی ذات کیلئے استعمال نہیں کرنے وہ کسی غریب فقیر کو دیدو ثواب کی نیت کے بغیر کیونکہ اگر کسی نے حرام مال کا صدقہ کیا اور ثواب کی نیت کی تو کافر ہو جائیگا نکاح ٹوٹ جائیگا لہذا دیتے وقت ثواب کی نیت نہ کرنا نیت یہ ہونی چاہئے کہ میں حرام خوری سے بچ جاؤں۔ اس رقم سے سڑک نہیں بنوا سکتے، گلی نہیں بنوا سکتے، بیت الخلاء نہیں بنا سکتے صرف فقیر مسکین کو دے سکتے ہیں اس کیلئے جائز ہے وہ کھا سکتا ہے۔

اور دوسری وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ سب بھائی بڑے صحت مند تھے پہلے دس اور اب گیارہ ہیں اور بادشاہ اور وزیر نے ان کی قدر بھی بڑی کی تھی جب یہ سارے ایک ہی دروازے سے داخل ہوں گے تو کہیں مصری لوگ ان کے درپے نہ ہو جائیں یہ کون لوگ ہیں جن کی عزیز مصر اتنی عزت کرتا ہے خدمت کرتا ہے۔

تدبیر توکل کے خلاف نہیں :

آخر باپ باپ ہے اپنی اولاد کیلئے بہت کچھ سوچتا ہے اسی سے معلوم ہوا کہ تدبیر توکل کیخلاف نہیں ہے۔ ساتھ کہتے ہیں عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ میں نے اس اللہ پر توکل کیا ہے اور تدبیر بھی بتلاتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس دور سے ایک مسافر آیا آپ کی عادت مبارک تھی کہ آنے والے سے پوچھتے تھے کہاں سے آئے ہو کس کے مہمان ہو کس سے ملنا ہے تیرے ساتھ کون ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کھانے پینے رہائش کا انتظام کس کے ذمہ ہے اس نے کہا حضرت میں آپ کا مہمان ہوں۔ فرمایا تیرے ساتھ کوئی اور آدمی بھی ہے کہنے لگا کوئی نہیں ہے کیسے آئے ہو اس نے کہا حضرت اونٹنی پر

سوار ہو کر آیا ہوں فرمایا اونٹنی کہاں ہے؟ حضرت! باہر چھوڑ آیا ہوں توکل پر آپ ﷺ نے فرمایا قَیِّدْھَا ثُمَّ تَوَکَّلْ "پہلے اس کے پاؤں باندھو پھر توکل کرو۔" مولانا رومؒ نے اس حدیث کا ایسے ترجمہ کیا ہے......

گفت پیغمبر بآواز بلند
در توکل زانوئے اشتر بہ بند

پہلے اونٹنی کا پاؤں باندھو پھر توکل کرو۔ توکل کا یہ معنٰی ہے کہ ظاہری اسباب اختیار کرو اس کا نتیجہ رب تعالیٰ پر چھوڑ دو اگر کوئی شخص ظاہری اسباب اختیار نہیں کرتا تو وہ تعطّل کا شکار ہے، اسباب کو چھوڑنے والا ہے۔ لہٰذا تدبیر توکل کے خلاف نہیں ہے۔ شاعر کہتا ہے......

توکل کا یہ مطلب ہے کہ خنجر تیز رکھ اپنا
انجام اسکی تیزی کا مقدر کے حوالے کر

وَلَمَّا دَخَلُوْا اور جس وقت وہ داخل ہوئے مِنْ حَیْثُ اَمَرَھُمْ اَبُوْھُمْ جہاں سے حکم دیا تھا ان کے والد نے کہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَا کَانَ یُغْنِیْ عَنْھُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ نہیں تھے وہ کہ بچا سکتے انکو اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی چیز سے، وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے کفایت نہیں کر سکتے تھے کچھ بھی اِلَّا حَاجَۃً فِیْ نَفْسِ یَعْقُوْبَ قَضٰھَا مگر ایک ارمان اور حاجت تھی ایک ضرورت تھی یعقوب علیہ السلام کے دل میں جو انہوں نے پوری کی اپنا ارمان پورا کیا اپنے باپ ہونے کی حیثیت سے جو بات بہتر تھی وہ ان کو بتلائی باقی اختیار ان کو کچھ نہ تھا۔

نفع نقصان کا مالک صرف اللہ ہے:

اختیار صرف رب تعالیٰ کو ہے جو کرتا ہے رب تعالیٰ کرتا ہے لیکن لوگوں کا حال یہ

ہے کہ اگر کوئی گھنگرو ڈال کر پھرنے لگ جائے تو اس سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ہمارا بیڑا نہ غرق کر دے۔ بھئی اگر وہ اتنا پہنچا ہوا ہوتا تو اپنے آپ کو درست نہ کر لیتا نفع نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے النافع بھی اس کی صفت ہے اور الضار بھی اس کی صفت ہے بار ہا یہ بات تم سن چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر کوئی ذات نہ ہے نہ ہو سکتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے بھی اعلان کرا دیا قُلْ اے نبی کریم ﷺ آپ کہہ دیں اعلان کر کے ان کو سنا دے لَا اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا میں تمہارے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں [سورۃ جن] اور سورۃ اعراف میں اپنی ذات کے بارے میں اعلان کروایا قل آپ کہہ دیں لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ ''میں اپنی جان کیلئے بھی نفع اور ضرر کا مالک نہیں ہوں مگر جو چاہے اللہ تعالیٰ۔'' جب آپ ﷺ کسی کے نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں تو اور کوئی کس باغ کی مولی ہے کہ اس کے پاس یہ اختیار ہے۔ تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو فرمادیا کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہاری کچھ کفایت نہیں کر سکتا اور ان کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے بھی فرمادیا کہ وہ اپنے بیٹوں کو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے چھڑانے کیلئے کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے پس انہوں نے اپنا فریضہ ادا کیا جو ان کے دل میں بات تھی وہ انہوں نے پوری کی وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ اور بیشک یعقوب علیہ السلام علم والے تھے لِّمَا عَلَّمْنٰهُ اس وجہ سے کہ ہم نے ان کو سکھایا تھا وہ ان چیزوں کو جانتے تھے جنکی ہم نے انکو تعلیم دی تھی وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ حقیقت نہیں جانتے حقیقت سے دور ہوتے ہیں۔

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ

اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىٕسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اور جب وہ داخل ہوئے یوسف علیہ السلام کے پاس اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ جگہ دی انہوں نے اپنے پاس اپنے بھائی کو قَالَ فرمایا اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ بیشک میں تیرا بھائی ہوں فَلَا تَبْتَىٕسْ پس تو پریشان نہ ہو بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اس کاروائی پر جو یہ کرتے تھے فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ پس جب انکو تیار کیا ان کے سامان کیساتھ جَعَلَ السِّقَايَةَ رکھ دیا پیمانہ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ اپنے بھائی کے سامان میں ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ پھر اعلان کرنے والے نے اعلان کیا اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اے قافلے والو اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ بیشک البتہ تم چور ہو قَالُوْا انہوں نے کہا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ اور وہ متوجہ ہوئے ان پر مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ کیا

چیز تم گم پاتے ہو قَالُوْا انہوں نے کہا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ ہم گم پاتے ہیں بادشاہ کا پیمانہ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ اور جو خود اسکو لائے گا اس کیلئے حِمْلُ بَعِيْرٍ ایک بوجھ اونٹ کا ہوگا وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ اور میں اس کا ذمہ دار ہوں قَالُوْا انہوں نے کہا تَاللّٰهِ اللہ کی قسم لَقَدْ عَلِمْتُمْ البتہ تحقیق تم جانتے ہو مَا جِئْنَا نہیں آئے ہم لِنُفْسِدَ فِى الْاَرْضِ کہ فساد مچائیں ہم زمین میں وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ اور ہم چور نہیں ہیں قَالُوْا انہوں نے کہا فَمَا جَزَآؤُهٗ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ کیا ہوگا اس کا بدلہ اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے قَالُوْا انہوں نے کہا جَزَآؤُهٗ اس کا بدلہ مَنْ وُّجِدَ فِىْ رَحْلِهٖ جس کے سامان میں وہ چیز پائی گئی فَهُوَ جَزَآؤُهٗ وہی اس کا بدلہ ہوگا كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو۔

پہلے تفصیل کے ساتھ گذر چکا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام وزیر مالیات بنے پہلے سات سال خوب کاشت ہوئی جس کو خوشوں سمیت محفوظ کر لیا گیا پھر سات سال قحط کے آئے۔ قحط جسطرح مصر میں پڑا اسی طرح آس پاس کے علاقے کنعان، شام، فلسطین میں بھی پڑا۔ اناج کا سٹاک صرف مصر والوں کے پاس تھا دور دراز سے لوگ دانے لینے مصر جاتے تھے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنے بیٹوں کو بھیجا پہلی دفعہ دس بھائی گئے یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا لیکن وہ یوسف علیہ السلام کو نہ پہچان سکے یوسف علیہ السلام نے گھر کے حالات پوچھے اور فرمایا کہ تمہارا اور بھی کوئی بھائی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ہمارا ایک بھائی ہے سوتیلی ماں سے ہمارے والد نے ہماری والدہ کے فوت ہو جانے کے بعد ہماری خالہ سے نکاح کیا تھا وہ اس سے ہے۔ فرمایا آئندہ اسکو بھی ساتھ لے آنا کہنے

لگے ابا جی سے درخواست کریں گے حضرت یعقوب علیہ السلام کو عہد و پیمان دیا مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ان کیساتھ بھیج دیا اب یہ دوسری دفعہ گیارہ آدمی گئے اس کا ذکر ہے۔ وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اور جب وہ داخل ہوئے یوسف علیہ السلام کے پاس اٰوٰى اِلَيْهِ اَخَاهُ جگہ دی انہوں نے اپنے بھائی کو اپنے پاس۔

حضرت یوسفؑ بنیامین کیساتھ بے تکلف ہو گئے :

صورت اسکی یہ ہوئی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کی خاطر تواضع کی اور فرمایا کہ تم دس آدمی پہلے بھی آئے اور شہر کے واقف ہو کئی دن یہاں رہے ہو بازاروں سے بھی واقف ہو باغات کو جانتے ہو تمہیں اجازت ہے چلو پھرو اور بنیامین پہلی دفعہ آیا ہے اسکو یہاں رہنے دو چنانچہ وہ جب چلنے پھرنے کیلئے رخصت ہو گئے اور بنیامین پاس رہے تو یوسف علیہ السلام ان کیساتھ بے تکلف ہو گئے قَالَ اِنِّىْ اَنَا اَخُوْكَ فرمایا بیشک میں تیرا بھائی یوسف ہوں۔ پھر دونوں بھائی باتیں کرتے رہے بنیامین نے بھی بڑوں کی زیادتیاں بیان کی کہ انہوں نے میرے ساتھ یہ کیا اور وہ کیا اس کا ذکر ہے فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ پس تو پریشان نہ ہو اس کاروائی پر جو وہ کرتے ہیں اب ان چیزوں کو بھلا دو۔ یہ سارے کئی دن تک یوسف علیہ السلام کے پاس رہے بڑی عزت احترام کیساتھ ان کو رکھا اور قاعدے کے مطابق ان کو فی کس ایک ایک اونٹ بوجھ اناج کا دیا فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ پس جب انکو تیار کیا ان کے سامان کیساتھ یعنی واپسی کا سامان دانے وغیرہ بوریوں میں ڈال کر اونٹوں پر لدوائے تو جَعَلَ السِّقَايَةَ۔ سقایہ کا لفظی معنٰی ہے وہ پیالہ جس کیساتھ پانی پلایا جائے۔ یہ سونے کا پیالہ تھا اور اس کے کنارے پر موتی لگے ہوئے تھے بادشاہ اس میں دودھ پانی شراب وغیرہ پیتا تھا بعد میں اس پیالے کو پیمانے کے طور پر

مقرر کردیا گیا کہ اس پیمانے کیساتھ ماپ کر اناج لوگوں کو دو اب اس کے معنی پیمانے کے ہیں، رکھ دیا پیمانہ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ اپنے بھائی کے سامان میں، ان سے نظر بچا کر بوری میں رکھ دیا ان میں سے کسی کو معلوم نہیں ہے نہ بڑوں کو نہ چھوٹوں نوکروں میں سے بھی کسی کو علم نہیں ہے۔ جس وقت تیار ہو کر جانے لگے ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ پھر اعلان کرنے والے نے اعلان کیا اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اے قافلے والو اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ بیشک تم چور ہو۔ انہوں نے حیران ہو کر کہا قَالُوْا کہا انہوں نے وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ اور وہ انکی طرف متوجہ ہوئے مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ کیا چیز تم گم پاتے ہو۔ ہمیں چور کہتے ہو کیا چیز تمہاری گم ہوگئی ہے قَالُوْا انہوں نے کہا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ ہم گم پاتے ہیں بادشاہ کا پیمانہ جس کیساتھ ہم دانے ماپ کر دیتے ہیں وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ اور جو خود اسکو لائے گا اس کیلئے ایک بوجھ اونٹ کا ہوگا انعام کے طور پر وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ اور میں اعلان کرنے والا اس کا ذمہ دار ہوں۔

یوسفؑ کی تدبیر ان کی شان کے لائق نہیں تھی، اعتراض کا جواب :

یہاں پر بڑی بحث کی گئی ہے اس بات پر کہ ان کو چور کہنا خلاف واقعہ ہے کیونکہ پیالہ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے خود رکھا تھا ان کو تو علم بھی نہیں کہ ہماری کسی بوری میں بادشاہ کا پیالہ ہے اور یوسف علیہ السلام کو اگر نبوت بعد میں بھی ملی ہو پھر بھی یہ بات مناسب نہیں ہے کیونکہ نبی نبوت سے پہلے بھی ولی ہوتا ہے واقعہ کے خلاف بات ان کی شان کے لائق نہیں ہے۔ اس کے جواب میں تفسیروں کے اندر بہت کچھ لکھا ہے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ پیالہ تو رکھا یوسف علیہ السلام نے لیکن اعلان انہوں نے نہیں کیا اعلان کے متعلق جملہ ہے ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ پھر اعلان کیا ایک اعلان کرنے والے نے۔ یہ نگران نے اعلان

کیا اس نے جب دیکھا کہ سونے کا پیالہ جو سرکاری طور پر پیمانہ مقرر ہوا تھا نہیں ہے، کہاں گیا ہے؟ اور اسکو حقیقت کا علم نہیں تھا نگرانی اسکی تھی کیونکہ وہ دفتر کا ذمہ دار تھا اس کے علم میں واقعی وہ چوری تھی۔

دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ عربی میں ایک محاورہ ہے جسکو توریہ کہتے ہیں توریہ کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ ذو معنوں والا لفظ بولا جائے سننے والا قریبی معنٰی سمجھے اور متکلم کی مراد دور والے معنٰی کی ہو۔ جیسے آنحضرت ﷺ ایک سفر میں تھے آپ ﷺ کیساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور کوئی نہیں تھا راستے میں کچھ لوگ ملے جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہچانتے تھے اور آپ ﷺ کو نہیں پہچانتے تھے۔ انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا مَنْ مَّعَکَ اے ابو بکر! تیرے ساتھ کون ہے؟ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا رَجُلٌ یَھْدِیْنِیْ السَّبِیْلَ یہ شخص مجھے راستہ دکھاتا ہے میری راہنمائی کرتا ہے۔ انہوں نے یہ حسی راستہ سمجھا جس پر لوگ چلتے ہیں کہ انہوں نے اس راستے کی راہبری کیلئے کوئی آدمی ساتھ لیا ہے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مراد تھی صراط مستقیم کی کہ یہ مجھے صراط مستقیم دکھاتا ہے جو آخرت کا راستہ ہے۔ جس کیلئے ہم نماز میں دعا کرتے ہیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ پروردگار ہمیں صراط مستقیم پر قائم رکھیں۔

تو اگر اعلان کرنے والے خود یوسف علیہ السلام ہیں کہ انہوں نے اعلان کیا اے قافلے والو! تم چور ہو تو انہوں نے توریئے کے طور پر کیا اور ان کی مراد یہ تھی کہ تم نے بچپن میں یوسف علیہ السلام کو باپ سے چرا کر قافلے والوں کے آگے چند درہموں کے عوض بیچ دیا تھا۔ انہوں نے قریبی معنٰی سمجھا کہ پیالے کی وجہ سے ہمیں چور کہہ رہے ہیں اور یوسف علیہ السلام کے ذہن میں دور والا معنٰی تھا جو بالکل حقیقت کے مطابق ہے۔ قَالُوْا انہوں

نے کہا تَـاللّٰـهِ اللہ کی قسم! حرف 'ت' اور 'واؤ' اور 'ب' قسم کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ واللہ، باللہ، تاللہ سب قسمیں ہیں۔ لَقَـدْ عَـلِمْتُمْ البتہ تحقیق تم جانتے ہو مَـا جِئْـنَـا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ نہیں آئے ہم کہ فساد مچائیں زمین میں یہ چوری بھی فساد ہے جسطرح جھوٹ اور فریب فساد ہے ان چیزوں سے زمین میں فساد پھیلتا ہے وَمَـا كُنَّا سٰرِقِيْنَ اور ہم چور نہیں ہیں۔ اور اس بات میں وہ سچے تھے کیونکہ وہ تو اناج لینے کیلئے آئے تھے چوری جھگڑا فتنہ فساد تو ان کا مقصد نہیں تھا قَـالُوْا انہوں نے کہا جو سرکاری دفتر کے ملازم تھے فَـمَا جَزَآؤُهٗ کیا ہوگا بدلہ اسکا یعنی چور کا اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے قَـالُوْا انہوں نے کہا جَزَآؤُهٗ بدلہ اسکا مَـنْ وُّجِـدَ فِيْ رَحْلِـهٖ جس کے سامان میں وہ چوری پائی گئی فَهُوَ جَزَآؤُهٗ پس وہی اس کا بدلہ ہے كَـذٰلِكَ نَـجْـزِي الظّٰلِمِيْنَ اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو اپنی شریعت میں۔

بات اچھی طرح سمجھ لیں وہ یہ کہ چور کے بارے میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی شریعت کی سزا اور تھی اور ملک مصر کے قانون میں سزا اور تھی۔ مصر کا قانون یہ تھا کہ چور سے ڈبل قیمت وصول کی جاتی تھی مثلاً اگر اس نے سو کی چوری کی ہے تو اس سے دو سو روپے وصول کئے جاتے تھے اور اَلـضَّـرْبُ کے لفظ بھی آتے ہیں کہ اس کی پٹائی بھی کی جاتی تھی چور کی پٹائی بھی کرتے تھے اور اس سے ڈبل قیمت بھی وصول کرتے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی شریعت میں یہ قانون تھا کہ چور کو چوری کے مال کے حساب سے اپنے پاس غلام بنا کر رکھنا ہوتا تھا مثلاً ایک ہزار کی چوری کی ہے تو ایک سال غلام بن کے ان کے پاس ٹھہرے گا جن کی چوری کی ہے اور اگر پانچ سو کی چوری کی ہے تو چھ ماہ غلام بن کے ٹھہرے گا اور وہ اس سے خدمت لیتے رہیں گے اگر اس سے کم کی چوری کی ہوتی تو اس

حساب سے غلام بنا کر رکھا جاتا تھا۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا کہ وہ مصر کے قانون کے مطابق بنیامین کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتے تھے اس لئے کہ وہ اس سے دگنا رقم لیکر چھوڑ دیتے یا مارتے پیٹتے اور یوسف علیہ السلام کا مقصد تو بھائی کو پاس رکھنا تھا اس لئے انہوں نے ان سے پوچھا کہ تمہارے نزدیک چور کی سزا کیا ہے اور انہوں نے اپنی شریعت کے مطابق بیان کردی کہ وہی اس کی سزا ہے کہ مال کے بدلے میں اس کو اپنے پاس رکھا جاتا ہے تو یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کی شریعت کے مطابق بھائی کو اپنے پاس رکھا۔ اس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوْۤا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ ع

فَبَدَاَ پس ابتدا کی (یوسف علیہ السلام نے تلاشی لینے کی) بِاَوْعِيَتِهِمْ ان کے سامان سے قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ اپنے بھائی کے سامان سے پہلے ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا پھر نکالا اس پیالے کو مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ اپنے بھائی کے سامان سے كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ اسی طرح ہم نے تدبیر بتلائی یوسف علیہ السلام کو مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ نہیں تھے وہ کہ لیتے اپنے بھائی کو فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اس بادشاہ کے قانون میں اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ ہم بلند کرتے ہیں درجے مَّنْ نَّشَآءُ جس کے چاہتے ہیں وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ اور ہر علم والے کے اوپر ایک جاننے والا ہے قَالُوْۤا بھائیوں نے کہا اِنْ يَّسْرِقْ اگر چوری کی ہے اس نے فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ پس تحقیق

چوری کی ہے اس کے بھائی نے مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ پس پوشیدہ رکھا اس بات کو یوسف علیہ السلام نے فِيْ نَفْسِهٖ اپنے دل میں وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ اور ظاہر نہ کیا ان کے سامنے قَالَ فرمایا اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا تم برے ہو درجے کے لحاظ سے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ تم بیان کرتے ہو قَالُوْا وہ کہنے لگے يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اے عزیز (مصر کے وزیر اعظم) اِنَّ لَهٗۤ اَبًا بیشک اس کا باپ شَيْخًا كَبِيْرًا بہت بوڑھا ہے فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ پس لے لے ہم میں سے ایک کو اس کی جگہ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ بیشک ہم دیکھتے ہیں آپ کو نیکی کرنے والوں میں سے قَالَ فرمایا مَعَاذَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی پناہ ہے اَنْ نَّاْخُذَ یہ کہ ہم لیں گے اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مگر اسی کو کہ پایا ہے ہم نے مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ اپنا سامان اس کے پاس اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ بیشک ہم اس وقت زیادتی کرنے والے ہوں گے۔

گذشتہ سبق میں تم نے یہ بات پڑھی اور سنی کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کیساتھ کھل کر باتیں کیں اور یہ بھی فرمایا کہ میں تمہیں کسی تدبیر اور حکمت عملی کیساتھ اپنے پاس رکھونگا پریشان نہ ہونا چنانچہ یوسف علیہ السلام نے آہستہ سے اپنے بھائی بنیامین کے سامان میں وہ سونے کا پیالہ جو اب پیمانے کے طور پر استعمال ہوتا تھا رکھ دیا جس وقت پیالہ نہ ملا تو دفتر والوں نے شور مچایا کہ مل نہیں رہا تمہارے سے پہلے پیالہ موجود تھا جب تم گیارہ آدمی آئے ہو تو وہ غائب ہو گیا ہے لہذا تم نے ہی چوری کیا ہے یہ تمہاری شرارت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم چوری کیلئے نہیں آئے۔ انہوں نے کہا کہ اگر وہ پیالہ تمہارے

پاس سے نکلے تو کیا سزا ہوگی؟ بھائیوں نے کہا کہ ہماری شریعت کا مسئلہ ہے کہ جو چور ہو اس کو پکڑ کر غلام بنالینا کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ اسی طرح ہم ظالموں کو سزا دیتے ہیں اور یوسف علیہ السلام بھی یہی چاہتے تھے فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِھِمْ اَوْعِیَہ وِعَاءٌ کی جمع ہے جس کا معنیٰ سامان۔ پس ابتدا کی یوسف علیہ السلام نے تلاشی لینے کی ان کے سامان سے بھائیوں کی بوریاں کھولیں قَبْلَ وِعَآءِ اَخِیْهِ اپنے بھائی کے سامان سے پہلے ان میں پیمانہ نہیں تھا پھر حقیقی بھائی کی تلاشی لی ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْهِ پھر نکالا اس پیمانے کو اپنے بھائی کے سامان سے، بھائی کی بوری کھولی تو اس سے پیمانہ نکل آیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کَذٰلِکَ کِدْنَا لِیُوْسُفَ اسی طرح ہم نے تدبیر بتلائی یوسف علیہ السلام کو۔ یہ حیلہ رب تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے بتلایا کیوں مَا کَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاهُ نہیں تھے وہ کہ لیتے اپنے بھائی کو فِیْ دِیْنِ الْمَلِکِ اس بادشاہ کے قانون میں۔ مصر کے بادشاہ ریان ابن ولید کے قانون میں وہ بھائی کو نہیں رکھ سکتے تھے کہ اس کا قانون یہ تھا کہ چور نے جتنی چوری کی ہے اس سے ڈبل قیمت اس پر ڈال دیتے یا مارتے پیٹتے تھے رکھ نہیں سکتے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی شریعت میں جتنی چوری ہوتی تھی اس کے مطابق اتنی دیر غلام بنا کر رکھتے تھے اور یوسف علیہ السلام کا مقصد بھی بھائی کو اپنے پاس رکھنا تھا اس لئے یہ حیلہ کیا گیا اور حیلے کے بارے میں بڑی تفصیل ہے۔

حیلہ جائز بھی ہے اور حیلہ حرام بھی ہے :

حیلہ جائز بھی ہے اور حیلہ حرام بھی ہے۔ جس حیلے کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا کوئی حق باطل کیا جائے یا کسی بندے کا حق وصول کیا جائے وہ حرام اور بڑا سخت گناہ ہے اور جس حیلے سے کوئی شے جائز ہو جائے وہ صحیح ہے۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ حضرت

عمارہ بن عزیر رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ نے خیبر کی زمینوں کا محصل بنا کر بھیجا یعنی وہاں کی پیداوار ہے وہ لانی ہے اس کو ساعی بھی کہتے ہیں اور محصل اور عامل بھی کہتے ہیں۔ وہ جس وقت اپنی میعاد پوری کر کے آئے تو وہاں سے جنیب کھجور بھی لائے۔ خیبر میں بے شمار قسم کی کھجوریں ہوتی ہیں جتنی قسم کی کھجوریں وہاں ہوتی ہیں اتنی ملک کے کسی علاقے میں نہیں ہوتیں۔ جنیب کھجور کا دانہ بڑا لمبا ہوتا ہے اور یہ بہت میٹھی ہوتی ہے اور اس میں گٹھلی بھی برائے نام ہوتی ہے وہاں کے لوگ تحفے تحائف میں یہ کھجور دیتے تھے اور جس کی اپنی نہیں ہوتی تھی وہ دوسری دو کلو کھجوریں دیکر یہ ایک کلو لے لیتا تھا یا عام کھجوریں تین کلو دے کر یہ ایک کلو لے لیتے تھے تو حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ جب آئے تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں یہ کھجوریں پیش کیں آپ ﷺ نے اس سے پہلے ایسی کھجوریں نہیں دیکھی تھیں حالانکہ مدینہ طیبہ میں بھی بے شمار قسم کی کھجوریں ہوتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اَکُلُّ تَمرَ خَیبَرَ ھٰکَذَا کیا خیبر کی ساری کھجوریں ایسی ہوتی ہیں۔ اس نے کہا نہیں حضرت یہ بہت اعلیٰ قسم اور قیمتی کھجور ہے ہم عام کھجور دو کلو دیکر یہ ایک کلو لیتے ہیں تاکہ تحفہ بھیج سکیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَوّہ اَوّہ عینُ الرِّبوا یہ تو نرا سود ہے۔ کیونکہ جنس بدلے جنس کے کمی بیشی کیساتھ سود ہے اعلیٰ ادنیٰ کی اس میں تمیز نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے حیلہ بتایا کہ ایسا کیا کرو کہ جو عام قسم کی کھجوریں ہیں وہ بیچ کر رقم لے لو اور اس رقم کیساتھ جنیب کھجور لے لیا کرو تاکہ جنس کیساتھ جنس کا تقابل نہ آئے۔ اسی طرح ایک موقع پر سزا دینے کیلئے بھی آپ ﷺ نے حیلہ کیا وہ اس طرح کہ ایک شخص بڑا کمزور تھا مگر اس سے زنا کا فعل صادر ہو گیا انسان انسان ہے شیطان بہلا دیتا ہے اور تھا بھی غیر شادی شدہ، اس کو سو کوڑے مارنے تھے آپ ﷺ نے اس کو دیکھا تو محسوس کیا کہ یہ تو اتنے کوڑوں سے مر جائے گا آپ ﷺ نے ایک جھاڑو پکڑا

جس کے سو تنکے تھے وہ اس کو مارا اور پھر فرمایا کہ اس طریقے سے سزا یہ اس کیلئے ہے اوروں کیلئے نہیں ہے کیونکہ جان نکالنی مقصود نہیں تھی اسکو اگر کوڑے مارے جاتے تو وہ مرجاتا۔

پیغمبروں کو کوئی ایسی بیماری نہیں لگتی جس سے نفرت پیدا ہو :

قرآن پاک میں حضرت ایوب علیہ السلام کی قسم کا ذکر ہے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کا نام رحمت بنت فراخ سین رحمہا اللہ تعالیٰ تھا بڑی خادمہ قسم کی بیوی تھی ایک زمانہ تھا کہ گھر میں ہزاروں لوگوں کا کھانا پکتا تھا لوگوں کی آمد و رفت لگی رہتی تھی پھر ایک وقت ایسا آیا کہ ایوب علیہ السلام بیمار ہو گئے لیکن ان کے متعلق جو مشہور ہے کہ ان کو روڑی (گندگی پھینکنے کی جگہ) پر ڈال دیا گیا اور ان کے بدن میں کیڑے پڑ گئے یہ نری خرافات ہیں حقیقت کیساتھ ان باتوں کا کوئی تعلق نہیں ہے نہ انکو کسی نے روڑی پر ڈالا اور نہ ان کے بدن میں کیڑے پڑے ہیں پیغمبروں کے جسم میں ایسی کوئی بیماری پیدا نہیں ہوتی جو لوگوں کی نفرت کا باعث بنے قطعاً نہیں ہو سکتی۔ گھٹنوں کا درد کہو کمر درد کہو سر درد یا بخار ہو گیا یہ صحیح ہے۔ ایک موقع پر آنحضرت ﷺ کو گھٹنوں کا اتنا شدید درد ہوا کہ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا بیٹھ کر نہیں کر سکے لیکن ایسی بیماری کہ پیغمبر گنجا ہو کانا ہو ایسی کوئی بیماری پیغمبر پر نہیں آتی۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی رحمتؒ سے کام میں کوئی کوتاہی ہوئی تو حضرت ایوب علیہ السلام نے قسم اٹھائی کہ میں تجھے سو ڈنڈے ماروں گا قسم تو اٹھالی مگر پھر خیال آیا کہ اس کو سو ڈنڈے پڑے تو یہ مرجائے گی۔ سورۃ ص آیت نمبر ۴۴ میں ہے وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا اور پکڑ لے اپنے ہاتھ میں تنکوں کا گٹھا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ پس مارو اس کیساتھ اور قسم میں جھوٹے نہ ہو۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو خود حیلہ بتایا کہ سو تنکوں والا جھاڑو لیکر مارو اس طرح تمہاری قسم بھی پوری ہو جائے گی اور خدمت گار بیوی بھی مارے

بچ جائے گی تو حیلے کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔ اور ایسا حیلہ کہ جس سے کسی ناجائز چیز سے بچ جائے وہ درست ہے لیکن حیلے کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا حق ضائع کرے یا بندے کا حق ضائع کرے یا بندے کا حق لے تو بڑا سخت گناہ ہے تو فرمایا کہ اس طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کو تدبیر بتلائی ورنہ وہ بادشاہ کے قانون کے مطابق بھائی کو نہیں رکھ سکتے تھے اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یعقوب علیہ السلام کی شریعت کے مطابق بھائی دلوادیا نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ہم بلند کرتے ہیں درجے جس کے چاہتے ہیں وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ اور ہر علم والے کے اوپر ایک جاننے والا ہے۔ ایک سے دوسرا زیادہ جاننے والا ہے تیسرا اس سے زیادہ جاننے والا ہے چوتھا اس سے زیادہ جاننے والا ہے اور ایک یہ کہ ہر جاننے والے سے پروردگار زیادہ جاننے والا ہے اس کا علم سب پر حاوی اور محیط ہے۔ جب بنیامین کے سامان سے پیالہ نکل آیا قَالُوْا بھائی کہنے لگے اِنْ یَّسْرِقْ اگر اس بنیامین نے چوری کی ہے فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ بس تحقیق چوری کی اس کے بھائی نے مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے۔ بھائی سے مراد یوسف علیہ السلام ہیں کہ ان کا دودھ ہی چوروں کا ہے کیونکہ ان کی والدہ علیحدہ تھی اور دوسروں کی والدہ علیحدہ تھی۔ وہ بھائی یوسف علیہ السلام کی چوری کیا ہے تفسیروں میں دو تین باتیں آتی ہیں۔

ایک یہ کہ یوسف علیہ السلام کا نانا مشرک تھا اس نے سونے کے بت بنائے ہوئے تھے جنکی وہ پوجا کرتا تھا یوسف علیہ السلام نے بچپن میں وہ بت چرا کر توڑ دیئے تا کہ وہ ان کی پوجا نہ کرے۔ دوسری بات تفسیروں میں یہ لکھی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اہل خانہ کو کہا ہوا تھا کہ کوئی مانگنے والا آئے تو خالی نہ جائے اس زمانے میں مانگنے والے بھی مستحق ہوتے تھے اور دینے والے بھی بہتر لوگ ہوتے تھے۔

آج مانگنے والے پیشہ ور ہیں مستحق نہیں :

آج تو لوگوں نے مانگنے کو پیشہ بنایا ہوا ہے ایسے لوگوں کو دینے سے نہ دینا بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے حاجی سیف اللہ صاحب کو، ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے ایسی عاجزی کی باتیں کیں کہ سننے والا یہ سمجھے کہ واقعی وہ مستحق ہے اس نے کہا کہ مجھے راولپنڈی کا کرایہ چاہئے انہوں نے کہا کہ ہم تیری تلاشی لیتے ہیں اگر تیرے پاس سے پچاس روپے سے زیادہ نکلے تو وہ ہم چھین لیں گے اس نے اسی وقت دوڑ لگا دی بعد میں کسی نے اس کو حساب کرتے ہوئے دیکھا تو اس کے پاس کئی سو روپے تھے۔ تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے گھر والوں کو کہا ہوا تھا کہ کوئی سائل خالی نہ جائے۔ اتفاق کی بات ہے کہ مانگنے والا آیا اور گھر میں یوسف علیہ السلام کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا انہوں نے ایک مرغی جو بڑی موٹی تازی تھی پکڑ کر اسکو دے دی بھائی بڑے سخت مزاج تھے جب گھر آئے تو مرغی کو چلتے پھرتے نہ دیکھا پوچھا مرغی کہاں ہے؟ یہ خاموش رہے محلے کے بچوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یوسف علیہ السلام نے مرغی پکڑ کر مانگنے والے کو دے دی ہے اس کو انہوں نے چوری کیساتھ تعبیر کیا۔

تیسری بات یہ لکھی ہے کہ گھر میں ایک انڈہ پڑا تھا یوسف علیہ السلام نے وہ انڈہ اٹھا کر کسی بچے کو دے دیا بھائیوں نے کہا یہاں انڈہ تھا وہ نہیں مل رہا وہ خاموش رہے بعد میں معلوم ہوا کہ یوسف علیہ السلام نے اٹھا کر کسی بچے کو دے دیا ہے۔ یہ تھیں وہ چوریاں جن کا انہوں نے طعنہ دیا۔ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ پس پوشیدہ رکھا یوسف علیہ السلام نے اس مقولے کو اپنے دل میں کسی سے بحث نہیں کی کہ تم کیا کہتے ہو اور میں نے کیا چوری کی ہے وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ اور ظاہر نہیں کیا ان کے سامنے ابھی ان کے سامنے کھلے نہیں (اپنا

حال ظاہر نہیں کیا کہ میں یوسف ہوں) اگلے دور کوع آ ئیں گے ان میں کھل کر بتا ئیں گے کہ میں کون ہوں اور تم کون ہو۔ قَالَ فرمایا اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا تم برے ہو درجے کے لحاظ سے۔تم نے گھر کی باتیں یہاں شروع کر دی ہیں یہ باتیں گھر جا کے کرنا ہمارے ساتھ پیالے کی بات کرو اور یہ مطلب بھی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے دل میں کہا کہ تم نے یوسف علیہ السلام کو باپ سے چرا کر بیچ دیا اس کا تمہیں خیال نہیں ہے اور انڈہ تمہیں یاد ہے ،ان کے سامنے یہ بات ظاہر نہیں کی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ تم بیان کرتے ہو قَالُوْا وہ کہنے لگے يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اے عزیز مصر! یہ اس لئے کہا کہ اس وقت ان کا عہدہ وزیر اعظم کا تھا اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا بیشک اس بنیامین کا والد بہت بوڑھا ہے فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ پس لے لے ہم میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ اور اسکو چھوڑ دے اس کیساتھ والد کا بڑا پیار ہے اگر یہ نہ گیا تو والد پر بڑا صدمہ گرے گا اِنَّا نَرٰكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ بیشک ہم آپکو دیکھتے ہیں نیکی کرنے والوں میں سے قَالَ یوسف علیہ السلام نے فرمایا مَعَاذَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی پناہ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ یہ کہ ہم لیں گے مگر اس کو کہ پایا ہے ہم نے اپنا سامان اس کے پاس۔ یہاں دیکھو چوری کا لفظ نہیں فرمایا بلکہ وجدنا فرمایا کہ جس کے پاس ہم نے اپنا سامان پایا ہے جس کے پاس ہمارا پیالہ تھا اسی کو رکھیں گے دوسروں کو نہیں اور یہی ہمارا مقصود ہے اور کوئی پیشکش نہ کرو اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ بیشک اس وقت ہم زیادتی کرنے والے ہوں گے جب اسکی بجائے کسی اور کو رکھیں گے کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی لہذا ایسا نہیں ہوگا۔

فَلَمَّا اسْتَايْئَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ۝ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝

فَلَمَّا اسْتَيْئَسُوْا مِنْهُ پس جس وقت وہ ناامید ہوگئے اس سے خَلَصُوْا نَجِيًّا تو الگ ہوئے مشورہ کرتے ہوئے قَالَ كَبِيْرُهُمْ تو کہا ان میں سے بڑے نے اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا کیا تم نہیں جانتے اَنَّ اَبَاكُمْ بیشک تمہارے والد نے قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ تحقیق لیا تھا تمہارے سے وعدہ اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر وَمِنْ قَبْلُ اور اس سے پہلے مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ جو کوتاہی کی تم نے یوسف علیہ السلام کے بارے میں فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ پس میں ہرگز نہیں ہٹوں گا اس زمین سے حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ یہاں تک کہ مجھے اجازت دے میرا والد اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ یا اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے کوئی میرے لئے وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ لوٹو تم

اپنے والد کی طرف فَقُوْلُوْا پس کہو یٰۤاَبَانَآ اے ہمارے ابا جان اِنَّ ابْنَکَ سَرَقَ بیشک آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے وَمَا شَهِدْنَآ اور ہم نہیں گواہی دیتے اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا مگر اس چیز کی جو ہم جانتے ہیں وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ اور نہیں ہیں ہم غیب کی چیزوں کی حفاظت کرنے والے وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ اور آپ پوچھ لیں اس شہر سے الَّتِیْ كُنَّا فِيْهَا جس میں ہم تھے وَالْعِيْرَ الَّتِیْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا اور قافلے والوں سے جس میں ہم واپس آئے ہیں وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ اور بیشک ہم سچے ہیں قَالَ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ بلکہ بنایا ہے تمہارے لئے اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا تمہارے نفسوں نے ایک معاملہ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ پس صبر ہی اچھا ہے عَسَى اللّٰهُ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اَنْ يَّاْتِيَنِیْ بِهِمْ جَمِيْعًا لے آئے ان سب کو میرے پاس اکٹھا اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ بیشک وہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔

پچھلے سبق میں تم نے پڑھا اور سنا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک خاص تدبیر اور حیلے کیساتھ اپنے بھائی بنیامینؑ کو اپنے پاس رکھا بھائیوں نے بڑی منت کی اور کہا کہ اسکا باپ بہت بوڑھا ہے اسکو اس کیساتھ بہت پیار ہے اسکو بڑا صدمہ ہوگا اس کی جگہ ہم میں سے کسی کو لے لو اور اسکو چھوڑ دو۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی ہم اس کو اپنے پاس رکھیں گے جس کے سامان سے ہمارا پیالہ ملا ہے۔ منت سماجت کی مگر کامیابی نہ ہوئی فَلَمَّا اسْتَيْئَسُوْا پس جس وقت ناامید ہوگئے یوسف علیہ السلام کے بھائی مِنْهُ اس سے۔ ہٗ ضمیر کے بارے میں مفسرین کرامؒ فرماتے

ہیں کہ اس کا مرجع بنیامین ہے کہ وہ بنیامینؑ سے ناامید ہوگئے کہ وہ اب ہمارے ساتھ نہیں جائیگا اورانہوں نے اسکونہیں چھوڑنا، یہ بھی صحیح ہے اور "ضمیر کا مرجع عزیز مصر کو بھی بنایا گیا ہے کہ جس وقت وہ بھائی ناامید ہوگئے عزیز مصر سے وزیر اعظم سے کہ انہوں نے اب ہمارا آدمی نہیں دینا۔ دونوں تفسیریں صحیح ہیں۔

بھائیوں کا بنیامین سے ناامید ہوکر مشورہ کرنا :

تو جس وقت وہ اس سے ناامید ہوگئے خَلَصُوْا کا معنٰی ہے تنہائی میں چلے گئے نَجِيًّا سرگوشی کیلئے، ان کے دفتر سے باہر نکل کر مشورہ کرنے لگے کہ اب ہم کیا کریں قَالَ كَبِيْرُهُمْ کہا ان بھائیوں میں سے بڑے نے۔ تفسیروں میں آتا ہے کہ عمر کے اعتبار سے بڑا رُوبیل تھا رحمہ اللہ تعالیٰ اور رائے کے اعتبار سے بڑا یہوداؒ کا نام لیتے ہیں بعض نے شمعون نام لکھا ہے رحمہ اللہ تعالیٰ اور اکثر یہوداؒ کا نام لیتے ہیں اور اسی یہودا کی طرف یہودی منسوب ہیں اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا کیا تم نہیں جانتے اَنَّ اَبَاكُمْ بیشک تمہارے والد نے قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ تحقیق لیا تھا تمہارے سے مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وعدہ اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر، اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر تم پر گواہ بنایا اس بات پر کہ تم اسکو لاؤ گے وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ اور اس بنیامین سے پہلے جو کوتاہی تم نے یوسف علیہ السلام کے بارے میں کی تھی وہ بھی تمہارے سامنے ہے۔ عموماً عادت ہے کہ جب کوئی نیا صدمہ پیش آئے تو پہلا صدمہ بھی تازہ ہو جاتا ہے تو ابا جان ایک تو اس سے پریشان ہونگے کہ بنیامین ہمارے ساتھ نہیں ہوگا اور یوسف علیہ السلام کا صدمہ بھی ان کے سامنے آجائے گا لہذا میرا فیصلہ یہ ہے فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ پس میں ہرگز نہیں ہٹوں گا اس زمین مصر سے اسکو نہیں چھوڑوں گا حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ یہاں تک کہ مجھے اجازت دے میرا والد، میری آنکھیں ابا جان کا

سامنا نہیں کرسکتی جب تک وہ مجھے خصوصی حکم نہ دیں کہ اب تم جاؤ اَوْ یَحْکُمَ اللّٰهُ لِیْ یا اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے کوئی میرے لئے کہ وہ مجھے وفات دیگا اور میں یہیں مروں گا یا اللہ تعالیٰ کوئی صورت ایسی پیدا کردے کہ میں بھائی کو ساتھ لیکر آؤں اس حالت میں میں واپس جانے کیلئے تیار نہیں ہوں وَهُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ اور وہ اللہ تعالیٰ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اے میرے بھائیو! اِرْجِعُوْا اِلٰی اَبِیْكُمْ لوٹو تم اپنے والد کی طرف، تم نے جانا ہے جاؤ فَقُوْلُوْا پس کہو تم ابا جان کو یٰاَبَانَا اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ اے ہمارے ابا جان! بیشک تیرے بیٹے بنیامین نے چوری کی ہے اس لئے اسکو وہاں روک لیا گیا ہے اور ہماری شریعت کے مطابق اس کو غلام بنالیا گیا ہے وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا اور ہم نہیں گواہی دیتے مگر اس چیز کی جو ہم جانتے ہیں ہمارے علم میں یہی ہے اس کے سامان میں سے سونے کا بڑا وزنی پیالہ نکلا تھا اور اس میں موتی جڑے ہوئے تھے وہ سرکاری پیالہ تھا وَمَا كُنَّا لِلْغَیْبِ حٰفِظِیْنَ اور نہیں ہیں ہم غیب کی چیزوں کی حفاظت کرنے والے ہماری غیر حاضری میں اس نے یہ پیالہ اپنے سامان میں رکھا ہے اور یہ معنیٰ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر ہمیں غیب کا علم ہوتا تو ہم پہلے سے ہی جان لیتے کہ اس طرح ہمارے بھائی کو روکا جائے گا تو ہم یہاں سے اسکو لے کر ہی نہ جاتے غیب تو صرف پروردگار ہی جانتا ہے ہم دیانتداری سے کہتے ہیں کہ ہم اسے بڑے اخلاص کیساتھ لے گئے تھے ہماری طرف سے کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی وَسْئَلِ الْقَرْیَةَ۔ قریہ کا معنیٰ بستی اور شہر آتا ہے آپ پوچھ لیں اس شہر سے الَّتِیْ كُنَّا فِیْهَا جس میں ہم تھے اسکی صورت یہ ہے کہ آپ اپنے آدمی بھیجیں جو مصر میں جا کر جو وہاں سے آٹھ دس دن کی مسافت پر تھا وہ وہاں جا کر دفتر والوں سے دریافت کریں کہ یہ معاملہ کیا تھا اگر آپ کو ہماری بات پر یقین نہیں آتا تو شہر والوں سے پوچھ

لیں اور ابا جان وَالْعِيْرَ الَّتِيْ اَقْبَلْنَا فِيْهَا اور قافلے والوں سے جس میں ہم واپس آئے ہیں۔ عیر اس قافلے کو کہتے ہیں جو خوراک دانے لیکر آئے۔ یہ کنعانیوں کا قافلہ کافی بڑا تھا ان کو بھی سارا قصہ معلوم ہے ان سے پوچھ لو کہ واقعی بات اسی طرح ہے یا نہیں وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ اور بیشک البتہ ہم سچے ہیں۔ اس واقعہ میں واقعی وہ سچے تھے لیکن یعقوب علیہ السلام نے فرمایا قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فرمایا تم سچے نہیں ہو بلکہ بنایا ہے تمہارے لئے تمہارے نفسوں نے ایک معاملہ، شرارت کی ہے تمہاری جانوں نے کسی معاملہ میں۔

اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی عالم الغیب ہے اور نہ حاضر ناظر :

دیکھو! یعقوب علیہ السلام فرما رہے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ تمہاری شرارت ہے حالانکہ اس موقع پر ان کی کوئی شرارت نہیں تھی اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم غیب ہوتا تو یہ کبھی نہ فرماتے کہ تمہاری شرارت ہے اور اگر حاضر ناظر ہوتے تو یہ سارا قصہ ان کے سامنے ہوتا پھر بھی یہ بات نہ فرماتے۔ مسئلہ یاد رکھنا! اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حاضر و ناظر ماننا نرا کفر ہے اور قرآن اور اسلام کی روح کیخلاف ہے اور یہ کوئی فرعی مسئلہ نہیں ہے۔ فرمایا اب میں کیا کرسکتا ہوں فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ پس صبر ہی اچھا ہے اب میں صبر ہی کرونگا عَسَى اللّٰهُ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا لے آئے ان سب کو میرے پاس اکٹھا کیونکہ خواب کا جو نقشہ ہے وہ سارا ذہن میں ہے لیکن درمیان کی کڑیاں اور درمیان کے حالات کا کوئی علم نہیں ہے کہ یوسف علیہ السلام کنویں میں کہاں ڈالے گئے پھر نکالے گئے پھر فروخت ہو گئے عزیز مصر کے گھر پہنچ گئے پھر دس یا بارہ سال قید میں رہے پھر وزیر اعظم بنے پھر آخر عمر میں اللہ تعالیٰ نے بادشاہی دی ان سب کے درمیان کے حالات سے واقف

نہیں تھے صرف دھندلا سا نقشہ ذہن میں ہے کہ ایک وقت ایسا ضرور آئیگا کہ یوسف علیہ السلام کے سامنے سورج اور چاند یعنی والدین اور گیارہ ستارے بھی یعنی بھائی جھکیں گے اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو لائے إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ بیشک وہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے وہی سب کچھ جانتا ہے وہی سب کچھ کرتا ہے۔

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى

عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۝

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ اور پھرے (یعقوب علیہ السلام) بیٹوں کے پاس سے وَقَالَ اور فرمایا يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ اے افسوس! یوسف علیہ السلام پر وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ اور سفید ہوگئیں تھیں ان کی آنکھیں مِنَ الْحُزْنِ غم کی وجہ سے فَهُوَ كَظِيْمٌ پس ان کا سانس رکتا تھا قَالُوْا بیٹوں نے کہا تَاللّٰهِ خدا کی قسم تَفْتَؤُا تو نہیں ٹلتا تَذْكُرُ يُوْسُفَ ذکر کرتا رہیگا یوسف علیہ السلام کا حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا یہاں تک کہ آپ گھل جائیں گے اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ یا ہو جائیں گے ہلاک ہونے والوں میں سے قَالَ فرمایا اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ پختہ بات ہے کہ میں شکایت کرتا ہوں اپنی پریشانی کی وَحُزْنِيْٓ اور اپنے غم کی اِلَى

اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کی طرف وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ اور میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کچھ جو تم نہیں جانتے یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا اے میرے بیٹو! جاؤ فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَاَخِیْهِ پس تلاش کرو تم یوسف علیہ السلام کو اور اسکے بھائی کو وَلَا تَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اور ناامید نہ ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اِنَّهٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ بیشک شان یہ ہے کہ ناامید نہیں ہوتے اللہ کی رحمت سے اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ مگر وہ لوگ جو کفر کرنے والے ہیں فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَیْهِ پس جب وہ داخل ہوئے یوسف علیہ السلام پر قَالُوْا کہنے لگے یٰاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اے عزیز مصر مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ پہنچی ہے ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو تکلیف وَجِئْنَا اور ہم لائے ہیں بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ کھوٹا سرمایہ فَاَوْفِ لَنَا الْکَیْلَ پس پورا پورا ماپ کر دیدو ہمیں اناج وَتَصَدَّقْ عَلَیْنَا اور صدقہ کر ہم پر اِنَّ اللّٰہَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ بیشک اللہ تعالیٰ بدلہ دیتا ہے صدقہ کرنے والوں کو۔

پچھلے سبق میں تم پڑھ چکے ہو کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی جب دوسری مرتبہ گئے تو یوسف علیہ السلام نے تدبیر کیساتھ اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس رکھ لیا اور بڑا بھائی روبیل یا یہودا بھی وہیں رہ گیا کہ میں نہیں جاتا میری آنکھیں ابا جان کا سامنا نہیں کرسکتیں بڑی شرم والے لوگ ہوتے تھے آج تو زمانہ بے حیا ہے اللہ تعالیٰ بچائے۔ اب نو بھائی واپس آئے کہ یوسف علیہ السلام بھی وہیں تھے اور بنیامین کو بھی انہوں نے اپنے پاس رکھ لیا اور روبیل بھی وہیں رک گیا، نو بھائیوں نے واپس آکر والد صاحب کو داستان سنائی اور کہا

کہ تحقیق کرلو اور قافلے والوں سے بھی پوچھ لو ہم سچے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو ان کی بات پر یقین نہ آیا اور فرمایا کہ یہ تمہارے نفسوں کی شرارت ہے میں تمہاری بات پر مطمئن نہیں ہوں **فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ** پس صبر ہی اچھا ہے اور کیا کرسکتا ہوں **وَتَوَلّٰی عَنْهُمْ** اور پھرے (یعقوب علیہ السلام) بیٹوں کے پاس سے، ان سے اعراض کیا ان کی باتیں سن کر تسلی نہ ہوئی، منہ دوسری طرف پھیرلیا **وَقَالَ** اور فرمایا **يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ** اے افسوس! یوسف علیہ السلام پر۔ انسان کا مزاج اور طبیعت ہے کہ جب کوئی نیا صدمہ پیش آئے تو پہلا صدمہ بھی اسکو یاد آجاتا ہے۔ اب بنیامینؒ کی جدائی کے صدمے سے یوسف علیہ السلام کی جدائی کا صدمہ بھی تازہ ہوگیا۔ سمجھدار لوگ کہتے ہیں کہ بچہ فوت ہوجائے تو اس کا صدمہ دو دن، چار دن، دس دن، بیس دن رہیگا پھر بھول بھال جاتا ہے لیکن اگر بچہ اغواء ہوجائے تو اس کا صدمہ ساری زندگی رہتا ہے جب بھی کوئی خوشی یا غمی کا وقت آئے گا وہ صدمہ تازہ ہوجائیگا۔

بچوں کو اغوا کرنے والوں کی سزا موت ہونی چاہئے :

اس وقت حکومت اور قانون کی بڑی کمزوری یہ ہے کہ بچوں کو خرکار اور دوسرے شیطان قسم کے لوگ اغوا کرکے لے جاتے ہیں مگر ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اس کیلئے کوئی مؤثر قانون نہیں ہے ان کی سزا صرف موت ہونی چاہئے اور فقہی طور پر اسلامی طور پر تعزیراً سزائے موت دی جاسکتی ہے۔ دو چار کو سزا ہوگی تو پھر بچوں کے اغوا کا کوئی واقعہ پیش نہیں آئیگا **وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ** اور سفید ہوگئیں تھیں ان کی آنکھیں غم کی وجہ سے۔ آنکھوں میں جو کالی پتلی ہوتی ہے اس میں رب تعالیٰ نے روشنی رکھی ہے جس وقت یہ سفید ہوجائے تو پھر آنکھ کی روشنی کم ہوجاتی ہے ان کی دونوں آنکھوں کی سیاہی سفید ہوگئی تھی

غم کی وجہ سے بینائی بہت کمزور ہوگئی تھی۔ یہ تقریباً چالیس سال کا وقفہ گزرا ہے یہ کوئی تھوڑا عرصہ نہیں ہے جب بھی کوئی خوشی کی بات آئی یا غمی کی بات آئی یوسف علیہ السلام ذہن میں آ گئے فَهُوَ كَظِيمٌ پس ان کا سانس رکتا تھا، دم گھٹتا تھا۔ جب آدمی پریشان ہو تو سانس جلدی لیتا ہے اس کا سانس اندر رکتا ہے، بیٹوں، پوتوں اور پڑپوتوں نے جب یہ حالت دیکھی قَالُوْا کہنے لگے تَاللّٰهِ اللہ کی قسم تَفْتَؤُا اصل میں لَا تَفْتَؤُا تھا لا کا لفظ یہاں محذوف ہے، معنٰی ہوگا تو نہیں ٹلتا تَذْكُرُ يُوْسُفَ ذکر کرتا رہیگا یوسف علیہ السلام کا حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا یہاں تک کہ آپ گھل جائیں گے۔ پانی کو نمک پر ڈالو تو گھلتا ہے اس کو عربی میں حرض کہتے ہیں تو حرض کا معنٰی گھل جانے والا، آپ گھلتے گھلتے ختم ہو جائیں گے اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ یا ہو جائیں گے ہلاک ہونے والوں میں سے، اب اس کا ذکر چھوڑ دو قَالَ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ پختہ بات ہے کہ میں شکایت کرتا ہوں اپنی پریشانی کی اور اپنے غم کی اللہ تعالیٰ کی طرف، میں اپنے رب کے سامنے شکوہ کرتا ہوں تمہیں تو کوئی تکلیف نہیں ہے تکلیف تو مجھے ہے۔

کوئی شخص اپنی پریشانی کا اظہار رب کے سامنے کرسکتا ہے یا نہیں :

اس بات میں کافی طویل بحث ہے کہ کوئی شخص اپنی پریشانی اور غم کا اظہار رب تعالیٰ کے سامنے کرسکتا ہے یا نہیں بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ نہیں کرسکتا لیکن جمہور فقہاء کرامؒ فرماتے ہیں کہ کرسکتا ہے کہ مجھے یہ تکلیف ہے۔ ان کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ انسان کو دکھ درد غم پریشانی ہوتی ہے اس کے اظہار میں شرعاً کوئی گناہ نہیں ہے انسان انسان ہے لوہے یا ربڑ کا تو نہیں ہے نہ مٹی کا بت ہے کہ اس کو دکھ درد نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ کو درد شقیقہ تھی فرمایا اتنی درد ہے کہ میں حرکت

نہیں کرسکتا۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سر کا درد شروع ہوا تو فرمایا وَاْ رَأْسَاهُ۔تو بندے کو جب کوئی تکلیف ہوتی ہے تو وہ اپنے رب کے سامنے اظہار کرتا ہے۔حضرت یعقوب علیہ السلام کو عرق النساء کی تکلیف شروع ہوئی جسکو لنگڑی کا درد کہتے ہیں یہ بڑا ظالم ہے میں خود اس میں مبتلا ہوں (حضرت کو کسی نے بتایا کہ اس کا واحد علاج خون کا نکلوانا ہے ہم جب حاضر خدمت ہوئے تو فرمایا مولوی صاحب مجھے عرق النساء کی تکلیف ہے اور کہتے ہیں کہ علاج اس رگ سے خون نکلوانا ہے اور بھیرے میں ایک آدمی کام کرتا ہے مگر وہ کہیں جاتا نہیں ہے۔میں نے کہا حضرت! میں اسکو لے آؤنگا جیسے بھی لانا پڑے۔وہیں ایک ساتھی بیٹھے تھے اس نے بتایا کہ قلعہ دیواں نزد قلعہ دیدار سنگھ ماسٹر خورشید صاحب یہ کام کرتے ہیں۔میں نے کہا پھر تو یہ کام اور آسان ہوگیا ہے چنانچہ میں ماسٹر خورشید کو لے آیا انہوں نے پچھ لگا کر خون نکالا اور کھانے کی دوائی بھی دی۔اللہ تعالیٰ نے حضرت کو شفا عطا فرمادی۔محمد نواز بلوچ،مرتب) حضرت یعقوب علیہ السلام نے نذر مانی کہ اے پروردگار! مجھے عرق النساء سے شفاء ہوئی تو کھانے پینے میں جو مرغوب چیزیں ہیں وہ چھوڑ دونگا۔حضرت یعقوب علیہ السلام اونٹ کا گوشت اور اونٹنی کا دودھ پسند کرتے تھے جب شفا ہوئی تو انہوں نے ان دونوں چیزوں کو چھوڑ دیا تھا۔تو یہ ایک ایسا ظالم درد ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو بے تاب کر دیا۔

نذر و منت کا مسئلہ :

ہماری شریعت میں ایسی نذر منت جائز نہیں ہے۔اگر کوئی حلال کو حرام کرتا ہے تو اسے قسم کا کفارہ دینا پڑیگا۔حضرت ایوب علیہ السلام تقریباً سترہ سال پریشان رہے تو تکلیفیں پیش آتی رہتی ہیں ان کا اظہار اعتدال کی حد میں رہ کر جائز ہے۔ایک ہے رب

تعالیٰ پر اعتراض کہ اے رب! اس تکلیف کیلئے تجھے کوئی اور نہیں ملا، یہ رب تعالیٰ کیساتھ مقابلہ ہے، یہ گناہ کی بات ہے۔ تو فرمایا کہ میں اپنی پریشانی اور غم کا شکوہ اپنے رب کے سامنے کرتا ہوں وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ اور میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کچھ جو تم نہیں جانتے۔ اجمالی طور پر وہ خاکہ ذہن میں ہے کہ ایک وقت آئیگا کہ یوسف علیہ السلام کے سامنے ہم بھی اور اس کے بھائی بھی جھکیں گے باقی تفصیل کا کوئی علم نہیں کہ درمیان میں کیا ہوگا اور یہ کہاں ہوگا۔ چنانچہ تفسیروں میں ہے کہ اس موقع پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا کہ ہم گھر کے سارے افراد اکٹھے ہیں اور ان میں یوسف علیہ السلام بھی موجود ہیں اسی کا پھر ذکر فرمایا۔ اب یہ تیسری دفعہ نو بھائی دانے لینے کیلئے جارہے ہیں کنعان سے۔ آج کل اس کا نام الخلیل اور القدس ہے حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی قبریں ؤہیں ہیں۔ تین تو پہلے وہاں موجود ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا اے میرے بیٹو! جاؤ فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَاَخِیْهِ پس تلاش کرو تم یوسف علیہ السلام کو اور اسکے بھائی کو۔ میں نے خواب دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا مجمع بنایا ہے کہ اس میں یوسف علیہ السلام بھی ہیں بنیامین اور روبیل بھی ہیں یہودا بھی ہیں تم سارے بھائی جمع ہو وَلَا تَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اور ناامید نہ ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اِنَّهٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ بیشک شان یہ ہے کہ ناامید نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مگر وہ لوگ جو کافر ہیں فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَیْهِ پس جب وہ داخل ہوئے یوسف علیہ السلام کے پاس قَالُوْا کہنے لگے یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اے عزیز مصر! مصر کے وزیر اعظم، یوسف علیہ السلام پہلے وزیر خزانہ تھے اور اب انکو وزیر اعظم بنادیا گیا تھا اور آخر میں ریان بن ولید نے اپنے سر سے

تاج شاہی اتار کر ان کے سر پر رکھ دیا اس طرح اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو حکمرانی عطا فرمادی مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ پہنچی ہے ہمیں اور ہمارے گھر کے افراد کو تکلیف کہ بھوکے مر رہے ہیں وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ اور ہم لائے ہیں کھوٹا سرمایہ، پیسے ان کے پاس کھوٹے تھے صحیح نہیں تھے فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ پس پورا پورا ماپ کر دے دو ہمیں اناج وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا اور صدقہ کر ہم پر، ہمیں کچھ صدقہ خیرات بھی دو۔

ظالم بھائیوں کو رب تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے سامنے جھکا دیا:

تمہیں یاد ہوگا کہ جب بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کا کرتا اتار کر کنویں میں پھینکنے لگے تھے تو یوسف علیہ السلام نے ایک ایک بھائی کے منہ کی طرف دیکھا اور یہ لفظ کہے کہ بھائیو تم جو کچھ میرے ساتھ کر رہے ہو کچھ سوچو جب تم واپس جاؤ گے اور میں نہیں ہونگا تو والد صاحب پر کیا گزرے گی مجھ پر اگر تم ترس نہیں کھاتے تو اپنے بوڑھے باپ پر ترس کھاؤ مگر سنگدلوں کو کوئی ترس نہ آیا اور کرتا اتار کر کنویں میں پھینک دیا اور گرانے کے بعد اوپر سے قہقہے لگائے اور ہنستے رہے اور اب یہ وقت ہے کہ ظالم پیٹ کی خاطر خیرات مانگ رہے ہیں وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ہم پر صدقہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ [آل عمران: ۱۴۰] "یہ زمانے کے دن ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان گردش کرتے رہتے ہیں۔" یاد رکھنا! نہ ہمیشہ تندرستی رہتی ہے، نہ ہمیشہ مال رہتا ہے نہ ہمیشہ خوشی رہتی ہے حالات بدلتے رہتے ہیں ایک وقت تھا کہ کنویں میں ڈال کر ہنس رہے تھے اور اب یہ وقت ہے کہ خیرات مانگ رہے ہیں اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ بیشک اللہ تعالیٰ بدلہ دیتا ہے صدقہ کرنے والوں کو۔ صدقہ کے متعلق بات سن لو۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَلصَّدَقَةُ تَدْفَعُ الْبَلَايَا "صدقے کی برکت

سے مصیبتیں ٹلتی ہیں۔'' اور مِيتَةَ السُّوءِ کے لفظ بھی آتے ہیں کہ صدقہ کرنے والا بری موت نہیں مریگا اور ایک روایت ہے کہ اَلصَّدَقَةُ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ ''صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے۔'' صدقہ خیرات بڑی اچھی چیز ہے مگر لوگوں نے اسکا مفہوم نہیں سمجھا۔

صدقہ کا مفہوم :

لوگ سمجھتے ہیں کہ کالی سری دینا صدقہ ہے یا اس سے بڑی چھلانگ لگائیں گے تو بکری دیدیں گے۔ یاد رکھنا! صدقے کا یہ کوئی معنیٰ نہیں ہے یہ رسم و رواج ہے صدقے کا مفہوم ہے غریب کی ضرورت پوری کرنا اب سردی کا موسم ہے غریب کو رضائی تلائی کی ضرورت ہے تم اسکو سری دیدو، اس بیچارے کو جوتے کی ضرورت ہے اس کے گھر میں کوئی بیمار ہے اسکو دوائی کی ضرورت ہے بچے پڑھتے ہیں کتابوں کی ضروت ہے اسکو دال آٹے کی ضرورت ہے یہ کالی سری کہاں کہاں کام آئیگی۔ تو یہ کوئی صدقہ نہیں ہے نقد پیسے دیدو اسکی جو ضرورت ہوگی وہ پوری کرلے گا۔ پھر بعض جاہل لوگ اس طرح کرتے ہیں جسکی طرف سے صدقہ کرتے ہیں سری مرغی وغیرہ اسکے سر پر سے گھما کر دیتے ہیں بکری کے اوپر ہاتھ پھرواتے ہیں یہ بھی نری رسم ہے اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتے ہیں۔ صدقہ اس طرح دو کہ دائیں ہاتھ سے دو تو بائیں ہاتھ کو پتا نہ چلے غریب کی ضرورت پوری کرو اس کا دل دعائیں دے دکھلاوا نہ کرو۔

(سامعین میں سے ایک آدمی نے سوالات کیئے حضرت نے ان کے جوابات دیئے۔)

سوال: یہ گوشت وغیرہ جو لوگ باہر چوک یا چھت یا جنگل میں گرا دیتے ہیں قبرستان میں ڈال دیتے ہیں۔

جواب: یہ نری جہالت ہے۔

سوال: بعض لوگ جانوروں کیلئے ڈال دیتے ہیں؟

جواب: اس میں تفصیل ہے اگر ایسا علاقہ ہے کہ جہاں جانوروں کو خوراک نہ ملتی ہو تو وہ الگ بات ہے باقی پنجاب میں اللہ تعالیٰ کا فضل ہے یہاں ایسی کوئی بات نہیں یہاں تو جانوروں کو خوراک عام ملتی ہے لہذا یہاں جانوروں پرندوں کے آگے ڈالنے کا کوئی معنٰی نہیں ہے۔ غریب مسکین کو دو۔

سوال: بے نماز کو صدقہ دینا کیسا ہے؟

جواب: بے نماز کو صدقہ نہ دو۔ حدیث پاک میں آتا ہے لَا یَاکُلُ طَعَامَکَ اِلَّا تَقِیٌّ ''تیرا کھانا صرف پرہیز گار کھائے بے نماز کو بالکل نہ دو۔'' وہ رب تعالیٰ کا نافرمان ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

قَالَ هَلۡ عَلِمۡتُمۡ مَّا فَعَلۡتُمۡ بِيُوسُفَ وَاَخِيۡهِ اِذۡ اَنۡتُمۡ جٰهِلُوۡنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوۡۤا ءَاِنَّكَ لَاَنۡتَ يُوۡسُفُ ؕ قَالَ اَنَا يُوۡسُفُ وَهٰذَاۤ اَخِىۡ قَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡنَا ؕ اِنَّهٗ مَنۡ يَّتَّقِ وَيَصۡبِرۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۹۰﴾ قَالُوۡا تَاللّٰهِ لَقَدۡ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيۡنَا وَاِنۡ كُنَّا لَخٰطِـِٕيۡنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثۡرِيۡبَ عَلَيۡكُمُ الۡيَوۡمَ ؕ يَغۡفِرُ اللّٰهُ لَـكُمۡ وَهُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ ﴿۹۲﴾ اِذۡهَبُوۡا بِقَمِيۡصِىۡ هٰذَا فَاَلۡقُوۡهُ عَلٰى وَجۡهِ اَبِىۡ يَاۡتِ بَصِيۡرًا ۚ وَاۡتُوۡنِىۡ بِاَهۡلِكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۹۳﴾ ع

قَالَ فرمایا (یوسف علیہ السلام نے) هَلۡ عَلِمۡتُمۡ کیا تم جانتے ہو مَا فَعَلۡتُمۡ بِيُوسُفَ وَاَخِيۡهِ کیا کیا تم نے یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائی کیساتھ اِذۡ اَنۡتُمۡ جٰهِلُوۡنَ جب تم بے خبر تھے قَالُوۡۤا وہ کہنے لگے ءَاِنَّكَ لَاَنۡتَ يُوۡسُفُ کیا بیشک آپ یوسف ہیں قَالَ فرمایا اَنَا يُوۡسُفُ میں یوسف ہوں وَهٰذَاۤ اَخِىۡ اور یہ میرا بھائی ہے قَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡنَا تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اِنَّهٗ مَنۡ يَّتَّقِ وَيَصۡبِرۡ بیشک شان یہ ہے کہ جو ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے فَاِنَّ اللّٰهَ پس بیشک اللہ تعالیٰ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ نہیں ضائع کرتا اجر نیکی کرنے والوں کا قَالُوۡا کہنے لگے تَاللّٰهِ اللہ کی قسم لَقَدۡ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيۡنَا البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کو ترجیح دی ہے ہم پر وَاِنۡ كُنَّا لَخٰطِـِٕيۡنَ اور بیشک ہم البتہ خطا کار تھے قَالَ فرمایا (یوسف علیہ السلام نے) لَا تَثۡرِيۡبَ عَلَيۡكُمُ

اَلْیَوْمَ نہیں ملامت تم پر آج کے دن کچھ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ معاف کریگا اللہ تعالیٰ تمہیں وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اور وہ سب سے بڑھ کر شفقت کرنے والا ہے اِذْھَبُوْا بِقَمِیْصِیْ ھٰذَا لے جاؤ میری یہ قمیض فَاَلْقُوْہُ عَلٰی وَجْہِ اَبِیْ پس ڈالو تم اس کُرتے کو میرے باپ کے چہرے پر یَاْتِ بَصِیْرًا وہ آئیں گے دیکھتے ہوئے وَاْتُوْنِیْ بِاَھْلِکُمْ اَجْمَعِیْنَ اور لاؤ تم میرے پاس اپنے گھر کے سب افراد کو۔

گذشتہ درس میں تم نے سنا کہ تیسری دفعہ یوسف علیہ السلام کے نو بھائی آٹھ دس دن کا سفر کر کے کنعان سے مصر پہنچے۔ اس دفعہ ان کے پاس کھوٹے سکے تھے اور وہ بھی ضرورت کے مطابق پورے نہیں تھے۔ یوسف علیہ السلام کو کہنے لگے اس دفعہ ہم کھوٹے سکے لائے ہیں یہی ہم سے وصول کر کے ہمیں پورے پورے دانے دیدو اور ہم پر کوئی صدقہ خیرات بھی کر دو کیونکہ ہم بڑی تکلیف میں ہیں اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

جب بھائی تیسری دفعہ آئے تو یوسف علیہ السلام نے حقیقت واضح کر دی :

حضرت یوسف علیہ السلام نے جب ان کی عاجزی کی یہ حالت دیکھی کہ یہ پیٹ کیلئے صدقہ مانگنے پر آگئے ہیں تو کھل گئے۔ قَالَ فرمایا یوسف علیہ السلام نے ھَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِیُوْسُفَ وَاَخِیْہِ کیا تم جانتے ہو کیا کیا تم نے یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائی بنیامینؒ کیساتھ۔ یوسف علیہ السلام اور بنیامین کی والدہ ایک تھی اور باقی بھائی علیحدہ

علیحدہ ماؤں سے تھے یہ چونکہ چھوٹے تھے اور والدہ بھی فوت ہو چکی تھی اور باپ کی خصوصی توجہ ان کی طرف ہوتی تھی ۔ بھائی ہر وقت ان کو کوستے رہتے تھے اور ظلم کرتے رہتے تھے اس کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو جو تم نے یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائی کیساتھ کیا۔ بعض نے ما کو استفہامیہ بھی قرار دیا ہے کہ جانتے ہو تم نے کیا کیا تھا یوسف علیہ السلام اور اسکے بھائی کیساتھ اِذْ اَنْتُمْ جَاھِلُوْنَ جب تم بے خبر تھے حقیقت سے قَالُوْٓا بھائی کہنے لگے ءَ اِنَّکَ کیا بیشک آپ ہی لَاَنْتَ یُوْسُفُ البتہ یوسف ہیں۔ وہ قرائن اور شواہد سے سمجھ گئے کہ یہ یوسف علیہ السلام ہیں قَالَ اَنَا یُوْسُفُ فرمایا ہاں میں یوسف ہوں وَھٰذَآ اَخِیْ اور یہ بنیامین میرا بھائی ہے قَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَیْنَا تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اِنَّہٗ مَنْ یَّتَّقِ وَیَصْبِرْ بیشک شان یہ ہے کہ جو ڈرتا ہے اور بچتا ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اور صبر کرتا ہے تکالیف اور مصیبتوں پر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ پس بیشک اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا اجر نیکی کرنے والوں کا۔ اس کیلئے دو شرطیں ہیں۔

تقویٰ کا مفہوم :

۱)۔۔۔۔۔تقویٰ ۲)۔۔۔۔۔صبر۔ تقویٰ کا معنیٰ ہے کہ جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے کہ ان چیزوں سے گریز کرنا ہے اور بچنا ہے اور تکالیف آئیں تو ان پر صبر کرنا ہے۔ صبر کا مطلب یہ ہے کہ شرعی دائرے میں رہ کر تکلیف کا ازالہ بھی کرے اور اس کیلئے کوشش کرے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتراض اور شکوہ نہ کرے اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے تو اس کو حکم ہے کہ اپنا علاج کرائے۔

علاج کرانا توکل کے خلاف نہیں :

یہ علاج کرانا صبر کیخلاف نہیں ہے اور نہ توکل کیخلاف ہے اور جو بھی تکلیف آئے اس پر صبر سے کام لے اور حوصلہ کرے اور صبر دکھ، تکلیف کے بعد ہوتا ہے بغیر دکھ تکلیف کے صبر کی دعا بھی نہ کرے کہ اے پروردگار! تو مجھے صبر عطا فرما۔ ترمذی شریف میں روایت ہے کہ ایک نوجوان نے دعا کی اے پروردگار! مجھے صبر کی توفیق دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے ویسے رب سے صبر مانگتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا سَاَلْتَ اللّٰهَ الْبَلَاءَ تونے تو اللہ تعالیٰ سے مصیبت مانگی ہے۔ صبر تو مصیبت کے بعد ہوتا ہے۔ دھکے سے مصیبتیں نہ مانگو آجائیں تو حوصلہ کرو اسی طرح ایک بڑا صالح نوجوان تھا باجماعت نماز پڑھتا تھا آپ ﷺ کو چند دن نظر نہ آیا فرمایا وہ حاضر باش نوجوان جماعت کیساتھ نماز پڑھتا تھا وہ نظر نہیں آتا ساتھیوں نے کہا حضرت! ہم معلومات کرکے آتے ہیں پتا چلا کہ وہ بیمار ہے۔ ابوداؤد شریف کی روایت ہے کہ كَاَنَّمَا فَرْخٌ ایسا کہ جیسا چڑیا کا بچہ ہوتا ہے بیماری کیوجہ سے بالکل سوکھ گیا آپ اس کی خبر لینے کیلئے تشریف لے گئے۔ فرمایا تجھے بڑی تکلیف ہے بہت کمزور ہو گئے ہو کیا بات ہے کہنے لگا میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہے کہ اے پروردگار! جو سزا تو نے مجھے مرنے کے بعد دینی ہے ابھی دیدے اس دعا کے نتیجے میں اس تکلیف میں مبتلا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم بڑے اچھے آدمی ہو رب تعالیٰ سے مانگتے ہو تو عافیت مانگو ایسا کیوں نہیں کہا رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ " اے پروردگار! دنیا میں بھی ہمیں راحت عطا فرما اور آخرت میں بھی راحت عطا فرما۔ " رب تعالیٰ سے تکلیف مانگنے کا کیا معنیٰ ہے؟ رب تعالیٰ سے خیر مانگو رحمت مانگو اور اگر کوئی تکلیف آجائے تو صبر کرو۔ فَالُوْا

بھائیوں نے کہا تَاللّٰہِ اللہ کی قسم لَقَدْ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیْنَا البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کو ترجیح دی ہے ہم پر۔ ہم نے خواب سنا کہ کوئی وقت آئیگا ہم سب تجھے سجدہ کریں گے یعنی تیرے ماتحت ہونگے فرمانبردار ہونگے اس پر ہم نے راستے کا پتھر ہٹانے کی کوشش کی تھی مگر رب اپنے کاموں میں غالب ہے وَاِنْ کُنَّا لَخٰطِئِیْنَ اور بیشک ہم البتہ خطا کار تھے۔ قصور ہمارا تھا اپنے گناہ کا اقرار کیا۔ قَالَ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کوئی ملامت نہیں تم پر آج کے دن۔ تثریب کا لفظی معنٰی ہے جانور کو ذبح کرنے کے بعد گوشت کیساتھ جو چربی ہوتی ہے اس کو دور کر کے گوشت کو ننگا کر دیا، پھر یہ ملامت کے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے کہ جس طرح چربی دور ہو جانے کے بعد نیچے سے گوشت ظاہر ہو جاتا ہے اسی طرح ملامت کرنے سے عیب ظاہر ہوتا ہے۔ تو آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں ہے کوئی زجر و توبیخ نہیں ہے یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے۔ میں نے تمہیں معاف کیا اللہ تعالیٰ بھی تمہیں معاف کرے وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اور وہ سب سے بڑھ کر شفقت کرنے والا ہے۔ ایک وہ وقت تھا کہ ان بھائیوں کو کنویں میں گراتے ہوئے ترس نہ آیا اور اپنے والد گرامی کا بھی خیال نہ کیا باوجود یہ کہ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ کچھ تو سوچو جب تم مجھے کنویں میں گرا کر واپس جاؤ گے اور میں تمہارے ساتھ نہیں ہونگا تو ابا جی پر کیا گزرے گی اور یاد رکھنا! والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہوں میں سے ہے اگر ماں باپ مسلمان ہیں تو ان کی دل آزاری گناہ کبیرہ ہے جن کو حدیث پاک میں موبقات کہا گیا ہے، بندے کو ہلاک کر دینے والے۔ ابن السّنّی کی عَمَلَ الْیَوْمِ وَاللَّیْلَہ حدیث کی کتاب ہے۔ جس میں دعاؤں کا ذکر آتا ہے اس میں یہ حدیث بھی ہے جس کا مفہوم ہے کہ یہ بھی نافرمانی ہے کہ باپ پیچھے چلے اور بیٹا آگے چلے یعنی یہ

بھی عقوق والدین میں داخل ہے۔اب جو حالات ہیں بس اللہ تعالیٰ بچائے بہت کچھ ہو رہا ہے تو ایک وقت وہ تھا کہ یوسف علیہ السلام کہہ رہے تھے مجھ پہ ترس کھاؤ اور ایک یہ وقت ہے وہ معافی مانگ رہے ہیں کہ بیشک ہم خطا کار تھے ہمیں معاف کر دو اللہ تعالیٰ حالات بدلتے رہتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے مکہ والوں کی زیادتیاں معاف فرمادیں :

ہجرت کا آٹھواں سال رمضان المبارک کا مہینہ تھا مکہ مکرمہ فتح ہوا اس وقت کعبۃ اللہ سے بلند عمارت مکہ مکرمہ میں اور کوئی نہیں تھی کعبۃ اللہ کی بلندی پچاس فٹ ہے اب تو کئی کئی منزلہ بلڈنگیں بن گئی ہیں لوگ لفٹ کے ذریعے اوپر نیچے جاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ پہاڑی پر تشریف لے گئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ ﷺ کیساتھ تھے آپ نے سفید چادر لہرائی اس وقت سفید چادر کو لہرانا خطرے کی علامت ہوتا تھا اور اگر خطرہ بہت زیادہ ہوتا تو کپڑے اتار کر چیخیں مارتے تھے اس کو وہ نذیر العریان کہتے تھے ننگا ڈرانے والا، یہ خطرے کا آخری آلارم ہوتا تھا کہ دشمن آگیا ہے۔جب آپ ﷺ نے کپڑا لہرایا تو عام لوگ اکٹھے ہو گئے مرد عورتیں بوڑھے بچے آنحضرت ﷺ نے تقریر فرمائی کہ اے اہل مکہ! تم نے مجھ پر زیادتیاں کی ہیں فلاں دن یہ زیادتی کی فلاں دن یہ زیادتی کی۔یاد ہے تمہیں میرے فلاں صحابی پر کی فلاں صحابی پر کی تمہیں یاد ہے۔ان کے سب جرائم اور قصور شمار کیے ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے کہنے لگے ہمیں تو یاد ہی نہیں تھا کہ ہم نے کیا کچھ کیا تھا اس نے سب کچھ نوٹ کیا ہوا ہے۔جیسے جیسے آپ ﷺ ان کے جرائم بیان کرتے تھے ان کے ہوش وحواس اڑتے گئے۔فرمایا مکے والو! تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے ساتھ کیا ہونا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا میں وہی کچھ کہوں گا جو یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو کہا

لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کوئی ملامت نہیں تم پر میں نے سب کو معاف کر دیا۔ عکرمہ بن ابو جہل کی بیوی ام حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کے پاس آئیں کہنے لگیں میرے خاوند عکرمہ کیلئے بھی معافی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اس کیلئے بھی معافی ہے حالانکہ ابو جہل کے بدر میں قتل ہو جانے کے بعد ہر معاملے میں یہ پیش پیش تھا پوچھنے والے نے پوچھا کہ وحشی ابن حرب کیلئے بھی معافی ہے جس نے غزوہ احد میں حضرت حمزہ ؓ کو بڑی بے دردی کیساتھ شہید کیا تھا ان کا کلیجہ نکالا کان کاٹے، ناک کاٹا حلیہ بگاڑ دیا فرمایا اس کیلئے بھی معافی ہے۔ فرمایا حبار ابن اسود کو بھی معافی ہے آنحضرت ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ کا خسر لگتا تھا ان کا نکاح ابو العاص بن ربیع کیساتھ تھا جنکا نام مقسم تھا یہ بعد میں مسلمان ہو گئے تھے یہ بدر کے قیدیوں میں سے تھے۔ جس وقت بدر کے قیدی رہا ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے داماد ابو العاص بن ربیع کو فرمایا کہ مکہ مکرمہ سے جب کوئی ایسا قافلہ آئے کہ اس میں مرد عورتیں ہوں تو میری بیٹی کو ان کیساتھ ملاقات کیلئے بھیج دینا انہوں نے وعدہ کیا اور وہ لوگ وعدے کے پکے تھے جب قافلہ روانہ ہونے لگا تو انہوں نے حضرت زینبؓ کو ساتھ بھیج دیا جب وہ اونٹ پر سوار ہو گئی تو یہ حبار بن اسود آ گیا بڑا منہ پھٹ آدمی تھا کہنے لگا اے عورت! تو کدھر جا رہی ہے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا چچا جی میں اپنے گھر والوں کی اجازت سے جا رہی ہوں ابا جان کی ملاقات کر کے واپس آ جاؤں گی کہنے لگا تم نہیں جا سکتی۔ انہوں نے کہا چچا جی میں نے اپنے خاوند سے پوچھا ہے، ابا جی سے پوچھا ہے، ساس سے پوچھا ہے، سب کی اجازت سے جا رہی ہوں۔ کہنے لگا تم نہیں جا سکتی ٹانگ سے پکڑ کر نیچے کھینچا وہ گر گئیں حاملہ تھیں ان کے حمل میں گڑبڑ ہو گئی بچہ مردہ پیدا ہوا یہ بڑا موذی قسم کا بے لحاظ آدمی تھا۔ فرمایا اس کو بھی معافی ہے صفوان ابن امیہ بڑا مالدار آدمی

تھا اور تمام ہتھیار، تلواریں، نیزے، تیر کمان وغیرہ یہ سپلائی کرتا تھا فرمایا اسکو بھی معافی ہے عجیب منظر تھا عکرمہ کی بیوی ام حکیمؓ نے کہا حضرت کوئی نشانی دیدو تاکہ میں اسکو مطمئن کر سکوں کہ واقعی تجھے معافی مل گئی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا سیاہ رنگ کا عمامہ عنایت فرمایا کہ یہ لے جاؤ اس کو سارے پہچانتے ہیں کہ میرا ہے۔ چنانچہ انکی تلاش میں نکلیں پتا چلا کہ وہ حبشہ کی طرف بھاگ گیا ہے اس وقت جدہ آباد نہیں ہوا تھا جدہ بعد میں آباد ہوا ہے جدہ مکہ مکرمہ سے پینتالیس میل کے فاصلے پر ہے اس زمانے میں کعبۃ اللہ کے دروازے کی سیدھ پر تیس میل کے فاصلے پر کشتیاں آتی تھیں کوئی باقاعدہ نظم ونسق نہیں تھا کبھی حبشہ اور دوسرے علاقوں سے آجاتی تھیں وہاں چند جھونپڑیاں تھیں جن کے پاس کھجوریں، ستو اور اس قسم کی چیزیں ہوتی تھیں جو ضرورت پوری کرتی تھیں عکرمہ بھی ایک کشتی میں سوار ہو گئے کشتی چند میل چلی تھی کہ طوفان آ گیا۔ اپنے اپنے خداؤں کو انہوں نے پکارنا شروع کیا کسی نے کہا یَا لَاتُ اَغِثْنِیْ ''اے لات میری مدد کر'' کسی نے کہا یَا عُزّٰی اَغِثْنِیْ ''اے عزیٰ میری مدد کر۔'' ملاح نے کہا اِنَّ اٰلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِيْ هٰهُنَا شَيْئًا ''بیشک تمہارے خدا یہاں کام نہیں آئیں گے یہاں صرف رب کو پکارو۔'' فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ''جب وہ سوار ہوتے ہیں کشتیوں میں تو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کو خالص کرتے ہوئے اسی کیلئے دین کو۔'' عکرمہ نے کہا کہ اگر ہمارے یہ خدا یہاں کام نہیں آسکتے تو خشکی پر بھی کام نہیں آسکتے یہی سبق تو میرا بھائی دیتا تھا اگر مجھے رب نے نجات دی تو ضرور جا کر کلمہ پڑھوں گا کشتی واپس آ گئی کنارے پر دیکھا تو بیوی کھڑی ہے اونٹنی پر سوار تھی نیچے اتری بغل میں بیوی نے کوئی چیز دبائی ہوئی تھی کشتی سے باہر پاؤں رکھا پریشان ہوا کہنے لگا عورتوں کی بھی خیر نہیں ہے لگتا ہے یہ بھی بھاگ کر آئی ہے پوچھا كَيْفَ اَنْتِ تم کیسے آئی ہو خیر تو ہے

اس نے کہا خیر ہے، کہنے لگی وہاں تو رحمت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے سب کو معافی ہوگئی ہے عکرمہ نے کہا مجھے بھی؟ فرمایا ہاں! کہنے لگا کہیں مجھے پھنسا نہ دینا ام حکیمؓ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر سیاہ رنگ کی پگڑی باندھی ہوئی تھی کَانَتْ عَلٰی رَاْسِہٖ عَمَامَۃٌ سَوْدَآءٌ یہ پگڑی آپ ﷺ کی ہے اور یہ علامت کے طور پر لے آئی ہوں۔ عکرمہ نے جس وقت وہ پگڑی دیکھی تو مطمئن ہوگیا۔ مؤطا امام مالک کی روایت ہے کہ جب وہ واپس آئے تو آنحضرت ﷺ انکو دیکھ کر اعزاز کیلئے کھڑے ہو گئے فرمایا مَرْحَبًا بِالرَّاکِبِ الْمُھَاجِرِ۔ تو جس طرح یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو معاف کردیا اسی طرح آنحضرت ﷺ نے اپنی قوم کو معاف کردیا۔ فرمایا اِذْھَبُوْا بِقَمِیْصِیْ ھٰذَا لے جاؤ میری یہ قمیض فَاَلْقُوْہُ عَلٰی وَجْہِ اَبِیْ پس ڈالو تم اس کرتے کو میرے باپ کے چہرے پر غم کیوجہ سے رو رو کر آنکھیں سفید ہوگئی ہیں نظر کمزور پڑ گئی ہے یَاْتِ بَصِیْرًا وہ آئیں گے دیکھتے ہوئے فضل وکرم سے ان کی بینائی آجائے گی یہ معجزہ ہے وَاْتُوْنِیْ بِاَھْلِکُمْ اَجْمَعِیْنَ اور لاؤ تم میرے پاس اپنے گھر کے سب افراد کو۔ ان شاءاللہ العزیز زندگی رہی تو باقی واقعہ آئندہ بیان ہوگا۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ

الْعِيرُ قَالَ اَبُوهُمْ اِنِّي لَاَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُونِ ﴿٩٤﴾ قَالُوا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِي ضَلٰلِكَ الْقَدِيمِ ﴿٩٥﴾ فَلَمَّا اَنْ جَآءَ الْبَشِيرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّي اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾ قَالُوا يٰاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا اِنَّا كُنَّا خٰطِئِينَ ﴿٩٧﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٩٨﴾ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِينَ ﴿٩٩﴾ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهٗ سُجَّدًا وَقَالَ يٰاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا وَقَدْ اَحْسَنَ بِي اِذْ اَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِي وَبَيْنَ اِخْوَتِي اِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَآءُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿١٠٠﴾

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ اور جب جدا ہوا قافلہ قَالَ اَبُوهُمْ کہا ان کے والد نے اِنِّي لَاَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ بیشک میں البتہ پاتا ہوں یوسف علیہ السلام کی خوشبو لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُونِ اگر تم مجھے بوڑھا بے عقل نہ کہو قَالُوا کہنے لگے تَاللّٰهِ اللہ کی قسم اِنَّكَ لَفِي ضَلٰلِكَ الْقَدِيمِ بیشک آپ پرانی خطا میں مبتلا ہیں فَلَمَّا اَنْ جَآءَ الْبَشِيرُ پس جس وقت آیا خوشخبری سنانے والا اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ ڈالا

اس کرتے کو اپنے والد کے چہرے پر فَارْتَدَّ بَصِیْرًا پس وہ لوٹ آئے بینا ہو کر قَالَ فرمایا اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ کیا میں نے نہیں کہا تھا تمہیں اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ بیشک میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ جو تم نہیں جانتے قَالُوْا یٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ کہنے لگے اے ہمارے ابا جان معافی مانگ ہمارے لئے ہمارے گناہوں کی اِنَّا کُنَّا خٰطِئِیْنَ بیشک ہم قصوروار اور خطا کار ہیں قَالَ فرمایا سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَکُمْ رَبِّیْ عنقریب میں بخشش مانگوں گا تمہارے لئے اپنے رب سے اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ بیشک اللہ تعالیٰ ہی بخشنے والا مہربان ہے فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ پس جب وہ داخل ہوئے یوسف علیہ السلام کے پاس اٰوٰٓی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ تو انہوں نے جگہ دی اپنے پاس اپنے والدین کو وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اور فرمایا داخل ہو مصر میں اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ اگر اللہ نے چاہا تو امن میں رہو گے وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ اور بلند کیا اپنے ماں باپ کو تخت پر وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا اور گر پڑے ان کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے وَقَالَ اور کہا یوسف علیہ السلام نے یٰٓاَبَتِ اے میرے ابا جان هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ یہ ہے تعبیر میرے خواب کی مِنْ قَبْلُ جو اس سے پہلے میں نے دیکھا تھا قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا بیشک بنایا ہے اسکو میرے پروردگار نے سچا وَقَدْ اَحْسَنَ بِیْٓ اور تحقیق اس نے احسان کیا میرے ساتھ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ جس وقت نکالا مجھے قید خانے سے وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ اور لایا وہ تمہیں دیہات سے

مِنْ بَعْدِ بعد اسکے اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ کہ جھگڑا ڈال دیا شیطان نے بَیْنِیْ وَبَیْنَ اِخْوَتِیْ میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ بیشک میرا رب باریک بین ہے جو چاہے اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ بیشک اللہ تعالیٰ ہی جاننے والا حکمت والا ہے۔

یوسف علیہ السلام کا واقعہ چلا آرہا ہے یوسف علیہ السلام کے نو بھائی جب تیسری دفعہ اناج لینے کیلئے گئے تو یوسف علیہ السلام نے ان کیساتھ کھل کر بات کی اور بتایا کہ میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اور جو کچھ تم نے یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائی بنیامین کیساتھ کیا ہے تمہیں معلوم ہے بھائیوں نے کہا کہ ہماری غلطی تھی ہمیں معاف کر دو یوسف علیہ السلام نے فرمایا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ کوئی ملامت نہیں ہے تم پر آج کے دن۔ اب تم جاؤ یہ کُرتا میرے ابا جان کے چہرے پر ڈال دو آنکھوں کی بینائی واپس آجائے گی اور گھر کے تمام افراد کو لیکر یہاں آجاؤ۔ اب جس وقت بھائی اناج لیکر مصر سے روانہ ہوئے وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِیْرُ. عِیْر اس قافلے کو کہتے ہیں جو خوراک پہنچاتا ہے۔ اور جب جدا ہوا قافلہ خوراک لے کر مصر سے قَالَ اَبُوْهُمْ کہا ان کے والد یعقوب علیہ السلام نے اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ بیشک میں البتہ پاتا ہوں یوسف علیہ السلام کی خوشبو۔

جب یوسفؑ کا کرتا مصر سے لے کر چلے تو یعقوبؑ کو کنعان میں خوشبو آئی :

تفسیروں میں تین دن کا ذکر بھی ہے آٹھ اور دس دن کا ذکر بھی ہے تو یہ کافی سفر ہے وہاں سے جب وہ کرتا لیکر چلے تو یعقوب علیہ السلام کو کنعان کے مقام پر جسکو آجکل القدس اور الخلیل کہتے ہیں یہاں خوشبو آئی انہوں نے اپنے پوتوں پڑپوتوں جو اہل خانہ تھے ان کو بتایا کہ مجھے یوسف علیہ السلام کی خوشبو آرہی ہے لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ فند کا معنی ہے

اَلنِّسْبَةُ اِلٰی ضُعْفِ الْعَقْلِ ''کسی کو عقل کی کمزوری کی طرف منسوب کرنا۔'' اگر تم یہ نہ کہو کہ میری عقل کمزور ہے میری عقل ماری ہوئی ہے مجھے بے عقل نہ کہو تو میں کہتا ہوں کہ مجھے یوسف علیہ السلام کی خوشبو آرہی ہے۔

غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا :

اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھو کہ قریب کنویں میں تھے تو علم نہ ہوا اور اب مصر سے کرتا چلا ہے تو خوشبو آگئی۔ شیخ مُصلح الدین سعدی شیرازیؒ اکابر اولیاء کرام میں سے ہیں انکی کتابیں گلستان، بوستان، کریما، کلیات سعدی وغیرہ فارسی ادب کا ذخیرہ ہے آج بھی لوگ ان سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں کلیات سعدی میں انہوں نے اخلاقیات توحید وسنت بہت کچھ درج کیا ہے۔ وہ گلستان میں لکھتے ہیں......

؎ یکے پرسید ازاں گم کردہ فرزند

''ایک شخص نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے دریافت کیا

اے روشن گہر پیر خردمند

اے روشن ذات عقلمند پیر

زمصرش بوئے پیرہن شنیدی

یہ کیا بات ہے کہ مصر سے یوسف علیہ السلام کے قمیص کی خوشبو آپ نے سونگھ لی

چرا در چاہ کنعانش ندیدی

لیکن کنعان کے کنویں میں جو آپ سے زیادہ دور نہیں تھا نہ دیکھ سکے

بگفت احوال ما برق جہاں است

یعقوبؑ نے فرمایا ہمارے حالات کوندنے والی بجلی کی طرح ہیں

دمے پیدا و دیگر دم نہاں است

ایک سانس میں ظاہر اور دوسرے میں پوشیدہ ہو جاتے ہیں

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم

کبھی ہم اونچی اٹاری پر بیٹھتے ہیں

گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

اور کبھی اپنے پاؤں کی پشت بھی نہیں دیکھ سکتے۔''

تو فرمایا کہ ہمارے اختیار کی بات نہیں ہے رب تعالیٰ ہمیں دکھاتا ہے چاہے تو ہمیں دور کی چیز بھی دکھا دیتا ہے اور اگر نہ دکھانا چاہے تو ہمیں پاؤں کی پشت کا بھی پتا نہیں ہوتا۔ آنحضرت ﷺ جب معراج سے واپس تشریف لائے تو مشرکین مکہ نے آپ ﷺ سے مسجد اقصیٰ کی نشانیاں اور علامتیں پوچھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا لَمْ اُثْبِتْهُ مجھے یاد نہیں تھیں فَكُرِبْتُ كُرْبَةً لَمْ اُكْرِبْ مِثْلَهٗ قَطُّ مسلم شریف کی روایت ہے کہ میں اتنا پریشان ہوا کہ زندگی میں کبھی اتنا پریشان نہیں ہوا کیونکہ اگر میں اس وقت صحیح جواب نہ دے سکا تو کافر خوب ڈھنڈورا پیٹیں گے کہ معاذ اللہ غلط ہے۔ مسجد اقصیٰ مکہ مکرمہ سے پندرہ سو میل کی مسافت پر ہے فَجَلَّى اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ ''اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کا نقشہ میرے سامنے کر دیا۔'' وہ جو کچھ پوچھتے تھے میں سب کچھ بتاتا تھا، تو اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے چاہے تو ساری دنیا کا نقشہ سامنے کر دے۔ حضرت نجاشی اصحمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ طبقے کے لحاظ سے صحابی ہیں لیکن رویت کے لحاظ سے صحابی نہیں ہیں انہوں نے آنحضرت ﷺ کو نہیں دیکھا تھا بڑا نیک دل عادل بادشاہ تھا ایمان لانے کے بعد آنے کی اجازت مانگی آپ ﷺ نے اجازت نہیں دی کیونکہ مخالف اقتدار پر قبضہ کرنا چاہتے تھے آپ ﷺ نے خیال فرمایا

کہ اس کی غیر حاضری میں مخالفین نے اگر اقتدار پر قبضہ کرلیا تو ایک تو یہ اقتدار سے محروم ہو جائے گا دوسرا اسکی وجہ سے اسلام کو جو وسعت حاصل ہے اس میں پریشانی آئے گی جب ان کا انتقال ہوا تو آنحضرت ﷺ نے ساتھیوں کو مدینہ منورہ میں بتایا کہ تمہارا بھائی آج وفات پا گیا ہے آپ ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھایا۔

غائبانہ جنازہ صحیح نہیں :

مسند احمد میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں باپ بیٹا صحابی ہیں سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا جنازہ آپ ﷺ کے سامنے کر دیا وہ آپ ﷺ کے حق میں غائب نہیں تھا ہاں صحابہ کرام ﷺ کو نظر نہیں آیا۔ آج کل جو لوگ غائب کا جنازہ پڑھتے ہیں وہ اسی روایت کو پیش کرتے ہیں لیکن ان کا یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ آپ ﷺ کے حق میں غائب نہیں تھا رب تعالیٰ نے آپؐ کے سامنے کر دیا، دوسری بات یہ ہے کہ اس کے بعد دور دراز کے علاقوں میں آپ ﷺ کے ساتھی شہید ہوئے آپ ﷺ نے کسی کا غائبانہ جنازہ نہیں پڑھایا (تیسری بات یہ ہے کہ وہاں اور کوئی جنازہ پڑھانے والا نہیں تھا۔نواز بلوچ مرتب) لہٰذا غائب کا جنازہ نہیں ہے۔تو خیر بات یہ ہو رہی تھی کہ چاہے تو دور کی خبر دے اور نہ چاہے تو قریب کا بھی پتہ نہ چلے۔ایک زمانے تک لوگ جوتیوں سمیت نماز پڑھتے تھے کیونکہ جوتیاں صاف ہوتی تھیں عرب کا ریتلا اور پتھریلا علاقہ بارشیں بھی کم ہوں اور آبادی بھی کم ہو تو ان علاقوں میں پھرنے سے جوتیوں کو کچھ نہیں لگتا آج اگر کوئی اپنی گلیوں کو ان پر قیاس کرے اور کہے کہ میں سنت پر عمل کرتا ہوں جوتا پہن کر نماز پڑھے تو تر ا پاگل ہے ماحول کا بڑا اثر ہوتا ہے تو سارے حضرات جوتوں سمیت نماز پڑھ رہے تھے نماز کے اندر آپ ﷺ نے جوتا مبارک اتار کر رکھ دیا صحابہ کرام ﷺ نے دیکھا تو انہوں نے بھی

جوتے اتار دیئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مَا حَمَلَکُمْ عَلٰی اِلْقَائِکُمْ نِعَالَکُمْ ''جوتے اتارنے پر تمہیں کس چیز نے ابھارا جوتے تم نے کیوں اتارے؟ کہنے لگے رَاَیْنَاکَ اَلْقَیْتَ نَعْلَیْکَ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے جوتا اتار دیا ہے'' تو سمجھا کہ جوتے اتارنے کا حکم آ گیا ہے اس لئے ہم نے آپ کی پیروی کی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا کوئی حکم نہیں آیا جَاءَ نِیْ جِبْرَائِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ میرے پاس تو جبرائیل علیہ السلام آئے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ تمہارے جوتے کے نیچے کچھ غلاظت لگی ہوئی ہے اس لئے میں نے جوتا اتارا۔ تو رب تعالیٰ نہ دکھانا چاہے تو جوتے کے نیچے معمولی سی غلاظت لگی ہوئی نہ دکھائے اور بتلانا چاہے تو بیت المقدس سامنے کر دے یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔ تو فرمایا کہ اگر تم مجھے بے عقل نہ کہو تو مجھے یوسف علیہ السلام کی خوشبو آ رہی ہے قَالُوْا کہنے لگے تَاللّٰہِ اللہ کی قسم اِنَّکَ لَفِیْ ضَلٰلِکَ الْقَدِیْمِ بے شک آپ پرانی خطا میں مبتلا ہیں یوسف تجھے بھولتا ہی نہیں ہے یوسف کہاں ہے کم از کم چالیس سال کا عرصہ گذر گیا ہے کیونکہ مستدرک حاکم وغیرہ میں اسی سال کی روایت بھی موجود ہے لیکن چالیس سال کا عرصہ بھی کوئی کم نہیں ہے انسان کی پوری زندگی ہے فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ پس جس وقت آیا خوشخبری سنانے والا یہودا یہ وہی ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا گیا تھا تو بکری کا بچہ ذبح کر کے اس سے کرتا خون آلود کر کے ابا جی کے پاس لایا تھا کہ ابا جی دیکھو یہ کرتا خون آلود ہے آپ کے بیٹے کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ اور خوشخبری سنانے والا مصر سے کرتا لے کر آنے والا بھی یہی یہودا ہے یا روحیل ہے اَلْقٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ ڈالا اس کرتے کو اپنے والد یعقوب علیہ السلام کے چہرہ اقدس پر فَارْتَدَّ بَصِیْرًا پس وہ لوٹ آئے بینا ہو کر اللہ تعالیٰ نے بینائی واپس کر دی قَالَ فرمایا اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ کیا میں نے نہیں کہا تھا تمہیں اِنِّیْٓ

اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ بیشک میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کچھ جو تم نہیں جانتے۔تفصیلات تو رب تعالیٰ ہی جانتا تھا مگر اجمالی طور پر مجھے یہ امید تھی کہ کوئی وقت آئیگا کہ ہم سب اکٹھے ہوں گے قَالُوْا بیٹوں نے کہا یٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اے ہمارے ابا جان ہمارے لئے معافی مانگ ہمارے گناہوں کی اپنے رب سے اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ بے شک ہم قصوروار اور خطا کار تھے کہ ہم نے یوسف علیہ السلام کو کنویں میں گرایا تھا ہماری شرارت تھی قَالَ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ عنقریب میں معافی مانگوں گا تمہارے لئے اپنے رب سے۔

کن کن اوقات میں دعا قبول ہوتی ہے:

تفسیروں میں آتا ہے کہ صبح سحری کے وقت کا وعدہ تھا کیونکہ وہ دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے دعاؤں کی قبولیت کے جو اوقات ہیں ان میں ایک فرض نماز کے بعد کا وقت بھی ہے اور اجتماعی شکل میں دعا کرنا بھی ثابت ہے مگر آج عجیب عجیب قسم کے ذہن پیدا ہو گئے ہیں سعودیہ والے نجدی نماز کے بعد دعا نہیں کرتے بس نماز پڑھی اور اٹھ کر چلے گئے حالانکہ فرض نماز کے بعد دعا پر احادیث صحیحہ موجود ہیں فرض نماز کے بعد اجتماعی طور پر دعا کرنے میں علمی طور پر کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن یہ نہ فرض ہے نہ واجب ہے نہ سنت مؤکدہ ہے اگر کسی کو جلدی ہے بیمار ہے مسافر ہے وہ دعا کئے بغیر اٹھ کر جا سکتا ہے مجبور ہو کر بیٹھنا کوئی ضروری نہیں ہے تو جو جائے اس پر نکیر نہ کرو تو فرض نماز کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔رات کا جب تیسرا حصہ باقی رہ جائے تو وہ بھی قبولیت کا وقت ہے تو فرمایا کہ میں عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے معافی مانگوں گا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ بیشک اللہ تعالیٰ ہی بخشنے والا مہربان ہے۔حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر سے باہر چند میل کے

فاصلے پر ان کے استقبال کیلئے ایک جگہ بنائی تھی کہ یہاں آکر کچھ آرام کریں گے پھر یہاں سے ان شاء اللہ اطمینان کیساتھ مصر میں داخل ہونگے اسوقت یوسف علیہ السلام کی حقیقی والدہ تو فوت ہوگئی تھیں سوتیلی والدہ تھی وہ بھی تو والدہ ہی تھی کچھ دنوں کے بعد یعقوب علیہ السلام ان کی اہلیہ اور باقی گھر کے تمام افراد کو کارندے یوسف علیہ السلام کے حکم پر مصر لے گئے۔ اس کا ذکر ہے فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ پس جب وہ داخل ہوئے یوسف علیہ السلام کے پاس اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ ٹھکانہ دیا انہوں نے اپنے پاس اپنے والدین کو عقیدت، احترام اور محبت کیساتھ ملے اور کہا کہ یہاں آرام کرو وَقَالَ اور فرمایا اُدْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ داخل ہو مصر میں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو امن میں رہو گے۔ مصر سے باہر دو تین میل پر جو جگہ بنائی تھی یہاں پر آرام کر لو پھر مصر کے اندر داخل ہونگے وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ اور بلند کیا اپنے ماں باپ کو تخت پر، جو بڑا تخت تھا اس پر والدین کو بٹھایا وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا اور سب گر پڑے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرتے ہوئے وَقَالَ یوسف علیہ السلام نے فرمایا يٰۤاَبَتِ اے میرے اباجان هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ یہ ہے میرے خواب کی تعبیر جو اس سے پہلے میں نے بچپن میں دیکھا تھا کہ سورج چاند یعنی والدین اور گیارہ ستارے یعنی بھائی سب نے مجھے سجدہ کیا ہے۔

ہماری شریعت میں سجدہ تعظیمی بھی حرام ہے :

اس آیت کی تفسیر میں دیگر مفسرین نے بھی لکھا ہے اور حافظ ابن کثیر جو چوٹی کے مفسر بھی ہیں، محدث اور مورخ بھی ہیں انہوں نے بھی لکھا ہے کہ حضرت آدم کی شریعت سے لیکر آنحضرت ﷺ تک سجدہ تعظیمی جائز تھا سجدہ عبادت اور سجدہ تعظیمی میں فرق نیت سے ہوتا تھا شکل وصورت دونوں کی ایک طرح کی تھی اگر عبادت کی نیت ہوتی تھی تو سجدہ

عبادت کا ہوتا تھا اور اگر عبادت کی نیت نہیں ہوتی تھی تو عبادت کا نہیں ہوتا تھا آنحضرت ﷺ کی شریعت میں سجدہ تعظیمی حرام ہو گیا۔ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے جو اس دور میں آئی جی پولیس اور بڑے درجے کے صحابی تھے آنحضرت ﷺ سے پوچھا حضرت ہم نے عراق میں دیکھا ہے کہ لوگ بڑے پادریوں کو اور چودھریوں کو سجدہ کرتے ہیں ہم آپ کو نہ کریں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ بتاؤ کہ میری وفات ہو جائے اور مجھے قبر میں دفن کر دیا جائے تو میری قبر کو سجدہ کرو گے؟ قَالُوْا لَا انہوں نے کہا نہیں حضرت قبر کو تو نہیں کریں گے فرمایا اب بھی نہ کرو اگر میری شریعت میں کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو میں عورت کو حکم دیتا کہ خاوند کو سجدہ کرو کہ اس کا بڑا حق ہے مگر میری شریعت میں سجدہ تعظیمی حرام ہے۔ لہذا نہ کسی قبر کو سجدہ جائز ہے نہ کسی پیر کو نہ زندہ کو نہ مردہ کو جب آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کو سجدہ تعظیمی جائز نہیں ہے تو اور کس کیلئے جائز ہوگا اور حد سے زیادہ جھکاؤ بھی جائز نہیں ہے کہ جس سے رکوع کا شبہ ہو ہاں امر مجبوری اور بات ہے۔ مثلاً میں بیٹھا ہوں اگر کوئی آکر مجھے ملے گا تو جھکے گا یہ وہ بامر مجبوری جھک رہا ہے تعظیم کیلئے نہیں ہے تو اس کی گنجائش ہے اور اگر دونوں کھڑے ہوں اور کوئی ایک جھک کر ملتا ہے تو یہ گناہ ہے معانقہ کیا جا سکتا ہے مصافحہ کیا جا سکتا ہے تو ہماری شریعت میں سجدہ تعظیمی حرام ہے۔

قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا بیشک بنایا ہے اس خواب کو میرے پروردگار نے سچا وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اور تحقیق اس نے احسان کیا میرے ساتھ اچھا سلوک فرمایا اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ جس وقت نکالا اس نے مجھے قید خانے سے، قید خانے کا ذکر کیا اور کنویں کا ذکر نہ کیا تاکہ بھائی شرمندہ نہ ہوں حالانکہ اصل بات تو کنویں کی تھی وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ اور لایا وہ تمہیں دیہات سے شہر میں مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بعد اسکے کہ

شیطان نے اختلاف اور پھوٹ ڈال دی بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَ اِخۡوَتِیۡ میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان اِنَّ رَبِّیۡ لَطِیۡفٌ بیشک میرا رب باریک بین ہے اس کے کام نہایت باریکی کیساتھ ہوتے ہیں لِّمَا یَشَآءُ جو چاہے، بزرگان دین فرماتے ہیں کہ اگر رشتے میں رکاوٹ ہو یا کاروبار میں رکاوٹ ہو یا کسی بھی جائز کام میں رکاوٹ ہو تو اللہ تعالیٰ کے صفتی نام لطیف کا ذکر کثرت کیساتھ کرو، لطیف لطیف، اس کی برکت سے رکاوٹ دور ہو جائے گی اِنَّهٗ هُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَكِیۡمُ بیشک اللہ تعالیٰ ہی جاننے والا حکمت والا ہے۔

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۟ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَهُمْ یَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۴﴾ ع

رَبِّ اے میرے رب قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ تحقیق تو نے عطا کیا مجھے ملک وَعَلَّمْتَنِیْ اور تعلیم دی مجھے مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ خوابوں کی تعبیر کی فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اے بے نمونہ پیدا کرنے والے آسمانوں کے اور زمینوں کے اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ آپ میرے آقا ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وفات دیں مجھے اس حال میں کہ میں مسلمان ہوں وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ اور ملا دے مجھے نیک لوگوں کیساتھ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ہم وحی کرتے ہیں اس کی آپ کی طرف وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اور نہیں تھے آپ ان کے پاس اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ جب انہوں نے اتفاق کر لیا اپنے معاملہ میں وَهُمْ یَمْكُرُوْنَ اور وہ تدبیر کر رہے تھے وَمَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ اور نہیں ہیں اکثر لوگ

وَلَوْ حَرَصْتَ اور اگر چہ آپ حرص کریں بِمُؤْمِنِيْنَ ایمان لانے والے وَمَا تَسْئَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اور نہیں آپ ان سے اس تبلیغ پر کوئی اجر اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ نہیں ہے یہ قرآن مگر نصیحت جہان والوں کیلئے۔

یوسفؑ کیساتھ زلیخا کا نکاح ہوا ہے یا نہیں :

حضرت یوسف علیہ السلام، ان کے بھائیوں اور ان کے والد محترم یعقوب علیہ السلام کا قصہ تم نے تفصیل کیساتھ سنا۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام اہل خانہ کیساتھ مصر آئے اس وقت یوسف علیہ السلام کی عمر کافی ہو چکی تھی اس میں اختلاف ہے کہ آیا زلیخا رحمہا اللہ تعالیٰ کیساتھ یوسف علیہ السلام کا نکاح ہوا ہے یا نہیں۔ محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نکاح نہیں مانتے۔ حافظ ابن تیمیہؒ جو حنبلی مسلک کے تھے انہوں نے اس پر مستقل ایک رسالہ لکھا ہے کہ ایسی حرکتیں کرنے والی عورت نبی کے نکاح میں نہیں آنی چاہئے جبکہ جمہور مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ نکاح ہوا ہے بیشک اس کی غلطی تھی لیکن اس نے اپنی غلطی کا اقرار کیا اور رب تعالیٰ سے معافی مانگی اور شریعت کا قاعدہ ہے کہ سچے دل سے توبہ کریگا ان گناہوں سے جن سے معافی مل سکتی ہے تو معافی مل جائے گی اور جن گناہوں کی توبہ کیساتھ معافی نہیں ملتی ان میں نہیں ملے گی۔ مثلاً کسی کے ذمہ بالغ ہونے کے بعد نماز ہے روزہ ہے اس نے ادا نہیں کئے بیشک توبہ کرتا رہے معافی نہیں ملے گی جب تک ان کو ادا نہیں کریگا اگر کسی کا حق دینا ہے ایک دفعہ نہیں کروڑ دفعہ بھی توبہ کرے معافی نہیں ہے جب تک حق ادا نہیں کریگا، زکوٰۃ نہیں دی جب تک دے گا نہیں کوئی معافی نہیں ہے، جب تک ادا نہیں کریگا۔ اس مسئلے میں بہت سارے لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں اور جن چیزوں میں قضا نہیں ہے ان میں معافی مل جائے گی مثلاً کسی نے شراب پی، بدکاری کی سچے دل سے توبہ

کرے رب معاف کردے گا تو جمہور فرماتے ہیں کہ نکاح ہوا ہے اور نکاح کے بعد تین بچے بھی پیدا ہوئے ہیں۔ایک کا نام افرائیم تھا رحمہ اللہ تعالیٰ دوسرے بیٹے کا نام اِیشا تھا رحمہ اللہ تعالیٰ اور ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام رحمت تھا رحمہا اللہ تعالیٰ اور یہی رحمت بی بی حضرت ایوب علیہ السلام کے نکاح میں آئی۔تفسیر خازن والے اور دوسرے حضرات لکھتے ہیں کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر مبارک ایک سوبیس سال کی ہوگئی تو عرض کیا رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ اے میرے رب! تحقیق تو نے عطا کیا مجھے ملک۔ایک زمانہ تھا یوسف علیہ السلام مصر میں غلام کی حیثیت سے فروخت ہو رہے تھے اور خریدے گئے پھر ایک وقت آیا کہ سات سال یا بارہ سال جیل میں رہے پھر وزیر خزانہ بنائے گئے پھر وزیر اعظم بنادیئے گئے۔

یوسفؑ کو نبوت ملی تو بادشاہ نے اقتدار ان کے حوالے کر دیا:

پھر بادشاہ ریان بن ولید جو بڑا نیک دل بادشاہ تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اس نے کلمہ پڑھ لیا کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے عرض کیا حضرت! میں نے اب آپ کا کلمہ پڑھ لیا ہے کلمہ پڑھنے کے بعد یہ نہیں ہوسکتا کہ اب میں آپ کا بادشاہ رہوں یہ تاج وتخت اور اقتدار آپ کے حوالے ہے سارا اقتدار یوسف علیہ السلام کے حوالے کر دیا، بڑی قربانی ہے آج معمولی کرسی چھوڑنے کیلئے کوئی تیار نہیں ہے ملک مصر کی بادشاہی چھوڑ دینا مشکل کام تھا لیکن ریان ابن ولید رحمہ اللہ تعالیٰ نے سارا اقتدار یوسف علیہ السلام کے حوالے کر دیا۔تو یوسف علیہ السلام ملک مصر کے حکمران رہے ان کے زمانے میں بڑا امن اور سکون تھا اور اس کیساتھ ساتھ انہوں نے دین کی نشر واشاعت بھی کی جو پیغمبر کی شان ہوسکتی ہے جب عمر مبارک ایک سوبیس سال کے قریب ہوئی تو عرض کیا اے پروردگار! تو نے مجھے

ملک عطا کیا وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ اور تعلیم دی مجھے خوابوں کی تعبیر کی۔ وہ اپنے دور میں خوابوں کی تعبیر کے امام اور ماہر تھے فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. فاطر کا معنی ہے بغیر نمونے کے پیدا کرنا۔ اے آسمانوں اور زمینوں کو بغیر نمونہ کے پیدا کرنے والے، نمونے کے ہوتے ہوئے بھی کسی شے کو بنانا اتنا آسان نہیں ہوتا اور جس چیز کی پہلے مثال اور نمونہ بھی نہ ہو اس کو بنانا بہت بڑی بات ہے سات آسمان ہیں اور سات زمینیں ہیں آسمانوں کے سات ہونے کا ذکر تو متعدد آیات میں ہے اور زمینوں کے سات ہونے کا ذکر صرف ایک آیت کریمہ میں ہے سورۃ طلاق آیت نمبر ۱۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ "اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے پیدا کیے ہیں سات آسمان اور اتنی ہی زمینیں پیدا کی ہیں۔" اور وہ زمینیں اوپر نیچے ہیں ایسے نہیں کہ ایک زمین پاکستان کی اور ایک زمین امریکہ کی، ایک افریقہ کی اور ایک روس کی اور ایک چین کی، لوگوں نے اس طرح سات زمینیں برابر کی ہوئی ہیں یہ بات غلط ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس شخص نے کسی کی زمین پر ایک بالشت برابر بھی ناجائز قبضہ کیا تو قیامت والے دن اوپر نیچے کی سات زمینیں اس کے کندھے پر لادی جائینگی اس روایت سے معلوم ہوا کہ زمینیں اوپر نیچے ہیں یہ روایت بخاری شریف کی ہے اور ترمذی شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کو حاوی ہے اگر تم ایک زنجیر کو لٹکاؤ وہ زمین کو چیر کر دوسری زمین تک پہنچ جائے پھر وہاں سے تیسری زمین تک پھر چوتھی زمین تک پھر پانچویں چھٹی ساتویں زمین تک اترتی جائے وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ زمینیں اوپر نیچے ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ [سورۃ المدثر] "اور تیرے رب کے

لشکروں کو صرف وہی جانتا ہے اس کی ذات کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔" تو فرمایا اے آسمانوں اور زمینوں کو بغیر نمونے کے پیدا کرنے والے اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تو میرا آقا ہے کارساز ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وفات دیں مجھے اس حال میں کہ میں مسلمان ہوں اور پہلے پارے میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اور یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو وصیت فرمائی فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ "پس نہ مرنا تم مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو" اور اس امت کو بھی حکم ہے يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ [آل عمران: ۱۰۲] "اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے جیسا کہ حق ہے اس سے ڈرنے کا اور نہ مرو تم مگر اس حالت میں کہ تم اسلام پر ہو۔" جس نیک بخت اور سعادت مند کی وفات اسلام پر ہو گئی وہ دنیا میں ہی کامیاب ہو گیا اور یہ سعادت اسے ہی حاصل ہو گی جو شخص اسلام پر قائم رہے گا دین کے کام کرتا رہے گا احکامات کی پابندی کریگا گناہوں سے بچے گا مکر وفریب کرنے سے رکے گا کسی کیساتھ دھوکہ مکاری نہیں کریگا دل صاف رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سچائی کی بدولت اس کا خاتمہ ایمان پر کریگا اور جو شخص بے نماز دھوکے باز اور مکار ہے لوگوں سے لیتا ہے اور دیتا نہیں ہے ایسے شخص کا خاتمہ ایمان پر بہت کم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بچائے اور محفوظ رکھے وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ اور ملا دے مجھے نیک لوگوں کیساتھ۔ کہتے ہیں کہ اس دعا کے بعد یوسف علیہ السلام ایک ہفتہ یا کچھ دن زائد دنیا میں رہے پھر دنیا سے رخصت ہو گئے۔

غیب دان صرف اللہ تعالیٰ ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ یہ واقعہ جو بیان کیا گیا ہے یہ غیب کی خبروں میں سے ہے نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔ آگے ہے

علم غیب یہ صرف رب تعالیٰ کی صفت ہے۔ سورۃ نحل آیت نمبر ۷۷ میں ہے وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ''اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے غیب آسمانوں کا اور زمین کا۔'' زمین آسمان کا ایک ایک ذرہ ایک ایک پتہ صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ہاں انباء الغیب، غیب کی خبریں اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو دی ہیں اور سب سے زیادہ غیب کی خبریں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو دی ہیں اور یہ واقعہ بھی غیب کی خبروں میں ہے۔ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اے نبی کریم ﷺ آپ ان کے پاس نہیں تھے اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ جب انہوں نے اجماع اور اتفاق کرلیا اپنے معاملہ میں وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ اور وہ مکر کررہے تھے تدبیر کررہے تھے کہ ہم یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر سے کس طرح بچ سکتے ہیں کہ وہ کہہ رہا ہے کہ مجھے خواب آیا ہے کہ سورج چاند اور گیارہ ستارے مجھے سجدہ کررہے ہیں اگرچہ والد صاحب نے انکو منع کیا تھا کہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ سنانا مگر بات کسی طرح نکل گئی کیونکہ بات چھپتی نہیں اچھی ہو یا بری ہو۔ سورۃ بقرہ میں ہے وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ''اور اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا ہے اس چیز کو جس کو چھپاتے تھے۔'' کوئی شخص نیکی کرے تو وہ بھی چھپی نہیں رہتی برائی بھی چھپی نہیں رہتی الا ماشاء اللہ تو وہ خواب بھائیوں تک پہنچ گیا تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اسکو راستے سے ہٹانا چاہئے اس لئے کہ ایسا وقت کیوں آئے کہ ہم سب اس کو سجدہ کریں پھر والد صاحب کو اعتماد میں لے کر اس کو لے گئے اور انہوں نے اس معاملے میں اتفاق کرلیا کہ اسکو کنویں میں پھینک دو پھر پھینک بھی دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب یہ سارا معاملہ ہوا اس وقت آپ وہاں موجود نہیں تھے یہ سارا واقعہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بذریعہ وحی بتایا ہے اس کا رب تعالیٰ نے حوالہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ اور نہیں ہیں

اکثر لوگ وَلَوْ حَرَصْتَ اور اگر چہ آپ حرص کریں بِمُؤْمِنِيْنَ ایمان لانے والے۔ اکثریت ہمیشہ کافروں کی رہی ہے صرف آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے تک كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً [البقرہ:۲۱۳] ''سب لوگ ایک ہی دین پر تھے۔'' اُس دور میں صرف مسلمان ہی تھے۔

اکثریت ہمیشہ کافروں کی رہی ہے :

نوح علیہ السلام کے زمانے سے کفر شرک چلا اور قیامت تک چلتا رہے گا حضرت عیسیٰ ؑ جب نازل ہونگے اور جس علاقے میں ان کا اقتدار ہوگا وہاں صرف اسلام ہوگا اور اسلام کے سوا اور کوئی مذہب نہیں ہوگا اور جو دوسرے علاقوں میں ہونگے جیسے چین روس جاپان میں کفر بدستور رہے گا تو اکثریت ہمیشہ کافروں کی رہی ہے۔ ایک موقع پر کافروں نے آنحضرت ﷺ کو کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ میں سچا ہوں اور ہم کہتے ہیں کہ ہم سچے ہیں تو لوگوں سے رائے معلوم کر لیتے ہیں جس طرح لوگ کہیں گے اسی طرح کر لیں گے۔ آٹھویں پارے میں اس کا ذکر ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ [سورۃ الانعام] ''اور اگر آپ اطاعت کریں ان لوگوں کی جو اکثر ہیں زمین میں تو وہ آپ کو بہکا دیں گے۔'' اکثریت تو گمراہوں کی رہی ہے اکثر ووٹ ان کے ہیں۔ آج دنیا کا نظام اسی اکثریت پر چل رہا ہے کہ جو اکثریت کہہ دے وہ ٹھیک ہے اسی ضابطے کے تحت پاپائے روم جو اس وقت رومیوں کا سب سے بڑا مولوی ہے اور اٹلی میں ہے نے فتویٰ دیا ہے کہ اب نکاح کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس وقت مردوں عورتوں کا اختلاط ہے پچاس فیصد سے زیادہ لوگ پہلے ہی اپنے لئے عورتوں کا انتخاب کر لیتے ہیں اور آپس میں جوڑے بن جاتے ہیں لہذا اب نکاح کی ضرورت نہیں ہے جو آپس میں جوڑے

بن گئے ہیں کافی ہیں لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ایسی اکثریت اور جمہوریت پر کروڑ لعنت ہے اس جمہوریت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔جمہوریت کا مطلب ہے کہ اس میں سب لوگ امن وسکون سے رہیں سب کو انصاف حاصل ہو جمہوریت کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ اکثر لوگ کسی شے کے بارے میں کہیں کہ یہ جائز ہے تو وہ جائز ہو جائے اور ناجائز کہیں تو ناجائز ہو جائے، قطعاً نہیں یہ کفر ہے۔تو فرمایا کہ آپ حریص بھی ہوں تو اکثریت ایمان نہیں لائے گی۔

ہدایت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے:

آنحضرت ﷺ نے بڑا زور صرف کیا اپنے چچا ابو طالب کیلئے کہ وہ ایمان لے آئیں اور وہ سمجھتے بھی تھے کہ بھتیجے کا دین سچا ہے مگر اپنا دھڑا (پارٹی) نہیں چھوڑا ایمان نہیں لائے مرتے وقت اس نے جو قصیدہ پڑھا تھا اس کو دیکھ کر انسان حیران ہو جاتا ہے۔اس میں ہے......

وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ دِیْنَ مُحَمَّدٍ
مِنْ خَیْرِ اَدْیَانِ الْبَرِیَّةِ

"میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ بیشک محمد رسول اللہ ﷺ کا دین سب دینوں سے اچھا ہے۔" کہنے لگا اگر میں کلمہ پڑھتا ہوں تو قریشی طعنہ دیں گے کہ مرتے وقت دھڑا چھوڑ گیا ہے۔ اب بتاؤ دنیا میں اس ضد کا کوئی علاج ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے پر بڑا زور صرف کیا اپنی بیوی کو بڑا سمجھایا مگر ایمان نہیں لائے ،حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی بیوی پر بڑا زور صرف کیا مگر ایمان نہیں لائی ہدایت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے وَمَا تَسْئَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اور نہیں مانگتے آپ ان سے تبلیغ پر کوئی اجرت کسی پیغمبر نے تبلیغ پر

معاوضہ نہیں مانگا یہ پیغمبر کی شان ہے ہر آدمی ایسا نہیں کرسکتا۔

خدمت پر وظیفہ لیا جاسکتا ہے :

خلیفہ بننے سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھڈیاں لگائی ہوئی تھیں مزدور کام کرتے تھے یہ سوتر لا کران کو دیتے تھے جب کپڑا تیار ہوجاتا تھا تو تھان کندھے پر رکھ کر پھیری لگا کر بیچتے تھے دوکان نہیں تھی اس طرح اپنا وقت پاس کرتے تھے جب خلافت کا بوجھ ان پر پڑا تو اب نمازیں بھی پڑھانی ہیں جمعہ بھی پڑھانا ہے لوگوں کے فیصلے بھی کرنے ہیں جب اتنی ذمہ داری ہو تو آدمی اور کچھ نہیں کرسکتا۔ ایک دن نماز پڑھانے کے بعد فرمایا مَهْلاً ذرا ٹھہرو جاؤ سب ٹھہر گئے۔ فرمایا میرا جو پیشہ تھا اس سے میرے گھر کے افراد کا گذارہ ہوتا تھا وَاِنْ شُغِلْتُ بِاَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ اور اگر میں مسلمانوں کے کاموں میں مشغول ہوں گا تو میں اپنا کام تو نہیں کرسکتا پیٹ میرے ساتھ بھی لگا ہوا ہے اور میرے بچوں کیساتھ بھی لگا ہوا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ یا تو خلافت کسی اور کو دیدو جو گھر سے کھاتا پیتا ہو یا بیت المال سے میرا وظیفہ مقرر کردو۔ بات صاف اور کھری فرمائی چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیت المال سے پچیس درہم ماہانہ وظیفہ مقرر کیا گیا۔ یہ صرف پیغمبروں کی خصوصیت ہے کہ انہوں نے کوئی معاوضہ نہیں لیا۔ اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَآءِ بِالتَّحْقِيْقِ اَبُوْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ رضی اللہ عنہ ''تمام انسانوں میں انبیاء کے بعد افضل ترین شخصیت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔''

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں ان میں سے تین باقاعدہ بیت المال سے وظیفہ لیتے رہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بارہ سال خیفہ رہے۔ بارہ سالوں میں بیت المال سے ایک پیسہ بھی نہیں لیا نہ اپنے لئے نہ اپنے گھروں

والوں کے لئے نہ مہمانوں کیلئے۔لوگوں نے اعتراض بھی کیا کہ پہلے خلیفہ لیتے تھے تم کیوں نہیں لیتے ؟ فرمایا وہ لیتے تھے کہ مجبور تھے میں غنی ہوں میں بیت المال پر کیوں بوجھ ڈالوں مجھے اللہ تعالیٰ نے بڑی دولت دی ہے۔فرمایا آپ ان سے سوال نہیں کرتے اس تبلیغ پر کسی معاوضے کا اِنْ هُوَ اِلَّاذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ نہیں ہے یہ قرآن کریم مگر نصیحت والی کتاب ہے جہان والوں کیلئے۔قرآن پاک کا سمجھنا سب کا فریضہ ہے مسلمان مرد عورتیں بچے بوڑھے سب قرآن پاک کا ترجمہ پڑھیں تب جا کر صحیح معنٰی میں مسلمان اور انسان بنیں گے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۚ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ اور کتنی ہی نشانیاں ہیں فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں میں اور زمین میں يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا جن پر یہ لوگ گذرتے ہیں وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ اور وہ ان سے اعراض کرتے ہیں وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اور نہیں ایمان لاتے ان کے اکثر اللہ تعالیٰ پر اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ مگر وہ شرک کرنے والے ہوتے ہیں اَفَاَمِنُوْٓا کیا پس وہ امن میں ہیں اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ اس سے کہ آئے ان کے پاس ڈھانپ لینے والی مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اللہ کے عذاب سے اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً یا آجائے ان کے پاس قیامت اچانک وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ اور وہ شعور بھی نہ رکھتے ہوں قُلْ آپ کہہ دیں هٰذِهٖ

سَبِيْلِيْ یہ میرا راستہ ہے اَدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ میں دعوت دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف بصیرت پر ہوں میں اور وہ لوگ بھی جو میری پیروی کرتے ہیں وَسُبْحٰنَ اللّٰہِ اور پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اور نہیں ہوں میں شرک کرنے والوں میں سے وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اور نہیں بھیجے ہم نے آپ سے پہلے اِلَّا رِجَالًا مگر مرد نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ وحی بھیجی ہم نے ان کی طرف مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی بستیوں کے رہنے والے تھے اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ کیا پس انہوں نے سیر نہیں کی زمین میں فَیَنْظُرُوْا پس دیکھتے کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ کیسا تھا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گذرے وَلَدَارُ الْاٰخِرَۃِ اور البتہ گھر آخرت کا خَیْرٌ بہت بہتر ہے لِّلَّذِیْنَ اتَّقَوْا ان لوگوں کیلئے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس تم نہیں سمجھتے۔

اسی سورۃ کے دوسرے رکوع میں ہے لَقَدْ کَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِہٖ اٰیٰتٌ لِّلسَّائِلِیْنَ "البتہ تحقیق ہیں یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائیوں کے واقعہ میں نشانیاں پوچھنے والوں کیلئے۔" تو یہ پوچھنے والے اور سوال کرنے والے کون تھے اکثر تفسیروں میں آتا ہے کہ یہودیوں نے امتحاناً آنحضرت ﷺ سے سوال کیا تھا کہ یہ بتلاؤ کہ یوسف علیہ السلام کون تھے اور ان کے بھائیوں کا کیا قصہ تھا اگر آپ نبی ہیں تو ہمیں بتلائیں۔

سورت یوسف یہودیوں کے سوال کے جواب میں نازل ہوئی :

اور یہ بھی آتا ہے کہ یہود نے سوال کیا تھا کہ یعقوب علیہ السلام تو شام کنعان میں

رہتے تھے وہ مصر میں کیسے آئے ان کی اولاد مصر میں کیسے آئی۔ اللہ تعالیٰ نے سارا قصہ بیان فرمایا کہ بیشک کنعان میں رہتے تھے مگر جب اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو اقتدار عطا فرمایا تو ان کے حکم سے کنعان چھوڑ کر مصر آئے اگر ماننا چاہیں تو ایک نشانی یوسف علیہ السلام کا واقعہ بھی ہے لیکن وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ اور کتنی ہی نشانیاں ہیں فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں میں اور زمینوں میں۔ آسمان کی بلندی خود نشانی ہے کہ کتنا بلند ہے اور نیچے کوئی ستون نہیں دیوار نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے ورنہ ہم چھوٹی چھوٹی عمارتیں بناتے ہیں تو نیچے کتنے ستون کھڑے کرتے ہیں دیواریں ہوتی ہیں۔ پھر اس آسمان میں سورج چاند ستارے نظر آتے ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں اور زمین میں دیکھو کسی جگہ میدان ہے کسی جگہ پہاڑ ہیں کسی جگہ حیوانات ہیں چرند ہیں پرند ہیں حشرات الارض ہیں ہر چیز اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے اگر کوئی ماننا چاہے تو بڑی نشانیاں ہیں اور اگر آنکھیں بند کر لے تو کچھ بھی نہیں ہے يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا جن نشانیوں پر یہ لوگ گذرتے ہیں کوئی عبرت حاصل نہیں کرتے حالانکہ ایک ایک نشانی میں رب تعالیٰ کی قدرت کی دلیل موجود ہے وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ اور وہ ان سے اعراض کرتے ہیں توجہ نہیں کرتے انسان وہ ہے جو ہر چیز کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے رب تعالیٰ کی وحدانیت کی دلیل سمجھے اور رب تعالیٰ کا قادر مطلق ہونا سمجھے وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اور نہیں ایمان لاتے ان کے اکثر اللہ تعالیٰ پر اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ مگر وہ شرک کرنے والے ہوتے ہیں۔

مشرک نہ ذاتِ باری تعالیٰ کا منکر نہ صفات کا، بلکہ صفات میں دوسروں کو شریک کرتا ہے:

ایمان بھی ہے شرک بھی یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات صفات کو بھی مانتے ہیں اور دوسروں

کو اس کا شریک بھی ٹھہراتے ہیں مشرک اللہ تعالیٰ کی ذات صفات کا منکر نہیں ہوتا مانتا ہے چنانچہ قرآن پاک میں متعدد مقامات میں مذکور ہے کہ تم ان سے سوال کرو کہ تمہیں کس نے پیدا کیا تو کہیں گے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ان سے سوال کرو کہ زمین آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے تو جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ان سے پوچھو کہ چاند سورج ستاروں کو کس نے پیدا کیا ہے یہ کہیں گے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ان سے پوچھو مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ زمین آسمان سے تمہیں روزی کون دیتا ہے یہ تمہیں آنکھ اور کان اور دل کس نے دیئے ہیں کہیں گے اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ [سورۃ یونس] سارے جہاں کی تدبیر کون کرتا ہے کہیں گے اللہ تعالیٰ کرتا ہے یہ ساری باتیں ماننے کے بعد لات منات عزیٰ ہبل کے پاس کیا لینے جاتے ہو ان کے سامنے جھکنے کا کیا معنٰی ہے یہ سب باتیں تسلیم کرنے کے بعد اوروں کو حاجت روا مشکل کشا فریاد رس ماننے کا کیا مطلب ہے اسی کو شرک کہتے ہیں۔ آج بھی دیکھ لو کلمہ بھی پڑھتے ہیں نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور بعد میں......

؎ امداد کن امداد کن از بند غم آزاد کن
در دین و دنیا شاد کن یا شیخ عبد القادر

؎ یا بہاؤ الحق! بیڑا دھک

اسی کا نام شرک ہے کہ رب تعالیٰ کو بھی مانیں اور اس کی اوصاف میں دوسروں کو شریک بھی کریں۔ بھائی اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی حاجت روا ہے نہ کوئی مشکل کشا ہے نہ کوئی فریاد رس ہے نہ کوئی دستگیر ہے ایسا عقیدہ رکھنے والوں کے پیچھے نمازیں پڑھ کر اپنی نمازیں کیوں برباد کرتے ہو شرک اتنی بری چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سمجھانے کیلئے قرآن پاک میں

فرمایا ہے وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ [سورۃ زمر:۶۴] ''اے نبی کریم ﷺ! آپ کی طرف بھی ہم نے وحی بھیجی اور آپ سے پہلے پیغمبروں کی طرف بھی وحی بھیجی اگر بالفرض والمحال آپ بھی شرک کریں گے تو البتہ ضائع ہو جائیں آپ کے اعمال۔''

آپ ﷺ کا ایک عمل امت کے تمام اعمال سے وزنی ہے :

اور یہ بات یاد رکھنا! کہ میں کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ایک عمل ترازو کے ایک پلڑے میں ہو اور ساری امت کے سارے اعمال دوسرے پلڑے میں ہوں تو آپکا پلڑا بھاری ہے یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کی ایک نماز امت کی ساری نمازوں سے بھاری ہے آپ ﷺ کا ایک روزہ امت کے سارے روزوں سے بھاری ہے اتنے بڑے شاندار اور جاندار اعمال بھی شرک سے ضائع ہو جائیں تو ماشمٰا کے اعمال کی کیا حیثیت ہے کہ وہ شرک کیساتھ باقی رہیں۔کل پیغمبروں کی تعداد کتنی ہے؟ اس پر کوئی قطعی دلیل نہیں ہے ایک روایت میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کا ذکر ہے اور ایک روایت میں دو لاکھ چوبیس ہزار کا ذکر آتا ہے مگر دونوں روایتیں ضعیف اور کمزور ہیں اس لئے بیان کرتے وقت ساتھ کہتے ہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش جتنے بھی پیغمبر تشریف لائے ہیں ہمارا ان سب پر ایمان ہے۔قرآن پاک میں پچیس پیغمبروں کے نام آئے ہیں اور ساتویں پارے کے سولہویں رکوع میں اٹھارہ پیغمبروں کے نام ذکر فرمانے کے بعد فرمایا وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ اور ان کے آباؤ اجداد میں سے اور ان کے بھائیوں میں سے وَاجْتَبَیْنٰهُمْ اور چنا ہم نے انکو اور ہدایت دی ان کو سیدھے راستے کی، گویا کہ اجمالاً سب تمام پیغمبروں کا ذکر آ گیا اس کے بعد فرمایا وَلَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ

مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور اگر یہ بھی شرک کرتے تو البتہ ضائع ہو جاتے ان کے وہ اعمال جو وہ کیا کرتے تھے۔

شرک سے سارے اعمال برباد ہو جاتے ہیں :

بھائی شرک اتنی بری چیز ہے کہ پیغمبروں کے وزنی اور جاندار عمل بھی مقبول نہیں ہیں تو پھر ہمارے آپکے عمل کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھو دس من دودھ ہو جو کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس میں اپنے ہی لخت جگر کے پیشاب کے چند قطرے گر جائیں تو کوئی دیانتدار آدمی اسکو استعمال کرنے کیلئے تیار ہوگا؟ ہرگز نہیں! بد دیانتوں کی بات نہیں ہے دنیا بد دیانتوں سے بھری ہوئی ہے مردار جانور اور کتے بلے کھانے کھلانے والے بھی موجود ہیں۔ تو دیانت دار آدمی یہ نہیں کہے گا کہ دس من دودھ میں چند قطرے پیشاب کے جو ایک تولہ بھی نہیں ان کی کیا حیثیت ہے بلکہ وہ یہ کہے گا کہ تولہ چھوڑ کر ایک قطرہ پیشاب بھی پڑ جائے تو سارا دودھ پلید ہو جائے گا یہی حال تم اعمال کا سمجھو کہ اعمال میں اگر شرک کا ایک قطرہ بھی پڑ گیا تو سارے اعمال اکارت ہو جائیں گے شرک بہت بری چیز ہے اس سے بچو نہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کوئی شریک ہے نہ اسکی صفات میں کوئی شریک ہے نہ اسکے کاموں میں کوئی شریک ہے نافع بھی وہی ہے ضار بھی وہی ہے تمام کام وہی کرتا ہے راحت آرام دکھ سکھ دینے والا بھی وہی ہے اور دور کرنے والا بھی وہی ہے اس کے سوا اور کوئی یہ کام نہیں کر سکتا۔ اَفَاَمِنُوْٓا کیا پس وہ امن میں ہیں اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اس سے کہ آئے ان کے پاس ڈھانپ لینے والی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے، طوفان کی شکل میں، ہوا کی شکل میں، زلزلے کی شکل میں، ایسا عذاب آئے جو ان کو ڈھانپ لے ان پر چھا جائے کیا یہ لوگ اس سے امن میں ہیں اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً یا

آجائے ان کے پاس قیامت اچانک کہ اس سے امن میں ہیں وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ اور انکو شعور بھی نہ ہو لہذا ہر وقت اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے رہنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید بھی نہیں ہونا چاہئے قُلْ آپ اے نبی کریم ﷺ کہہ دیں هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ یہ میرا راستہ ہے کونسا راستہ ہے؟ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ میں دعوت دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف یہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا میرا راستہ ہے۔ مخلوق میں سب سے اونچا عہدہ نبوت اور رسالت کا ہے مخلوق کیلئے اس سے بڑا عہدہ اور کوئی نہیں ہے اور کام بھی عہدے کے مناسب ہوتا ہے جتنا بڑا عہدا اتنا بڑا کام۔

دعوت اِلیٰ اللہ سب سے بلند کام ہے :

تو اگر دعوت اِلیٰ اللہ سے اچھا اور عمدہ کوئی کام ہوتا تو اللہ تعالیٰ وہ پیغمبروں کے حوالے کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے حوالے دعوت الی اللہ کا کام سپرد کیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک سب کے ذمہ دعوت اِلیٰ اللہ کا کام لگایا اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت دیتے رہے ہیں۔ فرمایا عَلٰى بَصِيْرَةٍ بصیرت کہتے ہیں دل کی بینائی کو اور بصارت کہتے ہیں آنکھوں کی بینائی کو تو معنیٰ ہو گا میں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہوں بصیرت پر ہوں اَنَا میں بھی وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ اور وہ لوگ بھی جو میری پیروی کرتے ہیں ابو بکر، عمر، عثمان، علی ؓ تمام کے تمام بصیرت پر ہیں وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ اور پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات سب عیبوں اور نقائص سے وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والوں میں سے، میں تو شرک کو ختم کرنے اور مٹانے کیلئے آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ اور نہیں بھیجے ہم نے آپ سے پہلے مگر مرد وحی بھیجی ہم نے ان کی طرف کہ

لوگوں کو میری توحید کی دعوت دو اور ان کی دعوت یہاں سے شروع ہوتی تھی يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ [سورۃ ہود: ۶۱] ''اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارا اس کے سوا کوئی معبود۔''

پیغمبروں اور ولیوں کی دعوت توحید ہے :

اور سب پیغمبروں کی دعوت ایک ہی ہے توحید اور ان کے متبعین کی بھی یہی دعوت ہے اولیاء اللہ کی بھی یہی دعوت ہے سیدنا شیخ عبدالقادرؒ اکابر اولیاء میں سے گذرے ہیں انکی کتابیں عربی میں ہیں غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب وغیرہ فتوح الغیب کا اردو ترجمہ کلیم صادق صاحب مرحوم نے میرے مشورے کیساتھ کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اگر کسی جگہ سے مل جائے تو اسکو ضرور پڑھو۔ حضرت کے ایک بیٹے تھے عبدالرزاقؒ یہ چوٹی کے محدث تھے اور ایک بیٹے کا نام تھا عبدالوہابؒ حضرت کی وفات کے وقت یہ چھوٹا بیٹا عبدالوہاب ان کے پاس موجود تھا کہنے لگا ابا جان آپ دنیا سے جا رہے ہیں مجھے کوئی وصیت فرمائیں حضرت نے توجہ سے دیکھا اور فرمایا التوحید، التوحید، التوحید بیٹا توحید کو لازم پکڑنا توحید پر قائم رہنا توحید کو نہ چھوڑنا سب اہل حق کی دعوت یہاں سے شروع ہوتی ہے اور فرمایا جتنے بھی پیغمبر بھیجے مرد بھیجے عورت کوئی نہیں بھیجی کوئی عورت نبیہ نہیں بنی اور حکمت کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ پیغمبر نیکوں کے پاس بھی جاتے ہیں اور بروں کے پاس بھی جاتے ہیں اور ان کے پاس اچھے برے سب آتے ہیں رات کو بھی آتے ہیں دن کو بھی آتے ہیں عورت کا یہ کام نہیں کہ نیکوں کے پاس جائے بروں کے پاس جائے رات کو پہنچے دن کو پہنچے یہ فطرت کے بالکل خلاف ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کو نبی نہیں بنایا۔ پھر نبی اپنی قوم کے اشراف میں سے ہوتے تھے اور شکل وصورت اور صحت کے لحاظ سے

سب سے بڑھ کر ہوتے تھے تو اگر عورت نبی ہوتی تو لوگوں کے ذہن اور طرف منتقل ہو جاتے نبوت کی حقانیت اور صداقت ظاہر نہ ہوتی اسلیئے کوئی عورت نبی نہیں تھی سب مرد تھے۔ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى بستیوں کے رہنے والے تھے۔انہوں نے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کی اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ کیا پس انہوں نے سیر نہیں کی زمین میں فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ پس دیکھتے کیسا تھا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گذرے ہیں۔

نافرمان قوموں کا حشر اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نمونے دیکھنے کیلئے سیر وسیاحت کرنا بھی ثواب ہے :

یہ زمین میں چل پھر کر جائزہ لیتے اور دیکھتے نافرمان قوموں کا کیا حشر ہوا ہے اس ارادے سے سیر وسیاحت کرنا بھی ثواب اور اس ارادے سے سیر وسیاحت کرنا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نمونے دیکھنے ہیں کہ اس علاقے میں کیا ہے اور اس علاقے میں کیا ہے اس پر جو پیسہ خرچ کریگا اس کا ثواب ملے گا کسی بھی جائز کام کی مسلمان نیت کرے تو اس کو باقاعدہ ثواب ملتا ہے۔

مرد محنت کر کے ثواب کماتے ہیں اور عورتیں مفت میں :

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے بڑی سلجھی ہوئی بیوی ہیں بڑی ٹھنڈی طبیعت تھی جتنا بھی کوئی گرم ہوتا تھا یہ گرم نہیں ہوتی تھیں اور بات بڑے سلیقے سے کرتی تھیں ایک دفعہ عورتیں ان کے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ ام المومنین آنحضرت ﷺ سے سوال کرو کہ عورتوں کیلئے تو اجر وثواب کی کوئی چیز نہیں ہے ثواب

تو سارا مرد لے گئے کیونکہ اذان مرد کہتے ہیں عورتیں نہیں کہہ سکتیں اور صرف اذان کی آواز بلند کرنے پر نوے نیکیاں ملتی ہیں اور اقامت کی آواز بلند کرنے پر ساٹھ نیکیاں ملتی ہیں لفظوں اور حرفوں کا ثواب علیحدہ ہے عورت امامت بھی نہیں کرواسکتی جہاد کیلئے نہیں جاسکتیں مردوں کیلئے قاضی نہیں بن سکتیں ہاں عورتوں کیلئے قاضی بن سکتی ہیں تو بہت سارے کام ہیں جو عورتیں نہیں کرسکتیں تو ثواب تو سارا مردوں کیلئے ہے ہمارے لئے ہنڈیا رہ گئی، جھاڑو رہ گئے، بچوں کو نہلانا دھلانا رہ گیا چنانچہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو ام سلمہ کنیت تھی نام ہند تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا آج عورتیں آئی تھیں انہوں نے یہ شکوہ کیا ہے آپ مسکرائے اور فرمایا عورتیں تو مفت میں سارا کچھ لے گئیں جس عورت کا خاوند موذن ہے جتنا ثواب اسکو ملتا ہے اتنا ثواب اسکی بیوی کو بھی ملتا ہے اور جسکا خاوند امام ہے جتنا ثواب اسکو ملتا ہے اتنا ثواب اسکی بیوی کو بھی ملتا ہے، جسکا خاوند مجاہد ہے جتنا ثواب اسکو ملتا ہے اتنا ثواب اسکی بیوی کو بھی ملتا ہے اسلئے کہ یہ اپنے خاوندوں کی خدمت کرتی ہیں کپڑے دھوتی ہیں روٹی پکا کر دیتی ہیں ان کے بچوں کو سنبھالتی ہیں اور عورتیں یاد رکھیں کہ گھر کے جو کام ہیں مثلاً ہنڈیا دھونا جھاڑو پھیرنا بچوں کو نہلانا دھلانا صفائی کرنا اس کا ثواب نفلی نماز اور روزے سے زیادہ ہے۔ کئی عورتیں کام چور ہیں کام نہیں کرتیں کھانے کے وقت آکر بیٹھ جاتی ہیں یہ بڑے خسارے کی بات ہے۔

صحابی کا رشتہ دینے سے انکار اسلئے کہ بیٹی کو خدمت کا موقع نہ ملے گا:

حضرت ابو درداء ﷺ کی بیٹی جوان ہوگئی گھر کے افراد عزیز رشتہ داروں نے رشتہ ڈھونڈا اور ان کے سامنے ذکر کیا کہ ہم نے بچی کا رشتہ تلاش کیا ہے فرمایا کون لڑکا ہے؟ عرض کیا فلاں لڑکا ہے صحت مند اور دین دار امیر گھرانے کا ہے اور جو خوبیاں خاوند میں ہونی

چاہئیں وہ سب اس میں ہیں حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنی بیٹی وہاں نہیں دینی پوچھا کیا بات ہے شکل کا برا ہے عقل کی کمی ہے فرمایا نہیں شکل بھی اچھی ہے عقل بھی اچھی ہے صحت قد قامت سب کچھ صحیح ہے مگر میں نے لڑکی نہیں دینی کیونکہ ان کے گھر میں لونڈیاں کام کرتی ہیں لہذا میری بیٹی کو گھر کے افراد کی خدمت کا موقع نہیں ملے گا آخرت ماری جائے گی اسلئے نہیں دیتا اور آج کا زمانہ ہوتا تو کہتے کہ رشتہ تو دیتا ہوں مگر میری بیٹی تندور پر روٹی نہیں پکائے گی سالن نہیں پکائے گی یہ نہیں کرے گی وہ نہیں کرے گی جھاڑو نہیں پھیرے گی مگر وہ بڑے چوٹی کے فقہاء صحابہ کرام میں سے تھے۔ فرمایا میں اپنی بیٹی کی آخرت خراب نہیں کرتا۔ تو یہ جتنے کام ہیں سب ثواب ہیں مگر عقیدہ صحیح ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ اور البتہ آخرت کا گھر بہت ہی بہتر ہے لیکن کن لوگوں کیلئے؟ فرمایا لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ان لوگوں کیلئے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں رب تعالیٰ کی گرفت سے بچتے ہیں اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس اتنی موٹی موٹی باتیں بھی تم نہیں سمجھتے۔ اللہ کرے تمہیں سمجھ آجائے اور ان پر عمل کرو۔ (آمین)

حَتّٰٓی اِذَا اسْتَایْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَلَا یُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی وَلٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَتَفْصِیْلَ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

حَتّٰٓی اِذَا اسْتَایْئَسَ الرُّسُلُ یہاں تک کہ جب نا امید ہو گئے پیغمبر وَظَنُّوْٓا اور خیال کیا لوگوں نے اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا کہ تحقیق وہ جھٹلائے گئے ہیں جَآءَهُمْ نَصْرُنَا تو آ گئی ان کے پاس ہماری مدد فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ پس نجات دی گئی ان لوگوں کو جن کو ہم نے چاہا وَلَا یُرَدُّ بَاْسُنَا اور نہیں لوٹایا جاتا ہمارا عذاب عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ مجرم قوم سے لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ البتہ تحقیق ان کے واقعات میں عبرت تھی لِاُولِی الْاَلْبَابِ عقل مندوں کیلئے مَا كَانَ حَدِیْثًا اور نہیں ہے یہ قرآن ایسی بات یُّفْتَرٰی جو گھڑی گئی ہو وَلٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ اور لیکن تصدیق ہے ان کتابوں کی بَیْنَ یَدَیْهِ جو اس سے پہلے ہو چکی ہیں وَتَفْصِیْلَ كُلِّ شَیْءٍ اور تفصیل ہے ہر چیز کی وَّهُدًی اور ہدایت ہے وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ اور رحمت ہے اس قوم کیلئے جو ایمان لاتی ہے۔

دعوت دینے والے کامیاب اور نہ ماننے والے ناکام:

پچھلی آیت میں تھا کہ اے نبی کریم ﷺ! ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے

ہیں سب مرد تھے عورت کوئی نہیں تھی ان پیغمبروں کی طرف ہم نے وحی بھیجی یہ سارے پیغمبر دین کے داعی تھے ان کی دعوت کو کسی نے قبول کیا اور کسی نے قبول نہیں کیا۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ قیامت والے دن ایسے پیغمبر بھی اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہونگے کہ ان کی امت سب سے زیادہ ہوگی اور وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی امت ہوگی۔ جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہونگی ان میں سے اسی صفیں آپ ﷺ کی امت کی ہونگی اور باقی چالیس صفیں تمام پیغمبروں کی ہونگی اور ایسے پیغمبر بھی ہونگے جن کیساتھ ہزاروں امتی ہونگے، ایسے پیغمبر بھی ہونگے جن کیساتھ سینکڑوں امتی ہونگے اور ایسے پیغمبر بھی ہونگے کہ جن کیساتھ دس امتی ہونگے، ایسے بھی ہونگے جن کیساتھ آٹھ امتی ہونگے، سات امتی ہونگے، چار اور دو امتی والے پیغمبر بھی ہونگے وَیَجِیْءُ نَبِیٌّ وَلَیْسَ مَعَهٗ اَحَدٌ اور ایک نبی آئے گا اس کیساتھ ایک امتی بھی نہیں ہوگا۔

قوم نے پیغمبر پر ظلم کی انتہاء کردی :

قرآن پاک میں دو جگہ آیا ہے اصحاب الرس یعنی کنویں والے، کنویں والے سے کیا مراد ہے؟ اسکی مختلف تفسیریں ہیں۔ ایک یہ ہے کہ یمن کا علاقہ تھا ان کی طرف اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ الصلوۃ والسلام کو نبی بنا کر بھیجا انہوں نے انکو تبلیغ کی ان کو نہ توان کی برادری نے قبول کیا اور نہ ہی گاؤں کے لوگوں نے۔ عَبْدٌ حَبْشِیٌّ ایک کالے رنگ کا حبشی تھا صرف اس نے کلمہ پڑھا لوگ جب ان کی تبلیغ سے اکتا گئے تو ایک گہرے کنویں میں پھینکنے کا ارادہ کیا جو شہر سے دور کسی جنگل بیابان میں تھا۔ انہوں نے آپس میں میٹنگ کی کہ یہ ہمیں رات دن تنگ کرتا ہے اور ایک ہی رٹ لگائی ہوئی ہے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ چنانچہ وہ ظالم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو لے گئے اور

کنویں میں ڈال دیا اور اوپر بھاری چٹان رکھ دی وہ حبشی رات کی تاریکی میں جاتا اور روکھی سوکھی روٹی اس کے پاس ہوتی وہ کنویں میں ڈال دیتا اور کہتا حضرت اگر اجازت ہو تو میں بھی کسی کنویں میں چھلانگ لگا لوں ۔ حضرت حنظلہ علیہ السلام فرماتے میں نے خود تو چھلانگ نہیں لگائی مجھے تو ظالموں نے پھینکا ہے اب صبر سے کام لے کئی دن گزرنے کے بعد لوگ کنویں پر گئے کہ اب فوت ہو گئے ہوں گے چٹان اٹھا کر مسخرہ کیا کَیْفَ بِکَ یَا حَنْظَلَۃُ حنظلہ تیرا کیا حال ہے؟ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے اس حال میں یعنی کنویں میں ہوتے ہوئے فرمایا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ''اے میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود اس کے سوا'' اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے وہاں بھی توحید کی تبلیغ نہیں چھوڑی ۔ کہنے لگے بڑا سخت جان ہے نہ مرتا ہے نہ اپنی رٹ چھوڑتا ہے (نعوذ باللہ تعالیٰ) پھر روایات مختلف ہیں ۔ ایک تفسیری روایت یہ ہے کہ مٹی اور پتھر ڈال کر اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو انہوں نے زندہ دفن کر دیا۔ مٹی پتھر ڈال کر اوپر ناچنا شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگ کی شکل میں عذاب آیا اس نے ان سب کو جلا کر راکھ کر دیا اور ایسے پیغمبر بھی ہوں گے کہ ان کیساتھ ایک امتی بھی نہیں ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے دین کی تبلیغ میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کی ، اس کا ذکر ہے حَتّٰۤى اِذَا اسْتَايْئَسَ الرُّسُلُ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تبلیغ کرتے رہے ۔ یہاں تک کہ جب ناامید ہو گئے پیغمبر قوم سے کہ یہ حق کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہے جیسے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی اور کی بھی اس طرح کہ لَيْلًا وَّنَهَارًا رات کو بھی اور دن کو ثُمَّ اِنِّيْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا [سورۃ نوح] ''پھر میں نے علی الاعلان دعوت دی اور میں نے ان کو پوشیدہ طور پر بھی دعوت دی۔'' پھر جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ

اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ [ہود:۳۶] ''ہرگز نہیں ایمان لائیں گے آپ کی قوم میں سے مگر وہ جو ایمان لا چکے ہیں۔'' جب معلوم ہو گیا کہ آئندہ کوئی ایمان نہیں لائے گا تو پھر نوح علیہ السلام نے بدعا کی رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا [سورۃ نوح] ''اے پروردگار! زمین پر کسی کافر کو بسنے والا نہ رہنے دے۔'' تو جب پیغمبر ناامید ہو گئے وَظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ قَدْ کُذِبُوْا. ظَنُّوْا کی ضمیر کس طرف لوٹ رہی ہے؟ اس کا مرجع کیا ہے؟ اس کے متعلق کافی تفسیریں ہیں اور احادیث میں بھی بہت کچھ آتا ہے۔ آسان بات یہ ہے کہ اس سے پہلے یہ جملہ موجود ہے کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ''کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔'' تو اَلَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ میں جن لوگوں کا ذکر ہے ظَنُّوْا کی ضمیر ان کی طرف لوٹتی ہے۔ تو معنیٰ ہوگا کہ ان کافروں نے مجرموں نے خیال کیا اَنَّھُمْ قَدْ کُذِبُوْا تحقیق وہ پیغمبر جھٹلائے گئے ہیں پیغمبروں کیساتھ جھوٹ بولا گیا ہے کہ یہ کہتے تھے کہ مدد آئے گی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مدد نہیں آئی۔ سورۃ مومن آیت نمبر ۵۱ میں ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا ''بے شک ہم اپنے پیغمبروں کی مدد کرتے ہیں۔'' اور سورۃ صٰفٰت آیت نمبر ۱۷۱، ۱۷۲ میں ہے وَلَقَدْ سَبَقَتْ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ اِنَّھُمْ لَھُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ''البتہ تحقیق پہلے ہو چکی ہے بات اپنے بندوں کے حق میں جو رسول ہیں بیشک البتہ وہی مدد کیے جائیں گے۔'' لیکن ان کی مدد کوئی نہیں ہوئی لہذا رب تعالیٰ نے ان کیساتھ جو وعدہ کیا تھا وہ جھوٹا ہے اس خیال میں ہی تھے کہ جَآءَھُمْ نَصْرُنَا آگئی ان کے پاس ہماری مدد تاخیر سے آئی مگر آئی ضرور فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ پس نجات دی گئی ان لوگوں کو جن کو ہم نے چاہا کن کو رب تعالیٰ نے چاہا جو فرمانبردار تھے نافرمان عذاب میں مبتلا ہوئے حضرت ہود علیہ السلام کی قوم بڑی ڈول ڈیل والی تھی ان کا نعرہ تھا مَنْ اَشَدُّ

مِنَّا قُوَّۃً کون ہے بڑھ کر ہم سے طاقت میں۔'' ان پر آٹھ دن سات راتیں مسلسل تند و تیز ہوا چلتی رہی اور ان کو ایسے اٹھا اٹھا کر پھینکا کَاَنَّھُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَۃٍ [سورۃ الحاقہ: ۷] ''گویا کہ وہ کھجور کے تنے ہیں جو اکھاڑ کر پھینک دیئے گئے ہوں۔'' مگر اسی جگہ حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے ساتھی تھے ان کو ہوا نے چھیڑا تک نہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے محفوظ رہے اور مجرموں میں سے ایک بھی نہ بچا۔

تو فرمایا نجات دی گئی جن کو ہم نے چاہا وَلَا یُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ اور نہیں لوٹایا جاتا ہمارا عذاب مجرم قوم سے۔ جس وقت مجرم قوم پر رب تعالیٰ کی گرفت آتی ہے سزا آتی ہے تو اسکو کوئی نہیں ٹال سکتا۔ حدیث پاک میں آتا ہے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیُمْلِیْ الظَّالِمَ حَتّٰی اِذَا اَخَذَہٗ لَمْ یُفْلِتْہُ ''بخاری شریف کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ جب پکڑتا ہے تو چھوڑتا نہیں ہے۔'' ظالم جب ظلم کرتے ہیں تو اسوقت ان کے اور خیالات ہوتے ہیں بڑھکیں مارتے ہیں اور جب گرفت میں آتے ہیں پکڑے جاتے ہیں پھر روتے پھرتے ہیں بہر حال مجرم کبھی سزا سے بچ نہیں سکتا نہ دنیوی سزا سے اور نہ اُخروی سزا سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِھِمْ ھُمْ ضمیر کا مرجع بعض مفسرین کرامؒ لفظ رُسُل بتاتے ہیں جو پہلے مذکور ہے۔ معنٰی ہوگا البتہ تحقیق ان پیغمبروں کے قصوں میں عِبْرَۃٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ عبرت ہے عقل مندوں کیلئے۔ اور اکثر مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ھم ضمیر کا مرجع یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی ہیں کہ ان کے قصے میں عبرت ہے عقلمندوں کیلئے کہ کس طرح انہوں نے کنویں میں پھینکا پھر یہ کنویں سے نکل کر غلامی کی زندگی بسر کرتے رہے پھر قید ہوئے پھر وزیر خزانہ بنے پھر وزیر اعظم بنے پھر مصر کی شاہی ان کو ملی اور کنویں میں ڈالنے والے دانے

مانگنے کیلئے آئے اور خیرات مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ جس کو صحت دے اس پر گھمنڈ نہ کرے مال ملے تو غرور نہ کرے حسن و جمال پر ناز نہ کرے جو دے سکتا ہے وہ لے بھی سکتا ہے مَا کَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی اور نہیں ہے یہ قرآن پاک ایسی بات جو گھڑی گئی ہو کافروں نے کہا کہ اِفْتَرٰهُ اس نے قرآن خود گھڑا ہے وَاَعَانَهٗ عَلَیْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ [الفرقان:۴] ''اور مدد کی ہے اس کی اس پر ایک دوسری قوم نے۔'' کافروں کا یہ شوشہ عجیب تھا کیونکہ جس کی طرف نسبت کرتے تھے کہ وہ ان کو بنا کر دیتا ہے اس کے متعلق سورۃ النحل آیت نمبر ۱۰۳ میں آتا ہے لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ ''اس شخص کی زبان جس کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں عجمی ہے اور یہ قرآن عربی اور صاف زبان میں ہے۔'' اس آدمی کیساتھ کڑی ملانے کی وجہ یہ تھی کہ وہ مسافر تھا آپ ﷺ کبھی کبھی اس کی خدمت کیلئے جاتے تھے تیمارداری کیلئے جو خدمت ہو سکتی تھی اس غریب کی کرتے تھے۔ آپ ﷺ چونکہ اس کے پاس اٹھتے بیٹھتے تھے تو کافروں نے یہ کڑی ملائی کہ وہ آپ ﷺ کو قرآن سناتا ہے حالانکہ وہ بیچارہ عجمی تھا عربی جانتا بھی نہیں تھا اوجی قسم کے جملے بولتا تھا اور اس بولنے کی کیفیت یہ تھی کہ چراغ جل رہا تھا تیمارداری کیلئے آنے والے کو کہنا تھا کہ چراغ بجھا دے تو کہنے لگا اُقْتُلُ السِّرَاجَ اس چراغ کو قتل کر دے۔ حالانکہ عربی میں کہتے ہیں اِطْفَاءِ السِّرَاج چراغ کو بجھا دے جو اِطْفَأْ کی جگہ اُقْتُلْ کہہ رہا ہے اور اتنی موٹی عربی بھی نہیں جانتا وہ قرآن پاک جیسی فصیح بلیغ کلام بنا سکتا ہے مگر دنیا میں لوگ شوشے چھوڑتے رہتے ہیں مگر شوشوں سے کوئی بات بنتی نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واضح معجزات کو هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ کہہ کر ٹال دیا کہ یہ کھلا جادو ہے تو قرآن پاک ایسی بات نہیں جو گھڑی جائے وَلٰکِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ اور لیکن یہ تصدیق کرتا ہے

ان کتابوں کی جو اس سے پہلے نازل ہوئی ہیں جتنی آسمانی کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے ہیں قرآن پاک سب کی تصدیق کرتا ہے مگر جو اصل کتابیں ہیں ان کی نہ کہ ان کی جو محرف ہو چکی ہیں تحریف شدہ کتابوں کا مُصدِق نہیں وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ اور تفصیل ہے ہر چیز کی۔ قرآن پاک میں اصولی اور بنیادی باتوں کی تفصیل موجود ہے لیکن جزئیات اور فروعی باتیں احادیث میں موجود ہیں جو عقائد اور قاعدے ہیں اصولی طور پر قرآن نے بیان فرمائے ہیں وَهُدًى اور نری ہدایت ہے وَرَحْمَةً اور رحمت ہے۔ قرآن پاک کو دیکھنا ثواب ہے، ہاتھ لگانا ثواب ہے، اس کو پڑھنا ثواب ہے، اسکو سمجھنا ثواب ہے اس پر عقیدہ رکھنا ثواب ہے، اس پر عمل کرنا ثواب ہے یہ ثواب ہی ثواب ہے رحمت ہی رحمت ہے۔ بغیر وضو کے اسکو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے زبانی طور پر پڑھ سکتے ہو۔ تو یہ ہدایت ہے اور رحمت لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ اس قوم کیلئے جو ایمان لاتی ہے۔ اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے ہاں قرآن کی کوئی قدر نہیں ہے ایمان والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی نعمت ہے اس کی قدر و منزلت کا پتا مرنے کے بعد چلے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے کہ وہ قرآن پاک پڑھے اور اس کو ترجمے کیساتھ سمجھے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو توفیق عطا فرمائے۔

آج بروز بدھ ۲۲ شوال ۱۴۳۰ھ بمطابق ۱۴/ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو سورۃ یوسف مکمل ہوئی

بتوفیق اللہ تعالیٰ وعونہ

(مولانا) محمد نواز بلوچ مرتب

مہتمم: مدرسہ ریحان المدارس، جناح روڈ گوجرانوالہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر

سورۃ الرعد

(مکمل)

جلد.........۱۰

سورۃ الرعد مدنیۃ و ھی ثلث و اربعون آیۃ و ستۃ رکوعات بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ① اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ② وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ③

لفظی ترجمہ :

الٓمّٓرٰ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ یہ کتاب کی آیتیں ہیں وَالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْکَ اور وہ جو نازل کیا گیا ہے آپ کی طرف مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ تیرے رب کی طرف سے حق ہے وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ اور لیکن اکثر لوگ لَا یُؤْمِنُوْنَ ایمان نہیں لاتے اَللّٰہُ الَّذِیْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے رَفَعَ السَّمٰوٰتِ جس نے بلند کئے آسمان بِغَیْرِ عَمَدٍ بغیر ستونوں کے تَرَوْنَھَا جنکو تم دیکھتے ہو ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ پھر وہ قائم ہے عرش پر وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور اس نے تابع کیا ہے سورج اور چاندکو کُلٌّ یَّجْرِیْ ہر ایک چل رہا ہے لِاَجَلٍ مُّسَمًّی

ایک مقررہ مدت تک يُدَبِّرُ الْاَمْرَ وہ تدبیر کرتا ہے سب کاموں کی يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ تفصیل سے اپنی آیات بیان کرتا ہے لَعَلَّكُمْ تاکہ تم بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ اپنے رب کی ملاقات پر یقین رکھو وَهُوَ الَّذِیْ اور وہ وہ ذات ہے مَدَّ الْاَرْضَ جس نے زمین کو پھیلایا وَجَعَلَ فِيْهَا اور بنائے اس نے زمین میں رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا مضبوط پہاڑ اور نہریں وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اور ہر قسم کے پھل بنائے جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ بنایا ہے اس میں جوڑا جوڑا يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ڈھانپتا ہے رات کو دن پر اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ اس قوم کیلئے جو فکر کرتی ہے۔

وجہ تسمیہ :

اس سورۃ کا نام رعد ہے۔ رعد ایک فرشتہ کا نام ہے اس سورۃ میں چونکہ رعد علیہ السلام کا ذکر ہے اس لئے اس کا نام رعد ہے۔ قرآن کریم میں پچیس پیغمبروں کے نام آئے ہیں اور چھ فرشتوں کے، چار کا ذکر پہلے پارے میں ہے جبرائیل، میکائیل اور ہاروت ماروت علیہم السلام اور پانچویں فرشتے رعد کا نام اگلے رکوع میں آئیگا وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ علیہ السلام، اور چھٹے فرشتے کا نام مالک علیہ السلام ہے جو جہنم کا انچارج فرشتہ ہے اس کا ذکر سورۃ زخرف میں ہے يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ اور جنت کے انچارج فرشتے کا نام رضوان ہے۔ اور چھ کافروں کے نام قرآن میں آئے ہیں ابلیس، فرعون، ہامان، قارون، آزر اور ابولہب۔ تو اس سورۃ کا نام رعد ہے یعنی وہ سورۃ جس میں رعد علیہ السلام کا ذکر ہے یہ سورۃ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی نازل ہونے کے اعتبار سے اس کا چھیانوے نمبر ہے اس

سے پہلے پچانویں سورتیں نازل ہو چکی تھیں اس کے چھ رکوع ہیں اور تینتالیس آیات ہیں۔

حروف مقطعات :

الٓمّٓرٰ حروف مقطعات ہیں یعنی کسی لفظ سے ایک حرف الگ کر کے اس کو اختصار کیساتھ پیش کیا جائے جیسے مردم شماری کے نمبر لکھتے ہیں م ش نمبر ۱۰۰ اور ہر زبان میں ایسے لفظ بولے جاتے ہیں جسطرح ڈی سی، ڈپٹی کمشنر کا مخفف ہے۔ اس کے متعلق حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ھِیَ اَسْمَاءُ اللّٰہِ یہ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ یہ انتیس سورتوں کے شروع میں آتے ہیں مثلاً الم، الر، طه، یٰسین، حم وغیرہ۔ تو الف سے مراد اللہ ہے یہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے اور لام سے مراد لطیف ہے، میم سے مراد مالک ہے، مقتدر ہے، را سے مراد رؤف ہے، رحمٰن رحیم ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہے تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ یہ کتاب کی آیتیں ہیں قرآن پاک کی جو تمہارے سامنے پڑھی جا رہی ہے وَالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْکَ اور وہ چیز جو آپ کی طرف نازل کی گئی ہے مِنْ رَّبِّکَ تیرے رب کی طرف سے اَلْحَقُّ حق ہے۔ جو کچھ آپ پر نازل ہوا ہے قرآن پاک کی شکل میں، حدیث پاک کی شکل میں سب حق ہے وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اکثریت ہمیشہ نافرمانوں کی رہی ہے اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جس نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے۔ عَمَدٌ عُمُوْدٌ کی جمع ہے عَمَدٌ ستون کو کہتے ہیں. تَرَوْنَهَا جنکو تم دیکھتے ہو۔

عمد کی تفسیر :

اس کی دو تفسیریں بیان کرتے ہیں ایک یہ کہ نہ ستون ہیں اور نہ نظر آتے ہیں۔

دوسری تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت مجاہدؒ، حضرت حسنؒ سے نقل کی گئی ہے کہ ستون ہیں لیکن تم کو نظر نہیں آتے۔ تو مطلب یوں بنے گا کہ بغیر ایسے ستونوں کے جنکو تم دیکھو۔ نورانی ستون ہیں جو تمہیں نظر نہیں آتے۔ اکثر حضرات پہلی تفسیر کرتے ہیں کہ آسمانوں کے نیچے کوئی ستون نہیں ہے انسان چھوٹی چھوٹی عمارتیں بناتے ہیں ان کے نیچے دیواریں ہوتی ہیں ستون ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ایک نہیں سات آسمان بنائے ہیں نیچے کوئی ستون، کوئی کھمبا نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیل ہے۔

استویٰ علی العرش اور امام مالک کی تحقیق :

ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ پھر اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے، قائم ہے۔ کیسے قائم ہے؟ ہم اس کی حقیقت کو نہیں جانتے حضرت امام مالکؒ چار مشہور مجتہد اماموں میں سے ایک ہیں ان سے پوچھا گیا کہ حضرت آپ بڑے عالم ہیں اور محدث ہیں، فقیہ ہیں یہ فرماؤ کہ اللہ تعالیٰ عرش پر کس طرح قائم ہے ہمارے ذہن میں تو اپنا بیٹھنا ہے کہ کوئی کرسی پر بیٹھتا ہے، کوئی پلنگ پر بیٹھتا ہے، کوئی نیچے صف پر بیٹھتا ہے، کوئی کرسی پر بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا بیٹھنا کس طرح ہے؟ امام مالکؒ نے فرمایا اَلْاِیْمَانُ بِہٖ وَاجِبٌ وَالْکَیْفِیَّۃُ مَجْھُوْلَۃٌ وَالسُّوَالُ عَنْہُ بِدْعَۃٌ ''اس پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور کیفیت کا ہمیں علم نہیں ہے اور اس کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے۔'' اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفت سمیع ہے کہ وہ سنتا ہے تو سننے کا یہ معنیٰ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کان ہیں معاذ اللہ تعالیٰ کہ ان کے ذریعے سے سنتا ہے جسطرح ہم کانوں کیساتھ سنتے ہیں حاشا وکلا ایسی بات نہیں ہے بلکہ جو اس ذات کی شان ہے اس طرح سنتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بصیر بھی ہے

دیکھتا ہے، مخلوق آنکھ کیساتھ دیکھتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی آنکھیں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ متکلم ہے سورۃ نساء میں ہے وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ''اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کیساتھ کلام کیا۔'' کلام کرنے کیلئے تالو، زبان، دانت اور ہونٹ چاہئے لیکن اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے پاک ہیں وہ بولتا ہے جو اس کی شان کے لائق ہے اور عرش پر مستوی ہے جو اس کی شان کے لائق ہے اس پر ہمارا ایمان ہے کیفیت ہم نہیں جانتے اور اس کیساتھ یہ بھی ماننا ہے کہ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ''جہاں کہیں بھی تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔'' اور ہر ایک کیساتھ ہے اور قریب بھی اتنا ہے کہ فرمایا نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ [ق:۱۶] ''اور ہم زیادہ قریب ہیں اس سے اس کی شاہ رگ سے۔'' شاہ رگ وہ ہے جو دماغ سے دل تک جاتی ہے اور اگر وہ کٹ جائے تو عادتاً مخلوق زندہ نہیں رہتی۔ تو عرش کے اوپر بھی ماننا ہے اور ہر ایک کے قریب بھی ماننا ہے جو اسکی شان کے لائق ہے یہ ہمارا ایمان ہے۔ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور اس نے تابع کیا ہے سورج کو اور چاند کو دونوں اس کے حکم سے چلتے ہیں كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ہر ایک چل رہا ہے ایک مقررہ مدت تک جو رب تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے سورج ایک سال میں اپنا دورہ پورا کرتا ہے اور چاند ایک ماہ میں اپنا دورہ پورا کرتا ہے یہ قیامت تک اسی طرح چلتے رہیں گے رب تعالیٰ کے حکم سے۔ سورج میں روشنی ہے اور حرارت ہے اور چاند میں چمک اور رطوبت ہے۔

شمس وقمر کے پجاری احمق ہیں :

سورج زمین سے کئی گنا بڑا ہے انسان کا وجود ان کے جسم سے بہت چھوٹا سا ہے لیکن جتنے اختیارات اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیئے ہیں وہ سورج اور چاند کو نہیں دیئے پھر جو لوگ چاند اور سورج کی پوجا کرتے ہیں وہ بڑے احمق ہیں۔ کوئی قطب ستارے کی پوجا کرتا

ہے کوئی کسی ستارے کی پوجا کرتا ہے جبکہ یہ سارے بے بس ہیں مجبور ہیں ایک ڈیوٹی کے اوپر اور انسان کے اختیارات زیادہ ہیں۔ وہ اس طرح کہ تم اپنی مرضی سے بیٹھے ہو رب تعالیٰ نے آپ کو بیٹھنے کا اختیار دیا ہے، تمہیں اپنی مرضی سے اٹھنے کا اختیار بھی دیا ہے، کھڑے ہونے کا اختیار دیا ہے، تیز چلنے کا اختیار دیا ہے، کسی جگہ ڈٹ کر کھڑے ہو جاؤ اس کا بھی اختیار دیا ہے آگے پیچھے دائیں بائیں مڑنے کا اختیار دیا ہے سورج چاند کو تو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ ایک اِنچ آگے پیچھے ہو سکیں یا اپنی رفتار میں کمی بیشی کر سکیں یا کسی جگہ کھڑے ہو جائیں بالکل ان کے اختیار میں نہیں ہے مجبور محض ہیں لیکن انسان کے اختیارات زیادہ ہیں پھر جو لوگ ان کی چمک دھمک دیکھ کر ان کی پوجا کرتے ہیں وہ بڑے احمق اور بیوقوف ہیں۔

زمین سے متعلق سائنسدانوں کی تحقیق :

یہاں ایک اور بات بھی سمجھ لیں وہ یہ کہ سائنسدانوں کے دو گروہ ہیں۔ایک گروہ کہتا ہے کہ زمین ساکن ہے اور سورج چاند چلتے ہیں اس گروہ کی رائے قرآن کریم کے مطابق ہے کیونکہ قرآن کہتا ہے کُلٌّ یَّجْرِیْ ہر ایک چل رہا ہے۔اور دوسرا گروہ کہتا ہے کہ زمین حرکت کرتی ہے اور سورج اور چاند اپنی جگہ کھڑے ہیں ان کا نظریہ ٹھیک نہیں ہے قرآن کیخلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان کی صفت بیان فرمائی ہے کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ہر ایک چل رہا ہے ایک مدت مقررہ تک۔صاحب روح المعانی بڑے اونچے مرتبے کے مفسر گذرے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی معقول دلیل سے ثابت کر دیا جائے کہ زمین حرکت کرتی ہے اور ساتھ ساتھ سورج اور چاند کا چلنا بھی تسلیم کر لیا جائے تو پھر ہم غور کر کے مان لیں گے اور اگر کسی معقول دلیل سے ثابت ہی نہ ہو سکے اور بلا

دلیل کہیں کہ سورج چاند ساکن ہیں اور زمین حرکت کرتی ہے تو چونکہ یہ نظریہ قرآن پاک کیخلاف ہے لہذا ہم ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ قرآن اٹل اور محکم ہے اور سائنسدانوں کی تحقیقات بدلتی رہتی ہیں۔ چنانچہ یونان کا حکیم طمالیس ملطی تھا اس کا نظریہ تھا کہ پانی مفرد ہے بسیط ہے اس میں ترکیب نہیں ہے تین ہزار سال سے زیادہ عرصہ تک سائنسدان اسی کے نظریے پر چلتے رہے کہ پانی مفرد ہے اس میں ترکیب نہیں ہے پھر فاؤنڈس نے آکر ثابت کر دیا کہ پانی مرکب ہے اس میں دو قوتیں ہیں ایک آکسیجن اور ایک ہائیڈروجن۔ سائنسدانوں نے تین ہزار سال کی تحقیق کو چھوڑ کر فاؤنڈس کی تحقیق کو تسلیم کیا۔ یہ لاؤڈ سپیکر مجھ سے دس سال چھوٹا ہے اس کی ایجاد ۱۹۲۷ء میں ہوئی اور میری پیدائش ۱۹۱۴ء کی ہے۔ لاؤڈ سپیکر کے بارے میں سائنسدانوں کا اختلاف ہوا ایک گروہ کہتا تھا کہ لاؤڈ سپیکر سے جو آواز نکلتی ہے وہ بولنے والے کی اصل آواز نہیں ہوتی یہ اس کی مثل ہوتی ہے جیسے گنبد میں کوئی آدمی آواز لگائے تو واپس آواز آتی ہے جسکو عربی میں صدا کہتے ہیں اس آواز پر اقتداء جائز نہیں ہے کیونکہ امام کی اصل آواز مقتدیوں نے نہیں سنی یہ صدائے بازگشت ہے اس واپسی آواز پر اقتدا نہیں کر سکتے شامی وغیرہ میں یہ مسئلہ بڑی تفصیل کیساتھ لکھا ہے۔ تو جب سائنسدانوں نے کہا کہ سپیکر کی آواز اصل آواز نہیں ہوتی تو علماء نے اتفاق کیساتھ یہ فیصلہ کیا کہ اس پر نماز جائز نہیں ہے پھر کئی سال بعد سائنسدانوں نے تحقیق کر کے بتایا کہ یہ اصل آواز ہی ہے یہ آلہ اسکو اونچا کر دیتا ہے، بڑھا دیتا ہے، دو چند کر دیتا ہے۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا فتویٰ اور تبلیغی حضرات :

ہمارے استاذ محترم حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اپنے دور کے بہت بڑے محدث تھے اور بڑی بصیرت والے تھے انہوں نے پہلے فتویٰ دیا تھا کہ سپیکر پر نماز جائز نہیں

ہے جب سائنسدانوں کی تحقیق بدل گئی اور انہوں نے کہا کہ بولنے والے کی اصل آواز ہوتی ہے آلہ صرف اسکو دوچند کر دیتا ہے تو حضرت نے پہلے فتوے سے رجوع کر لیا۔ اس زمانے میں رسالہ خدام الدین جو حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی سرپرستی میں چلتا تھا اس کے آخری صفحہ پر جلی حروف میں حضرت مدنیؒ کا فتویٰ شائع ہوا تھا کہ لاؤڈ سپیکر پر اذان نماز درست ہے ہمارے تبلیغی حضرات نے پہلا فتویٰ پکڑا ہوا ہے وہ نماز سپیکر پر نہیں پڑھاتے، میں نے اس سلسلے میں مولانا جمشید صاحب اور مولانا ظاہر شاہ مرحوم سے گفتگو کی تھی کہ تم لوگ لاؤڈ سپیکر کیوں نہیں چلاتے صحیح آواز نہ پہنچنے کی وجہ سے کوئی رکوع میں ہوتا ہے کوئی سجدے میں، کوئی کچھ کرتا ہے کوئی کچھ کرتا ہے نماز میں گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ اب دو سال سے قدرے نرم ہوئے ہیں تو اصل میں علماء میں اختلاف نہیں ہے یہ سائنس کا اختلاف ہے یہ بدلتی بگڑتی رہتی ہے اور رب تعالیٰ کا حکم نہ بدلتا ہے نہ بگڑتا ہے۔

مدبر الامور :

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ رب تعالیٰ سب کاموں کی تدبیر کرتا ہے۔ مدبر الامر صرف اللہ تعالیٰ ہے سارے کام وہی کرتا ہے کسی کو بادشاہ بناتا ہے کسی کو گدا بناتا ہے، کسی کو امیر اور کسی کو غریب بناتا ہے، کسی کو اولاد دیتا ہے اور کسی کو دیکر چھین لیتا ہے کسی کو بیمار اور کسی کو تندرست کرتا ہے یہ سارے کام رب تعالیٰ کے ہیں وہی حاجت روا ہے وہی مشکل کشا ہے وہی فریادرس ہے وہی مدبر الامر ہے يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ تفصیل سے اپنی آیات بیان کرتا ہے لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات پر یقین رکھو کہ ایک وقت آئیگا اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوں گے نیکی بدی کا ہم سے سوال ہوگا لہذا جو نیکی کرنی ہے اب کرلو وہاں کچھ نہیں کرسکو گے بلکہ وہاں تو بھرو گے وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ اور وہ وہ

ذات ہے جس نے زمین کو پھیلایا بڑی وسیع زمین بنائی ہے وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ رَوَاسِيَ رَاسِيَةٌ کی جمع ہے بمعنی مضبوط پہاڑ اللہ تعالیٰ نے زمین میں بڑے بڑے مضبوط پہاڑ رکھے ہیں وَاَنْهٰرًا اور نہریں چلائی ہیں وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اور ہر قسم کے پھل بنائے جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ بنایا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے جوڑا جوڑا کوئی موٹا ہے کوئی چھوٹا ہے کوئی کالا ہے کوئی گورا ہے کوئی کھٹا ہے کوئی میٹھا ہے کوئی گرم ہے کوئی سرد ہے یہ پھل آپس میں اضداد ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کیساتھ سب کچھ بنایا ہے اور ہر ایک میں کچھ نہ کچھ فائدہ رکھ دیا ہے يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ڈھانپتا ہے رات کو دن پر، دن منور ہوتا ہے پھر رات آ کر اس پر چھا جاتی ہے اندھیرا ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ رات کی تاریکی کو کھینچ لیتے ہیں اور دن کی روشنی آجاتی ہے اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں خدا کی قدرت کی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ اس قوم کیلئے جو فکر کرتی ہے۔ جو قوم سمجھنا چاہے اس کیلئے نشانیاں ہیں اور نہ ماننے والے کیلئے کچھ بھی نہیں ہے۔

وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾ وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَإِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَإِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَأُولٰٓئِكَ الْأَغْلٰلُ فِيْٓ أَعْنَاقِهِمْ ۚ وَأُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۵﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۶﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۗ إِنَّمَآ أَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿۷﴾ ع

وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ اور زمین میں ٹکڑے ہیں مُتَجٰوِرٰتٌ ایک دوسرے کیساتھ ملے جلے ہوئے وَّجَنّٰتٌ اور باغات ہیں مِّنْ أَعْنَابٍ انگوروں کے وَّزَرْعٌ اور کھیتیاں ہیں وَّنَخِيْلٌ اور کھجوریں ہیں صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ وہ درخت جن کی دو شاخیں ہیں اور وہ بھی ہیں جن کی شاخیں الگ الگ نہیں ہیں يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ان کو سیراب کیا جاتا ہے ایک ہی پانی کیساتھ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ اور ہم فضیلت دیتے ہیں ان میں سے بعض کو بعض پر فِي الْأُكُلِ کھانے میں إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ بیشک اس میں البتہ کئی نشانیاں ہیں

لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ اس قوم کیلئے جو عقل سے کام لیتی ہے وَاِنْ تَعْجَبْ اور اگر آپ تعجب کریں فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ پس تعجب ہے انکی اس بات پر ءَ اِذَا كُنَّا تُرٰبًا کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے ءَ اِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ کیا ہم نئی پیدائش میں پیدا کئے جائیں گے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یہی لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کیساتھ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ اور یہی لوگ ہیں طوق ہونگے فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ان کی گردنوں میں وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ اور یہی لوگ ہیں دوزخ والے هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ اور آپ سے جلدی مانگتے ہیں عذاب قَبْلَ الْحَسَنَةِ راحت سے پہلے وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ اور تحقیق گذر چکی ہیں ان سے پہلے الْمَثُلٰتُ سزائیں وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ اور بیشک آپ کا رب بخشش کرنے والا ہے لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ لوگوں کیلئے باوجود ان کے ظلم کے وَاِنَّ رَبَّكَ اور بیشک تیرا رب لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ سخت سزا دینے والا ہے وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ کیوں نہیں اتاری گئی اس نبی پر کوئی نشانی مِّنْ رَّبِّهٖ اس کے رب کی طرف سے اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ پختہ بات ہے آپ ڈرانے والے ہیں وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ اور ہر قوم کیلئے ایک ہدایت دینے والا ہے۔

ماقبل سے ربط:

اس سے پہلے اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ میں آسمانوں کی بلندی کا

ذکر تھا اب اس کے مقابلے میں زمین کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کو تم دیکھنا چاہو تو آسانی کیساتھ دیکھ اور سمجھ سکتے ہو۔

الفاظ کی تحقیق وتشریح :

قِطَعٌ قِطْعَةٌ کی جمع ہے اور قِطْعَةٌ کا معنیٰ ہے ٹکڑا۔ مُتَجٰوِرٰتٌ کا مجرد ہے جَارٌ اور جَارٌ کا معنیٰ ہے پڑوسی اور مُتَجٰوِرٰتٌ کا معنیٰ ہے ملا جلا ہوا۔ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ کا معنیٰ ہوگا اور زمین میں ٹکڑے ہیں ایک دوسرے کیساتھ ملے جلے ہوئے۔ یہ ٹکڑا اس کیساتھ ملا ہوا ہے وہ اس کیساتھ ملا ہوا ہے پھر ان ٹکڑوں میں قیمت کا بڑا فرق ہے انکی پیداوار میں بھی بڑا فرق ہے۔ ہے وہ بھی زمین یہ بھی زمین، اسی طرح آدم علیہ السلام کی اولاد کا باپ ایک ہوتا ہے ماں ایک ہوتی ہے مگر اولاد کے مزاج اور طبیعتوں میں بڑا فرق ہوتا ہے جدا جدا ہوتی ہیں۔ خود حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے ہابیل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مزاج اور تھا اور قابیل کا مزاج اور تھا، حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے حام، سام، یافث رحمہم اللہ تعالیٰ کا مزاج اور تھا اور کنعان کا مزاج اور تھا، ایک ماں باپ کی اولاد تھے۔ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ اور باغات ہیں انگوروں کے اَعْنَابٌ عِنَبٌ کی جمع ہے اور عِنَبٌ کا معنیٰ ہے انگور وَّزَرْعٌ اور کھیتیاں ہیں، مختلف قسم کی فصلیں زمین میں لگائی جاتی ہیں وَّنَخِيْلٌ. نَخِيْلٌ نَخْلَةٌ کی جمع ہے۔ معنیٰ ہوگا اور کھجوریں ہیں کھجوروں کی ہزارہا اقسام ہیں صِنْوَانٌ. صِنْوَانٌ صِنْوٌ کی جمع ہے صِنْوٌ کا معنیٰ ہے کہ نیچے جڑ تو ایک ہو لیکن اوپر تنے جدا جدا ہوں۔ کھجور کے ایسے درخت بھی ہوتے ہیں کہ نیچے جڑ تو ایک ہوتی ہے اور اوپر تنے جدا جدا ہوتے ہیں وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ اور وہ بھی ہیں جنکے علیحدہ علیحدہ نہیں ہوتے ہیں ایک ہی تنا چلا جاتا ہے اور اس کے اوپر پھل لگتا ہے کھجور کے درختوں کی بے شمار اقسام

ہیں ہر قسم کا علیحدہ علیحدہ ذائقہ ہے یُسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ان کو سیراب کیا جاتا ہے ایک ہی پانی کیساتھ۔ پانی بھی ایک، ہوا بھی ایک اور سورج کی کرنیں بھی سب پر برابر پڑتی ہیں۔

کھانے پینے کی چیزوں میں فرق :

لیکن وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ اور ہم فضیلت دیتے ہیں ان میں سے بعض کو بعض پر کھانے میں۔ ایک کا ذائقہ اور ہے دوسری کا اور ہے تیسری کا اور ہے یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے۔ اسی طرح انگوروں میں فرق ہے اور باقی فصلوں میں بھی فرق ہے کوئی زیادہ میٹھی اور کوئی کم، کسی کا دانہ موٹا کسی کا باریک اللہ تعالیٰ کی قدرتیں ہیں اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ بیشک اس میں البتہ کئی نشانیاں ہیں اس قوم کیلئے جو عقل سے کام لیتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت کو سمجھنا چاہے تو آسانی سے سمجھ سکتا ہے وَاِنْ تَعْجَبْ اور اے نبی کریم ﷺ! اگر آپ ان کی کسی بات پر تعجب کرنا چاہیں فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ تو پس تعجب ہے انکی اس بات پر۔

کفار کے غلط نظریہ کی تردید :

ان کی اس بات پر تعجب کرو وہ بات یہ ہے کہتے ہیں ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے کیا ہم نئی پیدائش میں پیدا کیے جائیں گے کیا ہم نئی مخلوق بنائی جائیں گے۔ کافروں کا یہ غلط نظریہ تھا وہ کہتے تھے وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ [الانعام:۲۹] ''اور نہیں ہیں ہم زندہ کر کے دوبارہ اٹھائے جانے والے۔'' اور دوبارہ اٹھنے پر بڑا تعجب کرتے تھے کہتے تھے هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ [مومنون:۳۶] ''بعید ہے یہ بات بعید ہے جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔'' اور سورۃ ق میں ہے ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ''کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی یہ لوٹ

کرآنا تو بہت بعید ہے۔ایک کافر پرانی سی کھوپڑی اٹھا کر لایا بعضے اسکا نام ابوجہل لکھتے ہیں اور عقبہ ابن ابی معیط بھی لکھا ہے اور عاص ابن وائل کا نام بھی ذکر کرتے ہیں۔کسی قبر میں سے انکو پرانی سی کھوپڑی مل گئی کہ تھوڑا سا سخت ہاتھ لگانے سے ریزہ ریزہ ہو جاتی تھی رومال میں لپیٹ کر آنحضرت ﷺ! کی مجلس میں لایا آپ ﷺ کے پاس ہر وقت کوئی نہ کوئی آدمی رہتا تھا صحابہ بھی ہوتے تھے کافر بھی ہوتے تھے مسافر بھی ہوتے تھے اور مقامی بھی ہوتے تھے تو کافی لوگ بیٹھے ہوئے تھے یہ آکر آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا کھوپڑی سے رومال دور کر کے کہنے لگا اے محمد (ﷺ)! مسئلہ یاد رکھنا کہ جب آنحضرت ﷺ کا اسم گرامی آئے تو اس وقت ﷺ کہنا مسلمان کا اسلامی اور اخلاقی فرض ہے۔البتہ چند مقامات ہیں جہاں نہیں پڑھنا۔

درود شریف نہ پڑھنے کے چند مقامات :

۱)..... جب پیشاب پاخانے کیلئے بیٹھا ہو۔ ۲)..... ننگا ہو کر غسل کر رہا ہو۔

۳)..... نماز پڑھ رہا ہو اور امام نے آیت پڑھی محمد الرسول الله تو ﷺ زبان سے نہیں پڑھنا دل میں پڑھ سکتا ہے۔

۴)..... جمعہ کا خطبہ ہو رہا ہو اس میں آپ ﷺ کا اسم گرامی آئے تو زبان کیساتھ نہیں پڑھ سکتا دل میں پڑھ سکتا ہے۔

تو کچھ مقامات مستثنٰی ہیں باقی جب بھی آپ ﷺ کا اسم گرامی سنو تو ﷺ پڑھو۔ قرآن پاک میں دونوں لفظ آئے ہیں صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا تو خیر وہ کافر آکر کہنے لگا کہ اے محمد (ﷺ)! اس کھوپڑی کو ذرا ہاتھ لگاؤ وہ پرانی بوسیدہ ہڈیاں تھیں آپ ﷺ نے ہاتھ لگایا تو وہ بکھرنی شروع ہو گئیں۔قہقہہ لگایا ٹھاہ ٹھاہ کر کے ہنسا اور کہنے لگا مَنْ

يُحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ [یٰسین:۷۸] ''کون زندہ کریگا ہڈیوں کو حالانکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہیں۔'' اللہ تعالیٰ نے جواب دیا قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ زندہ کریگا ان کو وہ جس نے پیدا کیا ان کو پہلی مرتبہ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ اور وہ ہر پیدائش کو خوب جاننے والا ہے۔ [یٰسین:۷۹] اور یہ بھی جواب دیا کہ أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ [آیت نمبر ۷۷] ''کیا نہیں دیکھا انسان کہ بیشک ہم نے پیدا کیا ہے اسکو ایک قطرہ آب سے پس اچانک وہ بڑا جھگڑا کرنیوالا ہے۔'' یاد نہیں رکھتا کہ اسکو کس حقیر قطرہ سے پیدا کیا ہے اور سوچتا بھی نہیں ہے کہ جس رب نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے کیا وہ رب قادر نہیں ہے کہ انسان کو دوبارہ پیدا کرے چوتھا جواب دیا کہ جس رب نے سبز درخت سے آگ نکالی ہے وہی رب پیدا کریگا عرب میں تین قسم کے درخت ہوتے تھے مرخ، عفار اور کلّہ۔ ان کی تازہ لکڑیوں کو لکڑیوں کیساتھ رگڑتے تھے آگ نکلتی تھی وہ لوگ جب سفر پر جاتے تھے تو ان کی لکڑیوں کو کپڑوں میں لپیٹ کر ساتھ لے جاتے تھے جہاں آگ کی ضرورت پڑتی ٹہنیوں کو رگڑ کر آگ جلا لیتے تھے اور اگر وہ خشک ہو جاتی تھیں تو آگ نہیں نکلتی تھی۔ فرمایا الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ [یٰسین:۸۰] ''وہ جس نے بنائی تمہارے لئے سبز درخت سے آگ پس اچانک تم اس سے سلگاتے ہو۔'' تو جس نے سبز درخت سے آگ نکالی ہے وہی دوبارہ پیدا کریگا لہٰذا جو دوبارہ پیدا کرنے پر تعجب کرتے ہیں أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ یہی لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کیساتھ انہوں نے اپنے رب کے حکم کا انکار کیا وَأُولَئِكَ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ اور یہی لوگ ہیں کہ طوق ہونگے انکی گردنوں میں۔ سورۃ الحاقہ آیت نمبر ۳۱ میں ہے ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ پھر ایسی

زنجیروں میں ذَرْعُھَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعاً جس کی لمبائی ستر گز ہے۔ ستر ستر گز کی زنجیروں میں جکڑے ہونگے۔

خلود فی النار :

وَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ اور یہی لوگ ہیں دوزخ والے ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے اور دنیا کی آگ کا یہ حال ہے کہ اس میں آدمی ہاتھ پاؤں نہیں رکھ سکتا اور اس آگ میں لوہا پگھل جاتا ہے تانبا پگھل جاتا ہے تو جو آگ اس سے انہتر گنا تیز ہوگی اس کا کیا عالم ہوگا اگر اس میں ڈال کر مارنا مقصود ہو تو اس کا ایک ہی شعلہ کافی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَایَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰ [سورۃ الاعلیٰ] ''نہ مرے گا وہ اس دوزخ میں اور نہ جئے گا۔'' آگ میں سڑنے جلنے کی زندگی کوئی زندگی تو نہیں ہے اور مرے گا اس لئے نہیں کہ مر گیا تو عذاب کون بھگتے گا اور دوزخ میں رہیں گے بھی ہمیشہ۔ عذاب سے تنگ آکر دوزخی دوزخ کے انچارج فرشتے مالک علیہ السلام کو کہیں گے یٰمٰلِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ ''اے مالک علیہ السلام تو ہی رب کے سامنے درخواست کر کہ تیرا رب ہمارے اوپر فیصلہ کر دے ہمیں ہلاک کر دے۔'' اور سورۃ انشقاق میں ہے فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ''پس عنقریب وہ پکارے گا ہلاکت کو۔'' اپنے لئے ہلاکت کی دعائیں کریں گے مگر شنوائی نہیں ہوگی اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اس ہمیشہ کی زندگی کو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ وہ کتنی ہوگی نیک بخت جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ سو سال، ہزار سال۔ لاکھ سال، کروڑ سال، ارب سال، کھرب سال، نہیں نہیں سوچتے سوچتے ہمارا دماغ فیل ہو جائیگا لیکن ہم اسکی ہمیشگی کو شمار نہیں کر سکتے۔ اسی طرح بد بخت اور بد نصیب دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور وہاں جا کر پتہ چلے گا کہ

دوزخ کیا ہے اور اب یہ پیغمبر علیہ السلام کو کہتے تھے لاؤ وہ عذاب جس سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں، عذاب مانگتے ہیں۔

کفار کے مطالبات :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ اور آپ سے جلدی مانگتے ہیں عذاب راحت سے پہلے۔ کافر آنحضرت ﷺ سے مطالبہ کرتے تھے کہ آپ صفا پہاڑی کو سونا بنا دیں، مروہ کو سونا بنا دیں یہاں پانی کی نہریں چلا دیں آپ کیلئے سونے کی کوٹھی ہو کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو۔ اسی مقام پر پندرھویں پارے میں رب تعالیٰ نے فرمایا آپ ان کو کہہ دیں هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا "نہیں ہوں میں مگر بشر رسول۔" اور یہ کام رب تعالیٰ کے ہیں مخلوق کے نہیں ہیں اس پر کافر کہتے آپ اگر خوشی نہیں دکھا سکتے تو پھر عذاب لاؤ تا کہ ہم ختم ہو جائیں اور میدان آپ کیلئے صاف ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ اور تحقیق گذر چکی ہیں ان سے پہلے سزائیں۔ مَثُلَاتٌ مَثُلَةٌ کی جمع ہے مَثُلَةٌ کا معنی سزا اور عقوبت ہے۔ جن لوگوں کا یہ کردار ادا کر رہے ہیں ان والی بیماریاں جن لوگوں میں تھیں ان پر بڑی بڑی سزائیں آچکی ہیں۔ کسی پر بارش اور سیلاب کا عذاب، کسی پر تند ہوا چلی، کوئی زلزلے میں تباہ ہوا، کسی کے کلیجے جبرائیل علیہ السلام کی ڈراؤنی آواز سے پھٹ گئے طرح طرح کی سزائیں اور عقوبتیں پہلے لوگوں پر نازل ہوئیں وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ اور بیشک آپ کا رب بخشش کرنے والا ہے لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ لوگوں کیلئے باوجود ان کے ظلم کے۔ بندے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں، اس کے پیغمبر کی مخالفت کریں، اس کے احکامات کو ٹھکرائیں لیکن یہ توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ معاف کرنے کیلئے تیار ہے۔ تیرا رب مغفرت والا

ہے۔کمی ہمارے اندر ہے ہمیں ہر وقت اپنے آپ کو گنہگار سمجھنا چاہئے اور ہیں بھی گنہگار لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ تھوڑی سی تکلیف پیش آتی ہے تو کہتے ہیں کہ خدا جانے کس گناہ میں پکڑا گیا ہوں معصوم بن جاتے ہیں تم کہاں کے معصوم ہو کہ تمہیں اپنے گناہوں کا پتہ ہی نہیں ہے حالانکہ سر سے لیکر پاؤں تک گنہگار ہیں۔ ہماری آنکھیں گنہگار، ہمارے ہاتھ گنہگار، ہمارے پاؤں گنہگار، ہمارا دل گنہگار ہر وقت گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں لہذا ہر وقت اپنے آپ کو گنہگار سمجھنا چاہئے اور توبہ کرنی چاہئے۔حدیث پاک میں آتا ہے خَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ ''بہترین گنہگار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں رب سے معافی مانگتے ہیں۔'' ہر وقت رب تعالیٰ سے معافی مانگتے رہنا چاہئے۔ یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے نیکیاں کماؤ گناہوں سے بچو۔

غیبت بڑا گناہ ہے :

میری بہنیں اور بیٹیاں بھی مسئلہ سمجھ لیں اور یاد رکھیں کہ غیبت بڑا گناہ ہے اور غیبت کا سننا بھی گناہ ہے۔کوئی تمہارے پاس آکر کسی کی غیبت کرے تو اس کو منع کرو اگر منع کرنے کی توفیق نہیں تو اٹھ کر چلے جاؤ۔غیبت صرف رمضان المبارک میں گناہ نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ بھی گناہ ہے اور غیبت اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس سے روزے پر زد پڑتی ہے۔ کسی کو گالی بھی نہ نکالو اور کسی کے ساتھ لڑو بھی نہیں روزے کو صحیح معنیٰ میں روزہ بناؤ۔

کثرتِ تلاوت اجر عظیم کا سبب :

قرآن پاک کی تلاوت کثرت کیساتھ کرو اس کے ایک ایک حرف سے دس نیکیاں ملتی ہیں اور جسطرح پڑھنے پر ملتی ہیں اسی طرح سننے پر بھی ملتی ہے۔الٓمّٓ پڑھا تمیں نیکیاں مل گئیں لیکن رمضان المبارک میں نیکیاں ستر گنا بڑھ جاتی ہیں۔الف پر ستر لام پر ستر اور میم

پرستر نیکیاں مل گئیں مردوں کیلئے بھی اتنا ثواب ہے اور عورتوں کیلئے بھی اتنا ثواب ہے۔
حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن کریم کی آیت کریمہ سیکھتا ہے تو اس کا ثواب سو نفل پڑھنے سے زیادہ ہے اور اگر ترجمے کیساتھ سیکھتا ہے تو اس کا ثواب ہزار رکعات نفل پڑھنے سے زیادہ ہے یہ ابن ماجہ کی روایتیں ہیں جو صحاح ستہ میں چھٹے نمبر کی کتاب ہے اور مردوں کا فریضہ ہے کہ قرآن کریم کو سمجھیں۔ الحمد للہ اٹھاون سال ہونے والے ہیں مجھے قرآن وحدیث کا درس دیتے ہوئے ایک ایک لفظ علیحدہ علیحدہ ترجمہ کرتا ہوں تاکہ شوق والے مرد عورتیں قرآن وحدیث کیساتھ مانوس رہیں۔ ساتھیو! زندگی کا کوئی پتا نہیں ہے موت سر پر کھڑی ہے قرآن پڑھو، دورد شریف کثرت کیساتھ پڑھو، توبہ استغفار کرو، سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کا ورد کرو موت کو ہر وقت یاد رکھو یہ نہ خیال کرو کہ میں ابھی جوان ہوں ابھی تندرست ہوں موت سب کیلئے ہے۔

موت یقینی امر ہے :

حدیث پاک میں آتا کہ موت کا ذکر کثرت کیساتھ کرو۔ امام ترمذیؒ نے شمائل ترمذی کتاب لکھی ہے جس میں آنحضرت ﷺ کی زندگی کے حالات ہیں اس میں انہوں نے یحیٰی ابن معینؒ جو مشہور محدث اور امام بخاریؒ کے استاذ ہیں کا واقعہ نقل کیا ہے کہ ان کو ایک حدیث کے الفاظ کے بارے میں شبہ ہوا اس کے ازالے کیلئے اپنے استاد محمد بن فضلؒ کے پاس دوپہر کے وقت گئے ان کا چھوٹا سا مکان تھا اس کا دروازہ کھٹکھٹایا استاذ نے باہر آکر کہا یحیٰیؒ اس وقت کیسے آئے ہو کہنے لگے حضرت ایک حدیث کے الفاظ میں شبہ پیدا ہو گیا ہے وہ سننے کیلئے آیا ہوں استاذ نے حدیث زبانی شروع کی تو کہنے لگے حضرت اگر آپ کاپی سے پڑھ کر سنا دیں تو بات زیادہ پختہ ہو جائے گی وہ کاپی لینے کیلئے جانے لگے تو انہوں نے

ان کا دامن پکڑ لیا استاذ نے کہا کہ میں اندر سے جا کر کاپی لانا چاہتا ہوں تاکہ تجھے کاپی سے پڑھ کر حدیث سناؤں۔ کہنے لگے حضرت! مجھے زبانی ہی سنا دو معلوم نہیں ہے کہ تمہارے اندر جا کر واپس آنے تک میں زندہ رہوں گا یا نہیں۔ جوانو! موت کو انہوں نے سمجھا تھا کہ موت یقینی ہے اور قرآن پاک میں موت کا نام یقین ہے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ [الحجر:۹۹] "اور عبادت کر اپنے رب کی یہانتک کہ یقین آجائے موت آجائے۔" تو موت یقینی شے ہے اور زندگی وہمی ہے وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ اور بیشک تیرا رب سخت سزا دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی سزاؤں سے بچائے قبر میں بھی اور حشر میں بھی اور دوزخ سے بھی وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ کیوں نہیں اتاری گئی اس نبی پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے ہماری خواہش کے مطابق کہ جسطرح کا معجزہ ہم مانگتے ہیں کہ نبی کیلئے سونے کی کوٹھی ہونی چاہئے صفا مروہ سونے کے کیوں نہیں بنائے، مکہ مکرمہ میں نہریں چلا دیں، ہمارے سامنے اڑ کر آسمانوں پر جاؤ اور کتاب لیکر آؤ اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا [سورۃ اسراء] "رب تعالیٰ کو ہمارے سامنے لا کر کھڑا کر اور اس کے پیچھے فرشتے کھڑے ہوں۔" اللہ تعالیٰ نے جواب دیا اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ پختہ بات ہے آپ ڈرانے والے ہیں۔ ان کو رب تعالیٰ کے عذاب سے ڈرا رب تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرا معجزات کا اتارنا آپ کا کام نہیں ہے وہ رب تعالیٰ کا کام ہے آپ اپنا کام کریں۔

لکل قوم ھاد کی تین تفسیریں :

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ اور ہر قوم کیلئے ایک ہدایت دینے والا ہے۔ اس کی تین تفسیریں مشہور ہیں۔ پہلی تفسیر یہ ہے کہ آپ ہر قوم کو ڈرانے والے ہیں ہدایت دینے والا اللہ تعالیٰ

ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کا کام ڈرانا ہے ہدایت دینا نہیں ہے ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ سورۃ القصص آیت نمبر ۵۶ میں ہے اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ "اے پیغمبر بیشک آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس سے آپ محبت کرتے ہیں اور لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔" آپ ﷺ ہادی ہیں بایں معنیٰ کہ رہنمائی کرنے والے ہیں راہ بتلانا آپ کا کام ہے ہدایت دینا صرف پروردگار کا کام ہے۔

دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ آپ ڈرانے والے ہیں اور ہم نے ہر قوم کی طرف رہنمائی کرنے والا بھیجا ہے۔ حضرت آدم سے لیکر آپکی ذات گرامی تک ہر قوم کی اصلاح کیلئے ھادی رہنما بھیجے گئے ہیں۔

تیسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ آپ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کیلئے راہنما ہیں آپ کے تشریف لے آنے کے بعد قیامت تک جتنی قومیں ہیں وہ آپ ﷺ کے کلمہ کی پابند ہیں اگر وہ آپ ﷺ کا کلمہ نہیں پڑھیں گی اور آپ ﷺ سے رہنمائی حاصل نہیں کریں گی تو وہ ایمان سے خارج ہو جائیں گی اور کافر کہلائیں گی تو آپ ﷺ کو ہر قوم کیلئے ہادی اور رہبر بنا کر بھیجا ہے باقی ہدایت دینا صرف رب تعالیٰ کا کام ہے اور ہدایت اسی کو نصیب ہوتی ہے جس میں طلب ہو اور اگر طلب نہیں ہوگی تو پھر کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ اس کی مثال آپ حضرات اس طرح سمجھیں کہ تم نلکے اور ٹوٹی کے نیچے سیدھا کر کے برتن رکھو یعنی اس کا منہ نلکے اور ٹوٹی کی طرف ہو تو وہ بھر جائے گا چھوٹا ہوگا تو جلدی بھر جائے گا بڑا ہوگا تو دیر سے بھرے گا اور اگر برتن کو الٹا کر کے رکھ دو تو وہ نہیں بھریگا چاہے اس پر سارا دن پانی گرتا رہے۔ یہی حال ہے طلب اور غیر طلب کا جو حق کا طالب ہوتا ہے اس کا منہ رب تعالیٰ کی

رحمت کی طرف ہوتا ہے اور جو انکار کرتا ہے اس نے اپنے دل کے برتن کو الٹا کیا ہوا ہے اس پر چاہے تم سارا دن ٹیوب ویل چلائے رکھو وہ نہیں بھریگا پس تم دعا کرو کہ ہمارے دل الٹے نہ ہوں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف سیدھے ہوں ہدایت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے طالب ہوں اور اپنی نجات کے خواہش مند ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو طلب رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ۝ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝

اَللّٰهُ يَعْلَمُ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى اس چیز کو جو اٹھاتی ہے ہر مادہ وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ اور جو کم ہوتے ہیں رحم وَمَا تَزْدَادُ اور جو زیادہ ہوتے ہیں وَكُلُّ شَيْءٍ اور ہر چیز عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ اس کے نزدیک ایک مقدار کیساتھ ہے عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وہ غیب کو جاننے والا ہے اور حاضر چیزوں کو الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ وہ بہت بڑی ذات ہے اور بہت بلند ہے سَوَآءٌ مِّنْكُمْ برابر ہے تم میں سے مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وہ شخص جو آہستہ بات کرتا ہے وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ اور وہ شخص جس نے بلند آواز میں بات کی وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ اور وہ شخص جو چھپا ہوا ہے رات کو وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ اور جو چلنے والا ہے دن کو لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ اس کیلئے آگے پیچھے آنے والے فرشتے ہیں مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ اس آدمی کے آگے ہیں وَمِنْ خَلْفِهٖ اور اس کے پیچھے ہیں يَحْفَظُوْنَهٗ جو اس کی

حفاظت کرتے ہیں مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اِنَّ اللّٰہَ بیشک اللہ تعالیٰ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ نہیں بدلتا اس حالت کو جو کسی قوم کی ہے حَتّٰی یُغَیِّرُوْا یہاں تک کہ وہ بدلیں مَا بِاَنْفُسِهِمْ جو کچھ ان کے نفسوں میں ہے وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ اور جس وقت ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کسی قوم کے بارے میں سُوْٓءًا تکلیف کا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ پس نہیں ٹلنا اس تکلیف کا وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ اور نہیں ہے ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے نیچے کوئی بچانے والا۔

عقیدہ توحید :

تمام عقائد میں سے اہم اور بنیادی عقیدہ توحید ہے اور توحید کا مفہوم یہ ہے کہ نہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک کرنا ہے اور نہ اس کی صفات میں کسی کو شریک کرنا ہے اور نہ اس کے افعال میں کسی کو شریک کرنا ہے وہ اپنی ذات میں، صفات میں، افعال میں وحدہ لا شریک لہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے ہر چیز کو جاننا، یہ بھی رب تعالیٰ کی صفت ہے اَللّٰہُ یَعْلَمُ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی جو اٹھاتی ہے ہر مادہ اپنے پیٹ میں کہ وہ نر ہے یا مادہ ہے، ایک ہے یا دو ہیں، کالا ہے یا گورا ہے، صحیح الاعضاء ہے ناقص الاعضا ہے یہ چیزیں قطعی طور پر رب تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جانتا وہ عورت جس کے پیٹ میں بچہ ہے وہ بھی نہیں جانتی کہ میرے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی ہے، ایک ہے یا دو ہیں یہ رب تعالیٰ کا راز ہے رب تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ عربی کا قاعدہ ہے کہ فعل پہلے ہوتا ہے فاعل بعد میں ہوتا ہے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ مارا زید نے۔ لیکن جب فاعل فعل سے پہلے آجائے تو حصر کا فائدہ دیتا ہے بندش کا مثلاً زَیْدٌ ضَرَبَ تو اس کا معنی ہوگا کہ زید

نے ہی مارا ہے۔ تو مارنا زید میں بند ہو گیا تو قاعدے کے مطابق تو یَعْلَمُ اللّٰہُ ہوتا کہ جانتا ہے اللہ تعالیٰ لیکن لفظ اللہ جو فاعل ہے اس کو مقدم کر دیا اَللّٰہُ یَعْلَمُ تو حصر پیدا ہو گئی۔ معنی ہوگا اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی اس چیز کو جو اٹھاتی ہے ہر مادہ کو پیٹ میں وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ اور جو کم ہوتے ہیں رحم وَمَا تَزْدَادُ اور جو بڑھتے ہیں۔

مدتِ حمل :

اس کی ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ حمل کی ادنیٰ مدت نکاح کے بعد چھ ماہ ہے چھ ماہ کے بعد جو بچہ پیدا ہوا وہ حلال ہے بشرطیکہ خاوند اس کا انکار نہ کرے ہاں اگر وہ انکار کر دے اور کہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے تو پھر مسئلہ جدا ہے۔ بعض بچے سات ماہ کے بھی ہوتے ہیں بعض آٹھ ماہ کے بھی ہوتے ہیں اور عادتاً بچہ ماں کے پیٹ میں نو ماہ تک رہتا ہے اور کئی بچے نو ماہ سے زیادہ بھی ماں کے پیٹ میں رہے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کی تحقیق یہ ہے کہ بچہ ماں کے پیٹ میں دو سال تک رہ سکتا ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ چار سال بھی ماں کے پیٹ میں رہ سکتا ہے۔ ضحاک ابن مزاحم رحمہما اللہ تعالیٰ بڑے درجے کے تابعین میں سے ہیں وہ چار سال ماں کے پیٹ میں رہے جب پیدا ہوئے تو ٹھاہ ٹھاہ کر کے ہنسنے لگے منہ میں دانت بھی تھے اسی لئے ان کا نام ضحاک رکھ دیا ہنسنے والا۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ بچہ ماں کے پیٹ میں پانچ سال تک بھی رہ سکتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی قدرتیں ہیں۔ تو اس تفسیر کے مطابق ترجمہ ہوگا اور جو کم ہوتے ہیں چھ ماہ سات ماہ وغیرہ یعنی رحم کی مدت جو کم ہوتی ہے اور جو بڑھتے ہیں یعنی مدت زیادہ ہوتی ہے نو ماہ دو سال وغیرہ رب تعالیٰ اسکو بھی جانتا ہے اور دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ ابتداءً جب بچے کا ماں کے پیٹ میں وجود بنتا ہے تو اس

وقت رحم سکڑا ہوا ہوتا ہے جوں جوں بچے کا وجود بڑھتا جاتا ہے رحم کھلتا اور بڑھتا جاتا ہے رب تعالیٰ پیٹ کے اس سکڑنے اور بڑھنے کو جانتا ہے حالانکہ وہ عورت خود نہیں جانتی کہ اندر کیا ہو رہا ہے یہ سب رب تعالیٰ کے کام ہیں اور اس کے کاموں کی کوئی نظیر نہیں ہے اور نہ ہی اسکے کاموں میں کوئی شریک ہے اور کیا پوچھتے ہو۔ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ اور ہر چیز اس کے نزدیک ایک مقدار اور اندازے کیساتھ ہے۔ ہر چیز کا اندازہ رب ہی کو معلوم ہے۔

عالم الغیب والشہادۃ :

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وہ غیب کو جاننے والا ہے اور حاضر چیزوں کو جاننے والا ہے۔ غیب کا یہ معنیٰ نہیں ہے کہ رب تعالیٰ سے کوئی چیز غائب ہے اس سے کوئی چیز غائب نہیں ہے بلکہ اس کا معنیٰ ہے کہ مخلوق سے جو چیزیں غائب ہیں رب تعالیٰ ان کو بھی جانتا ہے اور جو مخلوق کے سامنے ہیں ان کو بھی جانتا ہے۔ عالم غیب اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو غیب کی خبریں بتلائی ہیں۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۴۴ میں ہے ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ''یہ غیب کی خبریں ہیں اے نبی کریم ﷺ! ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔'' اور سارا غیب رب تعالیٰ کی صفت ہے وہ کسی کو نہیں دیا سورۃ النحل آیت نمبر ۷۷ میں ہے وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ''اور اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہے غیب آسمانوں کا زمینوں کا۔''

اسماء الٰہی کی تاثیر :

الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ وہ بہت بڑی ذات ہے اور بہت بلند ہے بہت اونچی شان والا ہے۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں اللہ تعالیٰ کے مشہور نام ننانوے ہیں اور ہر نام

میں کوئی نہ کوئی تاثیر ہے۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ رشتے اور کاروبار میں رکاوٹ ہو تو آدمی یا لطیف کا ورد کثرت کیساتھ کرے۔ لطیف کا معنی ہے باریک بین۔ رزق کی تنگی ہو تو یارزّاق کا ورد کثرت کیساتھ کرے، اس کا معنی ہے رزق دینے والا یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ''رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے۔'' آپس میں الفت پیدا کرنے کیلئے یَا وَدُوْدُ کا ورد کرے، ودود کا معنی ہے محبت کرنے والا، محبت ڈالنے والا اور اگر کسی کو زیادہ غصہ آتا ہو تو یَا حَلِیْمُ کا ورد کرے اس کا معنی ہے تحمل کرنے والا۔

آنحضرت ﷺ کے پاس ایک شخص نے آکر کہا حضرت مجھے بڑی جلدی غصہ آتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت غصہ آئے اگر کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ اور بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ پانی پیو اور وضو کرو کیونکہ انسان میں آگ کا مادہ بھی ہے یہ اس کی وجہ سے ہے پانی سے ٹھنڈا ہو جائے گا اور اختیاری چیز ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرْعَۃِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ مَنْ یَّمْلِکُ نَفْسَہٗ عِنْدَ الْغَضَبِ ''پہلوان وہ نہیں ہے جو دوسرے کو میدان میں پچھاڑ دے پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو پا لے۔'' یہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔

ذکرِ خفی کی افضلیت :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سَوَآءٌ مِّنْکُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ برابر ہے تم میں سے وہ شخص جو آہستہ بات کرے وَمَنْ جَھَرَ بِہٖ اور وہ شخص جس نے بلند آواز میں بات کی وَمَنْ ھُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّیْلِ اور وہ شخص جو چھپا ہوا ہے رات کو وَسَارِبٌ بِالنَّھَارِ اور جو چلنے والا ہے دن کو۔ سرب کا معنی ہے راستے پر چلنا۔ ہماری حالت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص آہستہ بات کرے تو ہم نہیں سن سکتے اونچی کرے تو سن لیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اونچی

اور آہستہ دونوں برابر ہیں رات کو کوئی شخص کونے میں چھپا ہوا ہے تو ہمیں نظر نہیں آتا دن کو گلی میں یا سڑک پر چلنے والا ہمیں نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رات کو چھپا ہوا اور دن کو چلنے والا دونوں برابر ہیں وہ ایسی علیم خبیر ذات ہے کہ اس سے کوئی شے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ صحابہ کرام ؓ کیساتھ خیبر سے واپس تشریف لا رہے تھے صحابہ کرام ؓ نے اونچی اونچی ذکر شروع کیا۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِرْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّکُمْ تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا قَرِیْبًا وَّھُوَ مَعَکُمْ "اپنی جانوں پر نرمی کرو بیشک تم بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو تم اس ذات کو پکارتے ہو جو سننے والی اور قریب ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔" اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ آہستہ ذکر کرنے کا درجہ اونچی ذکر کرنے سے ستر گنا زیادہ ہے اور اگر ذکر کرنے سے کسی کی نیند میں خلل آئے یا نماز میں خلل آئے تو اس کے متعلق تمام فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ یہ درست نہیں ہے اور ذکر کرنے والا گنہگار ہوگا۔ تفسیر مظہری مشہور تفسیر ہے اس میں لکھا ہے کہ اگر مسجد میں ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے پاس بلند آواز سے قرآن کریم پڑھنے والا گنہگار ہے لیکن یہاں تو لوگوں نے یہ سمجھا رکھا ہے کہ شور مچاؤ رب راضی ہوگا اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کیساتھ کرو مگر آہستہ کرو درود شریف کثرت کیساتھ پڑھو، تیسرا کلمہ پڑھو اور جو تمہارے پاس قرآن وحدیث سے وِرد، وظیفے ہیں کثرت سے پڑھو اللہ تعالیٰ کی یاد سے کبھی غافل نہ ہو اور ذکر کے متعلق اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے ذکر کیلئے کوئی خاص کیفیت مقرر نہیں فرمائی کہ بیٹھ کر پڑھو یا کھڑے ہو کر پڑھو اس میں تمہیں اجازت ہے بیٹھ کر پڑھو، کھڑے ہو کر پڑھو، لیٹے ہوئے پڑھو، چلتے پھرتے پڑھ سکتے ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ فرماتے کہ بیٹھ کر پڑھو تو کاروباری اور مزدور لوگ کہہ سکتے تھے اے پروردگار!

میں مزدور آدمی ہوں بیٹھ کرنہیں پڑھ سکتا لہذا اللہ تعالیٰ نے کوئی شرط نہیں لگائی ذکر کیلئے وضو بھی شرط نہیں ہے۔اگر وضو شرط ہوتا تو آدمی کہہ سکتا تھا اے پروردگار! میرا معدہ خراب ہے میرا وضو نہیں رہتا۔اللہ تعالیٰ نے بڑی سہولتیں دی ہیں جن دنوں میں عورتیں قرآن شریف نہیں پڑھ سکتیں نماز نہیں پڑھ سکتیں فقہاء کرام فرماتے کہ ان دنوں میں کثرت کیساتھ ذکر کریں تاکہ نماز کی جگہ وہ ہو جائے۔

بندوں کی حفاظت فرشتوں سے :

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ اس کیلئے آگے پیچھے آنے والے فرشتے ہیں۔ہٗ ضمیر کا مرجع انسان کو بھی بنایا گیا ہے۔تو معنیٰ ہوگا اس بندے کیلئے آگے پیچھے آنے والے فرشتے ہیں۔اور ہٗ ضمیر کا مرجع لفظ اللہ کو بھی بنایا گیا ہے جو اَللّٰهُ يَعْلَمُ میں ہے تو اس وقت معنیٰ ہوگا رب تعالیٰ ہی کیلئے وہ فرشتے ہیں جو یکے بعد دیگرے آتے ہیں يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ جو بندے کی حفاظت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ہر مرد عورت بوڑھے جوان تندرست بیمار کیساتھ مومن اور کافر کیساتھ رات دن میں چوبیس فرشتے ہوتے ہیں چار فرشتے تو اعمال لکھنے والے ہیں جن کو کراماً کاتبین کہتے ہیں دو دن والے اور دو رات والے۔ان کی ڈیوٹیاں صبح اور عصر کی نماز کے وقت تبدیل ہوتی ہیں مثلاً صبح کی نماز جب یہاں شروع ہوئی کہ امام نے کہا اللہ اکبر تو وہ لوگ جو اس مسجد سے وابستہ ہیں ان کے فرشتوں کی ڈیوٹی بدل جاتی ہے رات والے فرشتے چلے گئے اور دن والے آگئے پھر عصر کی نماز جب شروع ہوئی تو دن والے چلے گئے اور رات والے آگئے۔اسی آیت کی تشریح میں تفسیر ابن جریر وغیرہ میں حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر آدمی کیساتھ دس فرشتے دن اور دس فرشتے رات کو ہوتے ہیں جو اس کی

حفاظت کیلئے ہیں وہ حفاظت کرتے ہیں جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے دو فرشتے آدمی کے ہونٹ کے پاس ہوتے ہیں جن کی ڈیوٹی درود شریف پہنچانے کی ہے جب کوئی آدمی درود شریف پڑھتا ہے تو یہ فرشتے باری باری آنحضرت ﷺ کے پاس درود شریف پہنچاتے ہیں ایک پہنچا کر آتا ہے پھر دوسرا جاتا ہے اور حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص میری قبر کے پاس درود شریف پڑھے گا اس کو میں خود سنوں گا اور جواب بھی دونگا اور جو دور سے پڑھے گا وہ فرشتے پہنچائیں گے۔ ایک فرشتہ انسان کے دل کی دائیں طرف ہوتا ہے یہ جو دل میں اچھا خیال پیدا ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے کا القا ہوتا ہے آدمی کو چاہیے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے کہ اے اللہ تیرا شکر ہے فرشتے نے مجھے اچھی بات کا اشارہ دیا ہے۔ اور دل کے بائیں طرف شیطان ہوتا ہے شیطان سے مراد ابلیس نہیں ہے کوئی نہ کوئی شیطان ہوتا ہے یہ جو دل میں برا خیال آتا ہے یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے لہٰذا جب برا خیال آئے تو لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہو اور اعوذ باللہ پڑھ کر بائیں طرف تھوک دو۔ تو یہ پچیس فرشتے ہر بندے کیساتھ چوبیس گھنٹے رہتے ہیں انسانوں کیساتھ بھی اور جنوں کیساتھ بھی۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ فرشتے کتنے ہیں ساتوں آسمانوں پر فرشتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے آسمانوں پر ایک ہتھیلی کے برابر بھی جگہ خالی نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ عبادت نہ کر رہا ہو۔ اور کعبہ کے عین برابر ساتویں آسمان پر بیت المعمور ہے جو فرشتوں کا کعبہ ہے روزانہ ستر ہزار فرشتے اس کا طواف کرتے ہیں اور جس نے ایک دفعہ طواف کر لیا پھر ساری زندگی دوبارہ اس کی باری نہیں آتی اس سے اندازہ لگاؤ کہ فرشتے کتنے ہیں؟

اصلاح کیلئے نیت ضروری ہے :

آگے اللہ تعالیٰ نے ایک ضابطہ بیان فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا اس حالت کو جو کسی قوم کی ہے حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَابِاَنْفُسِھِمْ یہاں تک کہ وہ بدلیں اسکو جو ان کے نفسوں میں ہے۔ جب تک کوئی قوم اپنی اصلاح کی نیت نہیں کریگی اس وقت تک اللہ تعالیٰ ان کی حالت نہیں بدلے گا جبراً اللہ تعالیٰ کسی کی حالت نہیں بدلتے۔ کوئی شخص نماز نہیں پڑھنا چاہتا اللہ تعالیٰ اس سے دھکے کیساتھ زبردستی نہیں پڑھواتے، کوئی روزہ نہیں رکھنا چاہتا جبراً اللہ تعالیٰ اس سے روزہ نہیں رکھواتے، رکھوا سکتا ہے قادر مطلق ہے مگر رکھواتا نہیں ہے۔ جب کوئی نماز روزے کی نیت کریگا تو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمادیں گے اچھے کام کا ارادہ کریگا اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمادیں گے اللہ تعالیٰ زبردستی کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ مولانا ظفر علی خان فرماتے ہیں۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جسکو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

جب تم نیکی کا ارادہ کرلو گے تو کل کا دن آج سے بہتر ہوگا اور پرسوں کا کل سے بہتر ہوگا پھر اگلا دن اس سے بہتر ہوگا اسی طرح دن بدلتے جائیں گے۔ برائی سے رکنے کا ارادہ کرو تو اللہ تعالیٰ رکنے کی توفیق عطا کردیں گے نیت اور ارادے کا اختیار اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیا ہے۔ فرمایا وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ سُوْٓءً ا اور جس وقت ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کسی قوم کے بارے میں تکلیف کا فَلَا مَرَدَّ لَہٗ پس نہیں ہے ٹلنا اس تکلیف کا چاہے وہ کتنی ہی کوشش کرے جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے تو پھر اسکی پکڑ سے کوئی چھوٹ نہیں سکتا وَمَا لَھُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّالٍ اور نہیں ہے ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے نیچے کوئی

بچانے والا کوئی حفاظت کرنے والا کوئی نگران جو انکو بچا سکے۔

هُوَ الَّذِىْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ يُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَ يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَ هُمْ يُجَادِلُوْنَ فِى اللّٰهِ ۚ وَ هُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَىْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَ مَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَ مَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِىْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِى الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَىْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾

هُوَ الَّذِىْ وہی اللہ تعالیٰ ہے يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ جو دکھاتا ہے تمہیں بجلی خَوْفًا وَّ طَمَعًا خوف اور طمع کیلئے وَ يُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ اور اٹھاتا ہے ایسے بادل جو بوجھل ہیں وَ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ اور تسبیح پڑھتا ہے رعد علیہ السلام اس کی تعریف کیساتھ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ اور فرشتے بھی اس کے خوف سے وَ يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ اور چھوڑتا ہے کڑک کو فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ پس

پہنچاتا ہے اسکو جسکو چاہتا ہے وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ اور وہ جھگڑا کرتے ہیں
اللہ تعالیٰ کے بارے میں وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ حالانکہ وہ بہت سخت طاقت والا
ہے لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ اسی کیلئے ہے حق کی دعوت وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اور
وہ لوگ جو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ سے ورے ورے لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ وہ نہیں
قبول کر سکتے ان کی دعاؤں کو بِشَيْءٍ کچھ بھی اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ مگر جسطرح کوئی
پھیلانے والا ہو اپنے دونوں ہاتھوں کو اِلَى الْمَآءِ پانی کی طرف لِيَبْلُغَ فَاهُ تاکہ
وہ پانی پہنچ جائے اس کے منہ تک وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ اور نہیں ہے وہ پہنچنے والا اس تک
وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اور نہیں ہے کافروں کا پکارنا اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مگر گمراہی میں
وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے سجدہ کرتے ہیں مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ جو ہیں آسمانوں میں اور زمینوں میں طَوْعًا وَّكَرْهًا خوشی سے اور جبراً
وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ اور ان کے سائے بھی صبح اور پچھلے پہر قُلْ آپ کہہ
دیں مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کون ہے تربیت کرنے والا آسمانوں کی اور
زمین کی قُلِ اللّٰهُ آپ کہہ دیں اللہ ہی ہے قُلْ آپ کہہ دیں اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ
دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ کیا پس تم نے بنا لئے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے کارساز لَا يَمْلِكُوْنَ
لِاَنْفُسِهِمْ نہیں وہ مالک اپنے نفسوں کیلئے نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا نفع کے اور نہ نقصان
کے قُلْ آپ کہہ دیں هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ کیا برابر ہے اندھا اور
دیکھنے والا اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ کیا برابر ہیں اندھیرے اور روشنی

اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ کیا ٹھہرائے ہیں ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کیلئے شریک خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ انہوں نے پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی مخلوق کی طرح فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ پس متشابہ ہوگئی ہے مخلوق عَلَيْهِمْ ان پر قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ اور وہ اکیلا ہے سب کو دبا کر رکھنے والا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے هُوَ الَّذِىْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ وہی اللہ تعالیٰ ہے جو دکھاتا ہے تمہیں بجلی۔ جب آسمان پر بجلی چمکتی ہے تو وہ ذات تمہیں بجلی دکھاتی ہے خَوْفًا خوف کی خاطر وَّ طَمَعًا اور طمع کی خاطر۔ خوف اس طرح کہ آسمانی بجلی جب زمین پر گرتی ہے تو اس سے آدمی مرتے ہیں، جانور مرتے ہیں، فصلیں تباہ ہوتی ہیں تو جب بجلی چمکتی ہے خوف ہوتا ہے کہ کہیں نیچے گر کر نقصان نہ کرے اور طمع بھی ہوتا ہے کہ جب بجلی چمکتی ہے امید ہوتی ہے کہ بارش ہوگی جس سے فصلیں پیدا ہوں گی پھل ہونگے جانوروں کیلئے چارہ پیدا ہوگا گرمی دور ہوگی یہ بجلی کو رب ہی چمکاتا ہے وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ اور اٹھاتا ہے ایسے بادل جو بوجھل ہیں بارش سے برف سے اولوں سے ان بادلوں پر کنٹرول اللہ تعالیٰ کا ہی ہے وہی ان کو اٹھاتا ہے چلاتا ہے۔

رعد و دیگر ملائکہ کی مصروفیات :

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ اور تسبیح پڑھتا ہے رعد علیہ السلام اس کی تعریف کیساتھ۔ وہ تسبیح ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ. میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ چھ فرشتوں کے نام قرآن پاک میں آئے ہیں چار فرشتوں کے نام پہلے پارے میں آئے ہیں، جبرائیل، میکائیل، ھاروت، ماروت علیہم السلام اور پانچواں یہ رعد

علیہ السلام ہے بادلوں کو چلانے والا اور چھٹے فرشتے کا نام مالک علیہ السلام ہے جو جہنم کا انچارج ہے۔اس کا ذکر سورۃ زخرف میں یٰمٰلِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ جنت کے انچارج فرشتے کا نام رضوان ہے جس کا نام قرآن پاک میں نہیں ہے۔تو رعد فرشتہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ حدیث پاک میں آتا ہے اَفْضَلُ الْکَلَامِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ''وظیفوں میں بہتر ورد ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ یا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

باری تعالیٰ کی صفات مختصہ :

دونوں جملے صحیح ہیں وجہ اس کی یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات دو قسم کی ہیں عدمی اور وجودی۔عدمی کا مطلب یہ ہے کہ وہ صفات اللہ تعالیٰ کی صفات کے منافی ہیں اور وجودی جو اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے ثابت ہیں اور لائق ہیں۔منافی مثلاً اللہ تعالیٰ کی ماں نہیں ہے،والد نہیں ہے،بیٹا نہیں ہے،بیٹی نہیں ہے،بیوی نہیں،کھاتا نہیں،پیتا نہیں،سوتا نہیں، بیمار نہیں ہوتا،ہلاک نہیں ہوتا،اس کی ابتدا نہیں ہے،انتہا نہیں ہے۔جب سبحان اللہ کہا تو ان سب کی نفی ہوگی اور وہ صفات جو اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہیں مثلاً وہ عالم الغیب والشہادہ ہے وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے،مختار کل ہے،دستگیر ہے،اولاد دینے والا ہے،لینے والا ہے، بیمار کرنے والا ہے،صحت دینے والا ہے،بادشاہ بنانے والا ہے،گدا گر بنانے والا ہے۔ وبحمدہ کا جملہ ان سب صفات پر دلالت کرتا ہے بخاری شریف کی آخری حدیث ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ''دو کلمے اللہ تعالیٰ کو بڑے پیارے ہیں زبان پر بڑے ہلکے ہیں پڑھنے میں وقت نہیں ہوتی بھارے

ہیں ترازو میں قیامت والے دن جب ان کو ترازو میں تولا جائے گا تو بہت زیادہ وزن ہوگا وہ کونسے کلمے ہیں فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۔ اور فرشتوں کی تسبیح اور خوراک بھی یہی ہے۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ اور فرشتے بھی اس کے خوف سے۔ باقی فرشتے بھی یہی تسبیح کرتے ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں معصوم ہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرتے ہیں وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ اور چھوڑتا ہے کڑک کو صَوَاعِق صَاعِقَةٌ کی جمع ہے۔ وہ بجلی جو زمین پر گرتی ہے اس کو صاعقہ کہتے ہیں فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ پس پہنچاتا ہے اس کو جس کو چاہتا ہے وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ اور وہ جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں۔

ایک عبرتناک واقعہ :

عرب میں ایک شخص تھا زید ابن ربیعہ بڑا مغرور شرک سے بھرا ہوا مالدار آدمی تھا اور اس کی مجلس ہر وقت اوباش لوگوں سے بھری رہتی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے ایک مبلغ اس کے پاس بھیجا جب وہ پہنچا تو یہ ایک کھلی جگہ میں بیٹھا تھا مبلغ بھی سلام کرنے کے بعد بیٹھ گیا اور ساتھ والوں سے پوچھا کہ زید ابن ربیعہ کون صاحب ہیں لوگوں نے بتلایا کہ یہ جو سامنے بیٹھا ہے یہ زید ابن ربیعہ ہے۔ مبلغ نے زید ابن ربیعہ کو مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے تاکہ میں تمہیں پیغام پہنچادوں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ ہے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر برحق ہیں، آسمانی کتابیں برحق ہیں، فرشتے برحق ہیں، تقدیر برحق ہے، مرنا برحق ہے، قیامت برحق ہے۔ اس نے مذاق کرنا شروع کر دیا کہنے لگا اللہ کیا ہوتا ہے؟ سونے کا ہے، چاندی کا ہے، پیتل کا ہے، تانبے کا ہے، شیطان

نے جب مذاق اڑایا تو قدرت خداوندی کہ آسمان سے بجلی گری اور اس کی کھوپڑی اتار کر پھینک دی حالانکہ اس وقت آسمان بالکل صاف تھا۔ تو بجلیاں پہنچاتا ہے جس پر چاہتا ہے اور وہ جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ حالانکہ وہ بہت سخت طاقت والا ہے۔ مَحَال میم کے فتح کیساتھ ہو تو اس کا معنٰی ہے ناممکن، کہ یہ چیز محال ہے نہیں ہو سکتی اور اگر مِحَال میم کے کسرے کیساتھ ہو تو اس کا معنٰی قوۃ اور طاقت ہے۔ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ اسی کیلئے ہے حق کی دعوت یعنی اسی کو پکارو وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ سے ورے ورے یعنی اس کے سوا دوسروں کو حاجت روا مشکل کشا سمجھ کر لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ وہ نہیں قبول کر سکتے ان کی دعاؤں کو کچھ بھی، وہ ان کے کام نہیں آسکتے کیونکہ ان کے پاس خدائی اختیارات نہیں ہیں وہ صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اللہ تعالیٰ نے خدائی اختیارات مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیئے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو یہ حاجت روا، مشکل کشا سمجھتے ہیں وہ ان کا کوئی کام نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ نے سمجھانے کیلئے فرمایا کہ یوں سمجھو اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ مگر ایسے جیسے کوئی پھیلانے والا ہو اپنے دونوں ہاتھوں کو پانی کی طرف لِيَبْلُغَ فَاهُ تاکہ وہ پانی پہنچ جائے اس کے منہ میں۔ ایک آدمی دریا یا نہر کے کنارے کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں سے پانی کو کہتا ہے کہ تو میرے منہ میں آجا تو کیا اس طرح پانی اس کے منہ میں آجائے گا؟ سارا دن بھی کہتا رہے تو ایک قطرہ بھی اس کے منہ میں نہیں آئیگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ اور نہیں ہے وہ پہنچنے والا اس تک۔ وہ اپنی رد میں بہتا ہے اور بہتا رہے گا کنویں میں ہے تو وہیں رکا رہے گا اسی طرح غیر اللہ سے مرادیں مانگنے والوں کا کچھ نہیں بنے گا وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ اور نہیں ہے کافروں کا پکارنا مگر گمراہی میں۔ اس میں

اختلاف ہے کہ کافر کی دعا قبول ہوتی ہے یا نہیں۔

کافر کی دعا کی حقیقت :

مفسرین کرامؒ کا ایک گروہ کہتا ہے کہ کافر کی کوئی دعا قبول نہیں ہوتی چاہے اس کا تعلق دنیا کیساتھ ہو یا آخرت کیساتھ کہ اسکو عذاب سے نجات مل جائے۔ مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا دوسرا گروہ کہتا ہے کہ جس میں اس کے نجات پانے کا ذکر ہو اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کا ذکر ہو قبول نہیں ہوتی البتہ دنیوی سلسلے میں کوئی دعا قبول ہوتی ہو تو ہو سکتی ہے، یہ فرماتے ہیں کہ شیطان سے بڑا کافر کون ہے یہ وہ کافر اعظم ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی کرنے کا اور اس نے انکار کر دیا اس پر اسکو اللہ تعالیٰ نے ٹھکرا کر نکال دیا۔ شیطان نے مردود ہونے کے بعد کہا اے پروردگار! تو مجھے مہلت دے اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ تک یعنی دوبارہ قبروں سے اٹھنے تک۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ تک تو نہیں یعنی نفخہ ثانیہ تک تو مہلت نہیں مل سکتی ہاں نفخہ اولیٰ تک تجھے مہلت ہے یعنی جب اسرافیل علیہ السلام بگل پھونکیں گے اور دنیا فنا ہوگی اس وقت تک تجھے مہلت ہے۔ تو شیطان ہزارہا سال سے زندہ چلا آ رہا ہے جب ساری کائنات ختم ہو جائے گی عام فرشتے بھی نہیں رہیں گے پھر ابلیس لعین مرے گا تو اس نے دعا کی تھی رب نے قبول کی۔ تو ایسی دعا کہ جس کا تعلق ذات کیساتھ ہو دنیا میں قبول ہو سکتی ہے لیکن جس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے تقرب اور نجات اخروی کیساتھ ہو کہ دوزخ سے نجات مل جائے اور جنت میں چلا جائے قبول نہیں ہوتی۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتی ہے وہ مخلوق جو آسمانوں میں اور زمینوں میں ہے۔ فرشتے آسمانوں میں بھی ہیں اور زمین میں بھی ہیں اور زمین میں انسان بھی ہیں جنات بھی

ہیں اور ان کے علاوہ بے شمار مخلوق ہے طَوۡعًا وَّ کَرۡھًا خوشی سے اور جبراً۔ ایسے بھی ہیں جو خوشی سے رب تعالیٰ کے سامنے جھکتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو قیدی ہیں مجبور ہو کر رب تعالیٰ کے سامنے جھکتے ہیں وَظِلٰلُھُمۡ ظِلاَلٌ ظِلٌّ کی جمع ہے بمعنی سایہ، اور ان کے سائے بِالۡغُدُوِّ غُدُوّ، غُدۡوَۃٌ کی جمع ہے اس کا معنی ہے پہلا پہر وَالۡاٰصَالِ اَصِیۡلٌ کی جمع ہے اصیل کا معنی ہے پچھلا پہر۔ معنی ہوگا اور ان کے سائے بھی پہلے پہر اور پچھلے پہر سجدہ کرتے ہیں۔

سجدۂ تلاوت کا حکم :

یہ آیت سجدہ ہے اور قرآن پاک میں چودہ پندرہ آیتیں سجدے کی ہیں ان کے متعلق مسئلہ یہ ہے کہ جو پڑھے گا اس پر بھی سجدہ لازم ہوگا اور جو سنے گا اس پر بھی سجدہ لازم ہوگا۔ اب یہ آیت کریمہ میں نے تمہارے سامنے پڑھی ہے لہذا جتنے مرد عورتیں یہاں موجود ہیں ان پر سجدہ لازم ہو گیا اس کو سجدہ تلاوت کہتے ہیں۔ قرآن پاک میں سجدے کی چودہ پندرہ آیتیں ہیں سجدہ تلاوت کیلئے وہ ساری شرائط ضروری ہیں جو نماز کیلئے ضروری ہیں، باوضو ہونا، کپڑوں کا پاک ہونا، جگہ کا پاک ہونا، نماز کا وقت ہونا مطلب یہ کہ سورج کے طلوع ہونے کے وقت اور غروب ہونے کے وقت اور زوال کے وقت سجدہ نہیں کر سکتا فجر کی نماز کے بعد سجدہ تلاوت کر سکتے ہیں کیونکہ واجب ہے البتہ نفل نہیں پڑھ سکتے اسی طرح عصر کی نماز کے بعد بھی سجدہ تلاوت کر سکتے ہیں، جنازہ بھی پڑھ سکتے ہیں کیونکہ جنازہ فرض کفایہ ہے قضا نماز بھی پڑھ سکتے ہیں نفلی نماز نہیں پڑھ سکتے۔ صبح صادق سے لیکر طلوع آفتاب تک اور عصر کی نماز کے بعد سے لیکر غروب آفتاب تک قضا نمازیں، سجدہ تلاوت، جنازہ وغیرہ سب صحیح ہیں سجدہ تلاوت ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں

چلا جائے، تین، پانچ، سات دفعہ تسبیحات پڑھے اور اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھا لے بس اتنا ہی کافی ہے اس میں نہ التحیات ہے اور نہ سلام پھیرنا ہے۔ اگر آیت سجدہ پڑھتے وقت کسی کو یاد نہ رہے یا اس وقت وضو نہ ہو تو بعد میں ادا کر لے یہ اس کے ذمہ لازم ہے۔

لفظِ رب کا مفہوم :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ اے نبی کریم ﷺ! آپ کہہ دیں، ان سے پوچھیں مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کون ہے تربیت کرنے والا آسمانوں کی اور زمین کی۔ رب کا معنٰی ہے تربیت کرنے والا، پالنے والا اور تربیت کیلئے بہت کچھ چاہیے، پانی چاہیے، ہوا چاہیے، لباس چاہیے اور بے شمار چیزیں تربیت کیلئے ہیں یہ تمام ضرورتیں کون پوری کرتا ہے اس مخلوق کی جو آسمانوں میں ہے فرشتے یا اور جو بھی مخلوق ہے اور زمین میں جو مخلوق ہے ان کی تربیت کرنے والا پالنے والا کون ہے قُلِ اللّٰهُ آپ خود کہہ دیں اللہ تعالیٰ ہی رب ہے۔ اگر کوئی شخص رب کے لفظ کا مفہوم ہی سمجھ لے تو شرک کے قریب نہیں جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پالنے والی جتنی چیزیں ہیں وہ تو ساری رب پیدا کرتا ہے اور کسی کے پاس کیا رکھا ہے تربیت کیلئے قُلْ آپ کہہ دیں اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ کیا پس تم نے بنا لئے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے اور کارساز، حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس، دستگیر لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا نہیں وہ مالک اپنے نفسوں کیلئے نفع کے اور نہ نقصان کے وہ تمہارا کیا کریں گے۔ آنحضرت ﷺ کی ذاتِ گرامی سے بڑھ کر خدا کی مخلوق میں نہ کوئی ہوا ہے اور نہ ہوگا قرآن پاک سورۃ جن میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے اعلان کروایا قُلْ اے نبی کریم ﷺ! آپ کہہ دیں لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ''میں تمہارے لئے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں۔'' اور سورۃ یونس آیت نمبر ۴۹ میں ہے قل آپ کہہ دیں لا

اَمۡلِکُ لِنَفۡسِیۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ "نہیں میں مالک اپنے نفس کیلئے نفع نقصان کا مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے۔" تو جب آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی نہ اپنے نفع نقصان کی مالک ہے اور نہ کسی کے نفع نقصان کی مالک ہے اور جن کو حاجت روا مشکل کشا سمجھتے ہیں وہ بیچارے بھی اپنے نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں تو یہ ان کو خدا کی کرسی پر کیوں بٹھائے پھرتے ہیں قل آپ کہہ دیں ھَلۡ یَسۡتَوِی الۡاَعۡمٰی وَالۡبَصِیۡرُ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہیں۔ اندھے سے مراد کافر مشرک نافرمان ہے اور آنکھ والے سے مراد مومن موحد ہے اَمۡ ھَلۡ تَسۡتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوۡرُ کیا برابر ہیں اندھیرے اور روشنی، جس طرح اندھیرے اور روشنی کا فرق ہے اندھے اور بینے کا فرق ہے اسی طرح مومن اور کافر میں فرق ہے، موحد اور مشرک میں فرق ہے اَمۡ جَعَلُوۡا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ کیا ٹھہرائے ہیں بنائے ہیں ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کیلئے شریک خَلَقُوۡا کَخَلۡقِہٖ انہوں نے پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی مخلوق کی طرح۔ یہ جن کو شریک بناتے ہیں کیا انہوں نے کوئی چیز پیدا کی ہے فَتَشَابَہَ الۡخَلۡقُ عَلَیۡہِمۡ پس متشابہ ہوگئی ہے مخلوق ان پر کہ وہ بھی رب تعالیٰ کی طرح پیدا کرتے ہیں اور انکو مشابہ لگ گیا ہے اور انہوں نے ان کو رب بنانا شروع کر دیا ہے حالانکہ رب تعالیٰ کے بغیر کوئی کسی چیز کا خالق نہیں ہے قُلِ آپ ﷺ کہہ دیں اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیۡءٍ آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے، وہی مالک ہے، وہی پروردگار ہے۔

شرک کی تردید :

اس رکوع کو اچھی طرح سمجھو اس میں اللہ تعالیٰ نے شرک کی خوب تردید فرمائی ہے۔ امام احمد ابن حنبلؒ نے حدیث نقل فرمائی ہے کہ دو آدمی جا رہے تھے آگے ایک مقام پر

مشرکوں نے اڈا بنایا ہوا تھا (موٹے تازے کھانے پینے والے ملنگ تھے) جو وہاں جاتا اسکو کہتے یہاں کسی نہ کسی چیز کا چڑھاوا چڑھاؤ، مرغی ذبح کرو، بکری ذبح کرو کوئی اور چیز ذبح کر کے چڑھاوا چڑھاؤ ورنہ وہاں سے آگے نہیں جانے دیتے تھے، یہ دو موحد تھے جب یہ وہاں پہنچے تو انکو بھی کہا کہ یہاں کسی نہ کسی چیز کا چڑھاوا چڑھاؤ ورنہ جانے نہیں دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کیلئے چڑھاوا جائز نہیں سمجھتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے پاس کچھ ہے بھی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے چھوڑنا نہیں ہے جب تک یہاں کسی نہ کسی چیز کا چڑھاوا نہیں چڑھاؤ گے۔ انہوں نے سوچا کہ روزانہ کتنی مکھیاں مرجاتی ہیں ماردیتے ہیں اور مسئلہ یہ ہے کہ جو کیڑے مکوڑے تکلیف دیں اور مکھیاں تکلیف دیں تو ان کا مارنا جائز ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا چلو ایک مار کے یہاں چڑھاوا چڑھا دیتا ہوں اس نے مکھی ماری چڑھاوا چڑھائی اس کو انہوں نے جانے کی اجازت دیدی وہ چلا گیا اور دوسرے نے کہا کہ میں تو غیر اللہ کے نام پر مکھی بھی چڑھاوا چڑھانے کیلئے تیار نہیں ہوں اس کو انہوں نے قتل کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مکھی چڑھاوا چڑھائی مرا سیدھا جہنم میں گیا اور جسکو انہوں نے قتل کیا وہ شہید ہوا سیدھا جنت میں گیا۔ تو فرمایا آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے **وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ** اور وہ اکیلا ہے اور سب کو دبا کر رکھنے والا ہے۔ رب تعالیٰ کے مقابلے میں کسی کا حکم نہیں چلتا وہی ہر چیز کا کرتا دھرتا ہے۔

أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۚ وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ﴿١٧﴾ لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ ۖ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٨﴾ ع

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اتارا اس نے آسمان کی طرف سے پانی فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ پس بہہ پڑیں وادیاں بِقَدَرِھَا اپنے اپنے اندازے کے مطابق فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ پس اٹھایا سیلاب نے زَبَدًا رَّابِيًا جھاگ پھولا ہوا وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ اور اس میں سے جس کو یہ گرم کرتے ہیں آگ میں ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ زیور کی تلاش کیلئے اَوْ مَتَاعٍ یا سامان زَبَدٌ مِّثْلُهٗ میل کچیل ہوتا ہے اسی طرح كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ حق اور باطل کو فَاَمَّا الزَّبَدُ پس بہرحال جو جھاگ ہے فَيَذْهَبُ جُفَآءً پس وہ چلی جاتی ہے خشک ہوکر وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ اور بہرحال وہ چیز جو

نفع دیتی ہے لوگوں کو فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ پس وہ ٹھہر جاتی ہے زمین میں
كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ مثالیں
لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ان لوگوں کیلئے جنہوں نے اپنے رب کے
حکم کو قبول کیا بھلائی ہے وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ جنہوں نے
رب کے حکم کو قبول نہیں کیا لَوْ اَنَّ لَهُمْ اگر بیشک ان کیلئے ہو مَّا فِي الْاَرْضِ
جَمِيْعًا جو کچھ زمین میں ہے سارا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ اور اس جیسا اس کیساتھ اور بھی ہو
لَافْتَدَوْا بِهٖ البتہ وہ فدیہ دے دیں اس کیساتھ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ
الْحِسَابِ وہ لوگ ہیں جن کیلئے برا حساب ہے وَمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ اور ٹھکانہ ان کا
دوزخ ہے وَبِئْسَ الْمِهَادُ اور بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔

کفر کا عارضی غلبہ اسکے حق ہونے کی دلیل نہیں :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب آدمیوں کو ایک جیسی سمجھ عقل شکل وصورت، قدو قامت، مال ودولت عطا نہیں فرمائی بلکہ فرق رکھا ہے۔ ذہن کے اعتبار سے کچھ لوگ ذہین ہوتے ہیں کچھ متوسط درجے کے اور کچھ غبی کند ذہن ہوتے ہیں۔ کم فہم لوگ تمام چیزوں میں غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں مثلاً کبھی مسلمانوں کو شکست ہو جائے تو وہ شکوک وشبہات میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کافر غالب آگئے کفر کا غلبہ ہو گیا ہے حالانکہ حق و باطل کی ٹکر میں کبھی حق غالب آتا ہے کبھی باطل غالب ہو جاتا ہے اور دنیا میں بکثرت ایسا ہوا ہے۔ دیکھو غزوہ بدر میں مسلمانوں کو فتح ہوئی حالانکہ تین سو تیرہ آدمی، آٹھ تلواریں، چھ زریں تھی۔ آٹھ تلواروں کا ہزار تلوار کیساتھ مقابلہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آٹھ تلواروں کو ہزار پر غلبہ

عطا فرمایا اس کے بعد احد میں ستر مسلمان شہید ہوئے آنحضرت ﷺ کا بھی ایک دانت مبارک شہید ہوا اور چہرہ مبارک زخمی ہوا آپ کے محترم چچا حضرت حمزہ ؓ کو بے دردی کیساتھ شہید کیا گیا، شکست ہوئی۔ تو دنیا میں فتح بھی ہوتی ہے شکست بھی ہوتی ہے۔ شکست کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ حق کے حق ہونے میں کوئی شک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مثال کے ذریعے سمجھایا ہے کہ حق حق ہوتا ہے اور باطل باطل ہوتا ہے مثال یہ دی ہے کہ جب آسمان سے بارش ہوتی ہے تو ندیاں نالے چل پڑتے ہیں چھوٹے نالے میں تھوڑا پانی ہوتا ہے اور بڑے میں زیادہ بِقَدَرِهَا اپنے اپنے انداز کیساتھ پانی چلتا ہے جب زور کی بارش ہوتی ہے تو سیلاب آجاتا ہے اور سیلاب میں تنکے اور جھاگ پانی کے اوپر ہوتے ہیں اور قیمتی چیزیں سونا چاندی تانبا وغیرہ پانی کے نیچے ہوتے ہیں اب کوئی نادان یہ سمجھے کہ جھاگ پانی کے اوپر ہے لہذا یہ قیمتی چیز ہے اور نیچے جو سونا چاندی تانبا ہیرے وغیرہ ہیں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے تو ایسا سمجھنا اسکی غلطی ہوگی۔ کافروں کے غلبے کو ایسے سمجھو جیسے جھاگ کہ وہ عارضی طور پر اوپر آتی ہے اور تھوڑی دیر بعد ختم ہو جاتی ہے اور حق کو اس طرح سمجھو جیسے پانی کے نیچے سونا چاندی وغیرہ قیمتی چیزیں ہیں ان کا پانی کے نیچے رہنا ان کی قدر کو کم نہیں کرتا اور جھاگ کا پانی کے اوپر ہونا اس کی قدر کو بڑھاتا نہیں ہے وہ حق ہے یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اللہ تعالیٰ نے نازل کیا، اتارا آسمان کی طرف سے پانی فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ اَوْدِيَه وادی کی جمع ہے وادی کا معنٰی ہے نالہ۔ معنٰی ہوگا پس بہہ پڑے نالے بِقَدَرِهَا اپنے اپنے اندازے کے مطابق فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا پس اٹھایا سیلاب نے جھاگ پھولا ہوا پانی کی سطح پر ابھری ہوئی وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ اور اس میں سے جس کو یہ گرم کرتے ہیں آگ میں ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ زیور کی

تلاش کیلئے زیور بنانے کیلئے اَوْ مَتَاعٍ یا سامان بنانے کیلئے۔ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ میل کچیل ہوتا ہے اسی طرح، سونے چاندی تانبے وغیرہ کیساتھ بھی میل کچیل ہوتی ہے ان کو جب کٹھالی میں ڈال کر گرم کرتے ہیں تو میل کچیل دور ہو جاتی ہے کَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ حق اور باطل کو۔ حق کی مثال ایسے ہی ہے جیسے پانی کے نیچے سونا چاندی تانبا ہیرے موتی وغیرہ اور باطل کی مثال ایسی ہی ہے جیسے پانی کے اوپر جھاگ، تو جھاگ کے اوپر چھا جانے کی وجہ سے اس کی کوئی قیمت تو نہیں بن جاتی اور سونے چاندی وغیرہ کے نیچے رہنے کی وجہ سے ان کی قدر میں کمی نہیں آتی فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً پس بہر حال جو جھاگ ہے وہ چلی جاتی ہے خشک ہو کر، جھاگ تھوڑا وقت رہتی ہے پھر ختم ہو جاتی ہے اسی طرح کافروں کا عارضی غلبہ بھی جھاگ کی طرح ہے عارضی غلبہ کی وجہ سے ان کو حق پر نہ سمجھو وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ اور بہر حال وہ چیز جو لوگوں کو فائدہ دیتی ہے سونا چاندی وغیرہ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ پس وہ ٹھہر جاتی ہے زمین میں كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ مثالیں تاکہ تم مثالوں کے ذریعے سمجھو کہ عارضی غلبہ کیوجہ سے کافر مسلمانوں کو مٹا نہیں سکتے۔

حق کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں مٹا سکتی :

دنیائے کفر نے بہت دفعہ کوشش کی ہے حق کو مٹانے کی مگر نہیں مٹا سکے اور نہ مٹا سکیں گے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے پروردگار سے تین چیزیں مانگی تھیں ان میں سے دو چیزیں تو مجھے عطا فرما دی گئیں اور ایک چیز سے منع کر دیا گیا۔ ایک چیز کی درخواست میں نے یہ کی تھی کہ میری امت کو قحط عام میں ہلاک نہ کیا جائے یہ درخواست قبول فرمالی گئی۔ دوسری درخواست میں نے یہ کی تھی کہ میری امت کو پانی میں غرق کر کے ہلاک نہ کیا

جائے اور میری یہ درخواست بھی قبول فرمالی گئی۔تیسری درخواست یہ تھی کہ میری امت کے لوگ آپس میں دست وگریباں نہ ہوں لیکن میری یہ درخواست قبول نہیں ہوئی (رواہ مسلم) جس جگہ آپ نے یہ تین دعائیں کی تھیں وہاں مسجد تعمیر کی گئی ہے جس کا نام مسجد اجابہ ہے یہ مسجد نبوی سے شمال مغرب کی طرف چھوٹی سی مسجد ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے لوگوں نے پوچھا حضرت مسلمانوں پر کوئی ایسا عذاب بھی آسکتا ہے جس میں سارے مسلمان تباہ ہو جائیں، امت من حیث الامت تباہ ہو جائے؟ فرمایا نہیں! میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے ایسا کوئی آسمانی عذاب نہیں آئیگا جس سے ساری کی ساری امت تباہ ہو جائے۔ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ساری دنیا کے کافر اکٹھے ہو کر مسلمانوں کے وجود کو ختم کرنا چاہیں تو ختم نہیں کر سکتے۔لہذا سب کے سب کافر مل کر بھی زور لگائیں تو مسلمانوں کو ختم نہیں کر سکتے۔صلیبی جنگیں تاریخ کا اہم موضوع ہیں جس میں ان تمام کافروں، برطانیہ، بیلجیئم، ڈنمارک، پولینڈ، ہالینڈ وغیرہ تمام خبیثوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ہم نے مسلمانوں کو ختم کرنا ہے۔اس زمانے میں انہوں نے مسجد اقصیٰ پر قبضہ بھی کیا لیکن مسلمان مسلمان ہوتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے انکی سرکوبی کیلئے سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے آدمی کو ان کے مقابلے کیلئے کھڑا کیا اور علامہ بلقینی رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے عالم کو کھڑا کیا انہوں نے کفر کا مقابلہ کیا ان کے دانت کھٹے کر دیئے اور صلیب کے نام پر جو کافر اکٹھے ہوئے تھے ان کی طاقت کو رب تعالیٰ نے ختم کیا یہ تباہ و برباد ہوئے اور ذلیل ہو کر واپس گئے۔آج بھی دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ سلطان صلاح الدین ایوبی" جیسا کوئی آدمی ہمیں عطا کرے۔ پروردگار! الپ ارسلان سلجوقی رحمہ اللہ تعالیٰ جیسا آدمی دے، پروردگار! سلطان بایزید یلدرم ترکی رحمہ اللہ تعالیٰ جیسا کوئی بندہ دے، سلطان محمود

غزنوی جیسا کوئی بندہ ہمیں دے ان جیسا کوئی ایک ہی بندہ آجائے تو ان شاء اللہ انقلاب آجائے گا مگر ہمارے پاس کیرل ککو آتے ہیں اپنے مطلب نکالنے اور دولت جمع کرنے کیلئے، یہ لوگوں کا خون چوسنے کیلئے جونکیں ہیں لیکن اسلام اللہ تعالیٰ کا حق مذہب ہے سچا مذہب ہے اسکو دنیا کی کوئی طاقت کوئی قوۃ نہیں مٹاسکتی۔ ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ انگریز کے اقتدار میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا ایک جگہ غروب ہوا تو دوسری جگہ طلوع ہوا ساری دنیا پر چھایا ہوا تھا۔ برطانیہ کے وزیر اعظم گلیڈسٹون نے دارالعوام میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے پاس اتنی قوۃ ہے کہ اگر ہم پر آسمان بھی گرنا چاہے تو اسے ہم سنگینوں کی نوکوں پر تھام لیں گے لیکن وہ اسلام اور مسلمانوں کو ختم نہ کر سکے بلکہ خود سمٹ کر ایک جزیرے میں رہ گئے اور اس وقت تو الحمد للہ جرمنی میں انگلینڈ میں امریکہ اور فرانس وغیرہ ہر ملک میں مسلمان دن بدن بڑھ رہے ہیں اور مسلمانوں کی اس افرادی قوت سے امریکہ اور فرانس جیسی خبیث قوتیں بھی گھبرا رہی ہیں اگر کسی ایک ملک میں بھی اسلامی قانون صحیح معنی میں نافذ ہو جائے جیسے افغانستان میں طالبان کے علاقہ میں ہے تو پھر ہماری طرف نگاہ اٹھا کر کوئی نہیں دیکھے گا عدل وانصاف ہوگا امن وآشتی ہوگی لوگ ہم سے مطالبہ کریں گے کہ اس طرح کا امن اور انصاف ہمیں بھی دو لیکن اس سے کفریہ طاقتیں گھبرائی ہوئی ہیں اور مختلف ملکوں میں مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ روس میں، چیچنیا میں، فلپائن میں، اوپٹیریا میں، کشمیر میں، فلسطین میں، کوسوو میں مسلمانوں پر ظلم ڈھائے جا رہے ہیں اور مسلمان بادشاہ گونگے بنے ہوئے ہیں کوئی ان کے حق میں آواز بلند کرنے کیلئے تیار نہیں ہے کم از کم اتنا ہی کہیں کہ ظلم بند کرو آج ان علاقوں میں مسلمان مظلوم ہیں اللہ کرے کہ ہم صحیح معنی میں مسلمان بن جائیں اور اللہ تعالیٰ کی نصرت آجائے۔ بہرحال اسلام اور مسلمان دنیا سے مٹ نہیں سکتے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک گروہ حق پر ڈٹا رہے گا قیامت کے آنے تک لَایَضُرُّھُمْ مَنْ خَالَفَھُمْ وَلَا مَنْ خَذَلَھُمْ وَلَامَنْ نَاوَھُمْ ''نہیں نقصان پہنچا سکے گا انکووہ جوان کی مخالفت کریگا اور نہ وہ جوان کو رسوا کرنے کی کوشش کریگا اور نہ وہ جوان کا مقابلہ کریگا۔''تو حدیث پاک میں تین لفظ آئے ہیں خَالَفَھُمْ جوان کی مخالفت کریگا مَنْ خَذَلَھُمْ کا مطلب یہ ہے کہ اس طبقے کیساتھ وقتی طور پر ملنے کے بعد الگ ہو جائیں فصلی بٹیرے تو ان کا جدا ہونا بھی انکو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا کیونکہ وہ اسلام کیساتھ بڑے مخلص ہونگے وفادار ہونگے اور نَاوَھُمْ کا مطلب یہ ہے کہ اندرونی طور پر ان کیخلاف سازشیں کرنا۔ تو اندرونی طور پر ان کیخلاف سازشیں کرنے والے بھی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اب یہ امریکہ پریشان ہے کہ پاکستان میں چھ لاکھ کے قریب طلباء دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور اکثر مجاہد قسم کے ہیں بنی بنائی چھ لاکھ کی فوج کوئی معمولی نہیں ہوتی۔ بھٹو صاحب نے مدارس پر پابندی لگانے کی کوشش کی تو از شریف کے ان سے الگ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی اللہ تعالیٰ نے مظلوموں کی دعا قبول فرمائی ان کے آدمی میرے پاس بھی آئے۔ کہنے لگے تمہارے پاس کتنے مدرس ہیں اور کتنے طلباء ہیں؟ تمہارا نظم کیا ہے تمہیں پیسے کہاں سے ملتے ہیں؟ دیگر تمام مدارس کے بھی کوائف انہوں نے اکٹھے کیے اس کا مطلب یہ تھا کہ سرکاری طور پر ان پر پابندی لگائی جائے اور کوئی مدرسہ نہ چل سکے مگر ان کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا اور مدرسے چلتے رہے اور ان شاء اللہ چلتے رہیں گے۔ حق حق ہے اور باطل باطل ہے۔ پھر ضیاء الحق کے دور میں زکوۃ پر قبضہ ہوا کہ زکوۃ حکومت خود وصول کریگی اور عشر بھی حکومت وصول کریگی اور کر رہی ہے۔ ان کے ابو امریکہ کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح مدارس بند ہو جائیں گے کیونکہ مدارس زکوۃ پر چلتے ہیں الحمد للہ حکومت کے اس اقدام کے

باوجود مدارس پہلے سے زیادہ چل رہے ہیں۔ مدرسہ نصرت العلوم میں گذشتہ سال طلباء اور طالبات کی تعداد تیرا سوتھی اور ساٹھ سے زیادہ افراد کا عملہ ہے برائے نام میں بھی وہاں کا سربراہ ہوں ہمارے پاس حکومت کے نمائندے آئے کہ تمہارے مدرسہ کے کافی اخراجات ہیں حکومت سے گرانٹ لے لو تمہیں سالانہ تین لاکھ روپیہ ملے گا ہم نے انکار کر دیا کہ ہمیں حکومت کی گرانٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے ہمیں کافی ڈرایا، دھمکایا اور کہا کہ تمہیں گرانٹ لینی پڑے گی مگر ہم نہیں مانے پھر صوبائی حکومت کے نمائندے آئے اور کہنے لگے کہ یہ امداد تمہیں لینی پڑے گی ورنہ ہم تمہیں قید کر دیں گے۔ ہم نے کہا کہ پہلے کئی دفعہ قید کاٹی ہے اگر امداد نہ لینے کی وجہ سے کاٹنی پڑی تو یہ بھی کاٹ لیں گے لیکن گرانٹ نہیں لینی اور لی بھی نہیں۔ یہاں گکھڑ میں ہمارے مدرسہ کے صدر محترم نے غلطی سے چند ہزار لے لئے معلوم نہیں کہ وہ کتنے تھے مجھے معلوم ہوا تو میں ان کے پیچھے پڑ گیا کہ یہ تم نے کیوں لئے ہیں؟ کہنے لگے مجھے علم نہیں تھا انہوں نے دیئے اور میں نے لے لئے۔ میں نے کہا کہ ہم نے حکومت سے امداد نہیں لینی پھر اس کے بعد آج تک الحمد للہ نہیں لئے اور تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے ہاں تقریباً ستر کے قریب طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں تین چار مدرس ہیں ہمارے ہاں بیرونی بچے پڑھتے ہیں لڑکیوں کا مدرسہ بھی ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کی مدد ہے اور عالم اسباب میں تم دوستوں کا تعاون ہے۔ تو حق حق ہے اسکو کوئی مٹا نہیں سکتا چاہے جتنا کوئی زور لگائے حق کو مٹانے والے خود مٹ جائیں گے۔ بہر حال ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مثال کے ذریعے یہ بات سمجھائی کہ اگر کسی وقت کفر کا غلبہ ہو جائے تو وہ ایسے ہی ہے جیسے سیلاب کے پانی کے اوپر جھاگ ہوتی ہے حق نیچے آ گیا ہے تو حق حق ہی ہے جہاں رہے۔

مستحقین جنت کون لوگ ہیں :

لِلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰی ان لوگوں کیلئے جنہوں نے اپنے رب کے حکم کو قبول کیا مانا بھلائی ہے اور یہ معنیٰ بھی کرتے ہیں کہ ان کیلئے جنت ہوگی اور یہ معنیٰ بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور تقرب انکو حاصل ہوگا وَالَّذِیْنَ لَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهٗ اور وہ لوگ جنہوں نے رب تعالیٰ کے حکم کو نہیں مانا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا اگر بیشک ان کیلئے ہو جو کچھ زمین میں ہے سارا۔ اس جگہ اجمال ہے اور سورۃ آل عمران آیت نمبر ۹۱ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰی بِهٖ ''پس ہرگز نہیں قبول کیا جائے گا ان میں سے کسی ایک سے سونے سے بھری ہوئی زمین اگرچہ اس کا وہ فدیہ دیدے۔'' اندازہ لگاؤ سونے سے بھری ہوئی زمین یعنی مشرق سے لیکر مغرب تک، شمال سے لیکر جنوب تک، زمین کے فرش سے لیکر آسمان کی چھت تک سونا ہی سونا ہو تو اس کی کتنی مالیت ہوگی۔ اس وقت سونے کی مالیت پونے چھ ہزار ہے ۹۸-۱۹۹۷ء میں (اور مُرتّب ہونے کے وقت ایک تولہ سونے کی قیمت تقریباً تیس ہزار ہے۔) تو اتنا سونا اگر اس کے پاس ہو اور قیامت والے دن عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے دیدے تو چھٹکارا حاصل نہیں ہوگا بلکہ فرمایا وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ اور اس جیسا اس کیساتھ اور بھی ہو دیکر عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہے فرمایا لَافْتَدَوْا بِهٖ البتہ وہ فدیہ دے دے اس کیساتھ تو قبول نہیں کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے کسی نفس کو اسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی :

آج تو چھٹکارا بڑا آسان ہے صرف دل کو پھیرنا ہے ارادہ کرنا ہے کہ ایمان لاتا ہوں شرک اور کفر کو چھوڑتا ہوں یہ ایسی مشکل بات تو نہیں ہے کہ انسان نہ کر سکے اور اللہ

تعالیٰ نے انسان کو کوئی ایسا حکم نہیں دیا جو انسان کی طاقت سے باہر ہو لَا یُکَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ''نہیں تکلیف دی اللہ تعالیٰ نے کسی نفس کو مگر اسکی طاقت کے مطابق۔'' مثلاً جو شخص کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا بیٹھ کر پڑھ لے غسل وضو نہیں کر سکتا تیمم کر کے پڑھ لے، بیٹھ کے بھی نہیں پڑھ سکتا اشارے کیساتھ پڑھ لے البتہ ہوش وحواس ہوتے ہوئے نماز معاف نہیں ہے صرف وہی نمازیں معاف ہونگی کہ کوئی بیمار ہے کہ پانچ نمازوں کے اوقات گذر جائیں اور وہ بے ہوش رہے اس بیہوشی کی نمازیں معاف ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا خطاب اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃ نماز قائم کرو۔ ان لوگوں کو ہے جو باہوش ہوں اگر ہوش نہیں تو خطاب بھی نہیں اور یاد رکھنا! اگر دن کی پانچ نمازوں میں سے ایک، دو، تین کے وقت ہوش ہے پھر بے ہوش ہو گیا ہے تو جن میں ہوش ہے ان کو قضا کرنا پڑے گا اور روزے کا حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص روزہ نہیں رکھ سکتا تو فدیہ دے لیکن مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیں یہ حکم اس بیمار کیلئے ہے کہ جسکو شفا کی امید نہ ہو اور اس بیماری میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو اور جو عارضی بیماریاں ہیں بخار وغیرہ تو ان میں صحت یاب ہونے کے بعد روزہ قضا کرنا ہے فدیہ نہیں ہے۔ عورتیں بھی مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہر بیماری میں فدیہ نہیں ہے فدیہ اس بیماری میں ہے کہ طبی اور ڈاکٹری لحاظ سے روزہ رکھنا درست نہ ہو اور اس بیماری سے شفا یاب ہونے کا امکان بھی نہ ہو اور ہر ہر نماز کا فدیہ ہے اور ایک دن میں چھ نمازیں ہیں پانچ نمازیں اور چھٹا وتر ہے کیونکہ وتر واجب ہے اور واجب عملی طور پر فرض ہوتا ہے۔ اور فی نماز دو سیر گندم فدیہ ہے تو ایک دن کی نمازوں کا کفارہ بارہ سیر گندم ہے اور روزے کا فدیہ ایک مسکین کا کھانا ہے دو وقت کا اور وہ اس جگہ کے حساب سے ہوگا جہاں وہ رہتے ہیں مثلاً یہاں گکھڑ میں ایک وقت کے کھانے پر جتنے پیسے خرچ ہوتے ہیں اور دوپہر کے کھانے پر

کتنے پیسے خرچ ہوتے ہیں۔ چاہو تو مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلا دو یا اتنے پیسے دیدو، ایک مسکین کو تم نماز روزے کا اکٹھا فدیہ دے سکتے ہو لیکن مسکین وہ کہ اس کیلئے زکوۃ یعنی جائز ہو عشر لینا جائز ہو۔ تو فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے حکم کو قبول نہیں کرتے اگر ان کیلئے ہو جائے جو کچھ زمین میں ہے اور اس جیسا اور بھی اور وہ اس کے ساتھ فدیہ دے دیں تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے **اُولٰٓئِکَ لَھُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ** وہ لوگ ہیں جن کیلئے برا حساب ہے **وَمَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ** اور ٹھکانہ ان کا دوزخ ہے جس کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے بچائے اور محفوظ رکھے **وَبِئْسَ الْمِھَادُ** اور بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ امت کی تعلیم کی خاطر **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ** پڑھتے تھے۔ اے پروردگار! دوزخ کے عذاب سے بچا، اپنی گرفت سے بچا، گناہوں سے بچا۔

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ کیا پس وہ شخص جانتا ہے اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ بیشک وہ چیز جو اتاری گئی ہے آپ کی طرف مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى اس شخص کی طرح ہے جو اندھا ہے اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ پختہ بات ہے نصیحت پکڑتے ہیں عقلمند لوگ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ عقلمند وہ لوگ ہیں جو پورا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عہد کو وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ اور نہیں توڑتے وہ اللہ تعالیٰ کے عہد کو وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اس چیز کو کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اسکے بارے میں اَنْ يُّوْصَلَ کہ اسکو ملایا جائے وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ اور وہ ڈرتے ہیں

اپنے رب سے وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ اورخوف کرتے ہیں برے حساب سے وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ اوروہ لوگ جوصبر کرتے ہیں اپنے رب کی رضا چاہتے ہوئے وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اورقائم کرتے ہیں نماز کو وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ اورخرچ کرتے ہیں اس میں سے جوہم نے انکورزق دیا ہے سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مخفی بھی اورظاہر بھی وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اوروہ ٹالتے ہیں بھلائی کیساتھ برائی کو اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ وہ لوگ ہیں جن کیلئے آخرت کا گھر ہے جَنّٰتُ عَدْنٍ رہنے کے باغ ہیں يَّدْخُلُوْنَهَا داخل ہونگے ان میں وَمَنْ صَلَحَ اوروہ بھی داخل ہونگے جونیک ہیں مِنْ اٰبَآئِهِمْ ان کے اباؤاجداد میں سے وَاَزْوَاجِهِمْ اوران کی بیویوں میں سے وَذُرِّيّٰتِهِمْ اوران کی اولادوں میں سے وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ اورفرشتے داخل ہوں گے ان پر مِّنْ كُلِّ بَابٍ ہر دروازے سے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ کہیں گے سلام ہوتم پر بِمَا صَبَرْتُمْ اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ پس کیا اچھا ہے آخرت کا گھر۔

اس سے قبل دوگروہوں کا ذکر تھا ایک وہ جورب تعالیٰ کا حکم ماننے والے ہیں اور دوسرے وہ جورب تعالیٰ کے حکم کونہیں مانتے اوردونوں کی جزا کا بھی ذکر فرمایا کہ جوماننے والے ہیں ان کیلئے حُسنیٰ بھلائی ہے اور جونہیں مانتے وہ دوزخ سے نہیں بچ سکتے چاہے ساری دنیا سونے کی بھری ہوئی اوراتنی اوربھی ساتھ ہواورفدیہ دیدیں توفدیہ قبول نہیں کیا جائے گا اسی سلسلے میں آگے دوآدمیوں کا ذکر ہے۔ایک ابوجہل اوردوسرے حضرت حمزہؓ۔

ان آیات کا شان نزول یہ بتلاتے ہیں کہ ایک دن ابو جہل جو بڑا بے لحاظ اور منہ پھٹ آدمی تھا اس کا نام عمرو ابن ہشام تھا اور ابوالحکم اسکی کنیت تھی۔ ابوالحکم کا معنٰی ہے چیئر مین، یہ مکہ مکرمہ کا چیئر مین تھا۔ اس نے آنحضرت ﷺ کو بڑی بری گالیاں دیں ایک لونڈی سن رہی تھی مگر عورت ذات اور لونڈی تھی دل میں کڑھتی رہی کہ محمد رسول اللہ ﷺ جیسی شریف ذات کو برا بھلا کہنا گالیاں دینا بری بات ہے۔ اس دن حضرت حمزہ ؓ شکار کیلئے دور گئے ہوئے تھے واپس آئے تو یہ لونڈی راستے میں کھڑی تھی دیکھا کہ انہوں نے اپنی پیٹھ پر شکار کا تھیلا ڈالا ہوا ہے جسمیں خرگوش کبوتر وغیرہ پرندے ہیں اور ہاتھ میں کمان ہے قریب آئے تو اس لونڈی نے اِدھر اُدھر دیکھ کر کہ کوئی آدمی تو نہیں دیکھ رہا، حضرت حمزہ ؓ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، وہ باندی کہنے لگی چچا جان میرا نام نہ لینا میں نے تمہارے ساتھ ایک بات کرنی ہے وہ یہ کہ ابوالحکم ابو جہل نے محمد (ﷺ) کو بڑی بُری گالیاں دی ہیں ایسی کہ میں کہہ نہیں سکتی پھر کچھ سنا بھی دیں مگر وہ ایسے الفاظ ہیں کہ مسلمان ان کو اپنی زبان پر نہیں لاسکتا۔ حضرت حمزہ ؓ کو بڑا غصہ آیا ابو جہل کی تلاش میں چل پڑے ابو جہل ننگے سر گوٹھ مار کر اپنی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اور اپنے دوستوں کیساتھ گپیں مار رہا تھا حضرت حمزہ ؓ نے کمان کے کنارے سے اس کے سر پر چند ضربیں زور زور سے لگائیں کہ وہ زخمی ہو گیا۔ شور پڑ گیا لوگوں نے حضرت حمزہ ؓ سے کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تمہارا دماغ تو نہیں پھر گیا سردار کو مارا ہے۔ فرمایا میں اسکی سرداری نکالتا ہوں اس نے میرے بھتیجے کو گالیاں دیں ہیں یہ ہوتا کون ہے گالیاں نکالنے والا۔ انہوں نے کہا کہ تم تو ہمارے عقیدے کے آدمی ہو اور اپنے عقیدے کے آدمی کو زخمی کر دیا ہے فرمایا پہلے تھا اب نہیں ہوں وہاں سے سیدھے آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچے اور کلمہ پڑھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور مسلمان ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَفَمَنْ يَّعْلَمُ کیا پس وہ شخص جانتا ہے۔ مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ شخص سے مراد حضرت حمزہ ؓ اور اس صفت کے جو لوگ بھی قیامت تک پیدا ہونگے وہ اس میں داخل ہیں کہ کیا پس وہ شخص جو جانتا ہے اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ بیشک وہ چیز جو اتاری گئی ہے آپ کی طرف قرآن اور حدیث وحی آپ کے رب کی طرف یہ شخص جو جانتا ہے حق ہے كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى اس شخص کی طرح ہے جو اندھا ہے دل کا ابوجہل وغیرہ۔ تو جسطرح بینا اور نابینا میں فرق ہے اسی طرح مومن اور کافر میں فرق ہے ایک وہ ہے کہ جس نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں اور کہتا ہے کہ مجھے کچھ نظر نہیں آتا۔ شاعر کہتا ہے......

؎ آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہے

بھلا اس میں قصور کیا ہے آفتاب کا

دن چڑھا ہوا ہو اور مطلع بھی صاف ہو اور کوئی آدمی آنکھیں بند کر کے کہے کہ مجھے سورج دکھاؤ کہاں ہے تو اسکو کون دکھائے گا بھئی آنکھیں کھولے گا تو سورج نظر آئے گا تو جو شخص حق کی تلاش میں ہی نہیں ہے تو اسکو حق کہاں سے نصیب ہوگا جس میں طلب ہوگی اس کو ضرور حق نصیب ہوگا اللہ تعالیٰ بڑا بے پرواہ ہے جبراً ہدایت کسی کو نہیں دیتا اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ پختہ بات ہے نصیحت پکڑتے ہیں عقلمند لوگ۔ لفظ اُولُو، ذُوْ کی جمع ہے اور الباب لُبّ کی جمع ہے لب کا معنیٰ عقل ہے۔ تو اُولُوا الْاَلْبَابُ کا معنیٰ ہے عقل والے۔ تو عقلمند کون ہیں اللہ تعالیٰ عقلمند کن لوگوں کو کہتے ہے اور آج دنیا تو عقلمند ان کو کہتی ہے جنہوں نے راکٹ تیار کیے، میزائل تیار کیے، جہاز تیار کیے، چاند تک پہنچے، زہرہ تک جانے کا ارادہ رکھتے ہیں، کلاشنکوف ایجاد کی ہے اور دیگر مہلک ہتھیار تیار کیے ہیں دنیا کی تباہی کا

سامان تیار کیا ہے۔کلاشنکوف کا موجد میخائیل کلاشنکوف ابھی تک زندہ ہے اس وقت اس کی عمر ۸۰ سال ہے۔اخبارات میں اس کا بیان چھپا ہے وہ اپنی اس ایجاد پر سخت پشیمان ہے کہ میں نے ایسی چیز ایجاد کی کہ جس میں لوگوں کی تباہی اور بربادی ہے کاش کہ میں کوئی ایسا کام کرتا جس سے لوگوں کو فائدہ ہوتا۔تو ایسے لوگوں کو دنیا عقلمند کہتی ہے اللہ تعالیٰ نے کن لوگوں کو عقلمند کہا ہے؟ اور قرآن پاک کی اصطلاح میں عقلمند کون ہیں؟ اسکو اچھی طرح سمجھو۔

عقلمندوں کے اوصاف :

یہ اللہ تعالیٰ نے عقلمندوں کے اوصاف بیان فرمائے ہیں۔فرمایا اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ عقلمند وہ لوگ ہیں جو پورا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عہد کو، اللہ تعالیٰ کا وعدہ کیا ہے؟ ابھی لوگ اس جہان میں نہیں آئے تھے بلکہ عالم ارواح اور عالم میثاق میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو ادراک وشعور عطا فرمایا پھر پوچھا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں قَالُوْا بَلٰى سب نے کہا ہاں آپ ہمارے رب ہیں یہ وعدہ اللہ تعالیٰ نے وادی مُعَرّۃ النُّعْمَان جو عرفات کے میدان میں ہے وہاں لیا تھا۔تو عقلمند وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس عہد کو پورا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو رب نہیں بناتے پھر جب کلمہ پڑھتے ہیں اور ایمان مجمل اور ایمان مفصل کا اقرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْكَامِهٖ میں نے رب تعالیٰ کے سارے احکام قبول کیے ہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار آنحضرت ﷺ کی رسالت کا اقرار یہ تمام چیزیں اس عہد میں داخل ہیں۔دوسری صفت...... وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ اور نہیں توڑتے وہ اللہ تعالیٰ کے عہد کو۔اسی طرح نیک بندوں کیساتھ جو جائز معاہدے کرتے ہیں اسکو بھی نہیں توڑتے بلکہ پورا کرتے ہیں۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شخص وعدہ کر کے پورا نہیں کرتا وہ منافق ہے لہذا کسی کے ساتھ وعدہ نہ کرو اور

کرنا ہے تو تب کرو کہ سمجھو کہ نبھا سکتے ہو پھر دیانتداری کیساتھ اسکو نبھانے کی کوشش کرو۔
حدیث پاک میں آتا ہے کہ منافق کی چار علامتیں ہیں۔
پہلی علامت...... اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو جھوٹ بولنا منافق کی پہلی علامت ہے۔ دوسری علامت...... اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ جب اسکے پاس امانت رکھی جائے گی تو خیانت کرے گا۔ تیسری علامت...... اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ جب کسی کیساتھ وعدہ کریگا تو خلاف ورزی کریگا۔ چوتھی علامت...... اِذَا خَاصَمَ فَجَرَ جب کسی کیساتھ جھگڑا کریگا تو فحش گوئی پر اتر آئیگا گالیاں نکالے گا۔ گالیوں میں تو ہم نے منافقوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے کہ ہم ہنسی خوشی میں بھی ایک دوسرے کو گالیاں دیتے ہیں حالانکہ گالی اتنی بری چیز ہے کہ خدا پناہ! اللہ تعالیٰ کے فرشتے جو ہونٹ کے پاس ہوتے ہیں وہ دور بھاگ جاتے ہیں۔
عقلمندوں کی تیسری صفت...... وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں اس چیز کو کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اسکے بارے میں اَنْ يُّوْصَلَ کہ اسکو ملایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اپنا تعلق اللہ تعالیٰ کیساتھ جوڑنے کا وہ جوڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کیساتھ جوڑنے کا، کتابوں کیساتھ جوڑنے کا وہ جوڑتے ہیں آپس میں صلہ رحمی کرتے ہیں۔ چوتھی علامت...... وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ اور وہ ڈرتے ہیں اپنے رب سے، رب تعالیٰ سے ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ اسکی نافرمانی، اس کی پکڑ، اس کی گرفت اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ عقلمندوں کی پانچویں صفت...... وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ اور ڈرتے ہیں برے حساب سے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت میں انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونگے اور رب تعالیٰ ان سے نیکی

بدی کے بارے میں پوچھیں گے اگر اس وقت حساب میں کامیابی نہ ہوئی تو بہت برا نتیجہ ہو گا اسکا وہ ہر وقت خوف کرتے ہیں۔ چھٹی صفت...... وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ اور وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں اپنے رب کی رضا چاہتے ہوئے۔ وَجْهَ کا معنی رضا ہے نیکیوں پر ڈٹے رہتے ہیں اور برائیوں سے بچتے ہیں تکلیفوں پر صبر کرتے ہیں۔ مسئلہ سمجھ لیں کہ شرعی دائرے میں رہتے ہوئے تکلیف کے ازالے کی کوشش کرنا بیماری کے علاج کرنے کا حکم ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے بندو! جب بیمار ہو جاؤ تو علاج کرو اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی بیماری پیدا نہیں کی جسکا علاج نہ ہو سوائے دو بیماریوں کے ایک بڑھاپا اور دوسری موت، باقی ہر بیماری کا علاج ہے یہ الگ بات ہے کہ حکیم ڈاکٹر کی سمجھ میں نہ آئے تشخیص نہ ہو سکے۔ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا کہ حضرت مجھے دم کر دیں۔ آپ ﷺ نے اس کو دم کیا اور فرمایا کہ فلاں حکیم کے پاس جا کر علاج کراؤ۔ تو دونوں طریقے بتلائے دم روحانی علاج ہے اور حکیم ڈاکٹر کے پاس جانا یہ جسمانی علاج ہے اگر آپ ﷺ یہ نہ فرماتے تو ممکن ہے اسکا ذہن اس میں بند ہو جاتا کہ علاج صرف دم کرانا ہی ہے، دوا لینا بھی علاج ہے۔ آنحضرت ﷺ کے دور میں حارث ابن کلاہ ؓ بڑا ماہر حکیم تھا سرزمین عرب میں اسکی بڑی شہرت تھی اس نے دو باتیں کہی ہیں وہ سب کو یاد رکھنی چاہئیں۔ فرماتے ہیں رَأْسُ الدَّاءِ الْبِطْنَةُ وَرَأْسُ الدَّوَاءِ الْحِمْيَةُ "بیماریوں کی جڑ پیٹ بھر کر کھانا ہے اور اصل علاج پرہیز ہے۔" تو علاج کرانا نہ صبر کیخلاف ہے اور نہ توکل کیخلاف ہے بلکہ جو شخص اس سلسلے میں اپنے اوپر خرچ کریگا بیوی بچوں پر خرچ کریگا بہن بھائیوں میں سے کسی پر خرچ کریگا یہ سمجھتے ہوئے کہ آنحضرت ﷺ نے حکم دیا ہے جو جتنے پیسے خرچ کریگا ان کا اسکو ثواب ملے گا شفا ہو یا نہ ہو کہ شفا تو رب تعالیٰ کے پاس ہے بات

نیت کی ہے نیت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے اسلئے جب بھی اپنا یا کسی کا علاج کراؤ تو یہ نیت کرلو کہ آنحضرت ﷺ کا حکم ہے اسلئے میں علاج کراتا ہوں۔ساتویں صفت...... وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ اور قائم کرتے ہیں نماز کو۔نماز وقت پر قاعدے کے مطابق پابندی کیساتھ پڑھتے ہیں عقلمندوں کے مرد بھی اور عورتیں بھی۔آٹھویں صفت وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً اور خرچ کرتے ہیں اس میں سے جو ہم نے انکو رزق دیا ہے مخفی بھی اور ظاہری طور پر بھی۔اگر کسی کی نیت صاف ہے ریا نہیں ہے اور کھلے طور پر صدقہ خیرات کرتا ہے تو یہ بھی جائز ہے اور مخفی طور پر دیتا ہے تو یہ بھی جائز ہے لیکن جہاں ریا کا شبہ ہو وہاں مخفی طور پر دینا ہی بہتر ہے۔حدیث پاک میں آتا ہے سات قسم کے آدمی عرش کے سائے کے نیچے ہونگے جب عرش کے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔ان میں سے ایک شَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ ''وہ نوجوان ہوگا جس کی جوانی اللہ تعالیٰ کی بندگی میں گذری۔'' جوانی میں عبادت کا بڑا ثواب ہے بوڑھا ہو کر بھی بندہ عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کسی کی عبادت کو ضائع نہیں کرتا مگر عزیز یاد رکھنا! جو ثواب جوانی کی عبادت کا ہے بڑھاپے کی عبادت کا وہ نہیں ہے۔اور ایک وہ ہوگا جو دائیں ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے تو بائیں کو پتہ نہیں چلتا۔اتنے اخلاص کیساتھ ریا سے بچتے ہوئے خرچ کرتا ہے۔اور ان میں ایک وہ ہوگا قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسْجِدِ ''جس کا دل مسجد کیساتھ لٹکا ہوا ہے۔'' ایک نماز پڑھی دوسری کی فکر ہے دوسری پڑھی تیسری کی فکر ہے تیسری پڑھی چوتھی کی فکر ہے۔یہ لوگ اس دن عرش کے سائے کے نیچے ہونگے جب پچاس ہزار سال کا لمبا دن ہوگا اور سورج میل دو میل کی مسافت پر ہوگا لوگ پسینے میں ڈوبے ہوئے ہونگے عرش کے علاوہ کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔عقلمندوں کی نویں صفت...... وَیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ اور وہ ٹالتے ہیں بھلائی کیساتھ برائی کو اور یہ

معنی بھی کرتے ہیں کہ اگر ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً نیکی کرتے ہیں کیونکہ نیکی کی برکت سے گناہ ختم ہو جاتے ہیں تو نیکی کیساتھ برائی کو ٹال دیتے ہیں تو ان خوبیوں والے عقل مند ہیں پھر نتیجہ کیا ہوگا اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عُقْبَی الدَّارِ وہ لوگ ہیں جن کیلئے آخرت کا گھر ہے۔ وہ آخرت کا گھر کیا ہے؟ جَنّٰتُ عَدْنٍ رہنے کے باغات ہیں ہمیشگی کے باغات ہیں دنیا کے باغوں میں موسم میں پھل لگتا ہے آگے پیچھے نہیں ہوتا جنت کے پھل ہمیشہ ہونگے۔ لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ [سورۃ الواقعہ] ''وہ کبھی ختم ہونے میں نہیں آئیں گے۔'' ایک دانہ توڑا فوراً دوسرا لگ گیا اور کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہوگی دنیا والے کیوں روکتے ہیں اسلئے کہ یہ ان کی ضرورت ہے پیسے کم ہوتے ہیں اور وہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہوگی یَدْخُلُوْنَھَا یہ عقلمند ان میں داخل ہونگے وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِھِمْ وَاَزْوَاجِھِمْ وَذُرِّیّٰتِھِمْ اور وہ بھی داخل ہونگے جو نیک ہیں ان کے باپ دادا میں سے، ان کی بیویوں میں سے اور ان کی اولادوں میں سے وَالْمَلٰٓئِکَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْھِمْ اور فرشتے داخل ہوں گے ان پر کمروں میں مِنْ کُلِّ بَابٍ ہر دروازے سے۔ چونکہ بڑی بڑی کوٹھیاں ہونگی ان کے مختلف دروازوں سے فرشتے داخل ہونگے اور کہیں گے سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ سلام ہو تم پر اے اللہ کے نیک بندو! کیوں؟ بِمَا صَبَرْتُمْ اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا، دنیا میں تکلیفیں برداشت کیں، نمازوں پر ڈٹے رہے، روزوں پر ڈٹے رہے، گناہوں سے تم نے صبر کیا فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ پس کیا اچھا ہے آخرت کا گھر۔ یہ رب تعالیٰ نے تمہیں نصیب فرمایا ہے۔ یاد رکھنا! یہ عقلمندوں کی خوبیاں ہر ایک کو یاد ہونی چاہئیں۔ رب تعالیٰ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے۔ (آمین)

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ اور وہ لوگ جو توڑتے ہیں عَهْدَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے وعدے کو مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ بعد اس کے مضبوط کرنے کے وَيَقْطَعُوْنَ اور قطع کرتے ہیں مَآ اَمَرَ اللّٰهُ اس چیز کو کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ کہ اسکو جوڑا جائے وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اور فساد مچاتے ہیں زمین میں اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وہ لوگ ہیں ان کیلئے لعنت ہے وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ اور ان کیلئے برا گھر ہے اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ اللہ تعالیٰ کشادہ کرتا ہے رزق جس کیلئے چاہتا ہے وَيَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اور یہ لوگ خوش ہوگئے ہیں دنیا کی زندگی پر وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اور نہیں ہے دنیا کی زندگی فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ آخرت کے مقابلے میں مگر تھوڑا سا سامان وَيَقُوْلُ

الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیَۃٌ کیوں نہیں اتاری گئی اس نبی پر کوئی نشانی مِّنْ رَّبِّہٖ اس کے رب کی طرف سے قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ بیشک اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے جسکو چاہے وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ اَنَابَ اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف اسکو جو رجوع کرتا ہے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وہ لوگ جو ایمان لائے وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ اور مطمئن ہوئے ان کے دل بِذِکْرِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے ذکر کیساتھ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ خبردار اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ دل مطمئن ہوتے ہیں اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کیے اچھے طُوْبٰی لَھُمْ ان کو مبارک ہو وَحُسْنُ مَاٰبٍ اور اچھا ٹھکانہ۔

اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے عقلمندوں کی اوصاف بیان فرمائیں کہ انہوں نے اپنے رب کیساتھ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی والا جو وعدہ کیا تھا اس کو نبھایا اور وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں، تکلیفوں پر صبر کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو انکو رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں برائی کو بھلائی کیساتھ ٹالتے ہیں۔ اب ان کے مقابلے میں جو نافرمان ہیں ان کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ اور وہ لوگ جو توڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عہد کو، میثاق والے دن جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کیساتھ وعدہ کیا تھا بَلٰی کیوں نہیں آپ ہمارے رب ہیں اور دنیا میں آکر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور رب بنا لئے ہیں اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ [سورۃ التوبہ:۳۱] ''بنا لیا ہے انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو

رب اللہ تعالیٰ کے سوا'' اللہ تعالیٰ کیساتھ کئے ہوئے وعدے کو توڑ دیا اسی طرح جب ایمان مفصل پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ ''اور میں نے رب کے سارے احکام قبول کئے۔'' پھر رب کے احکام نہیں مانتے ان پر نہیں چلتے تو یہ کلمہ پڑھ کر اس وعدے کو توڑتے ہیں مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ اس کو پکا کرنے کے بعد وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اور قطع کرتے ہیں توڑتے ہیں اس چیز کو کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس کے بارے میں اَنْ يُّوْصَلَ کہ اسکو جوڑا جائے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا رب کیساتھ تعلق جوڑنے کا پیغمبروں کیساتھ تعلق جوڑنے کا وہ نہیں جوڑتے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اس کی کتابوں کیساتھ اسلام اور شریعت کیساتھ جوڑو، وہ نہیں جوڑتے پھر اس نے آپس میں صلہ رحمی کا حکم دیا ہے وہ نہیں کرتے غرضیکہ ہر چیز میں مخالفت کرتے وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اور فساد مچاتے ہیں زمین میں۔

فساد فی الارض کی حقیقت :

یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں اور اس کو یاد رکھنا کہ فساد صرف لڑائی جھگڑے کا ہی نام نہیں ہے بلکہ دوسرے آدمی کے سکون میں خلل ڈالنے کا نام بھی فساد ہے اور شریعت اس کو پسند نہیں کرتی۔ چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی'' کی مشہور تفسیر تفسیر مظہری اور دیگر کتابوں میں بھی ہے کہ اگر مسجد میں ایک شخص بھی نماز پڑھ رہا ہو تو بلند آواز سے قرآن شریف پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ اسکی نماز میں خلل پیدا ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی سویا ہوا ہے تو بلند آواز سے ذکر کرنا جائز نہیں کہ اسکی نیند میں خلل پیدا ہوگا تو یہ بھی فساد کی ایک قسم ہے۔ اور آٹھویں پارے میں تم پڑھ چکے ہو کہ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ''پکارو اپنے رب کو عاجزی کرتے ہوئے اور آہستہ بیشک وہ

محبت نہیں کرتا تجاوز کرنے والوں کیساتھ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا اور فساد نہ مچاؤ زمین میں اصلاح کے بعد وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اور اسی کو پکارو ڈرتے ہوئے اور طمع کرتے ہوئے۔" تو اونچی آواز سے پکارنے اور ذکر کرنے کو بھی اللہ تعالیٰ نے فساد فی الارض میں داخل کیا ہے۔ اور یہ قرآن کا حکم ہے کہ فساد مچانے والے بڑے مجرم ہیں اُولٰٓئِکَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو توڑتے ہیں ان کیلئے لعنت ہے وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ اور ان کیلئے برا گھر ہے اور وہ دوزخ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد عورت کو دوزخ سے بچائے۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حلال حرام کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ انسان حلال حرام کی تمیز ختم کر دے اور چوری ڈاکے مکر فریب شروع کر دے تو ایسے لوگوں کے قریب بھی نہ جانا۔

اکل حرام سے نیکی متاثر ہوتی ہے :

اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ اللہ تعالیٰ کشادہ کرتا ہے بڑھاتا ہے رزق جس کیلئے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی تنگ کرتا ہے جو کسی کے نصیب میں لکھا ہے وہ اسکو ملے گا لہذا حلال کماؤ حرام طریقے سے حاصل نہ کرو کئی دفعہ تم سن چکے ہو ابو داؤد شریف صحاح ستہ کی مشہور کتاب ہے اس میں حدیث آتی ہے کہ اگر کسی شخص کے بدن پر کرتا ہے جسکی مالیت دس روپے ہے اس میں نو روپے تو حلال ہیں اور ایک روپیہ حرام کا ہے جب تک اس نے وہ کرتا پہنا ہوا ہے اسکی کوئی نماز قبول نہیں ہوگی اور حضرت سعد ابن ابی وقاص ﷛ کی روایت تفسیر ابن کثیر میں موجود ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک لقمہ حرام کا کوئی کھالے تو اسکی چالیس دن چالیس راتیں دعا قبول نہیں ہوتی اس سے معلوم ہوا کہ اکل حرام کا بھی انسان کی نیکی پر بڑا اثر ہوتا ہے اور یاد رکھنا کہ حرام صرف وہی نہیں ہے جو چوری اور

رشوت کے ذریعے آئے بلکہ اذان ہونے اور سننے کے بعد سودا خریدنا بیچنا حرام ہے روزے کھا کر کمائی کرتا ہے وہ حلال نہیں ہے ملازم آدمی اگر پوری ڈیوٹی نہیں دیتا ملازمت کا جو ٹائم ہے پورا نہیں دیتا اس کی کمائی بھی حلال کی نہیں ہے اور یہ تو نص قطعی سے ثابت ہے جمعہ کی اذان کے بعد بیچنا، کھانا اور چلنا اور ہر وہ کام جسکا تعلق جمعہ کیساتھ نہیں ہے وہ مکروہ تحریمی ہے حتیٰ کہ اگر جمعہ کی اذان کے بعد نکاح بھی ہو تو دوبارہ پڑھنا پڑھے گا اسی حرام خوری کی وجہ سے ہماری نیکیوں کا کوئی ہم پر اثر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ حرام سے بچائے اور محفوظ رکھے۔ تو رزق اللہ تعالیٰ ہی کشادہ کرتا ہے وہی تنگ کرتا ہے۔

وظیفہ دفع تنگی رزق :

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ اگر کسی پر رزق کی تنگی ہو تو توجہ کیساتھ ہر نماز کے بعد تین دفعہ یَا رَحِیْمُ یَا کَرِیْمُ یَا بَاسِطُ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے کوئی نہ کوئی سبیل پیدا فرما دیگا بشرطیکہ نہ نماز چھوٹے اور نہ وظیفہ چھوٹے اور اگر ساتھ یَا رَزَّاقُ بھی ملا لے تو نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہو جائیگا یہ سب اللہ تعالیٰ کے پیارے نام ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا اور یہ لوگ خوش ہو گئے ہیں دنیا کی زندگی پر وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا مَتَاعٌ اور نہیں ہے دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں مگر تھوڑا سا سامان تھوڑا سا فائدہ ہے آخرت کی زندگی بڑی طویل ہے دنیا کی زندگی اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کی عمر چودہ سو سال تھی وفات کے وقت کسی نے ان سے پوچھا حضرت دنیا میں بڑا عرصہ رہے ہو دنیا کو کیسے دیکھا ہے؟ فرمایا اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے ایک گھر ہے اس کے دو دروازے ہیں ایک دروازے سے داخل ہوا ہوں اور

دوسرے سے نکل گیا ہوں ۔ یہ ہے دنیا کی زندگی کی حقیقت مگر ہم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ رب سے ہم نے پٹہ لکھوایا ہوا ہے ۔عزیزو! موت کو کبھی نہ بھولو موت کو ہر وقت پیش نظر رکھو۔ جو موت کو یاد رکھے گا وہ گناہوں سے بچے گا اور اسکو نیکی کی توفیق ہوگی۔

فرمائشی معجزہ کا مطالبہ :

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ کیوں نہیں اتاری گئی اس پیغمبر ﷺ پر کوئی نشانی معجزہ اس کے رب کی طرف سے یعنی ان کا منہ مانگا اور فرمائشی معجزہ کہ صفا مروہ پہاڑی سونے کی ہو جائے ، یہاں باغ ہوں ان میں نہریں چلتی ہوں اور آپ ﷺ کیلئے سونے کی کوٹھی ہو۔ قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ بیشک اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف اسکو جو رجوع کرتا ہے۔ایک بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ آتا ہے جس کا معنی ہے گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے سطحی قسم کے لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ جب رب خود گمراہ کرتا ہے تو پھر اس میں ہمارا کیا دخل ہے اور ہم کیا کر سکتے ہیں؟ ہمارے بس میں تو بات ہی کوئی نہیں ہے ہمارا کیا قصور ہے ۔لہذا اس آیت کو سامنے رکھو اور یاد رکھو قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ بیشک اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف اسکو جس نے رجوع کیا۔اور رجوع کس طرح ہوگا؟ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وہ لوگ جو ایمان لائے خود اپنی مرضی اور اختیار کیساتھ یہ رجوع کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۶۴ میں ہے وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ''اور اللہ تعالیٰ کافر قوم کو

ہدایت نہیں دیتا جبراً۔'' اور سورۃ الاحقاف آیت نمبر ۱۰ میں ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ''بیشک اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا جبراً۔'' اور سورۃ الکہف میں ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ ''پس جو چاہے ایمان لائے اپنی مرضی سے اور جو چاہے کفر اختیار کرے اپنی مرضی سے اپنے اختیار سے۔'' اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو جنات میں سے اور انسانوں میں سے اختیار دیا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے نیکی بدی کر سکتے ہیں اور ہدایت اسکو دیتا ہے جو اسکی طرف رجوع کرتا ہے۔ اس آیت کو سامنے رکھو کہ ''اور گمراہ ان کو کرتا ہے جو غلط راستے پر چلتے ہیں۔'' سورۃ صف میں ہے فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ ''پس جب انہوں نے کجروی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے۔'' تو جبراً کسی کو گمراہ نہیں کرتا جب وہ اپنے لئے گمراہی پسند کرتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ انکو گمراہ کر دیتا ہے اور جو حق کی تلاش میں نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے دیتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا [العنکبوت:۶۹] ''اور وہ لوگ جو ہماری طرف آتے ہیں ہم ضرور ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔'' اللہ تعالیٰ کا ضابطہ ہے نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی [النساء:۱۱۵] ''ہم اسکو پھیر دیں گے اسی طرف جس طرف اس نے رخ کیا۔'' تو جس طرف کوئی چلنا چاہے رب اسکو اس طرف چلا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ نیکی پر جبر کرتے ہیں نہ بدی پر جبر کرتے ہیں۔ عزیزو، برخوردارو اور میرے بیٹو! اس آیت کو اچھی طرح یاد رکھنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اور مطمئن ہوئے دل انکے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ خبردار اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں دلوں کو اطمینان اللہ تعالیٰ کے ذکر کی برکت سے نصیب ہوتا ہے۔

قرآن پاک سے بڑا وظیفہ اور کوئی نہیں :

قرآن پاک سے بڑا وظیفہ اور کوئی نہیں ہے پھر اس کے بعد درود شریف کثرت سے پڑھو اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ پڑھو تیسرا کلمہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اور استغفار کثرت سے پڑھو تو جو بھی نیکی کرو گے اس کی برکت سے تمہارے دلوں کو اطمینان نصیب ہوگا۔ فرمایا اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کئے اچھے طُوْبٰى لَهُمْ انکو مبارک ہو، طوبیٰ کا معنٰی خوشحالی اور مبارک بادی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ اِلَى الْغُرَبَآءِ ''اسلام کی ابتدا غریبوں میں ہوئی غریب لوگوں نے اسلام کی حمایت زیادہ کی ہے اور اسلام لوٹے گا اور رہے گا غریبوں میں فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَآءِ اے غریبو! میری طرف سے تمہیں مبارک باد ہو۔'' غریبوں کو آنحضرت ﷺ نے مبارکباد دی ہے اس لئے کہ ان کے دلوں میں ایمان ہے۔ اس وقت بھی جو امیر طبقہ ہے ان کو دین سے بہت کم نسبت ہے ہزار میں سے ایک شخص بھی دیندار ہو امیر لوگوں میں سے تو غنیمت ہے اور غریب اکثر دیندار ہیں الحمد للہ! لہٰذا اپنی غربت پر پریشان نہ ہو غریبوں کو آنحضرت ﷺ نے مبارکباد دی ہے وَحُسْنُ مَاٰبٍ اور اچھا ٹھکانہ۔ مرنے کے بعد جنت میں جائیں گے جس سے بہتر جگہ تصور میں نہیں آسکتی۔

خرافات کی کوئی حقیقت نہیں:

ایک آدمی نے سوال کیا کہ میاں محمد یوسف نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دعوت کی تھی اور دعوت کیلئے بکری ذبح کی تھی ان کے بیٹوں نے جب بکری

ذبح ہوتے دیکھی تو ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو ذبح کردیا اور پھر اسی چھری سے اپنے آپ کو ذبح کرلیا جب آپ ﷺ تشریف لائے تو حضرت جابر ﷺ سے پوچھا کہ بچے کہاں ہیں تو انہوں نے واقعہ سنایا تو آپ ﷺ ان مردہ بچوں کے پاس تشریف لے گئے اور کچھ پڑھا تو وہ دونوں بچے زندہ ہوگئے، آیا ایسا کوئی واقعہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

جواب: ایسا کوئی واقعہ نہیں ہے یہ نری خرافات ہیں اتنی بات صحیح ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی دعوت کی تھی اس دعوت میں ساڑھے تین سیر جو کا آٹا تھا اور چھوٹی سی ٹیڈی بکری تھی جو ایک ہزار آدمیوں نے کھائی تھی اور یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ تھوڑا کھانا زیادہ ہوا، یہ بچوں کے ذبح کرنے اور مرنے کا واقعہ نری خرافات ہیں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

کَذٰلِكَ

اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاۡ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ۭ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ۭ اَفَلَمْ يَايْــــَٔـسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

کَذٰلِکَ اَرْسَلْنٰکَ فِیْٓ اُمَّةٍ اسی طرح بھیجا ہم نے آپ کو رسول بنا کر ایک امت میں قَدْ خَلَتْ تحقیق گزر چکی ہیں مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ اس سے پہلے بہت سی امتیں لِّتَتْلُوَاۡ عَلَیْهِمُ تاکہ آپ تلاوت کریں ان پر الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وہ کتاب جو ہم نے وحی کی ہے آپ کی طرف وَهُمْ یَکْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ اور وہ انکار کرتے ہیں رحمٰن کا قُلْ آپ کہہ دیں هُوَ رَبِّیْ وہ میرا رب ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں کوئی معبود اس کے سوا عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ اسی پر میں نے توکل کیا ہے وَاِلَیْهِ مَتَابِ اور اسی کی طرف میرا رجوع کرنا ہے وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا اور اگر کوئی ایسا قرآن ہوتا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ جس کے ذریعے چلا دیے جاتے پہاڑ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ یا ٹکڑے ٹکڑے کردی جاتی اس کے

ذریعے زمین اَوْ کُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى یا اس کے ذریعے مردوں سے کلام کیا جاتا بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا بلکہ اللہ تعالیٰ کیلئے ہے سارا معاملہ اَفَلَمْ يَايْئَسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا کیا پس نہیں جانتے وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اس بات کو کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا البتہ ہدایت دیدے سب لوگوں کو وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں تُصِيْبُهُمْ پہنچتی رہے گی انکو بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اس وجہ سے جو انہوں نے کیا ہے مصیبت اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ یا آپ اتریں ان کے گھروں کے قریب حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ یہانتک کہ آجائے اللہ تعالیٰ کا وعدہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں خلاف کرتا وعدے کے۔

امتِ محمدیہ ﷺ کی فضیلت :

كَذٰلِكَ اسی طرح یعنی جسطرح ہم نے پہلی امتوں کی طرف ہدایت کیلئے پیغمبر بھیجے ہیں اسی طرح اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ بھیجا ہم نے آپ کو رسول بنا کر ایک امت میں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک بہت ساری امتیں گذری ہیں اور بہت سارے پیغمبر گذرے ہیں جن کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور انعام ہے کہ اس نے ہمیں تعداد معلوم کرنے اور جاننے کا پابند نہیں بنایا اگر ہمیں اس بات کا مکلف اور پابند بناتا تو ہمارے لئے بڑی مشکل تھی بس ہمارے ایمان کیلئے اتنی بات کافی ہے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ''ایمان لایا میں اللہ تعالیٰ پر اور اسکے فرشتوں پر اور اسکی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔'' پہلے پیغمبر آدم علیہ السلام ہیں اور آخری پیغمبر

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں ان کے بعد دنیا میں کوئی پیغمبر پیدا نہیں ہو سکتا۔ آپ امام الانبیاء ہیں سید الکائنات ہیں آپ کا مقام تمام پیغمبروں میں بلند ہے اور آپ کی امت کا درجہ بھی بلند ہے۔ سب سے پہلے جنت میں آنحضرت قدم رکھیں گے پھر آپ کی امت آپ ﷺ کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر عمر رضی اللہ عنہ پھر عثمان رضی اللہ عنہ پھر علی رضی اللہ عنہ اور قیامت والے دن حساب بھی سب سے پہلے آپ ﷺ کی امت کا ہوگا حالانکہ قاعدے کے مطابق اس امت کا حساب آخر میں ہونا چاہئے تھا کیونکہ یہ امت آخر میں آئی ہے۔ اس امت کو اللہ تعالیٰ نے کتنی شان اور عظمت عطا فرمائی ہے اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی اے پروردگار! تو نے مجھے نبوت و رسالت عطا فرمائی مجھے انجیل عطا کی یہ آپ کا میرے اوپر بڑا فضل و کرم اور انعام ہے آپ کی نوازش ہے میں نے آنے والی امت کی فضیلت دیکھی اور پڑھی ہے اے پروردگار! مجھے اس امت میں سے بھی کھڑا کر دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ رکھا ہوا ہے وہ اس امت میں آ کر چالیس سال حکومت کریں گے ہماری طرح پانچ نمازیں پڑھیں گے حالانکہ بنی اسرائیل پر دو نمازیں تھیں۔ اور انتیس تیس روزے رکھیں گے جو رمضان کے ہیں قرآن و حدیث اور اسلام کے مطابق فیصلے کریں گے اور جن جن علاقوں پر ان کا کنٹرول ہو گا ان علاقوں میں کافروں کا نام و نشان مٹ جائیگا صرف اسلام ہی اسلام ہو گا لوگوں کے درمیان آپس میں اتنی الفت اور محبت ہو گی کہ جس کا کوئی حساب ہی نہیں ہے انسان تو انسان حیوان ایک دوسرے کو نہیں چھیڑیں گے۔ حدیث میں آتا ہے کہ بکریاں بھیڑیوں میں چرتی رہیں گی نہ بکریاں بھیڑیوں سے ڈریں گی اور بھیڑیئے ان کو چھیڑیں گے سانپوں کیساتھ بچے کھیلیں گے مگر وہ ان کو ڈسیں گے نہیں ایسا امن اور سکون ہو گا کہ جس کی

کوئی مثال نہیں برکتیں ہی برکتیں ہونگی۔لوگ زکوۃ لئے پھریں گے کوئی زکوۃ لینے والا نہیں ہوگا ایسی آسودگی ہوگی کہ کسی کوکسی سے لینے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی یقین مانو یہ سب کچھ ہوگا۔

نبی کریم ﷺ کے کام :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ تحقیق گذر چکی ہیں اس سے پہلے بہت سی امتیں ہم نے آپ کورسول بنا کر بھیجا ہے لِتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ تا کہ آپ ان پر تلاوت کریں الَّذِیْ وہ کتاب اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ جو ہم نے وحی کی ہے آپ کی طرف اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے ذمہ جو کام لگائے تھے ان میں سے ایک قرآن پاک کی تلاوت کرنا تھا۔ چونکہ آپ ﷺ کے اول مخاطبین عربی لوگ تھے مادری زبان تھی بہت سارے مضمون خود بخود سمجھ جاتے تھے۔آپکا دوسرا کام تھا وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ اور وہ ان کو کتاب کی تعلیم دیتا ہے۔بعض آیات ایسی تھیں کہ جن کا صحیح مفہوم صحابہ کرام نہیں سمجھتے تھے آپ انکو اس کی تعلیم دیتے تھے۔تیسرا کام تھا حِكْمَةً تعلیم حکمت، حکمت کا معنی ہے سنت، حدیث۔آپ ﷺ سنت اور حدیث کی تعلیم دیتے تھے اور آپ ﷺ کا چوتھا کام تھا وَيُزَكِّيْهِمْ آپؐ ان کا تزکیہ کرتے تھے باطنی صفائی، دلوں کی صفائی، حقیقتاً تو رب تعالیٰ کرتا ہے لیکن آپ ﷺ جو اسباق بتلاتے تھے ان کے ذریعے لوگوں کے دلوں کی صفائی ہوتی تھی۔کل کے سبق میں تم پڑھ چکے ہو اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ''خبردار اللہ تعالیٰ کے ذکر کیساتھ ہی دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔'' ذکر جتنے اخلاص کیساتھ کیا جائے گا اتنی ہی دل کی صفائی ہوگی اللہ تعالیٰ کیساتھ محبت بڑھے گی، قبر کا خیال پیدا ہوگا، آخرت کی فکر پیدا ہوگی حلال حرام کی تمیز ہوگی لہذا کثرت کیساتھ ذکر کیا کرو۔تو فرمایا تا کہ آپ ﷺ تلاوت کریں ان پر اس کتاب

کی جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ اور وہ انکار کرتے ہیں رحمٰن کا۔

صلح حدیبیہ اور انکارِ رحمٰن کی صورت :

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب صلح کی شرائط طے ہوگئیں تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اُكْتُبْ بسم الله الرّحمٰن الرّحيم ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھ دیا۔ یہ خوب نویس بھی تھے اور زود نویس بھی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط بہت اچھا تھا اور بڑی جلدی لکھتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ دیا تو کافروں کے نمائندے سہیل ابن عمرو جو بعد میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوگئے تھے کہنے لگے ہم یہ نہیں لکھنے دیں گے یہ تمہاری علامت ہے۔ اس کی جگہ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھو۔ اس کا معنیٰ ہے اے اللہ تیرے نام کیساتھ شروع کرتے ہیں۔ دور جاہلیت میں بھی جب وہ خط لکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ کے نام کیساتھ لکھتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم رحمٰن کو نہیں جانتے ؟ کہنے لگے ہم رحمٰن کو نہیں جانتے۔ یہ انہوں نے ضد کی وجہ سے کہا ورنہ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ان کے نام عبدالرحمٰن تھے۔ مثلاً عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ۔ تو رحمٰن کے لفظ کو بھی جانتے تھے اور مفہوم بھی سمجھتے تھے لیکن آپ ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھوایا تو انکار کر گئے کہ ہم نے نہیں لکھنا اسی کا ذکر ہے کہ وہ انکار کرتے ہیں رحمٰن کا۔ قُلْ آپ کہہ دیں هُوَ رَبِّيْ وہ رحمٰن میرا رب ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں کوئی معبود اس کے سوا۔ اِلٰہ کا معنیٰ معبود، حاجت روا، مشکل کشا، دستگیر، فریادرس یہ سب الٰہ کے معانی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا نہ کوئی معبود ہے نہ کوئی مشکل کشا ہے نہ کوئی حاجت روا ہے نہ کوئی فریادرس ہے، نہ کوئی عبادت کے لائق ہے، نہ کوئی نذر و نیاز کے لائق ہے مگر وہی ہے۔

توکل کا معنیٰ :

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ اسی اللہ تعالیٰ کی ذات پر میں نے توکل کیا ہے۔توکل کا معنیٰ ہے ظاہری اسباب کو اختیار کر کے نتیجہ رب تعالیٰ پر چھوڑ دینا اور ظاہری اسباب کو نہ اختیار کرنا یہ تَعَطُّلْ ہے توکل نہیں۔تعطل کا معنیٰ ہے چھٹی چھوڑ دینا۔آنحضرت ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ جب کوئی آدمی آپ ﷺ کے پاس آتا تھا تو آپ ﷺ پوچھتے تھے بھائی کہاں سے آئے ہو کون ہو کیوں آئے ہو؟ کس کے مہمان ہو؟ کیونکہ اگر وہ آپ کے پاس آیا ہے تو اس کے کھانے پلانے کی ذمہ داری آپ ﷺ پر ہوتی تھی۔ایک شخص آپؐ کے پاس آیا آپ ﷺ نے اس سے مذکورہ سوالات کیے تو اس نے کہا کہ حضرت میں آپ کے پاس آیا ہوں۔فرمایا تم اکیلے ہو یا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ کہنے لگا اکیلا ہوں، پیدل آئے ہو یا سوار ہو کر ؟ کہنے لگا اونٹنی پر سوار ہو کر آیا ہوں۔فرمایا اونٹنی کہاں ہے؟ کہنے لگا میں نے باہر کھلی چھوڑ دی ہے توکل کرتے ہوئے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا قَيِّدْهَا ثُمَّ تَوَكَّلْ پہلے اس کی ٹانگیں باندھو پھر توکل کرو۔یہ توکل نہیں ہے کہ تم اس کو کھلا چھوڑ دو اور کہو کہ میں توکل کرتا ہوں۔مولانا رومؒ فرماتے ہیں......

؎ گفت پیغمبر بآواز بلند   بر توکل زانوئے اشتر ببند

''آنحضرت ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا تاکہ سب سن لیں پہلے اونٹنی کی ٹانگیں باندھو پھر توکل کرو۔'' یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے محض دعاؤں پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسباب کو اختیار کیا ہے۔بدر کے مقام پر تشریف لے گئے، احد کے مقام پر پہنچے، خندق کھودی، حدیبیہ پہنچے اگر نری دعاؤں سے مسائل حل ہوتے تو آپ ﷺ محراب میں بیٹھ کر کہہ دیتے وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ کافر قوم پر ہماری مدد فرما۔اور ظاہری اسباب اختیار نہ

کرتے حالانکہ آپ ﷺ نے ظاہری اسباب اختیار کئے ہیں۔ احد کے موقع پر آپ ﷺ نے دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں تو ظاہری اسباب اختیار کر کے نتیجہ رب تعالیٰ پر چھوڑ دینے کا نام توکل ہے وَاِلَیْـہِ مَتَابِ اور اسی کی طرف میرا رجوع کرنا ہے۔ تَـابَ یَتُوْبُ کا معنی ہے رجوع کرنا اور متاب مصدر میمی ہے۔ اور لفظ 'ی' جو ضمیر ہے متکلم کی وہ یہاں محذوف ہے اصل میں تھا مَتَـابِی میرا لوٹنا۔ تو معنی ہوگا اللہ تعالیٰ کی ہی طرف ہے میرا رجوع کرنا ظاہراً بھی اور باطناً بھی جو رب چاہے وہ ہوتا ہے بندے کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ آگے ان لوگوں کی ضد کا ذکر فرماتے ہیں کہ یہ لوگ صحیح بات سننے اور سمجھنے کیلئے تیار نہیں ہیں ضد پر اڑے ہوئے ہیں من پسند نشانیاں مانگتے رہتے ہیں اور طرح طرح کے مطالبات کرتے رہتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ اس قرآن کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آؤ یا اس کو تبدیل کر دو۔

عظمتِ قرآن :

حالانکہ یہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں عظیم کتاب ہے بڑی عظمتوں اور شانوں والی ہے۔ اسکو دیکھنا ثواب، اسکو باوضو ہاتھ لگانا ثواب، اسکو پڑھنا ثواب اور ثواب بھی اتنا کہ ایک ایک حرف کے بدلے دس دس نیکیاں ہیں۔ مثلاً اِلَیْـہِ میں الف الگ حرف، لام الگ حرف، 'ی' الگ حرف، 'ہ' الگ حرف ہے تو اِلَیْـہِ پڑھنے والے کو چالیس نیکیاں ملتی ہیں اور یہ بھی عام حالات میں رمضان المبارک کے مہینے میں ایک ایک حرف کے بدلے ستر ستر نیکیاں ہیں اس لئے قرآن پاک کی تلاوت کو اپنے اوپر لازم کر لو اور **رمضان المبارک کے** مہینہ میں نیکیوں کا بڑھنا صرف قرآن کیساتھ خاص نہیں ہے ہر نیکی کا **اجر ستر گنا بڑھ جاتا ہے لہٰذا** رمضان شریف کا مہینہ ہے درود شریف کثرت سے پڑھو، توبہ استغفار کرو، تیسرا کلمہ پڑھو، روزے داروں کے روزے افطار کراؤ۔ حدیث پاک میں آتا

ہے کہ جس نے کسی کا روزہ افطار کرایا اسکو روزے کا ثواب ملے گا اور رکھنے والے کے ثواب میں بھی کمی نہیں آئے گی صحابہ کرام ﷺ نے سوال کیا کہ حضرت افطاری کیلئے تو ایک آدھ کھجور بھی کافی ہے مطلب یہ ہے کہ ایک کھجور سے افطار کرانے والے کو پورے روزے کا ثواب۔ فرمایا تعجب والی بات کیا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت اس سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ لہذا یہ جو رمضان کے تھوڑے سے دن رہ گئے ہیں مرد عورتیں سب جوق در جوق شوق سے عبادت کرو خصوصاً جو آگے طاق راتیں آرہی ہیں ان میں عبادت کرو اور اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ آگے پیچھے چھوڑ دو۔ نہیں! بلکہ عزم کرو جو نیکی شروع کی ہے اسکو نہیں چھوڑیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ فصلی بٹیرے نہ بنو کہ رمضان المبارک میں آؤ اور آگے پیچھے اڑ جاؤ۔ تو یہ قرآن کریم بڑی عظیم کتاب ہے دلوں میں انقلاب پیدا کرنے والی کتاب ہے، اللہ تعالیٰ کیساتھ تعلق جوڑنے والی کتاب ہے پھر اسکو نہیں مانتے تو ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے یہ **کفر شرک** پر اڑ گئے ہیں لہذا ان کے مطالبے پر کوئی ایسا قرآن اتار دیں کہ اسکو پڑھ کر پہاڑوں پر پھونک دیا جاتا تو پہاڑ چل پڑیں، زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے، مردے بولنے لگ جائیں، انہوں نے پھر بھی نہیں ماننا ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ** اور اگر کوئی ایسا قرآن ہوتا جس کے ذریعے چلا دیئے جاتے پہاڑ **اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ** یا ٹکڑے ٹکڑے کر دی جاتی اس کے ذریعے زمین **اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى** یا اس کے ذریعے مردوں سے کلام کیا جاتا کہ وہ قرآن یہاں پڑھا جاتا مردے خود بخود بولنے لگ جاتے انہوں نے پھر بھی نہیں ماننا تھا کیونکہ ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ کا معجزہ :

تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی مجلس میں ہمیشہ تھوڑے بہت آدمی رہتے تھے صحابہ بھی اور دوسرے بھی، ابو جہل آیا جس کا نام عمرو ابن ہشام ابوالحکم تھا۔ابوالحکم کا معنٰی ہے چیئر مین، یہ مکہ مکرمہ کا چیئر مین تھا مالدار اور منہ پھٹ آدمی تھا سارے لوگ اسکی ظاہراً اور باطناً عزت کرتے تھے یہ ہاتھ میں کوئی چیز لیکر آیا اور آنحضرت ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا سارے سمجھ گئے کہ اب اس نے کوئی شرارت کرنی ہے۔ شریر آدمی کو شرارت میں لطف اور مزہ آتا ہے کہنے لگا یا محمد (ﷺ) اَخْبِرْ نِیْ مَافِیْ یَدِیْ مجھے بتا میرے ہاتھ میں کیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا چچا جان اگر تیرے ہاتھ والی چیزیں خود بول پڑیں تو پھر؟ کہنے لگا بلواؤ! فرمایا بلوانا رب کا کام ہے۔اس نے ہاتھ میں جو سنگریزے پکڑے ہوئے تھے انہوں نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا اور بعض روایتوں میں ہے سبحان اللہ پڑھنا شروع کر دیا۔ابو جہل نے وہ سنگریزے پھینک دیئے یہ کہہ کر کہ تم اس کی طرف ہو گئے ہو۔اب بتلاؤ اس ضد کا کیا علاج ہے؟ سنگریزے خود اٹھا کر لایا ہے لیکن انہوں نے جب آپ ﷺ کی شہادت دی تو ان کو پھینک دیا بَلْ لِلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا بلکہ اللہ تعالیٰ کیلئے ہے سارا معاملہ ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور گذشتہ سبق میں تم پڑھ چکے ہو وَیَهْدِیْ اِلَیْهِ مَنْ اَنَابَ ''اور ہدایت اسکو دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔'' اور جو کفر پر اڑ جاتا ہے اسکو گمراہ کر دیتا ہے وہ جبراً کسی کو ہدایت دیتا ہے اور نہ گمراہ کرتا ہے اس نے انسان کو اختیار دیا ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ ''پس جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے اپنی مرضی اور اختیار ہے۔'' اَفَلَمْ یَایْئَسِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا. یَئِسَ یَیْئَسُ کے عربی میں دو معانی آتے ہیں ایک معنٰی ہے ناامید ہونا

اور دوسرا معنیٰ ہے جاننا۔ پہلے معنیٰ کے اعتبار سے ترجمہ ہوگا کیا پس نہیں ناامید ہوئے وہ لوگ جو ایمان لائے۔ ان کے ایمان لانے سے مطلب یہ ہے کہ ایمان والوں کو ناامید ہو جانا چاہئے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے کہ بڑے ضدی لوگ ہیں اور دوسرے معنیٰ کے لحاظ سے ترجمہ ہوگا کہ کیا پس وہ نہیں جانتے جو ایمان لائے ہیں اس بات کو اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو البتہ ہدایت دیدے سب لوگوں کو جبراً مجبور کر سکتا ہے کہ فرشتوں کی طرح معصوم بنادے لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ ''وہ نہیں نافرمانی کرتے جو اللہ تعالیٰ انہیں حکم دیتا ہے۔'' ان میں برائی کا مادہ ہی نہیں ہے نہ مرد ہیں نہ عورتیں ہیں نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، نہ تھکتے ہیں نہ سوتے ہیں، نہ وہ بیمار ہوتے ہیں انکی خوراک ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ہر وقت یہی پڑھتے رہتے ہیں۔ تو اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمام انسانوں کو فرشتوں کی طرح معصوم بنادیتا مگر وہ کرتا نہیں ہے کروہ سب کچھ سکتا ہے۔ معاذ اللہ تعالیٰ وہ سب کو کافر بنادیتا اس کا کچھ بھی نہیں بگڑتا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ حق گو عالم :

ہندوستان میں حضرت مجدد الف ثانیؒ علم کے لحاظ سے تقویٰ اور پرہیزگاری کے لحاظ سے، حق گوئی کے لحاظ سے بڑی شخصیت گذری ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا حضرت یہ بتلائیں کہ کوئی بہت ہی نیک بندہ ہو تو کیا اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے کہ اسکو دوزخ میں ڈال دے تو حضرت مجددؒ فاروقی تھے اور عربی کا مشہور مقولہ ہے اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِيْهِ ''اولاد میں آبائی اثرات ضرور ہوتے ہیں۔'' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے وَاَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ ''اور ان میں زیادہ سخت اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں عمر ہے رضی اللہ عنہ'' حضرت مجدد الف ثانیؒ میں بھی دینی سختی تھی جلال میں آگئے فرمایا تم نے کیا پوچھا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کو

قدرت ہے کہ کسی بہت ہی نیک بندے کو دوزخ میں ڈال دے؟ حضرت نے فرمایا کہ تم ایک نیک کی بات کرتے ہو اگر......

؎ ہمہ را بدوزخ فرستاد جائے اعتراض نیست

''اگر وہ سب کو دوزخ میں ڈال دے اسکو کون پوچھ سکتا ہے۔'' یہ بات حضرت کی کتاب ''مکتوبات'' میں ہے وہ قادر مطلق ہے جو چاہے کرے مگر کریگا وہ جو فرما چکا ہے کہ نیکوں کو اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمائے گا اور بروں کو دوزخ میں ڈالے گا وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ کرنے اور کر سکنے میں بڑا فرق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ چاہے تو سب کو ہدایت دیدے وَلَايَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ پہنچتی رہے گی انکو اس وجہ سے جو انہوں نے کیا ہے مصیبت، کوئی نہ کوئی حادثہ پیش آتا رہے گا کبھی قحط سالی میں مبتلا ہونگے، کبھی زلزلے میں مبتلا ہونگے کبھی کوئی اور مصیبت آئے گی اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ یا اے نبی کریم ﷺ! آپ اتریں ان کے گھروں کے قریب۔

ہجرت کا آٹھواں سال تھا۔ یہی رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ آنحضرتؐ دس ہزار صحابہ کرام ؓ کی معیت کیساتھ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے جسکو آج کل بئرعلی کہتے ہیں۔ وہاں آپ نے احرام باندھا اور فرمایا کہ ہم نے مکہ مکرمہ میں داخل ہونا ہے اگر وہ رکاوٹ ڈالیں گے تو پھر جہاد کریں گے اور فاتح ہو کر آئیں گے۔ جس وقت آپ ﷺ مکہ مکرمہ کے بالکل قریب پہنچ گئے تو ان کے طوطے اڑ گئے کہنے لگے اب تو ہم اپنے آپ کو سنبھال بھی نہیں سکتے۔ چنانچہ نامی گرامی کافر سب بھاگ گئے مثلاً ابوجہل کا بیٹا عکرمہ جو بعد میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو گیا تھا وہ حبشہ کی تیاری کر کے چلا گیا ہبار ابن اسود کافر جو آپ ﷺ کی بیٹی

زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سسرال میں سے تھا چچا سسر لگتا تھا بڑا منہ پھٹ آدمی تھا حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے خاوند سے اجازت لیکر غزوہ بدر کے بعد مدینہ منورہ جارہی تھیں ایک قافلے کیساتھ جس میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی تھیں تو حبار آپہنچا کہنے لگا اے لڑکی تو کہاں جارہی ہے؟ کہنے لگیں چچا جان میں اپنے خاوند سے اجازت لیکر مدینہ منورہ جارہی ہوں اپنے ابا جان کو ملنے کیلئے۔ کہنے لگا تو نہیں جاسکتی ٹانگ سے پکڑ کر اونٹ سے نیچے گرادیا وہ حاملہ تھیں گرنے سے تکلیف ہوئی بچہ ضائع ہوگیا اور یہی تکلیف ان کی وفات کا سبب بنی، یہ بھی بھاگ گیا صفوان ابن امیہ بڑا رئیس آدمی تھا مسلمانوں کیخلاف سارا اسلحہ مفت سپلائی کرتا تھا اسکے علاوہ مالی امداد بھی کرتا تھا یہ بھی بھاگ گیا وحشی ابن حرب جس نے حضرت حمزہ ﷺ کو شہید کیا تھا یہ بھی بھاگ گیا سب نامی گرامی کافر بھاگ گئے۔ تو فرمایا جس وقت اتریں گے آپ ان کے گھروں کے قریب پھر ان کو پتا چلے گا حَتّٰی یَاْتِیَ وَعْدُ اللّٰہِ یہانتک کہ آجائے اللہ تعالیٰ کا وعدہ۔ وہ وعدہ کیا تھا؟ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ''جب اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی اور مکہ فتح ہوگا اور آپ دیکھیں گے لوگوں کو فوج در فوج داخل ہوتے دین میں۔'' یہ بشارت اللہ تعالیٰ نے پہلے دیدی تھی چنانچہ ۸ھ میں مکہ مکرمہ فتح ہوا صرف دو مسلمان شہید ہوئے اور بیس کافر مارے گئے مزید کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے مسلمانو! جو تمہارے خلاف تلوار نہ اٹھائے اسکو کچھ نہیں کہنا اور جو اپنا دروازہ بند کرلے اس کو بھی کچھ نہیں کہنا، بوڑھوں کو، عورتوں کو بچوں کو کچھ نہیں کہنا، عام غزوات میں بھی یہی حکم تھا ایک غزوہ میں آپ نے دیکھا کہ عورت مری پڑی ہے تو سخت ناراض ہوئے فرمایا اسکو کس نے قتل کیا ہے؟ پھر ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے پروردگار! میں بیزار ہوں اس عورت کے قتل سے

اوراس کے قاتل سے بھی جس نے اسکو قتل کیا ہے اس کی اپنی ذمہ داری ہے۔ تو یہ گویا رحمت کا سمندر تھا جو بہہ گیا تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں خلاف کرتا وعدے کے۔ جو فرماتا ہے وہی کرتا ہے اور اسی طرح ہوا مکہ فتح ہوا اور اسلام کا جھنڈا سارے عرب میں لہرا دیا گیا۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ

مِّنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ قُلْ سَمُّوْهُمْ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ اور البتہ تحقیق استہزاء کیا گیا بِرُسُلٍ کئی رسولوں کیساتھ مِّنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے فَاَمْلَيْتُ پس ہم نے مہلت دی لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ پھر میں نے پکڑا انکو فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ پس کیسا تھا میرا سزا دینا اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ کیا پس وہ ذات جو قائم ہے عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ ہر نفس پر بِمَا كَسَبَتْ جو اس نفس نے کمایا وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ اور بنا رکھے ہیں ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک قُلْ آپ کہہ دیں سَمُّوْهُمْ تم ان کے نام لو اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ کیا تم خبر دیتے ہو اللہ تعالیٰ کو بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اس چیز کی جو نہیں جانتا وہ زمین میں اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ یا ظاہری طور پر بات کرتے ہو بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بلکہ مزین کیا گیا ان لوگوں کیلئے

جو کافر ہیں مَکْرُهُمْ ان کا مکر وَصُدُّوا عَنِ السَّبِيْلِ اور روکے گئے وہ راستے سے
وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ اور وہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے پس
نہیں ہے کوئی اسکو ہدایت دینے والا لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ان لوگوں
کیلئے سزا ہوگی دنیا کی زندگی میں وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ اور البتہ آخرت کا
عذاب بہت مشقت والا ہے وَمَا لَهُمْ اور نہیں ہوگا ان کیلئے مِّنْ وَّاقٍ اللہ کی
طرف سے کوئی بچانے والا۔

آنحضرت ﷺ کا استہزاء :

مکہ کے مشرک اور کافر آنحضرت ﷺ کا مذاق اڑاتے تھے کہتے تھے اَهٰذَا الَّذِيْ
يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ [الانبیاء: ۳۶] "کیا یہی شخص ہے جو ذکر کرتا ہے تمہارے معبودوں کا۔"
یعنی یہ تمہارے معبودوں کی تردید کرتا ہے کہ اس کے پاس مال ہے نہ دولت ہے، نہ کوٹھی
ہے پھر مذاق کیساتھ ساتھ زیادتیاں بھی کرتے تھے۔ آپ ﷺ جب مسئلہ توحید بیان کرتے
تو آپ کے منہ پر کہتے هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ "یہ جادوگر ہے اور بڑا جھوٹا ہے" العیاذ باللہ۔
حج کے موقع پر لوگ جمع ہوتے تھے کیونکہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور سے لیکر
بدستور حج عمرہ کرتے چلے آرہے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی شریعت میں حج ۹ ھ کو فرض ہوا ہے
جسطرح نمازیں معراج کی رات فرض ہوئی ہیں لیکن اس سے پہلے آپ ﷺ بھی اور صحابہ
رضی اللہ عنہم بھی فجر کی نماز، عصر کی نماز اور چاشت کی نماز پڑھتے تھے یہ نفلی تھیں۔ اسی طرح ترمذی
شریف کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہجرت سے پہلے دو دفعہ حج کیا تھا یہ نفلی تھا
فرض نہیں تھا۔ تو حج کے دنوں میں لوگ منیٰ مزدلفہ عرفات میں اکٹھے ہوتے تھے آپ ﷺ

اس کو غنیمت سمجھتے کہ چلو لوگ اکٹھے ہوئے ہیں میں ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا دین پیش کرونگا لیکن ابوجہل اور ابولہب مخالفت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے ابولہب کا نام عبدالعزیٰ تھا یہ آپ ﷺ کا سگا چچا تھا اور ابوجہل برادری میں چچا لگتا تھا ان دونوں نے باریاں مقرر کی ہوئی تھیں فلاں جگہ تقریر کریگا تو نے پہنچنا ہے اور فلاں جگہ تقریر کریگا تو میں نے پہنچنا ہے۔ چنانچہ عرفات کے میدان میں ابولہب کی باری تھی اور منیٰ کے مقام پر ابوجہل کی ڈیوٹی تھی۔ چنانچہ عرفات کے میدان میں آپ ﷺ نے تقریر کی لوگوں پر اثر ہوا ابولہب اٹھ کر کہنے لگا میں اسکا چچا ہوں یہ میرا بھتیجا پاگل ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) اسکی اطاعت نہ کرنا۔ منیٰ کے مقام پر آپ ﷺ نے کھڑے ہوکر بیان کیا لوگوں پر کافی اثر ہوا ابوجہل اٹھ کر کہنے لگا یاد رکھو! میرا نام عمرو ابن ہشام ہے میں اسکا چچا ہوں یہ میرا بھتیجا مجنون اور جادوگر ہے اور جھوٹا ہے اس کے پھندے میں نہ آنا بلکہ وہاں سے ریت کے موٹے موٹے دانوں کی مٹھی بھر کر آپ ﷺ پر پھینکی۔ یہ اشارہ تھا کہ تم اس پر سنگ باری کرو چنانچہ چند شریر جوانوں نے آپ ﷺ پر پتھروں کی بارش کر دی تو یہ لوگ آپ ﷺ کیساتھ ساتھ پھرتے تکلیفیں بھی دیتے اور مذاق بھی اڑاتے۔ طبعاً انسان کو ان چیزوں سے کوفت ہوتی ہے۔ آپ ﷺ بھی آخر انسان تھے بشر تھے بشری تقاضے سب کیساتھ ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دی کہ آپ ﷺ یہ خیال نہ کریں کہ یہ مسخرہ صرف آپ ﷺ کیساتھ ہو رہا ہے وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ اور البتہ تحقیق استہزاء کیا گیا کئی رسولوں کیساتھ آپ سے پہلے۔ اس سے پہلے تم سورت ہود میں پڑھ چکے ہو کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی بناتے تھے کُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّنْ قَوْمِهِ سَخِرُوْا مِنْهُ "جب کبھی گذرتا تھا ان پر کوئی گروہ ان کی قوم کا تو ٹھٹھا کرتا تھا ان کیساتھ" کوئی کہتا تھا اے نوح (علیہ السلام) پہلے تو

آپ نبی تھے اب ترکھان کب سے بنے ہو، کبھی کہتے یہ کشتی تم کہاں چلاؤ گے، دوسرا کہتا ہمارے چھپڑ میں چلائے گا، طرح طرح کے مذاق کرتے تھے تو فرمایا کہ آپ سے پہلے رسولوں کیساتھ بھی استہزاء کیا گیا فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا پس ہم نے مہلت دی ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا فوراً ان کو کچھ نہیں کہا کہ کرلو جو کچھ کرنا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ يُمْلِيْ الظَّالِمَ حَتّٰى اِذَا اَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ ''بیشک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے یہانتک کہ جب پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں ہے۔'' اسلئے ظالم کو اگر مہلت مل جائے تو وہ یہ نہ سمجھے کہ میں چھوٹ گیا ہوں بلکہ اسکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہلت مل رہی ہے، ضرور پکڑے گا۔ فرمایا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ پھر میں نے پکڑا انکو کسی کو پانی میں ڈبویا، کسی کو زلزلے سے تباہ کیا، کسی کو آسمانی کڑک سے تباہ کیا، کسی کو ڈراونی آواز سے کہ آواز سے کلیجے پھٹ گئے فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ یہ اصل میں عِقَابِیْ "ی" متکلم تخفیفاً گر گئی۔ معنیٰ ہوگا پس کیساتھا میرا سزا دینا میرا پکڑنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ کیا پس وہ ذات جو قائم ہے عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ ہر نفس پر بِمَا كَسَبَتْ جو اس نفس نے کمایا یعنی وہ ذات جس نے اسکو پیدا کیا ہے اس کا مالک ہے اور جو کچھ انسان کرتا ہے اسکو جانتی ہے اور اس پر نگران ہے، یہ اس کی طرح ہے جو کچھ نہیں جانتا اور اس میں کوئی قدرت نہیں ہے؟ تو کیا قادر اور غیر قادر برابر ہیں، جاننے والا اور نہ جاننے والا برابر ہیں بتاؤ تو سہی کہ رب تعالیٰ کیساتھ کوئی کس صفت میں شریک ہے؟ قدرت میں شریک ہے، علم میں شریک ہے، خلق میں شریک ہے یا علم غیب میں شریک ہے یا اور کسی صفت میں شریک ہے۔

فرقہ ثنویہ :

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ اور بنا رکھے ہیں ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک۔ اللہ

تعالیٰ کی ذات میں شریک کرنے والا صرف ایک گروہ تھا ایران میں ثنویہ فرقہ، یہ دو خداؤں کا قائل تھا ایک کا نام یزدان اور دوسرے کا نام اَھرمن۔ کہتے تھے کہ یزدان خالق خیر ہے اور اہرمن خالق شر ہے یہ بری چیزوں کا خالق ہے۔ ان کے علاوہ دنیا میں کافروں کا ایسا کوئی طبقہ نہیں ہے جو رب تعالیٰ کی ذات میں کسی اور کو شریک ٹھہراتا ہو باقی سارے رب تعالیٰ کی صفات میں شریک ٹھہراتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے اپنی بے نظیر کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' اور ''بدور بازغہ'' وغیرہ میں لکھا ہے کہ عرب کے مشرکوں اور یہود و نصاریٰ میں یہ عقیدہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کیلئے خدائی اختیارات مانتے تھے جس طرح ایک ملک کے مختلف صوبے ہوتے ہیں پھر صوبے میں ڈویژن ہوتے ہیں اور اضلاع ہوتے ہیں، تحصیلیں ہوتی ہیں ملکی بادشاہ نے ملکی نظام چلانے کیلئے جزوی اختیارات گورنروں، کمشنروں اور ڈی سی اُوز اور تحصیل داروں کو دیئے ہوتے ہیں تاکہ وہ ان اختیارات کے ذریعے نظام چلائیں۔ اسی طرح عرب کے مشرکوں اور یہود و نصاریٰ کا نظریہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو کچھ اختیارات دیئے ہوئے ہیں جن سے وہ خدائی نظام چلاتے ہیں۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں وَالْغُلَاةُ مِنْ دِيْنِ مُحَمَّدٍ ﷺ فِيْ زَمَانِنَا اور ہمارے زمانے میں کلمہ پڑھنے والے بعض بھی ایسے ہی ہیں کہ وہ کہتے ہیں رب تعالیٰ نے خدائی اختیارات کچھ بندوں کو دیئے ہوئے ہیں حالانکہ خدائی اختیارات کسی بندے کو ایک رتی بھی حاصل نہیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے سامنے ایک صحابی نے یہ لفظ کہے مَاشَآءَ اللّٰهُ وَشَآءَ مُحَمَّدٌ ﷺ ''اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا اور محمد نے چاہا تو میرا کام ہو جائے گا۔'' آپ ناراض ہوئے اور فرمایا جَعَلْتَنِيْ لِلّٰهِ نِدًّا تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک بنا دیا ہے قُلْ مَاشَآءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ کہو اللہ تعالیٰ اکیلا جو چاہتا ہے وہ

ہوتا ہے۔ تو مشیت بھی رب تعالیٰ کی صفت ہے اس میں بھی کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔

یہاں ایک بات اچھی طرح سمجھ لیں اور اسکو یاد رکھنا! وہ یہ کہ کئی بیچارے دین سے ناواقف لوگ ایسے جملے بول جاتے ہیں جو شرک کے زمرے میں آتے ہیں لیکن ان کو علم نہیں ہوتا مثلاً وہ کہتے ہیں کہ اللہ اور اللہ تعالیٰ کے رسول کے حکم سے بیمار صحت یاب ہو جائے گا، اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے مقدمے میں بری ہو جائیں گے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کیساتھ امتحان میں کامیاب ہو جاؤں گا، اللہ اور اس کے رسول کے حکم کیساتھ رشتہ مل جائے گا یہ شرک ہے کیونکہ تکوینی حکم میں بھی رب کا کوئی شریک نہیں ہے ہاں شرعی احکامات کے متعلق کہیں تو وہ صحیح ہے کہ اللہ اور اسکے رسول کا حکم ہے نماز پڑھو، اللہ اور اسکے رسول کا حکم ہے روزہ رکھو، اللہ اور اسکے رسول کا حکم ہے سچ بولو، اللہ اور اسکے رسول کا حکم ہے غیبت نہ کرو کیونکہ یہ احکام رب تعالیٰ نے نازل کیے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے بیان کئے ہیں۔ اور بیمار کو شفا حاصل ہونا، مقدمے میں بری ہونا، امتحان میں کامیاب ہونا، تجارت میں کامیاب ہونا یہ تکوینی امور ہوں ان میں قطعاً رب کا کوئی شریک نہیں ہے عام لوگ جہالت کی وجہ سے ایسے جملے بول جاتے ہیں باقی خدا کے ساتھ کسی کو عداوت نہیں ہوتی۔ ہمارے ایک بزرگ تھے حافظ اللہ داد صاحب میرے وہ پیر بھائی بھی تھے وہ میرے پاس کئی کئی دن ٹھہرتے تھے پنجابی میں بڑی بہترین تقریر کرتے تھے انہوں نے بتایا کہ ہمارے قصبے میں ایک بڑا امیر چودھری تھا اس کی زمینیں تھیں وہ فوت ہو گیا اس کے صرف دو لڑکے تھے لڑکی کوئی نہیں تھی لڑکوں کا جائیداد کی تقسیم میں جھگڑا ہو گیا زمین کا کوئی ٹکڑا اچھا ہوگا، کوئی ہلکا ہوگا ایک نے کہا یہ میں نے لینا ہے دوسرے نے کہا یہ میں نے لینا ہے جھگڑا طول پکڑ گیا۔ والدہ نے سمجھایا کہ بیٹو! تمہارا باپ نامی گرامی آدمی تھا زمین کافی ہے آپس میں نہ لڑو اگر کسی کو تھوڑا

بہت نقصان بھی ہو تو برداشت کرلو جگ ہنسائی نہ کراؤ۔ مگر بیٹے نہ مانے وہ ناراض ہو کر اپنے بھائیوں کے ہاں چلی گئی کافی عرصہ وہ اپنے بھائیوں کے پاس رہی لوگوں نے بیٹوں کو طعنہ دیا کہ تم اچھے بھلے کھاتے پیتے ہو اور تمہاری والدہ اپنے بھائیوں کے گھر بیٹھی ہے یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے خیر لوگوں کے لعن طعن سنکر والدہ کو منانے کیلئے گئے کہنے لگے ہمارے ساتھ چل تو ہماری بے بے جو ہے وہ کہنے لگی میں تمہاری کوئی بے بے نہیں ہوں میں تو اللہ رسول کی بے بے ہوں جاؤ دوڑ جاؤ۔ اب دیکھو یہ کلمہ کفر ہے مگر اس بیچاری نے پیار کیساتھ کہا ہے لیکن زہر ایسی چیز ہے کہ جان بوجھ کر کھائے پھر مرے گا چینی سمجھ کر کھائے پھر مریگا۔ اب وہ پیار میں رب کی بے بے بن گئی رب کی بے بے کہاں سے آئی؟ وہ تو لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہے۔

مسئلہ حاضر وناظر :

اسی طرح لوگ محبت میں کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اور نیک بندے ہر جگہ حاضر ناظر ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں محبت اور عقیدت ہے حالانکہ یہ غلط ہے اور آنحضرت ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو ہر جگہ حاضر ناظر ماننے میں ان کی توہین ہے۔ دیکھو میری عمر اس وقت قمری لحاظ سے تقریباً نوے سال ہے الحمد للہ میں نے آج تک سینما نہیں دیکھا۔ ۱۹۴۱ء کی بات ہے میں ملتان پڑھتا تھا وہاں ایک مندوانامی سینما تھا اس میں اتوار کو مفت فلم دکھاتے تھے میرے متعلق ساتھیوں کو علم تھا کہ یہ سینما سے نفرت کرتا ہے مجھے وہ پکڑ کر لے گئے میں الحمد للہ ثِقَةٌ ثَبْتٌ تھا قریب گئے تو میں وہاں سے دوڑ گیا تو میرے جیسا گنہگار بندہ تو ایسی جگہ حاضر ہونے کو گناہ سمجھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور نیک بندوں کو ایسی جگہ میں حاضر ناظر سمجھنے میں کون سی فضیلت ہے؟ البتہ انکار میں فضیلت ہے کہ کہا جائے کہ وہ ہر جگہ

حاضر ناظر نہیں ہیں۔ باقی رہا یہ ڈھکوسلہ کہ رب وہاں کیوں ہے؟ بھائی رب اسلیئے ہے کہ اس پر کوئی قانون لاگو نہیں ہوتا اور آنحضرت ﷺ قانون کے پابند ہیں۔آپ ﷺ نے اپنی ذات کیلئے شہد حرام کیا تھا تو اس پر پوری سورۃ تحریم نازل ہوئی یَاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ ''اے نبی کریم آپ نے وہ چیز کیوں حرام کی ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے حلال کیا ہے۔'' لوگ اسی طرح کی باتیں پیار کی وجہ سے کرتے ہیں لیکن یاد رکھو! شرک چاہے پیار کی وجہ سے ہو معاف نہیں ہے۔اسی طرح عام لوگ مرد بھی اور عورتیں بھی پیار کی وجہ سے اللہ جی کہہ دیتے ہیں یہ جائز نہیں ہے کیونکہ جی دعائیہ کلمہ ہے۔یہ اس کیلئے بولا جاتا ہے جس پر موت آئے۔ابا جی، اماں جی، استاد جی، قاری جی، حافظ جی، مولوی جی کیونکہ ان سب نے مرنا ہے اور رب تعالیٰ کی ذات پر موت نہیں آتی وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگا لہذا اسکو اللہ جی کہنا ناجائز ہے۔تو فرمایا کہ یہ رب کے شریک بنائے ہوئے ہیں۔ قُلْ آپ کہہ دیں سَمُّوْهُمْ تم ان کے نام تو لو کہ کون رب تعالیٰ کا شریک ہے اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ کیا تم خبر دیتے ہو اللہ تعالیٰ کو بِمَا اس چیز کی لَا یَعْلَمُ فِی الْاَرْضِ جو نہیں جانتا وہ زمین میں۔اگر رب تعالیٰ کا کوئی شریک ہوتا تو اسکو تو اپنے شریک کا علم ہوتا رب تعالیٰ کو تو اپنے شریک کا علم نہیں ہے اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ یا ظاہری طور پر بات کرتے ہو محبت کی وجہ سے ان ظاہری باتوں سے آدمی کفر شرک سے نہیں بچ سکتا اس لئے ضروریات دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے۔

بہشتی زیور کی ضرورت واہمیت :

بیٹیو! ہر گھر میں بہشتی زیور ہونا چاہیے بہشتی زیور کے ابتداء میں عقیدے بتلائے گئے ہیں کہ یہ عقیدے ہونے چاہئیں اور یہ نہیں ہونے چاہئیں پھر آگے نماز روزے کے

مسائل بیان کیے گئے ہیں تمہارے گھروں میں ٹی وی موجود ہے اور بہت کچھ ہوگا لیکن بہشتی زیور بہت کم گھروں میں ہوگا۔ پہلے زمانے میں گھر کا سربراہ عشاء کی نماز کے بعد تمام لوگوں کو اکٹھا کر کے ان کے سامنے عقیدے بیان کرتا تھا کہ رب کے متعلق یہ عقیدہ ہے فرشتوں کے متعلق یہ عقیدہ ہے تا کہ بچوں کا ذہن بنے۔ آج کل بچوں کا ذہن ٹی وی کی طرف ہے، کھیلوں کی طرف ہے دین کی طرف نہیں ہے۔ ماں باپ کا فریضہ ہے کہ وہ انہیں دین سکھائیں ورنہ قیامت والے دن گریبان سے پکڑے جائیں گے بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بلکہ مزین کیا گیا ان لوگوں کیلئے جو کافر ہیں مَكْرُهُمْ ان کا مکر۔ یہ اپنے مکر اور چالاکی کو بڑا کمال سمجھتے ہیں کہ میں نے یہ کیا، میں نے یہ کیا یہ مکر وفریب اور ہوشیاری کام نہیں آئیگی۔

وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ اور روکے گئے وہ راستے سے، شیطان نے روکا نفس امارہ نے روکا برے لوگوں نے روکا بہرحال سیدھے راستے سے روکے گئے وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ اور وہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے پس نہیں ہے کوئی اسکو ہدایت دینے والا۔ اور یہ بات تم پہلے پڑھ چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ اسی کو گمراہ کرتا ہے جو کفر پر ڈٹا رہے اور ہدایت اسکو دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے جبراً نہ کسی کو ہدایت دیتا ہے اور نہ کسی کو گمراہ کرتا ہے لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ان لوگوں کیلئے عذاب ہوگا دنیا کی زندگی میں کبھی کسی رنگ میں، کبھی کسی رنگ میں، کبھی کسی شکل میں وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ اور البتہ آخرت کا عذاب بہت مشقت والا ہے یہ دنیا کی آگ برداشت نہیں کر سکتے اور آخرت کی آگ اس سے انہتر گنا تیز ہے اگر مارنا مقصود ہو تو اس کا ایک شعلہ ہی کافی ہے لیکن مار دیا تو پھر سزا کون بھگتے گا وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ اور نہیں ہوگا ان کیلئے اللہ کی طرف

سے کوئی بچانے والا۔ وَقٰی یَقِیْ کا معنٰی ہے بچنا متقی اسی سے ہے بچنے والا۔ کوئی بھی انکو رب تعالیٰ کی گرفت سے بچانے والا نہیں ہوگا۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اُكُلُهَا دَاۗىِٕمٌ وَّظِلُّهَا ۭ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ڰ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ۭ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ۭ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ۝ ع

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ صفت اس جنت کی وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ جس کا وعدہ کیا گیا ہے پرہیزگاروں کیساتھ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جاری ہونگی اس کے نیچے نہریں اُكُلُهَا دَاۗىِٕمٌ وَّظِلُّهَا پھل اس کے ہمیشہ ہونگے اور سایہ بھی تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ یہ انجام ہے ان لوگوں کا اتَّقَوْا جو ڈرتے ہیں وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ اور کافروں کا انجام دوزخ ہوگی وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ اور وہ لوگ جن کو دی ہم نے کتاب يَفْرَحُوْنَ وہ خوش ہوتے ہیں بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ اس چیز پر جو نازل کی گئی ہے آپ کی طرف وَمِنَ الْاَحْزَابِ اور بعض فرقوں میں سے مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ وہ ہیں جو اسکی بعض باتوں کا انکار کرتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّمَآ اُمِرْتُ پختہ بات ہے مجھے حکم دیا گیا ہے اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ کہ میں عبادت کروں اللہ تعالیٰ کی وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ اور اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤں اِلَيْهِ اَدْعُوْا اسی

کی طرف میں دعوت دیتا ہوں وَاِلَیۡہِ مَاٰبِ اور اسی کی طرف میرا لوٹنا ہے وَکَذٰلِکَ اور اسی طرح اَنۡزَلۡنٰہُ حُکۡمًا عَرَبِیًّا ہم نے نازل کیا ہے اسکو ایک فیصلہ عربی زبان میں وَلَئِنِ اتَّبَعۡتَ اَھۡوَآءَ ھُمۡ اور البتہ اگر آپ نے پیروی کی ان کی خواہشات کی بَعۡدَ مَا جَآءَکَ مِنَ الۡعِلۡمِ بعد اس کے کہ آچکا آپ کے پاس علم مَالَکَ مِنَ اللّٰہِ نہیں ہوگا آپ کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مِنۡ وَّلِیٍّ وَّلَا وَاقٍ کوئی حمایت کرنے والا اور نہ کوئی بچانے والا۔

عقیدۂ قیامت :

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ قیامت کا ہے کہ مرنے کے بعد سب نے زندہ ہونا ہے اور میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں سب پیش ہونگے اور اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے۔ پھر یہ بھی عقیدہ ہے کہ پل صراط پر سے بھی گذرنا ہے جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے لیکن مومنوں کیلئے جرنیلی سڑک ہے یہ اپنے اپنے اعمال کی بنیاد پر اس پر چلیں گے کوئی تو تیز اڑنے والے پرندے کی رفتار سے گذرے گا، کوئی ایسے جیسے گھوڑے پر سوار ہے، کوئی اونٹ پر سوار کی رفتار سے، کوئی پیدل اور جس کے نیک اعمال زیادہ کمزور ہونگے وہ آہستہ آہستہ چلے گا غرضیکہ اعمال کی نسبت سے رفتار ہوگی جس کے اعمال میں جتنی طاقت ہوگی اس رفتار سے چلے گا جیسے طاقتور تیز چلتا ہے، بوڑھا بیمار کمزور آہستہ چلتا ہے۔ آج ہمیں اس چیز کا احساس نہیں ہے اعمال کا پورا پورا احساس مرنے کے بعد ہوگا عقائد میں جنت کا ماننا بھی ہے۔ جنت کا آج ہم صحیح معنی میں تصور نہیں کرسکتے ادنیٰ ترین جنتی کو ایسی ایسی کوٹھیاں ملیں گی جو ساٹھ ساٹھ میل میں پھیلی ہونگی ان

میں بے شمار کمرے ہونگے جن میں قالین بچھی ہوں گی تکیے لگے ہونگے، دودھ کی نہریں ہونگی، خالص شراب اور شہد کی نہریں ہونگی، صاف ستھرے پانی کی نہریں ہونگی۔ جنت میں جو پھل ہونگے ان کا آج ہم تصور بھی نہیں کر سکتے، اس کا ذکر ہے مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ صفت اور حلیہ اس جنت کا جس کا وعدہ کیا گیا ہے پرہیزگاروں کیساتھ۔

تقویٰ کا معنیٰ و مفہوم :

تقویٰ کا معنیٰ ہے بچنا۔ وہ لوگ جو شرک سے بچتے ہیں، کفر سے بچتے ہیں، بدعت سے بچتے ہیں، جھوٹ اور بدکاری سے بچتے ہیں، جوئے اور شراب نوشی سے بچتے ہیں وہ متقی ہیں۔ فن قرات میں حضرت اُبَیّ ابن کعب ﷛ سید القرا ء ہیں تمام قاریوں کے امام ہیں تجوید کا سلسلہ ان پر جا کے ختم ہوتا ہے۔ حضرت عمر ﷛ نے لوگوں کو سمجھانے کیلئے ان سے سوال کیا کہ اے اُبی ابن کعب یہ بتاؤ کہ تقویٰ کسے کہتے ہیں؟ (عربی لوگ اس وقت بھی کھلے کھلے کرتے پہنتے تھے اور اب بھی) فرمانے لگے حضرت! میں تقویٰ کا مفہوم اس طرح سمجھا سکتا ہوں کہ میں جس وقت جھاڑیوں اور درختوں میں سے گذرتا ہوں تو اپنے اس لمبے اور کھلے کرتے کو سمیٹ لیتا ہوں تاکہ کوئی کانٹا کوئی ٹہنی میرے کرتے کیساتھ نہ اٹکے، اسی طرح انسان اپنے آپ کو گناہوں کے کانٹے سے بچاتا جائے یہ گناہ نرے کانٹے ہیں۔ تو تقویٰ کا معنیٰ ہے بچنا پرہیز کرنا رب کی مخالفت سے بچنا۔ تو متقیوں کیساتھ جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جاری ہونگی اس کے نیچے نہریں یعنی جنت کے مکانوں اور کوٹھیوں کے نیچے نہریں جاری ہونگی۔

جنت کے پھل دائمی ہونگے :

اُکُلُهَا دَآئِمٌ پھل اس کے ہمیشہ ہونگے۔ دنیا کے پھل موسمی ہوتے ہیں موسم ختم

ہوا پھل بھی ختم ہو گیا لیکن جنت کے پھل دائمی اور ہمیشہ ہونگے جب کوئی دانہ توڑے گا ساتھ ہی اور لگ جائے گا ختم ہونے میں نہیں آئیگا اور توڑنے کیلئے اٹھنا بھی نہیں پڑیگا جب کسی پھل کے کھانے کا ارادہ کریگا اسکی ٹہنی خود بخود اس کے آگے جھک جائیگی چاہے وہ درخت کتنا بلند ہی کیوں نہ ہو اس کے اوپر چڑھنے کیلئے سیڑھی کی ضرورت نہیں پڑیگی۔ تو جنت کے پھل دائمی اور ہمیشہ ہمیشہ ہونگے اس دنیا کے پھلوں کی طرح نہیں کہ موسم ہے تو پھل ہے اور موسم نہیں ہے تو پھل بھی نہیں ہے دنیا میں بھی بعض پھل دو دفعہ لگتے ہیں جیسے امرود ہے باقی پھل عموماً سال میں ایک دفعہ ہی آتے ہیں خصوصاً کھجور لیکن آنحضرت ﷺ کے خادم خاص حضرت انس ؓ کی کھجوروں کو پھل سال میں دو دفعہ لگتا تھا انہوں نے آپکی دس سال خدمت کی ہے۔ حضرت انس کی والدہ ماجدہ امّ سلیم بنت ملحان صحابیہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور رشتے میں آنحضرت ﷺ کی رضاعی خالہ بھی ہیں کیونکہ آپکی والدہ ماجدہ اور انہوں نے مل کر دودھ پیا تھا۔ آنحضرت ﷺ سے کہنے لگیں حضرت! یہ انس آپ کا خادم ہے اس کیلئے دعا کریں آنحضرت ﷺ نے ان کیلئے دعا کی کہ دین کیساتھ اَکْثِرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ اے اللہ! اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر دے۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ ان کی بڑی بیٹی حضرت اُمیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ابا جان جب بوڑھے ہو گئے تو آخری دو سال بڑھاپے کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکے لہذا فدیہ دیتے تھے۔ ایک دن کہنے لگے بیٹی مجھے گن کر بتاؤ میری اولاد کتنی ہے؟ بیٹی نے کہا ابا جان ۸۲ ھ تک آپ کے جو بیٹے بیٹیاں فوت ہوئے ہیں ان کی تعداد ایک سو بیس ہے اور ایک سو اس وقت آپ کے پاس ہیں۔ یہ آنحضرت ﷺ کی دعا کا اثر تھا اور ان کی کھجوروں کا باغ سال میں دو دفعہ پھل دیتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ اتنا وافر ہوتا تھا کہ کئی باغ اسکا

مقابلہ نہیں کر سکتے تھے حضرت انسؓ نے ایک سو تین سال عمر پائی ہے۔تو جنت کے پھل دائمی ہیں وَّظِلُّهَا اور سایہ بھی۔عرب کا علاقہ بڑا گرم ہے اور میٹھے پانی کی بھی قلت ہے وہ لوگ درختوں اور پانی کو غنیمت سمجھتے ہیں اسلئے اللہ تعالیٰ نے جنت کا جب بھی نقشہ پیش کیا ہے تو فرمایا ہے کہ وہاں پانی کی نہریں ہوں گی اور سائے دار درخت ہونگے یہ موٹی موٹی چیزیں ہیں۔اور کیا پوچھتے ہو لَهُمْ مَايَشَآءُ وْنَ فِيهَا ان کیلئے وہ کچھ ہوگا جو یہ وہاں چاہیں گے۔آنحضرت ﷺ کے رضاعی بھائی حضرت عثمان بن مظعونؓ جہاد کے ایک سفر میں آپ کیساتھ تھے ایک جگہ دیکھا کہ بڑے درخت ہیں اور پانی کا چشمہ ہے دل میں خیال آیا کہ یہیں ڈیرہ لگالوں اور اللہ اللہ کرتا رہوں پھر خیال آیا کہ آنحضرت ﷺ کی اجازت کے بغیر مجھے ایسی کارروائی نہیں کرنی چاہیے کہنے لگے حضرت! یہاں پانی بھی ہے اور درخت بھی ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ بیوی بچے چھوڑ کر یہاں رہ جاؤں اور اللہ اللہ کرتا رہوں۔

اسلام تبتل کا قائل نہیں :

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسلام تَبَتُّــــلُ کا قائل نہیں ہے۔تبتل کا معنیٰ ہے کہ آدمی اپنے اہل وعیال عزیز رشتہ داروں سے تعلق منقطع کر کے جنگل میں جا بیٹھے، اسلام اس کا سخت مخالف ہے۔اسلام اجتماعی زندگی کو پسند کرتا ہے اگر چہ اجتماعی زندگی میں تکالیف آتی ہیں مگر یہ تکلیفیں گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں گناہ معاف ہوتے ہیں یہانتک کہ کانٹا چبھ جائے چیونٹی کاٹ لے اس پر بھی معاف ہوتے ہیں، سر درد، پیٹ درد، کمر درد، بخار ہو جائے ان تمام چیزوں پر گناہوں کی معافی ہے۔حضرت فرید گنج شکرؒ اکابر اولیاء اللہ میں سے گذرے ہیں ان کو کوئی تکلیف تھی جس پر وہ بڑے خوش تھے تکلیف جب جاتی رہی تو رونا شروع کر دیا شاگردوں نے، مریدوں نے اور ساتھیوں نے عرض کیا حضرت جب

آپ کو تکلیف تھی تو آپ خوش خوش نظر آتے تھے اور اب جب تکلیف دفع ہوگئی ہے تو روتے ہو؟ فرمایا اسلئے روتا ہوں کہ اب گناہوں کے معاف ہونے کا سبب ختم ہوگیا ہے کیونکہ مومن کو کوئی بھی تکلیف آئے تو وہ اس کی نجات کا ذریعہ ہوتی ہے اور گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیریؒ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا حافظہ عطا کیا تھا اس دور میں انہوں نے جتنا مطالعہ کیا شاید کسی نے کیا ہو ان کی بڑی علمی خدمات ہیں۔عمر ساری ساٹھ سال تھی۔وہ فرماتے ہیں اَلْحَرُّ وَ الْقَرُّ یُکَفِّرَانِ الذُّنُوْبَ ''گرمی اور سردی مومن کے گناہوں کا کفارہ ہیں'' یعنی گرمی اور سردی کی جو تکلیف ہے یہ بھی گناہوں کا کفارہ ہے۔تو گھروں میں رہتے ہوئے جو تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں اور الٹی سیدھی باتیں سننی پڑتی ہیں یہ بھی گناہوں کا کفارہ ہے ایسی یکسوئی کی شریعت قائل نہیں ہے کہ بیوی بچوں کو چھوڑ کر تم اپنی سہولت تلاش کرو۔میری بیٹیو! مسئلہ اچھی طرح یاد رکھنا کہ نفلی نماز روزے کا بڑا ثواب ہے۔لیکن گھر کے جو کام ہیں جھاڑو پھیرنا، بچوں کو سنبھالنا، انکو نہلانا دھلانا، روٹی تیار کر کے دینا، گھر والوں کی خدمت کرنا اس کا ثواب نفلی عبادت سے زیادہ ہے۔تو فرمایا کہ جنت کا پھل بھی ہمیشہ رہیگا اور سایہ بھی تِلْکَ عُقْبَی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا یہ انجام ہے ان لوگوں کا جو ڈرتے ہیں رب تعالیٰ سے۔اب دوسری مد کا انجام بھی سن لو۔فرمایا وَّ عُقْبَی الْکٰفِرِیْنَ النَّارُ اور کافروں کا انجام دوزخ ہوگی۔اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد عورت کو دوزخ سے بچائے۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن فرشتوں کو حکم دیں گے وہ آدمی لاؤ جس نے دنیا میں سب سے زیادہ راحت اور آرام کی زندگی گذاری ہے۔اس کو لایا جائے گا وہ کافر ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اسکو دوزخ کی ایک ڈبکی دیکر لاؤ۔فرشتے اسکو دوزخ کا ایک غوطہ

دیکر لائیں گے پھر اللہ تعالیٰ اسکو فرمائیں گے کہ بتا تو نے دنیا میں کتنا سکھ آرام دیکھا ہے؟ وہ کہے گا اے میرے رب مجھے تیری قسم ہے میں نے کوئی سکھ نہیں دیکھا۔ یہ اس آدمی کا حال ہے جو ساری دنیا میں سکھی تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ وہ آدمی لاؤ جس نے دنیا میں کوئی خوشی نہیں دیکھی، وہ لایا جائیگا اور وہ مومن ہوگا جس نے بالغ ہونے سے لیکر مرتے دم تک کوئی خوشی نہیں دیکھی۔ اللہ تعالیٰ اسکو فرمائیں گے کہ جا نہر حیات میں ایک غوطہ لگا کر آ ،نہر حیات جنت کے گیٹ کے اندر ہے،وہ ایک غوطہ لگائے گا اس کا اتنا مزا اور سرور ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اسکو فرمائیں گے کہ بتا میرے بندے تو نے دنیا میں کتنی تکلیف دیکھی ہے؟ وہ کہے گا اے پروردگار! مجھے تیری قسم ہے میں نے کوئی تکلیف نہیں دیکھی۔ آج ہم جنت کی راحت اور دوزخ کی تکلیف کو نہیں سمجھ سکتے۔

اہل کتاب کا اسلام قبول کرنا :

فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ اور وہ لوگ جن کو دی ہم نے کتاب،تورات، زبور،انجیل یہود ونصاریٰ کو دی تو ان میں جو نیک دل تھے جیسے عبداللہ ابن سلام ،حضرت ثعلبہ،حضرت اُسید ،حضرت بن یامین ﷺ یہ پہلے یہودی تھے اور حضرت سلمان فارسی ،حضرت تمیم داری،حضرت عدی ابن حاتم ﷺ یہ پہلے عیسائی تھے انہوں نے قرآن سنا فوراً ایمان لائے يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وہ خوش ہوتے ہیں اس چیز پر جو نازل کی گئی ہے آپ کی طرف،قرآن پاک کو سن کر خوش ہوتے ہیں کیونکہ یہ ان کی کتابوں کے مطابق ہے جو غیر محرف تھیں بدلی نہیں گئی تھیں وَمِنَ الْاَحْزَابِ. اَحْزَاب حِزْبٌ کی جمع ہے ،حزب کا معنیٰ گروہ ہے۔ معنیٰ ہوگا اور گروہوں میں سے جو باقی عرب ہیں مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ وہ ہیں جو اسکی بعض باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ وہ کیا تھیں؟ پہلی بات توحید تھی۔

سورت صٰفٰت آیت نمبر ۳۵ میں ہے اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ''بیشک وہ لوگ کہ جب ان کے سامنے کہا جاتا تھا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، کوئی مشکل کشا نہیں، کوئی حاجت روا نہیں ہے، کوئی فریاد رس نہیں ہے، کوئی دستگیر نہیں ہے، کوئی حاکم نہیں اور مُقنّن نہیں ہے تو تکبر کرتے تھے اچھلتے کودتے تھے کہتے تھے اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ [سورۃ ص] کیا اس پیغمبر نے اتنے الٰہوں کا ایک ہی الٰہ بنا دیا ہے یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے۔'' یہ ہمارے الٰہ کہاں گئے پھر قیامت کا بھی انکار کرتے تھے اور کہتے تھے هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ [المومنون:۳۶] ''بعید ہے یہ بات بعید ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے اَءِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہو جائینگے مٹی ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ یہ لوٹنا دور کی بات ہے۔ تو فرمایا کہ گروہوں میں سے بعض وہ ہیں کہ جو قرآن کے بعض حصے کا انکار کرتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّمَآ اُمِرْتُ پختہ بات ہے مجھے حکم دیا گیا ہے اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ کہ میں عبادت کروں اللہ تعالیٰ کی وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ اور اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤں کسی چیز کو نہ اس کی ذات میں نہ اسکی صفات میں وہ وحدہ لاشریک لہ ہے اِلَيْهِ اَدْعُوْا اسی کی طرف میں دعوت دیتا ہوں کہ عبادت رب تعالیٰ کی کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ وَاِلَيْهِ مَاٰبِ اصل میں مَاٰبِیْ تھا 'ی' متکلم کی تخفیفاً حذف کی گئی ہے معنی ہوگا اور اسی کی طرف میرا لوٹنا ہے مَاٰبُ مصدر میمی ہے۔

حفاظتِ قرآن :

فرمایا وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اور اسی طرح ہم نے نازل کیا اس قرآن کو جسطرح پہلے پیغمبروں پر کتابیں نازل کیں ہیں حُكْمًا عَرَبِيًّا ایک فیصلہ عربی زبان میں۔ الحمدللہ آج

آسمانی کتابوں میں سے صرف قرآن کریم اصلی شکل میں موجود ہے دنیا کے کسی خطے میں تم چلے جاؤ تمہیں یہی قرآن ملے گا قرآن کریم کے علاوہ کوئی آسمانی کتاب اصلی شکل میں موجود نہیں ہے اور یہ بات صرف ہم ہی نہیں کہتے بلکہ خود پادری بھی اقرار کرتے ہیں کہ واقعی انجیل بھی اصل شکل میں نہیں ہے اور تورات بھی زبور بھی اصلی شکل میں نہیں ہیں جبکہ قرآن کریم کے الفاظ بھی محفوظ ہیں معنٰی بھی محفوظ ہیں اور قرات وتجوید اور لب ولہجہ بھی محفوظ ہے کیونکہ اس کا محافظ خود اللہ تعالیٰ ہے اور دینی مدارس اور مساجد اس کی حفاظت کا ذریعہ ہیں لہذا ان کو بھی کوئی ختم نہیں کر سکتا۔ اس کی مثال تم اس طرح سمجھو کہ ایک آدمی اپنے دوست کو کہتا ہے کہ میں کسی کام کیلئے جا رہا ہوں دودھ کا خیال رکھنا کتا بلی نہ پی جائے اور وہ دودھ پیالے میں ہے تو جسطرح وہ دودھ کی حفاظت کریگا پیالے کی بھی کریگا اصل مقصد تو دودھ کی حفاظت ہے مگر اس کی وجہ سے پیالے کی بھی حفاظت ہوگی کیونکہ پیالے کے بغیر دودھ رہ نہیں سکتا۔ اسی طرح قرآن کریم مساجد اور مدارس کے بغیر کہیں سے حاصل نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ جس حکومت نے بھی مدارس کی طرف آنکھ اٹھائی ہے رب تعالیٰ نے اسکو ذلیل ہی کیا ہے۔ پچھلے دنوں نواز حکومت نے یہ ادارہ کیا تھا اپنے ابو جی امریکہ کے کہنے پر کہ دینی مدارس پر پابندی لگائیں تو ہمارے پاس بھی کوائف لینے کیلئے آئے تھے کہ تمہارے پاس طالب علم کتنے ہیں مدارس کتنے ہیں، آپکا ذریعہ آمدن کیا ہے، کہاں سے مدد ملتی ہے یہ سارے کوائف لے کر چلے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے خود ان کا بیڑا غرق کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ دین کا محافظ ہے اور اس کے برتن کا بھی محافظ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ اور البتہ اگر آپ نے پیروی کی ان لوگوں کی خواہشات کی بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ بعد اس کے کہ آچکا آپ کے پاس علم مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ

وَّلِيٍّ نہیں ہوگا آپ کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حمایتی، کوئی حمایت نہیں کر سکے گا وَّلَا وَاقٍ اور نہ کوئی بچانے والا۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے کوئی بچا نہیں سکے گا۔ یہ آپ ﷺ کو خطاب کر کے دوسروں کو سمجھایا جارہا ہے۔

؎ گفتہ آید در حدیث دیگراں

بعض دفعہ خطاب کسی کو ہوتا ہے اور سمجھانا کسی کو ہوتا ہے۔ یہ آپ ﷺ کو خطاب کر کے ہمیں تمہیں سمجھایا جارہا ہے کہ لوگوں کی خواہشات پر نہ چلو بلکہ جو رب تعالیٰ فرماتے ہیں وہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا

مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚۖ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۗ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۗ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ۗ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۗ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾ ع ۱۲

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے رسول مِنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے وَجَعَلْنَا لَهُمْ بنائی ہم نے ان کیلئے اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً بیویاں اور اولاد وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اور نہیں ہے کسی رسول کیلئے اختیار اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ یہ کہ لائے وہ کوئی نشانی اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم کیساتھ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ہر وعدے کیلئے ایک لکھا ہوا ہے يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہے وَيُثْبِتُ اور ثابت رکھتا ہے جسکو چاہے وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ اور اسی کے پاس ہے

اصل کتاب وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ اور اگر ہم دکھائیں آپ کو بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ بعض وہ چیزیں جن کی ہم انکو دھمکی دیتے ہیں اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ یا ہم آپ کو وفات دے دیں فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ پس پختہ بات ہے آپ کے ذمہ بات پہنچانا ہے وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ اور ہمارے ذمہ ہے حساب لینا اَوَلَمْ يَرَوْا کیا انہوں نے دیکھا نہیں ہے اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ بیشک ہم آتے ہیں زمین پر نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ہم گھٹاتے ہیں اسکو اس کے اطراف سے وَاللّٰهُ يَحْكُمُ اور اللہ تعالیٰ فیصلہ کرتا ہے لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ کوئی نہیں ہٹانے والا اسکے حکم کو وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ اور وہ جلدی حساب لینے والا ہے وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ اور تحقیق تدبیر کی ان لوگوں نے مِنْ قَبْلِهِمْ جو ان سے پہلے تھے فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا پس اللہ تعالیٰ کیلئے ہے تدبیر ساری يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ جانتا ہے جو کماتا ہے ہر نفس وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ اور عنقریب جان لیں گے کافر لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ کس کیلئے ہے آخرت کا گھر وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں لَسْتَ مُرْسَلًا نہیں ہے تو بھیجا ہوا قُلْ آپ کہہ دیں كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا کافی ہے اللہ تعالیٰ گواہ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ میرے اور تمہارے درمیان وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔

حضور ﷺ پر اعتراضات :

کفار نے آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی پر طرح طرح کے اعتراضات کیے تھے۔

ان اعتراضوں میں سے ایک یہ بھی تھا، یہ کیسا نبی ہے جس نے اتنی بیویاں کر رکھی ہیں اتنی تو بادشاہوں کی بھی نہیں ہوتیں۔ اولاً تو نبی کی بیوی ہونی ہی نہیں چاہئے اسکو سارا وقت اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے خرچ کرنا چاہئے اگر بہت ضروری ہو بھی تو ایک آدھ بیوی کافی ہے اور سطحی قسم کے لوگ یقیناً ایسے اعتراضات کا شکار ہو جاتے ہیں کہ بظاہر بات تو صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کی اتنی بیویاں ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی منکوحہ بیویاں گیارہ تھیں اور دو لونڈیاں تھیں ان میں سے دو آپ ﷺ کی زندگی میں وفات پا گئی تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، یہ آپ ﷺ کی پہلی بیوی ہیں اور ان کی زندگی میں آپ ﷺ نے کسی اور کیساتھ نکاح نہیں کیا یہ مکہ مکرمہ میں فوت ہوئیں اور جنت المعلیٰ کے قبرستان میں انکی قبر ہے۔ اور دوسری حضرت زینب اُمّ المساکین رضی اللہ تعالیٰ عنہا، یہ چند ماہ آپ کے نکاح میں رہ کر فوت ہو گئیں، انکی قبر مدینہ طیبہ میں جنت البقیع کے قبرستان میں ہے۔ باقی نو بیویاں اور دو لونڈیاں آپ ﷺ کی وفات تک زندہ تھیں۔ کافروں نے اعتراض کیا کہ اگر یہ نبی ہے تو اتنی بیویاں کرنے کا کیا معنی ہے؟ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطا فرمائے انہوں نے اس اعتراض کے کئی جواب دیئے ہیں دو آسان ہیں وہ میں عرض کرتا ہوں۔

کثرت ازواج کی ایک وجہ یہ ہے کہ آدھی امت عورتیں ہیں اور عورتوں کو تبلیغ عورتیں اچھے انداز میں کر سکتی ہیں۔ کچھ مسائل ایسے ہیں کہ عورتیں عورتوں سے ہی سیکھ سمجھ سکتی ہیں وہ مسائل نہ وہ مردوں سے پوچھ سکتی ہیں اور نہ مرد بیان کر سکتے ہیں تو آپ نے اتنی عورتوں کیساتھ شادی محض نفسانی خواہش کی تکمیل کیلئے نہیں کی بلکہ مقصود عورتوں میں تبلیغ کرنا تھا کہ عورتوں میں دین پھیلے اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات عورتوں میں خوب تبلیغ کریں۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ جس جس خاندان کی عورت سے شادی ہوگی اس خاندان کی آپ کیساتھ

اور اسلام کیساتھ دشمنی مدھم ہو جائے گی یا ختم ہو جائے گی کیونکہ عرب کا رواج تھا کہ ان کی بچی کی شادی جس خاندان میں ہو جاتی تھی اس سے عداوت ختم کر دیتے تھے اب وہ سارے خاندان کا داماد کہلاتا تھا۔ آپ ﷺ نے مختلف خاندانوں میں شادیاں اسلیئے کیں تاکہ ان کی آپ ﷺ کیساتھ اور اسلام کیساتھ دشمنی ختم ہو جائے اور اسکا حقیقتاً اثر ہوا چنانچہ آپ ﷺ نے جس جس خاندان میں نکاح کیا اس خاندان کی آپ ﷺ کیساتھ اور اسلام کیساتھ دشمنی بہت ماند پڑ گئی یا ختم ہو گئی۔ تو اصل مقصد اسلام کی سربلندی تھی اور اسلام کا عورتوں میں پھیلانا تھا محض تکمیل نفس مقصود نہیں تھی۔ تو یہ کہنا کہ انکی بیویاں زیادہ کیوں ہیں یہ کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے کئی رسول مِنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجاً وَّذُرِّيَّةً بنائی ہم نے ان کیلئے بیویاں اور اولاد بھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں تورات بتلاتی ہے کہ ان کی تین سو بیویاں تھیں اور سات سو لونڈیاں تھیں واللہ اعلم کس حد تک یہ بات صحیح ہے۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی سو بیویوں کا ذکر تو بخاری شریف کی حدیث میں ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے انیس لڑکے تھے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے تو بیوی اور اولاد کا ہونا نبوت کے منافی نہیں ہے لہذا یہ کوئی اعتراض نہیں ہے۔ دوسرا اعتراض یہ کرتے تھے اگر آپ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں تو صفا مروہ کو سونا بنا دیں کعبۃ اللہ کے اردگرد کے پہاڑ یہاں سے ہٹا کر یہاں نہریں چلا دیں، یہاں باغات ہونے چاہئیں اور آپ کی کوٹھی سونے کی ہونی چاہیئے اس قسم کے مطالبات انہوں نے کیئے جن کا ذکر پندرھویں پارے میں موجود ہے اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتے ہیں وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اور نہیں ہے کسی رسول کیلئے اختیار اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ یہ کہ لائے وہ کوئی نشانی، معجزہ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم

کیساتھ۔ یہ جو معجزات اور نشانیاں ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہیں اور نبی کے ہاتھ پر صادر ہوتے ہیں نبی کا ذاتی طور پر اس میں کوئی دخل اور اختیار نہیں ہے۔

قانونِ ناسخ ومنسوخ :

لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ہر وعدے کیلئے ایک نوشتہ ہے ہر ایک کی موت وحیات اولاد کا ملنا اور چھن جانا، غنی ہونا، فقیر ہونا، ہر چیز کیلئے رب تعالیٰ کی طرف سے ایک میعاد اور نوشت ہے جو کچھ ہونا ہے سب کچھ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہوا ہے يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہے وَيُثْبِتُ اور ثابت رکھتا ہے جسکو چاہے۔ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ سے کیا مراد ہے؟ اس سے متعلق مفسرین کرامؒ کافی تفصیل کرتے ہیں ایک تفسیر یہ ہے کہ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ سے مراد وہ حکم ہیں جو پہلے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو ختم کر دیا منسوخ کر دیا وَيُثْبِتُ اور بہت سارے احکام باقی ہیں مثلاً پہلے شراب حلال تھی لوگ پیتے تھے ہجرت کے سال رب تعالیٰ نے اس حکم کو منسوخ کر دیا، پہلے کافرہ عورت کیساتھ نکاح جائز تھا اور مومن اپنی بیٹی کا نکاح کافر کیساتھ کرا سکتا تھا پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ تو بہت سارے احکام رب تعالیٰ نے مٹا دیئے اور بہت سارے حکم ہیں جو ثابت ہیں اور ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ تقدیر کے متعلق ہے۔ تقدیر دو قسم پر ہے مُبْرَمْ اور مُعَلَّقْ۔ مُبْرَمْ وہ ہے جو اٹل ہوتی ہے ٹلتی نہیں ہے جیسے موت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر بیماری کا علاج ہے اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی پیدا نہیں فرمائی جس کا علاج نہ ہو یہ الگ بات ہے کہ حکیم ڈاکٹر کی سمجھ میں نہ آئے یا اس کیلئے صحیح دوائی تجویز نہ کر سکیں لیکن علاج ہر بیماری کا ہے۔ دو بیماریاں ایسی ہیں جنکا کوئی علاج نہیں ہے ایک بڑھاپا اور دوسری موت، اسلئے فرمایا اللہ کے بندو! عَلَيْكُمْ بِالتَّدَاوِیْ علاج کیا کرو۔ مسئلہ سمجھ لیں اگر کوئی آدمی اس ارادے سے

علاج کرے کہ آنحضرت ﷺ کا حکم ہے شفا ہو نہ ہو جو رقم علاج پر خرچ کریگا اسکا اسکو ثواب ملے گا چاہے اپنی ذات پر خرچ کرے یا اولاد پر، بیوی پر عزیزوں پر، لہذا ہر مسلمان کو اس نیت سے علاج کرانا چاہیئے کہ آنحضرت ﷺ کا حکم ہے علاج کیا کرو۔ تو تقدیر مبرم نہیں ٹلتی اور دوسری ہے تقدیر معلق۔ اور مُعَلَّقْ وہ ہے جو دعا کے ذریعے ٹل جاتی ہے دوا کے ذریعے ٹل جاتی ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کیلئے کوئی بیماری لکھی ہے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ یہ دعا کریگا تو بیماری چلی جائیگی، دوا کریگا تو بیماری چلی جائیگی یہ کام کریگا تو اسکا کام بن جائے گا۔ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ اور اسی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اصل کتاب یعنی لوح محفوظ جس میں یہ تمام چیزیں درج ہیں۔ لیکن لوح محفوظ میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم کا کروڑ ور کروڑواں حصہ بھی نہیں ہے کیونکہ لوح محفوظ میں دنیا کی پیدائش سے لیکر دنیا کے اختتام تک کے حالات لکھے ہیں اور دنیا کی پیدائش سے پہلے کا جو ازلی علم ہے اور دنیا کے اختتام کے بعد کا جو ابدی علم ہے وہ رب تعالیٰ کا بے شمار علم ہے وہ رب تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے۔ اس کے مقابلے میں لوح محفوظ تو محدود سی چیز ہے۔

اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کو تسلی دینا :

آگے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہیں کہ اگر یہ لوگ آپ ﷺ کیساتھ مذاق کرتے ہیں اور آپ ﷺ کی نبوت کا انکار کرتے ہیں تو ہم انکو دنیا میں بھی سزا دے سکتے ہیں۔ فرمایا وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اور اگر ہم دکھا دیں آپ کو بعض وہ چیزیں جن کی سزا کی ہم انکو دھمکی دیتے ہیں اگر آپ کی زندگی میں ایسا کرنا چاہئیں تو ہمیں اسکی قدرت ہے اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ یا ہم آپ کو وفات دے دیں فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ پس پختہ بات ہے آپ کے ذمہ بات پہنچانا ہے وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ اور ہمارے ذمہ ہے حساب لینا۔

یعنی آپ ﷺ اپنا کام کرتے جائیں آپ ﷺ کے دشمن سزا سے نہیں بچ سکتے سزا ان کو ضرور ہوگی چاہے آپ ﷺ کی زندگی میں ہم انکو دے دیں یا بعد میں دیں ہم ہر طرح سے قادر ہیں۔ اگلی آیات کا تعلق بھی اسی وعدے کیساتھ ہے کہ ہم انکو دنیا میں ہی تہس نہس کر سکتے ہیں کیا یہ دیکھتے نہیں کہ ہم کس طرح مسلمانوں کا رقبہ بڑھاتے جارہے ہیں اور کافروں کا گھٹاتے جارہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے جب مکہ مکرمہ کی سرزمین پر لوگوں کو توحید و رسالت کا سبق دیا، قیامت کا سبق دیا، قرآن کریم کی حقانیت سمجھائی تو لوگ دن بدن آپ ﷺ کی جماعت میں شامل ہوتے گئے لیکن مکہ مکرمہ میں زمین کا کوئی ٹکڑا آپ ﷺ کے زیر اثر نہیں تھا وہاں سے ہجرت کر کے آپ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ ﷺ کو مدینہ طیبہ کا اقتدار عطا فرمایا پھر خیبر فتح ہوا اس کے بعد مکہ مکرمہ فتح ہوا اور آپ ﷺ کی آخری زندگی میں عرب کی ساری زمین فتح ہوگئی پھر آپ ﷺ کے بعد آپ کے صحیح جانشینوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کیساتھ دنیا کے آخری کونے تک اسلام پہنچا دیا تو اس طرح دن بدن کافروں کا رقبہ کم ہوتا تھا اور اسلام کا رقبہ بڑھتا جاتا تھا۔ اس کا ذکر ہے اَوَلَمْ یَرَوْا کیا انہوں نے دیکھا نہیں ہے اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ بیشک ہم چلے آتے ہیں زمین پر یعنی ہمارا حکم چلا آتا ہے نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ہم گھٹاتے ہیں اس کو اس کے اطراف سے زمین کافروں کے قدموں سے نکلتی جارہی ہے اور مسلمانوں کے قدموں کے نیچے آرہی ہے۔

حضور ﷺ کی پیشنگوئیاں:

مدینہ طیبہ میں ایک بازار تھا اسکو سوق التمر کہتے تھے یعنی کھجور منڈی، یہود کا ایک بڑا قبیلہ تھا بنو قینقاع، ان کی وہاں بڑی بڑی دکانیں تھیں غزوہ بدر سے واپسی پر آپ ﷺ نے

یہاں تقریر فرمائی جس میں مسلمانوں کو بشارت سنائی کہ جس طرح ہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بدر میں کامیابی حاصل کر کے آئے ہیں اسی طرح ایک وقت آئے گا کہ قیصر وکسریٰ کی حکومتیں بھی تمہارے قدموں کے نیچے ہونگی۔ قیصر عیسائی تھا روم کا علاقہ اس کے قبضے میں تھا اور کسریٰ مجوسی تھا ایران کا علاقہ اور خلیج فارس کی ریاستیں اس کے زیر اثر تھیں۔ اس وقت دو ہی قوتیں تھیں ایک قیصر روم اور دوسرا کسریٰ ایران، جیسے آج سے چند سال پہلے دنیا میں دو ہی طاقتیں سمجھی جاتی تھیں روس اور امریکہ۔ روس کا اللہ تعالیٰ نے ناس کیا ہے ان شاء اللہ وہ وقت بھی قریب ہے کہ امریکہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے جب کھجور منڈی میں تقریر کے دوران یہ فرمایا کہ ایک وقت آئیگا قیصر وکسریٰ کی حکومتیں بھی تمہارے زیر اثر آئیں گی تو یہود نے مذاق اڑایا کہنے لگے دیکھو عرب کے ناتجربہ کار بدوؤں پر فتح حاصل کر کے خوش ہو رہے ہیں اور قیصر وکسریٰ کی فتح کے خواب دیکھ رہے ہیں اور ظاہری حالات بھی ایسے ہی تھے کہ ان کو مذاق کرنا چاہئے تھا کیونکہ دونوں بڑی قوتیں تھیں اور ان کے پاس لاکھوں کی تعداد میں فوج تھی صرف یرموک کے مقام پر تقریباً پینتالیس ہزار مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں کی سات لاکھ فوج تھی۔ ظاہری طور پر تو کوئی مقابلہ نہیں ہے مگر اس جنگ میں ایک لاکھ تین ہزار آدمی ان کے مارے گئے اور مسلمان صرف تین ہزار شہید ہوئے۔ عزت ذلت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۲۶ میں ہے قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ''اے پیغمبر! آپ کہہ دیں اے اللہ جو بادشاہی کا مالک ہے تو جسے چاہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لیتا ہے اور تو جسکو

چاہے عزت دیتا ہے اور جسکو چاہے ذلیل کرتا ہے تیرے ہاتھ میں ہے خیر بیشک تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔'' ہم خود کچھ نہیں ہیں ہمارے ساتھ رب تعالیٰ کی مدد ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں سارے کا سارا کسریٰ کا علاقہ بمع افغانستان کے فتح ہو گیا اور قیصر کا بھی بہت سا علاقہ فتح ہو گیا اُستانہ اور قسطنطنیہ تک وہ محدود ہو کر رہ گیا مصر فتح ہوا، عراق فتح ہوا، شام فتح ہوا، آرمینیا اور آذربیجان کے علاقے فتح ہوئے، تو یہ سارے کنارے اللہ تعالیٰ نے کافروں سے چھین کر مسلمانوں کو دیئے۔ آج بھی اگر مسلمان صحیح معنیٰ میں مسلمان بن جائیں تو اسلحہ کوئی شے نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا نام اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سب سے بڑی چیز ہے۔ تو فرمایا کہ انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم زمین پر چلے آرہے ہیں ہمارا حکم زمین پر چلا آرہا ہے، ہم اسکو اطراف سے گھٹا رہے ہیں وَاللّٰهُ يَحْكُمُ اور اللہ تعالیٰ فیصلہ کرتا ہے لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ کوئی نہیں ہٹانے والا اسکے حکم کو۔ کوئی قوت اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر نہیں ہے کہ وہ رب تعالیٰ کے حکم کو ٹال سکے وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ اور وہ جلدی حساب لینے والا ہے بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ 'جو مرا ہے پس تحقیق اسکی قیامت قائم ہو گئی۔'' قبر میں جنت دوزخ بھی سامنے ہے فرشتے بھی نظر آئیں گے راحت اور تکلیف بھی دیکھ لے گا اپنے اعمال کے مطابق وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اور تحقیق تدبیریں کی لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے، اسلام کو مٹانے کیلئے بڑی بڑی کوششیں کی ہیں فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا پس اللہ تعالیٰ کیلئے ہے تدبیر ساری۔ ان کی تدبیریں رب تعالیٰ کی تدبیر کے مقابلے میں کچھ بھی نہ کر سکیں۔ اب بھی کافر اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں لیکن اسلام مٹ نہیں سکتا بلکہ بڑھے گا اور قیامت تک رہے گا۔ مسلم شریف

میں حدیث ہے لَا تَزَالُ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ عَلٰى مَنْ نَاوَاهُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ''اور مسلمانوں میں قیامت تک ایک جماعت ایسی رہے گی جوحق کی خاطر لڑائی اور جہاد کریگی اوراپنے دشمنوں پر غالب رہے گی۔'' تو اسلام کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں مٹا سکتی۔ کافر جتنی بھی خفیہ تدبیریں کریں اللہ تعالیٰ کے علم کے آگے کوئی چیز مخفی نہیں ہے وہ ان کی تدبیروں کوروکنا جانتا ہے۔ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ وہ جانتا ہے جوکماتا ہے ہرنفس وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ اور عنقریب جان لیں گے کافر کس کیلئے ہے آخرت کا گھر۔ آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے سب معلوم ہو جائیگا کہ آخرت میں کامیابی کس کونصیب ہوتی ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جان نکالنے والے فرشتے جب جان نکالنے کیلئے آتے ہیں وہ مرنے والے کونظر آتے ہیں اگر چہ وہ ڈاکٹر حکیم اور عزیز رشتہ دار جو وہاں موجود ہوتے ہیں ان کونظر نہیں آتے یہ اس وقت منتیں کرتا ہے اور کہتا ہے رَبِّ لَوْلَا اَخَّرْتَنِيْ اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ [المنفقون:۱۰] ''اے میرے پروردگار کیوں نہیں تو نے مجھے مہلت دی تھوڑی سی مدت تک تاکہ میں صدقہ کرتا اور ہو جاتا نیکوں میں سے، لیکن وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا اور اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں مؤخر کریگا کسی جان سے اس کی موت جبکہ اس کا وعدہ آگیا'' احادیث میں آتا ہے کہ جب ملک الموت روح نکالنے کیلئے سامنے آتا ہے تو اس کے پیچھے اٹھارہ فرشتے لائن باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں جنتی کیلئے جنت کی خوشبوئیں اور جنت کا کفن اور اگر بدبخت ہے تو جہنم کی بدبو اور جہنم کے ٹاٹ لیکر کھڑے ہوتے ہیں اور مرنے والے کو یہ سارے نظر آرہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کے ذریعے تمام باتوں سے آگاہ کر دیا ہے۔

آپ ﷺ کی صداقت کی گواہی :

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں لَسْتَ مُرْسَلًا نہیں ہے تو بھیجا ہوا، آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں ہیں قُلْ آپ کہہ دیں كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ کافی ہے اللہ تعالیٰ گواہ میرے اور تمہارے درمیان۔ اللہ تعالیٰ کی گواہی کیا ہے آپ ﷺ کی صداقت پر کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ ایک گواہی تو قرآن کریم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر قرآن کریم نازل فرمایا ہے اور قرآن کریم نے چیلنج کیا ہے کہ اگر کسی میں ہمت ہے تو میرے جیسا قرآن لیکر آؤ چنانچہ سورت بنی اسرائیل آیت نمبر ۸۸ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ”اگر اکٹھے ہو جائیں انسان اور جنات سارے اس بات پر کہ وہ لائیں اس قرآن کے مثل تو نہیں لاسکیں گے اس کی مثل اگرچہ بعض ان کے بعض کے مددگار ہوں۔“ پھر اللہ تعالیٰ نے مزید چھوٹ دی کہ قرآن پاک کی دس سورتیں لائیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو چھوڑ کر باقی سارے اکٹھے ہو جائیں فرشتوں کو بھی ساتھ ملا لیں پھر بھی نہیں لاسکتے۔ پھر آخر میں فرمایا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ”پس لاؤ تم کوئی چھوٹی سی سورت اس قرآن کی سورت کی مثل۔“

قرآن میں تین سورتیں چھوٹی ہیں ایک سورۃ العصر، ایک کوثر اور ایک نصر، یہ تین تین آیات والی سورتیں ہیں اگر تم سب مل کر ایک چھوٹی سی سورت نہیں لاسکتے اور ہرگز نہیں لاسکو گے تو پھر سمجھ جاؤ کہ قرآن بندے کا کلام نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر نازل فرمایا ہے یہ اس بات کی گواہی اور دلیل ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ آپ ﷺ کے رسول ہونے اور سچے ہونے کی دوسری دلیل چاند کا دو ٹکڑے ہونا ہے

سورۃ القمر میں ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ''قریب آ گئی قیامت اور پھٹ گیا ہے چاند۔'' کافروں نے کہا تھا کہ اگر آپ پیغمبر ہیں تو چاند دو ٹکڑے کر دو۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کام رب کا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اگر میری تصدیق کیلئے کر دے تو مان لو گے؟ کہنے لگے ہاں! مان لیں گے۔ چاند دو ٹکڑے ہو گیا سب نے آنکھوں کیساتھ دیکھا ایک دوسرے سے پوچھتے تھے کہ تجھے بھی دو ٹکڑے نظر آ رہے ہیں؟ وہ کہتا ہاں! اور تجھے؟ ہاں! اور تجھے؟ ہاں! کہنے لگے سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ''جادو ہے جو مسلسل چلا آ رہا ہے۔'' جادو کہہ کر ٹال دیا مسلمان نہ ہوئے۔ اور بے شمار معجزات آپ ﷺ کے ہاتھ پر صادر ہوئے ہیں یہ سب آپ ﷺ کی صداقت کی دلیل تھے مگر انہوں نے نہیں مانا۔ ایک تو اللہ تعالیٰ گواہ ہیں اور کون گواہ ہے؟ فرمایا وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔ اس سے مراد یہود و نصاریٰ کے سچے علماء ہیں ان میں سے جو سچے لوگ تھے حضرت عبد اللہ ابن سلام، حضرت ثعلبہ، حضرت اسد، حضرت اُسید، حضرت بنیامین ﷺ۔ یہ سارے پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہوئے۔ حضرت سلمان فارسی، حضرت تمیم داری، حضرت عدی بن حاتم ﷺ یہ پہلے عیسائی تھے پھر مسلمان ہوئے انہوں نے گواہی دی کہ واقعی یہ سچی کتاب ہے اور یہ وہی رسول ہیں جنہوں نے آنا تھا۔ تو جن کے پاس کتاب کا علم ہے وہ بھی میری نبوت کی گواہی دیتے ہیں اور تم انکار کرتے ہو تو کرتے رہو اس سے کوئی نقصان نہیں ہو گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
تفسیر
سورۃ ابراہیم
(مکمل)
جلد............۱۰

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اِثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ ﴿۱﴾ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ ۢ بَعِيْدٍ ﴿۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۗ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۵﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۗ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۶﴾ ع

الٓرٰ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْکَ یہ کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے آپ کی طرف لِتُخْرِجَ النَّاسَ تاکہ آپ نکالیں لوگوں کو مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ اندھیروں سے روشنی کی طرف بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اپنے رب کے حکم کیساتھ اِلٰی

صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ غالب اور تعریفوں والے کے راستے کی طرف اللّٰهِ
الَّذِيْ لَهٗ وہ اللہ ہے جس کیلئے ہے مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جو کچھ
آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ اور خرابی ہے
کافروں کیلئے مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ سخت عذاب کی الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ وہ لوگ جو
پسند کرتے ہیں الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی کو عَلَى الْاٰخِرَةِ آخرت کے
مقابلے میں وَيَصُدُّوْنَ اور روکتے ہیں عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے راستے
سے وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اور تلاش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں کجی اُولٰٓئِكَ
فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ یہ لوگ مبتلا ہیں دور کی گمراہی میں وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اور
نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول اِلَّا مگر بِلِسَانِ قَوْمِهٖ اسکی قوم کی زبان میں لِيُبَيِّنَ
لَهُمْ تاکہ وہ بیان کرے ان کے سامنے فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ پس اللہ تعالیٰ
گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اور ہدایت دیتا ہے جسکو چاہتا
ہے وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور وہ غالب حکمت والا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى
بِاٰيٰتِنَآ اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دیکر اَنْ اَخْرِجْ
قَوْمَكَ یہ کہ نکال اپنی قوم کو مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ اندھیروں سے روشنی کی
طرف وَذَكِّرْهُمْ اور یاد دلاؤ انکو بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے دن اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ بیشک اس میں البتہ بہت سی نشانیاں ہیں لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ہر اس شخص
کیلئے جو صبر کرنے والا شکر گذار ہے وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى اور جس وقت فرمایا موسیٰ

علیہ السلام نے لِقَوْمِهِ اپنی قوم کو اُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جو تم پر ہوئیں اِذْ اَنْجٰكُمْ جس وقت اس نے نجات دی تمہیں مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ فرعونیوں سے يَسُوْمُوْنَكُمْ چکھاتے تھے تمہیں سُوْٓءَ الْعَذَابِ برا عذاب وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ اور ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ اور اس میں آزمائش تھی مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی۔

انبیاء میں درجات کی ترتیب :

اس سورت کا نام ابراہیم ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر ہیں اور آنحضرت ﷺ کے بعد ان کا درجہ اور مقام ہے۔ علم عقائد کے بارے میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں اس بات کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں درجے کے لحاظ سے، شان اور رتبے کے لحاظ سے پہلا مقام اور درجہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے مخلوق میں آپ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہے۔ آپ ﷺ کے بعد دوسرا نمبر اور درجہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد مقام ہے موسیٰ علیہ السلام کا۔ چونکہ اس سورۃ میں ابراہیم علیہ السلام کا بیان اور ان کی تقریر آ رہی ہے اس وجہ سے اس سورۃ کا نام سورہ ابراہیم ہے یہ سورۃ مکہ کرمہ میں نازل ہوئی اس سے پہلے اکہتر (۷۱) سورتیں نازل ہو چکی تھیں نزول کے اعتبار سے اس کا بہترواں نمبر ہے اور موجودہ ترتیب کے اعتبار سے سورۃ فاتحہ کے بعد چودھویں (۱۴) نمبر پر ہے۔ اس کے سات رکوع اور

باون آیات ہیں۔الٓر کے متعلق پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہ حروف مقطعات میں سے ہے۔ کسی لفظ سے ایک حرف لیکر اختصاراً اس لفظ کی طرف اشارہ کرنا ہے تو الف سے مراد اللہ تعالیٰ ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے۔لام سے مراد لطیفٌ ہے (یعنی) باریک بین۔'را' سے مراد رحمٰن ہے، رحیم ہے، رؤف ہے۔ کِتٰبٌ یہ کتاب ہمارے سامنے ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ جس کو ہم نے نازل کیا ہے آپ کی طرف اے نبی کریم ﷺ۔ کیوں اتارا ہے؟ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ تا کہ آپ نکالیں لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف۔ اندھیرے کئی ہیں۔کفر کا اندھیرا، شرک کا اندھیرا، بدعت کا اندھیرا، جھوٹ کا اندھیرا، غیبت کا اندھیرا، گالی گلوچ کا اندھیرا، برائیاں جتنی ہیں یہ سب اندھیرے ہی اندھیرے ہیں۔نور سے مراد نور ایمان، نور توحید، نور سنت، نور حق، یہ نکالنا آپ کے بس کی بات نہیں بِاِذْنِ رَبِّھِمْ اپنے رب کے حکم کیساتھ نکالنا ہے۔مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ انکو کتاب سنائیں سمجھائیں آگے حقیقتاً نکالنا رب کا کام ہے۔

ہدایت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے :

ہدایت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔سورۃ القصص آیت نمبر ۵۶ میں ہے اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ''اے نبی کریم بیشک آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کیساتھ آپ کو محبت ہو اور لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے۔'' پیغمبر کا کام ہے ہدایت پیش کرنا پھر جو ہدایت کا ارادہ کریگا اسکو اللہ تعالیٰ ہدایت دیگا اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ غالب اور تعریفوں والے کے راستے کی طرف۔عزیز اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، معنٰی ہے غالب۔حمید کا معنٰی ہے قابل تعریف۔

صراط مستقیم کیلئے ہم ہر نماز میں دعا کرتے ہیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ. عزیز اور حمید کون ہے؟ اَللّٰہِ الَّذِیْ وہ اللہ ہے لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جس کیلئے ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں۔ پیدا بھی اسی نے کیا ہے تدبیر بھی وہی کرتا ہے اور ہر چیز کا تصرف بھی اسی کے اختیار میں ہے خدائی اختیارات کسی ایک کو بھی حاصل نہیں ہیں وَوَیْلٌ لِّلْکٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ اور خرابی ہے کافروں کیلئے سخت عذاب کی۔ دنیا کی آگ کا عذاب بھی بڑا سخت ہے اور دوزخ کی آگ اس سے انہتر گنا تیز ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو بچائے۔ اور ویل کے لفظی معنٰی خرابی، بربادی، ہلاکت کے بھی ہیں۔ کافروں کو عذاب دنیا میں بھی آئیگا، قبر میں بھی آئیگا، میدان حشر میں بھی آئیگا پھر پلصراط پر آئیگا اور دوزخ میں آئیگا۔ کافر کون ہیں؟ اَلَّذِیْنَ یَسْتَحِبُّوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں دنیا کی زندگی کو عَلَی الْاٰخِرَۃِ آخرت کے مقابلے میں یعنی ان کی ساری کوشش صرف دنیا کی زندگی کیلئے ہے نہ حلال حرام کی تمیز ہے نہ جائز ناجائز کی بس یہ سمجھتے ہیں دنیا آنی چاہئے اور آخرت کیلئے کچھ نہیں ہے۔ اور ایک ہے آخرت کیساتھ ساتھ دنیا کمانا یعنی ایمان اور عقیدہ درست ہے نماز روزے کا پابند ہے ساتھ ساتھ جائز طریقے سے دنیا بھی کماتا ہے، یہ صحیح ہے۔

جائز طریقے سے مال کمانا دین کا حصہ ہے :

یاد رکھنا! جائز طریقے سے دنیا کمانا دین کا حصہ ہے بلکہ کام نہ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت ہوتی ہے۔ مسلم شریف کی روایت میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کَفٰی بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ یُّضَیِّعَ مَنْ یَّقُوْتُ ''آدمی کے گنہگار ہونے کیلئے یہ کافی ہے یہ کہ ضائع کردے انکو جن کی روزی اس کے ذمہ ہے۔'' تن آسانی کی وجہ سے گھر کے

افراد تنگ ہیں یہ بدتر حرام ہے کماتا نہیں ہے کام سے جی چراتا ہے۔ چاہے مرد ہے یا عورت جو بھی کام میں کوتاہی کرتا ہے گھر کے افراد اس سے تنگ ہیں یہ بڑے گناہوں میں سے ہے اور حدیث پاک میں آتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ الشَّبَابَ الْفَارِغَ الصَّحِیْحَ ''اللہ تعالیٰ اس نوجوان پر سخت ناراض ہے اللہ تعالیٰ کے غیض وغضب کا شکار ہے جو تندرست ہے اور فارغ رہتا ہے کام نہیں کرتا۔'' روزی کمانے کا حکم بھی اسی طرح ہے جس طرح نماز روزے کا حکم ہے۔ نماز کے متعلق فرمایا اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃ امر کے صیغہ کیساتھ، نماز قائم کرو۔ زکوۃ کے متعلق فرمایا اٰتُوا الزَّکٰوۃ امر کے صیغہ کیساتھ، تم زکوۃ ادا کرو اسی امر کے صیغے کیساتھ حلال روزی کمانے کا حکم بھی دیا ہے فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ ''پس جب نماز پوری کرلی جائے (جمعہ والے دن) پس پھیل جاؤ زمین میں اور تلاش کرو اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔'' لہٰذا جو کام نہیں کرتا وہ گنہگار ہے، ہاں بیمار ہے معذور ہے تو یہ بات علیحدہ ہے۔

انسان کا بدن حرکت کرے تو اس میں قوت آتی ہے :

نوجوانو! عزیزو! تم بھی یاد رکھو اور بیٹیو! تم بھی یاد رکھو فارغ رہنا از روئے شرع گناہ ہے اور طبی لحاظ سے بھی اگر انسان کا بدن حرکت نہ کرے تو بیمار ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کے بدن کی ساخت ہی ایسی بنائی ہے کہ یہ حرکت کرتا رہے تو اس میں قوت آتی ہے اور یہ صحتمند رہتا ہے یہ جو بوڑھے آدمی ہیں اور بوڑھی عورتیں ہیں وہ آج کل کے جوان مردوں اور جوان عورتوں سے زیادہ طاقتور نظر آتے ہیں، آتی ہیں کیونکہ وہ محنت کرتے تھے کام کرتے تھے پہلے زمانے میں عورتیں چادریں، کھیس ڈنڈے مار مار کے خوب صاف کرتی تھیں اب سارے کام مشینیں کرتی ہیں عورتیں کمزور ہوگئی ہیں الا ماشاء اللہ۔ آج کل

عورتیں تن آسانی کو ترجیح دیتی ہیں چارپائی پر لیٹے رہنے کو کمال سمجھتی ہیں جس کی وجہ سے بیماریاں بڑھ گئی ہیں۔تو فرمایا کافر لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں آخرت پر وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور روکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے اپنے قول کیساتھ بھی اور اپنے فعل کیساتھ بھی لوگوں کو حق سے روکتے ہیں۔اس وقت ٹی وی، وی سی آر وغیرہ یہ چیزیں دین سے روکنے والی ہیں اور ذہن کو بگاڑنے والی چیزیں ہیں وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اور تلاش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں کجی، اپنی مرضی کے مطابق اسلام کو چاہتے ہیں نام اسلام کا ہو اور مرضی اپنی ہو اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ یہ لوگ مبتلا ہیں دور کی گمراہی میں حق سے بہت دور ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے بچائے اور محفوظ رکھے۔

آگے اللہ تعالیٰ ایک ضابطہ بیان فرماتے ہیں فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ مگر اسکی قوم کی زبان میں جو قوم کی زبان تھی اسی زبان میں نبی آئے لِيُبَيِّنَ لَهُمْ تاکہ پیغمبر بیان کرے ان کے سامنے اور وہ سمجھیں۔ اگر غیر ملکی زبان ہو تو آدمی نہیں سمجھ سکتا اسلئے اللہ تعالیٰ نے اتمام حجت فرمائی کہ پیغمبر اسی قوم میں سے بھیجا اور اسی زبان میں سے بھیجا جو زبان اس قوم کی تھی تاکہ وہ اچھی طرح سمجھیں۔ صوبہ سرحد میں ایک بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں بابا عبدالرحمٰنؒ، پشتو زبان میں ان کا بہت بڑا دیوان ہے جس کا نام دیوان عبدالرحمٰن ہے۔وہ کہتے ہیں......

؎ سار چہ سُورَی لہ ورشی ھلتہ سَم شی

تہ پہ کورے لم مالم کے نہ سم شوے رحمانہ

تمہیں کیا سمجھ آئے گی کچھ سمجھ نہیں آئے گی زبان ہوتی تو سمجھ آتی اور وہ بڑی اونچی بات کہہ گئے ہیں۔'' کہتے ہیں سانپ جس وقت اپنے بل میں داخل ہوتا ہے تو سیدھا ہو کر

داخل ہوتا ہے اے عبدالرحمٰن! تم قبر کے کنارے آگئے ہو اور تیرے بل نہیں نکلے۔" اسی لئے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر قومی زبان میں بھیجا تا کہ وہ بات کو سمجھیں۔ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ پس اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اور ہدایت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے۔ اور یہ بات کئی دفعہ بیان ہو چکی ہے کہ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ اور ہدایت اسکو دیتا ہے جو رب تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے وَيُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ اور گمراہ کرتا ہے کافروں کو وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ اور گمراہ کرتا ہے ظالموں کو۔ نہ زبردستی کسی کو مسلمان بناتا ہے اور نہ زبردستی کسی کو کافر بناتا ہے اس نے انسان کو اختیار دیا ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ [سورۃ کہف] پس جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے۔ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور وہ غالب حکمت والا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دیکر۔ قرآن پاک میں ان کی نو نشانیوں کا ذکر ہے۔ ان میں سے ایک عصا ہے کہ جب اسکو پھینکتے تھے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سانپ اور اژدھا بن جاتا، پھر جب اس پر ہاتھ رکھتے تھے تو وہ سانپ یا اژدھا لاٹھی بن جاتا تھا اور اس کے ذریعے انہوں نے جادوگروں پر غلبہ بھی حاصل کیا۔ اور ایک نشانی یہ تھی کہ اپنے گریبان میں ہاتھ ڈال کے نکالتے تھے تو وہ اس طرح روشن ہو جاتا جیسے یہ بلب ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ اسکی روشنی ہوتی تھی۔ ان کے علاوہ طوفان ہے، ٹڈی ہے، قُمّل وغیرہ ہیں۔ نشانیاں دیکر بھیجا اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ یہ کہ نکال اپنی قوم کو مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ اندھیروں سے روشنی کی طرف۔ کفر، شرک اور بدی کے اندھیروں سے ایمان، اسلام، حق و توحید کی روشنی کی طرف وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ اور یاد دلاؤ انکو اللہ تعالیٰ کے دن۔

ایام کا مفہوم :

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ ایام اللہ سے مراد وہ دن ہیں جن دنوں میں نافرمان قوموں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا ہے۔ نوح علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا، ہود علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا، صالح علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا، شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا ان کو یاد کراؤ کہ اگر ان قوموں کی طرح تم نافرمانی کروگے تم پر بھی عذاب آئے گا۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ ایام اللہ سے مراد وہ دن ہیں جن دنوں میں اللہ تعالیٰ نے قوموں کو آزادی دی ہے نعمتوں کیساتھ نوازا ہے اولاد مال دیا ہے۔ طبائع دو قسم کی ہوتی ہیں ایک وہ کہ نعمت کو سامنے رکھ کر نصیحت حاصل کرتے ہیں اور دوسرے وہ جو ڈر کے ذریعے سمجھتے ہیں اور کامل آدمی وہ ہے جو دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے۔ بہادر شاہ ظفر دہلی کا آخری بادشاہ تھا اور وہ شاعر بھی تھا اس نے بڑی مزیدار بات کہی ہے۔

کہتے ہیں......

ظفر اسکو آدمی نہ جانئے گا خواہ وہ ہو کیسا ہی فہم وذکا

جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

آدمی وہ ہے جو عیش کی زندگی میں رب کو نہ بھولے اور طیش میں آئے تو خدا کے خوف سے بے نیاز نہ ہو۔ جب اللہ تعالیٰ انسان کو کوئی سہولت دے راحت اور آرام دے تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا زیادہ شکر ادا کرنا چاہئے اور ضرور سوچے کہ میں پہلے کیا تھا اور اب میری کیا حالت ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں تک پہنچایا ہے تو یہ جب اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ مزید نعمت عطا فرمائیں گے۔ اگلے رکوع میں آئیگا لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ اگر تم شکر ادا کروگے تو میں تمہیں زیادہ نعمتیں دونگا اور اگر ناشکری کروگے تو

میری گرفت اور عذاب برداشت ہے۔ فرمایا اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوۡرٍ بیشک اس میں البتہ بہت سی نشانیاں ہیں ہر اس شخص کیلئے جو صبر کرنے والا تکلیفوں میں شکرگذار ہے رب کی نعمتوں پر۔ آگے ایک خاص واقعے کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

بنی اسرائیل پر ابتلاء :

وہ یہ کہ فرعون کو ایک نجومی نے خبر دی کہ ان تین سالوں میں بنی اسرائیل کے خاندان میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری حکومت کی تباہی کا سبب بنے گا اس نجومی پر لوگوں کا کافی اعتماد تھا وہ جو حساب لگاتا تھا عموماً صحیح ہو جاتا تھا فرعون نے اپنے وزیر اعظم ہامان کو بتایا (وہ بھی اسی طرح کا تھا) کہ خاندانِ بنی اسرائیل میں لڑکا پیدا ہوگا جو میری سلطنت کی تباہی کا سبب بنے گا تو انہوں نے ایک فورس تشکیل دی جس میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی جس کی ڈیوٹی تھی کہ بنی اسرائیلیوں کے گھروں میں جا کر دیکھو کہ کونسی عورت حاملہ ہے ان کا ریکارڈ بناؤ اگر بچہ پیدا ہو تو اسکو ذبح کر دو چنانچہ ان تین سالوں میں جو بھی لڑکا پیدا ہوتا اس کو ذبح کر دیتے جیسے قصائی بکرا چھترا ذبح کرتا ہے لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتے کیونکہ عورتوں سے کوئی خدشہ نہیں تھا نجومی نے لڑکے کا بتایا تھا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں اور تفسیروں میں بھی ہے کہ ان سالوں میں بارہ ہزار بچے قتل ہوئے اور نوے ہزار ماؤں کے حمل دیدہ دانستہ گرائے گئے کہ ممکن ہے کہ لڑکا ہو اور ہماری آنکھوں کے سامنے ذبح کیا جائے اور ہماری مامتا گوارہ نہ کر سکے۔ علامہ بونی ؒ بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں عملیات میں ان کی کتاب 'شمس المعارف' جو چار جلدوں میں ہے اول نمبر کی کتاب ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ فرعون نے ستر ہزار بچے قتل کرائے۔ بہرحال بارہ ہزار کی تعداد بھی کوئی کم نہیں ہے اور نوے ہزار ماؤں نے حمل خود گرا دیئے۔

اکبرالہ آبادی مرحوم طنزیہ نگار شاعر گزرے ہیں ان کی کتاب ''کلیات اکبر'' ہے اس میں وہ بڑی بڑی عجیب باتیں لکھتے ہیں یہ بھی لکھا ہے......

؎ یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

کہ بچوں کو قتل کرا کے بین الاقوامی طور پر بدنام ہوگیا وہ کالج بنا کر بچوں کے ذہن بگاڑ دیتا تو یہ آسان تھا طنز کر گئے کہ کالجوں میں بچوں کے ذہن بگڑتے ہیں۔

مسلمانوں کے خلاف روسی سازش :

مجھے یاد ہے کہ ۱۹۴۰ء کے قریب قریب کی بات ہے ہم شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے پاس بخاری شریف پڑھ رہے تھے اس سال دورہ حدیث میں ہم تین سو تینتیس (۳۳۳) آدمی تھے میں دوسری لائن میں ہوتا تھا میرے ساتھ ایک بوڑھا ترکی جرنیل تھا وہ کچی پکی اردو بولتا تھا ہم اسکے ساتھ مذاق بھی کرتے تھے کہ بابا تمہیں کیا خیال آگیا ہے پڑھنے کا؟ وہ کہتا تھا کہ کیا میرے لئے دین پڑھنا حرام ہے۔ سبق کے دوران کسی نے حضرت مدنیؒ کو اخبار کی ایک کٹنگ، ایک تراشا پیش کیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ روس نے افغانستان کے سربراہ ظاہر شاہ کو دو باتوں کی پیشکش کی ہے ایک یہ کہ میں اپنی طرف سے ٹیچر اور ماسٹر بھیجوں گا جو تمہارے کالجوں میں بچوں کو مفت پڑھائیں گے تنخواہ روس دیگا اور دوسری یہ کہ تمہارے جو بچے روس میں آکر تعلیم حاصل کریں گے ان کا خرچہ حکومت روس برداشت کریگی اور ظاہر شاہ نے یہ دونوں پیشکشیں مان لی ہیں۔ اس وقت حضرت مدنیؒ کی عجیب وغریب کیفیت تھی اور رو پڑے فرمانے لگے ظاہر شاہ! بڑی نادانی کی ہے، ظاہر شاہ! بڑی نادانی کی ہے، ظاہر شاہ! بڑی نادانی کی ہے۔ یہ قومیں مالی فائدہ

دیگر اپنے نظریات پھیلاتی ہیں چنانچہ اسکے چند سال بعد اخبارات میں یہ خبر آئی اس وقت پاکستان ابھی نہیں بنا تھا کہ وہ لڑکے جو روس میں تعلیم حاصل کرنے گئے تھے ان میں سے ایک واپس افغانستان آیا تو اس کے والد نے کہا کہ اب میں نے تیری شادی کا انتظام کرنا ہے تو اس لڑکے نے کہا کہ میں نے اپنی بہن سے شادی کرنی ہے والد نے کہا کہ یہ تم کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا کہ یہ بہن بھی تو عورت ہی ہے۔ والد نے کہا کہ تیرے ہوش وحواس ٹھکانے ہیں کیا؟ اس نے کہا ہاں میں اچھا خاصا پڑھا لکھا ہوں میرے پاس کالج کی ڈگری ہے یہ بھی عورت ہی ہے میں نے اس کے ساتھ شادی کرنی ہے غیرت مند والد نے اسکو گولی سے اڑادیا۔ اور سنیئے! یہ جہاں واہ فیکٹری ہے یہاں چینی لوگ آگئے اور انہوں نے اپنے نظریات پھیلانے شروع کردیئے۔ اس علاقے کے طالبعلم ہمارے پاس پڑھتے تھے انہوں نے بتایا کہ وہ کہتے ہیں کہ گدھ حلال ہے، سانپ حلال ہے، بچھو حلال ہے، چھپکلی وغیرہ حلال ہے یہ خدا کی مخلوق ہے اسکو خدا نے مخلوق کیلئے پیدا کیا ہے۔ بچوں کے وہ ذہن بگاڑتے ہیں تبلیغی حضرات نے بھی وہاں جا کر انکو تبلیغ کی مگر کالج کے اندر جانا بڑا مشکل تھا۔ اس علاقے کے ہمارے شاگرد ہیں مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ایم اے ہیں وکیل بھی ہیں نصرۃ العلوم میں مدرس ہیں۔ ہم نے انکو آمادہ کیا کہ آپ اس کالج میں جا کر ملازمت اختیار کریں چاہے کلرک لگ جائیں یا قلی بھرتی ہو جائیں اور کالج کے اندر جو طلباء ہیں انکی ذہن سازی کرو چنانچہ مولانا نے ہماری بات مان لی اور کئی سال وہاں کلرک کی حیثیت سے رہے اور بچوں کے ذہن صاف کیئے۔ تو یہ جو کالج ہیں یہ لوگوں کے ذہن بگاڑنے کیلئے ہیں ہاں ایسا بچہ جسکا پہلے ذہن صاف کردیا گیا ہے جو ہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی اس کے کالج میں جانے کا کوئی حرج نہیں ہے اور جو بچے خالی الذہن کالج میں جاتے ہیں وہ مرتد ہو کر واپس آتے

ہیں الا ماشاء اللہ۔کافی سال پہلے کی بات ہے کہ میرے پاس کراچی سے کچھ مہمان آئے درس کے وقت مجھے ملے کہنے لگے کہ ہم سیدھا آپ کے پاس آئے ہیں ایک مشورہ کرنے کیلئے۔وہ ٹائم میرا نصرت العلوم جانے کا تھا میں نے ان سے کہا کہ میں نے نصرت العلوم جانا ہے واپس آکر آپ سے بات کروں گا۔انہوں نے کہا کہ ایک بجے ہماری واپسی کی فلائٹ ہے ہم نے ضرور جانا ہے۔میں نے ان سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو، تیاری کرو میں دس ساڑھے دس بجے کے قریب آجاؤنگا۔میں نے اہل خانہ سے کہا کہ ان کیلئے ناشتہ تیار کرو۔ میں نصرت العلوم پہنچ کر سبق پڑھا رہا تھا کہ چھ آدمی آگئے، کہنے لگے ہم نے آپ سے بات کرنی ہے۔میں نے کہا کہ اگر مدرسے کی کوئی انتظامی بات ہے تو مہتمم صاحب موجود ہیں، ناظم صاحب موجود ہیں۔اگر مسئلہ پوچھنا ہے تو دارالافتاء میں مفتی موجود ہیں ان سے مسئلہ پوچھ لو۔کہنے لگے نہیں آپ کیساتھ بات کرنی ہے۔میں نے کہا میرے گھر مہمان بیٹھے ہیں اور انہوں نے واپسی کی ٹکٹیں لی ہوئی ہیں وہ میری انتظار میں ہیں میرا عذر ہے۔وہ کہنے لگے نہیں آپ کیساتھ بات کرنی ہے۔میں بڑا پریشان ہوا میں نے کہا بات کیا ہے؟ کہنے لگے یہ نوجوان ملتان کالج میں پڑھتا تھا یہ کہتا ہے کہ خدا کوئی نہیں ہے اسکو خدا سمجھاؤ۔ مولانا عبدالقیوم صاحب میرے پرانے شاگردوں میں سے ہیں وہ یہاں گکھڑ میرے پاس پاکستان بننے سے پہلے پڑھتے رہے ہیں۔انکو میں نے اُنکے حوالے کیا کہ تم ان کو سمجھاؤ میں جارہا ہوں۔تو اکبر الہ آبادی مرحوم کہتے ہیں کہ افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی کہ کالج بنا کر بچوں کے ذہن بگاڑ دیتا یہ آسان تھا بہ نسبت ان کو قتل کرنے کے،اس کا ذکر ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِذْقَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ اور جس وقت فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ یاد کرو تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جو تم پر ہو

میں ہیں اِذْ اَنْجٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ جس وقت اس نے نجات دی تمہیں فرعونیوں سے یَسُوْمُوْنَکُمْ چکھاتے تھے تمہیں سُوْٓءَ الْعَذَابِ براعذاب۔ وہ کیا تھا؟ وَیُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَ کُمْ اور ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَ کُمْ اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَآءٌ اور اس میں آزمائش تھی امتحان تھا مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی شان اور قدرت کہ موسیٰ علیہ السلام انہی سالوں میں پیدا ہوئے اور فرعون کے گھر پلے جوان ہوئے اور فرعون کچھ نہ کرسکا۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝۷ وَقَالَ مُوْسٰۤى اِنْ تَكْفُرُوْۤا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۸ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۛ وَالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ۭ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْۤا اَيْدِيَهُمْ فِيْۤ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْۤا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَاۤ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝۹ قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۭ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۤؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۰

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ اور جب واضح اعلان کیا تمہارے پروردگار نے لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ البتہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور بالضرور تمہیں زیادہ دونگا وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اور البتہ اگر تم ناشکری کرو گے تو اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ بیشک میرا عذاب بہت سخت ہے وَقَالَ مُوْسٰى اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اِنْ تَكْفُرُوْۤا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا اگر کفر اختیار کرو تم اور جو بھی زمین میں ہیں سارے فَاِنَّ اللّٰهَ پس بیشک اللہ تعالیٰ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ البتہ بے پرواہ تعریفوں والا ہے اَلَمْ يَاْتِكُمْ کیا نہیں آئی تمہارے پاس نَبَؤُا الَّذِيْنَ خبر ان لوگوں کی مِنْ

قَبۡلِكُمۡ جوتمہارے سے پہلے تھے قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوۡدَ نوح علیہ السلام کی قوم اورقوم عاداورقوم ثمود وَالَّذِيۡنَ مِنۡ ۢبَعۡدِهِمۡ اوروہ لوگ جوان کے بعدآئے لَا يَعۡلَمُهُمۡ اِلَّا اللّٰهُ نہیں جانتاانکوکوئی بھی مگرصرف اللہ تعالیٰ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ آئے ان کے پاس ان کے رسول بِالۡبَيِّنٰتِ واضح دلائل لےکر فَرَدُّوۡۤا اَيۡدِيَهُمۡ پس لوٹائے انہوں نے اپنے ہاتھ فِىۡۤ اَفۡوَاهِهِمۡ اپنے مونہوں میں وَقَالُوۡۤا اورکہاانہوں نے اِنَّا كَفَرۡنَا بیشک ہم منکر ہیں بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِهٖ اس چیز کے جوتم دیکر بھیجے گئے ہو وَاِنَّا لَفِىۡ شَكٍّ اور بیشک البتہ ہم شک میں ہیں مِّمَّا اس چیز سے تَدۡعُوۡنَنَاۤ اِلَيۡهِ مُرِيۡبٍ جس کے بارے میں تم ہمیں دعوت دیتے ہووہ شک تردد میں ڈالتا ہے قَالَتۡ رُسُلُهُمۡ کہاان کے رسولوں نے اَفِى اللّٰهِ شَكٌّ کیااللہ تعالیٰ کے بارے میں شک ہے فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ جو بغیرنمونے کے پیدا کرنے والا ہے آسمانوں کااورزمین کا يَدۡعُوۡكُمۡ وہ تمہیں دعوت دیتا ہے لِيَـغۡفِرَ لَكُمۡ تاکہ وہ بخش دے مِّنۡ ذُنُوۡبِكُمۡ تمہارے گناہ وَيُؤَخِّرَكُمۡ اورتاکہ وہ تمہیں مہلت دے اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ایک مدت مقرر تک قَالُوۡۤا کہاانہوں نے اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا نہیں ہوتم مگر بشرہمارے جیسے تُرِيۡدُوۡنَ چاہتے ہوتم اَنۡ تَصُدُّوۡنَا کہ ہمیں روکو عَمَّا كَانَ يَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا اس سے جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا فَاۡتُوۡنَا بِسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ لاؤ تم ہمارے پاس کوئی کھلی دلیل۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتابوں اوراپنے پیغمبروں کے ذریعے ہر دور میں یہ

اعلان کروایا وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّکُمْ اور جب واضح اعلان کیا تمہارے پروردگار نے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ البتہ اگر تم شکر ادا کروگے تو میں ضرور بالضرور تمہیں زیادہ دونگا۔ لام بھی تاکید کا ہے اور یہ جو نون مشدد ہے یہ بھی تاکید کا ہے۔ دو تاکیدیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے شکر کا بہترین طریقہ :

شکر کس طرح ادا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کی توحید ماننے میں اس کی اطاعت کرنے میں اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے میں اور اللہ تعالیٰ نے جو کام بتلائے ہیں وہ کرے اور جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سے رک جائے اور عبادات میں سب سے اہم چیز نماز ہے نماز کے ذریعے جو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ہوتا ہے وہ اور کسی فعل کے ذریعے ادا نہیں ہوتا اسلئے کہ نماز میں گھٹنے بھی زمین پر لگتے ہیں پاؤں بھی ہاتھ بھی ناک اور پیشانی بھی، یہ انسان کی انتہائی عاجزی کی حالت ہوتی ہے اپنی اس عاجزی کی حالت میں کہتا ہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی میرا رب بہت بلند ہے اور کمزوریوں سے پاک ہے۔ اپنی پستی میں رب کی بلندی کے گیت گاتا ہے۔ نماز کے متعلق چند مسائل سمجھ لیں اور انکو یاد رکھنا۔ سجدے میں ناک اور پیشانی زمین پر لگے اگر بغیر کسی عذر کے ناک اور پیشانی زمین پر نہ لگی تو نماز نہیں ہوگی البتہ اگر سخت سردی ہو جیسے آجکل ہے یا سخت گرمی ہو تو اپنی پگڑی یا رومال اور ٹوپی پر سجدہ کرنے کی اجازت ہے مگر عام حالات میں پیشانی ننگی کرنی پڑے گی اور سجدے کی حالت میں دونوں پاؤں زمین پر لگے ہوئے ہوں اگر دونوں پاؤں سجدے کی حالت میں زمین سے اٹھے ہوئے ہونگے تو نماز نہیں ہوگی پڑھنے کے باوجود گردن پر رہے گی۔ اگر ایک پاؤں لگا ہوا ہے اور دوسرا اٹھا ہوا ہے تو نماز مکروہ ہوگی۔ مردوں نے سجدے میں بازو اٹھا کر رکھنے ہیں اور عورتوں نے پست کر کے زمین کیساتھ ملا کر رکھنے ہیں۔ مردوں کیلئے الگ حکم ہے اور

عورتوں کیلئے الگ، تو سجدے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی بڑھائی اور بلندی کی تسبیح پڑھنی ہے یہ زبان کا شکریہ ہے اور صرف زبان سے شکر ادا کرنا کافی ہے کیونکہ رب تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ تو سارا بدن اٹھاتا ہے سر سے لیکر پاؤں تک، طب کی کتابوں میں ہے کہ آدمی جب پانی پیتا ہے تو دو منٹ میں ناخنوں تک پہنچ جاتا ہے، تو نعمتوں سے فائدہ تو سارا بدن اٹھائے اور شکریے کیلئے صرف دو تولے کی زبان ہلانا ہی کافی سمجھا جائے کہ الحمد للہ کہہ دے یہ مذاق ہے شکریہ نہیں ہے۔ شکریہ یہ ہے کہ سارے اعضاء رب تعالیٰ کے سامنے جھکیں اس کی بہترین صورت نماز ہے۔ تو فرمایا کہ اگر تم شکر ادا کروگے تو میں زیادہ دونگا وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اور البتہ اگر تم ناشکری کروگے تو اِنَّ عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ بیشک میرا عذاب بہت سخت ہے وَقَالَ مُوْسٰى اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا اوپر سے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ چلا آرہا تھا درمیان میں شکریہ کا مسئلہ بیان فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر تم کفر اختیار کروگے اور جو بھی زمین میں ہیں سارے، زمین میں جتنی مخلوق ہے معاذ اللہ تعالیٰ ساری کی ساری کافر ہو جائے تو رب تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑتا کیونکہ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِىٌّ حَمِيْدٌ پس بیشک اللہ تعالیٰ البتہ بے پرواہ ہے لوگوں کی عبادت سے لوگوں کے اعمال سے اسکو کوئی ضرورت نہیں ہے وہ فی حد ذاتہ قابل تعریف ہے۔ تم اسکی تعریف کرو نہ کرو اسکی خدائی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر (معاذ اللہ تعالیٰ) سب کے سب لوگ کافر ہو جائیں تو خدا کی خدائی میں ایک رتی برابر فرق نہیں پڑتا اور اگر سب کے سب لوگ نیک ہو جائیں تو رب تعالیٰ کی عظمت میں بڑائی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ تمہارے اعمال تمہارے کام آئیں گے اللہ تعالیٰ تمہاری نیکیوں کا محتاج نہیں ہے ناشکری کروگے تو اس کا وبال تمہارے

اوپر پڑیگا دیکھتے نہیں ہو جن لوگوں نے رب تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کی ہے ان کا کیا حشر ہوا؟

اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے کوئی شئی نہیں بچا سکتی:

اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ نَبَؤُا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ کیا نہیں آئی خبر تمہارے پاس ان لوگوں کی جو تمہارے سے پہلے تھے قَوۡمِ نُوۡحٍ نوح علیہ السلام کی قوم کا قصہ تم نے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی نعمتیں دی تھیں باغات دیئے زمینیں دیں اولاد دی تھی مال دیا تھا لمبی عمریں دیں اپنی چھ چھ پشتیں انہوں نے دیکھی لیکن جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے انکو پانی میں ڈبو کے ماردیا وَّعَادٍ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد حضرت ہود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عاد قوم کی طرف مبعوث فرمایا۔ یہ بڑے قد آور اور مضبوط لوگ تھے مَنۡ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃً کا نعرہ لگاتے تھے "کون ہے ہم سے زیادہ طاقتور" انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اللہ تعالیٰ نے ان پر مسلسل ہوا مسلط فرمائی اس ہوا نے انکو دور دور جا کر پھینک دیا کوئی ایک میل کے فاصلے پر گرا ہوا ہے کوئی دو میل کے فاصلے پر گرا ہوا ہے کَاَنَّہُمۡ اَعۡجَازُ نَخۡلٍ خَاوِیَۃٍ جیسے کھجور کے تنے پڑے ہوتے ہیں وَّثَمُوۡدَ حضرت ہود علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو ثمود قوم کی طرف مبعوث فرمایا۔ یہ قوم حجر کے علاقے میں آباد تھی انہوں نے پتھر کی بڑی بڑی چٹانوں میں مکان بنائے ہوئے تھے کہتے تھے کہ زلزلے آتے ہیں دیواریں پھٹ جاتی ہیں گر جاتی ہیں اسلئے چٹانوں میں مکان بناتے تھے تراش کر مگر جب انہوں نے رب تعالیٰ کی نافرمانی کی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک ڈراونی آواز دی کہ اس کیوجہ سے زلزلہ پیدا ہوا سب کے دل پھٹ گئے اور ختم ہو گئے وَالَّذِیۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے لَا یَعۡلَمُہُمۡ اِلَّا

اللہ نہیں جانتا انکی کوئی بھی تفصیل اللہ تعالیٰ کی ذات کے بغیر۔ بے شمار قومیں دنیا میں آئی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر سے بغاوت کی تو دنیا کے عذاب میں مبتلا ہوئے جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ آئے ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر حسی طور پر معجزات بھی دکھائے اور معنوی طور پر بڑے معقول دلائل پیش کئے لیکن لوگوں نے نہیں مانا فَرَدُّوْا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ پس انہوں نے لوٹائے اپنے ہاتھ اپنے مونہوں میں۔ اس جملے کی کئی تفسیریں کی گئی ہیں۔ ایک تفسیر یہ ہے کہ کافر پیغمبروں کی عظمت کو دیکھ کر بڑے جلتے تھے عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ [آل عمران:۱۱۹] "غصے کی وجہ سے تم پر انگلیاں کاٹتے ہیں۔" اپنے منہ میں ڈال کر کہ یہ ہم سے بڑھ گئے ہیں لوگ ان کیساتھ زیادہ مل گئے ہیں۔ اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ جس وقت پیغمبر تبلیغ شروع کرتے تو کافر اپنے ہاتھ اپنے منہ کی طرف لوٹا کر اشارہ کرتے کہ خبردار! آگے نہ بولنا۔ اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ اپنے ہاتھ پیغمبروں کے منہ پر جا کر رکھ دیئے کہ چپ کر جاؤ آگے نہ بولنا، اور یہ بھی تفسیر کرتے ہیں کہ پیغمبروں کی تعلیم سن کر انکو ہنسی آگئی پھر ہنسی کو روکنے کیلئے اپنے منہ کے آگے اپنے ہاتھ رکھ لئے اور یہ تفسیر بھی کرتے ہیں کہ پیغمبروں کے ہاتھ پیغمبروں کے مونہوں پر رکھ دیئے کہ چپ کر جاؤ تم نے کیا شور مچایا ہوا ہے۔ اور اَيْدِيْ کا معنیٰ نعمتوں کا بھی آتا ہے، یَدٌ کی جمع ہے اور ید کا معنیٰ نعمت ہے۔ تو پھر معنیٰ ہوگا کہ پیغمبروں نے جو نعمتیں پیش کیں تھیں توحید کی نعمت، رسالت کی نعمت، احکامات الٰہی کی نعمتیں، وہ سب انہوں نے پیغمبروں کے منہ پر پھینک دیں کہ ہم نہیں مانتے۔ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا اور کہا انہوں نے بیشک ہم منکر ہیں بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ اس چیز کے جو تم دیکر بھیجے گئے ہو۔ ہم نہ توحید کو مانتے ہیں نہ رسالت کو مانتے ہیں اور نہ تمہاری باتوں کو مانتے ہیں وَاِنَّا لَفِيْ

شَکٍّ اور بیشک البتہ ہم شک میں ہیں مِمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَیْهِ اس چیز سے جس کے بارے میں تم ہمیں دعوت دیتے ہو مُرِیْبٍ وہ شک ہمیں تردد میں ڈالتا ہے قَالَتْ رُسُلُهُمْ ان کے پیغمبروں نے کہا اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ کیا اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں شک ہے فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لفظ فاطر'ط' کیساتھ۔ فطور کے معنیٰ ہیں بغیر نمونے اور مثال کے پیدا کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کیا پہلے ان کا کوئی ماڈل اور نمونہ نہیں تھا پھر ایک دوسرے کے اوپر سات آسمان ہیں ان کے اوپر کرسی ہے اور اس کے اوپر عرش ہے۔ حجم اور جسم کے لحاظ سے اعظم المخلوقات عرش ہے عرش سے بڑی کوئی چیز نہیں ہے وہ سب کو محیط ہے اور درجے اور شان کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں بلند درجہ اور مقام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ تو آسمان سات ہیں اور سورۃ طلاق میں آتا ہے وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ "اور زمین میں سے بھی ان کے مثل۔" یعنی زمینیں بھی آسمانوں کی طرح سات ہیں ہر زمین میں خدا کی مخلوق ہے اور وہ مخلوق بھی ہماری طرح مکلف ہے مگر سب سے افضل یہ زمین ہے جس پر ہم ہیں کیونکہ اسی زمین پر آنحضرت ﷺ کی پیدائش ہوئی ہے اور اسی زمین پر آپ ﷺ رہے ہیں اور اسی زمین میں آپ ﷺ مدفون ہیں۔ اس زمین کا درجہ تمام زمینوں سے بلند ہے اور اس زمین کی مخلوق کا درجہ بھی سب سے بلند ہے۔ فرمایا پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کو بغیر نمونے کے اس کے بارے میں شک کرتے ہو۔ يَدْعُوْكُمْ وہ بلاتا ہے تمہیں لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ تاکہ وہ بخش دے تمہارے گناہ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں دعوت دیتا ہے اپنے پیغمبروں کے ذریعے، کتابوں کے ذریعے کہ آؤ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى اور تاکہ وہ تمہیں مہلت دے ایک مدت مقرر تک یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں مزید عمر دیگا۔

فضائل صدقہ :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو آدمی صدقہ خیرات کرتا ہے صلہ رحمی کرتا ہے اسکی لمبی عمر ہوتی ہے یہ پہلے سے لکھا ہوتا ہے کہ یہ صدقہ خیرات کریگا اس کی عمر لمبی ہوگی بدلتی نہیں ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے ایک حکم ہے اور حدیث پاک میں آتا ہے الصَّدَقَةُ تَدْفَعُ الْبَلاءَ ''صدقے کی برکت سے تکالیف اور مصائب ٹلتے ہیں۔'' ایک اور روایت میں ہے الصَّدَقَةُ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ ''صدقہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو ٹھنڈا کرنے والا ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے الصَّدَقَةُ تَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ ''صدقے کی وجہ سے انسان بری موت سے بچتا ہے۔'' لیکن اکثر لوگوں کو صدقے کے مفہوم کا علم نہیں ہے اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بس کالی سری دیدو تو سات بلائیں ٹل جائیں گی خدا جانے ان کی سات بلائیں کونسی ہیں اور اگر اس سے زیادہ کیا تو گوشت لیکر صدقہ کر دیا یا یہ کرتے ہیں کہ پرندوں کو کوؤں کو ڈال دیتے ہیں، اس سے بڑی چھلانگ لگائی تو بکرا بکری دیدی۔

صدقے کا مفہوم :

یاد رکھنا! یہ کوئی صدقہ نہیں ہے کیونکہ شریعت میں صدقے کا مفہوم ہے غریب کی ضرورت پوری کرنا۔ اس کو کپڑے بھی چاہئیں، اسکو آٹا بھی چاہیے، بیمار ہے تو دوا چاہیے، جوتا چاہیے، کرائے کا مکان ہے تو کرایہ چاہیے، بچوں کی فیس چاہیے، یہ کالی سری کہاں کہاں پھنسے گی، یہ ایک وقت کا گوشت تم نے لا کر دیا ہے اس کیساتھ کیا بنے گا لہذا بہترین صدقہ نقد پیسے ہیں تا کہ وہ غریب اپنی ضرورت پوری کر سکے باقی یہ جو چیزیں ہیں ان کا ثواب ملے گا میں یہ نہیں کہتا ثواب نہیں ملے گا لیکن صحیح معنٰی میں جو صدقہ ہے اس کے مقابلے میں اسکی کوئی حیثیت نہیں ہے اور پھر چڑیوں اور کوؤں کے آگے ڈالنا کوئی شی نہیں

ہے وہ غیر مکلف مخلوق ہے ان پر حلال حرام کھانے کی کوئی پابندی نہیں ہے ان کو ہر چیز ملتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بھوکے نہیں رہتے لہذا اچھی طرح سمجھ لیں صدقے کا مفہوم ہے غریب کی ضرورت پوری کرنا اور وہ نقد ہے اور پھر اس طریقے کیساتھ ہو کہ دائیں ہاتھ سے دو بائیں ہاتھ کو پتا نہ چلے مگر اس پر ہم راضی نہیں ہے۔

تیجے ساتے کی کوئی حقیقت نہیں ہے :

یاد رکھنا! جو صدقہ خیرات کیلئے تیجا، ساتا، دسواں اور چالیسواں کرتے ہیں محض لوگوں کو دکھانے کیلئے الا ماشاء اللہ کہ اگر نہ کیا تو لوگ کیا کہیں گے تمہاری ماں مرگئی تم نے کچھ نہیں کیا باپ مرگیا تم نے کچھ نہیں کیا، یہ ریا ہے، دکھلاوا ہے۔ خفیہ طریقے سے دو ثواب چار گنا ہوگا اپنی طرف سے دنوں کی تعیین کرنا بدعت ہے لہذا تیسرے، ساتے، دسویں کا کچھ ثواب نہیں ہے بلکہ عذاب لازم ہے۔ اسی طرح ایک کام یہ بھی کرتے ہیں کہ جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے گھر جمع ہو کر قرآن پڑھتے ہیں۔ بھئی تم اپنے گھر قرآن پڑھ کر بخش دو کہ اے پروردگار! اس کا ثواب میرے فلاں دوست کو پہنچا دے، مگر ہم میں دکھاوا زیادہ ہے کہ جب تک ہم جائیں نہ اور یہ نہ بتلائیں کہ ہمیں تمہارے ساتھ ہمدردی ہے تو اس وقت تک دل ہی نہیں بھرتا، دل کو تسلی ہی نہیں ہوتی حالانکہ ان چیزوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے ہر آدمی اپنا فرض سمجھے کہ جب کوئی عزیز، دوست، رشتہ دار، فوت ہو جائے تو خود قرآن شریف پڑھے اور ثواب پہنچائے صدقہ خیرات کرے اور ثواب پہنچائے بڑی بات ہے دکھلاوا نہ ہو۔

تمام پیغمبر بشر تھے :

پیغمبروں کے جواب میں قَالُوْا لوگوں نے کہا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا نہیں ہو تم

مگر بشر ہمارے جیسے۔ یاد رکھنا کفر حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے سے شروع ہوا ہے اس سے پہلے کفر شرک نہیں تھا اور گناہ تھے پہلی مشرک قوم نوح علیہ السلام کی تھی پیغمبر کی بشریت کا انکار بھی اس زمانے سے شروع ہوا ہے کہ پیغمبر بشر نہیں ہونا چاہئے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو کہا گیا کہ تم ہماری طرح بشر ہو نبی کس طرح بن گئے؟ حضرت ہود علیہ السلام کو بھی کہا گیا کہ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ [مومنون: ۳۳] "نہیں ہے یہ مگر بشر تمہارے جیسا کھاتا ہے ان چیزوں سے جن سے تم کھاتے ہو اور پیتا ہے اس میں سے جو تم پیتے ہو۔" یہ نبی کس طرح بن گیا؟ یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کے متعلق لوگوں نے کہا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ [الفرقان: ۷] "کیا ہے اس رسول کو کہ یہ کھانا کھاتا ہے اور چلتا ہے بازاروں میں۔" سودا سلف لینے کیلئے بازار بھی جاتا ہے نبی کس طرح ہو گیا؟ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۸ میں فرمایا وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ "اور ہم نے نہیں بنایا ان رسولوں کو ایسے اجسام کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں۔" پیغمبروں کو بھی بھوک لگتی تھی پیاس بھی لگتی تھی۔ خندق کے موقع پر ایسے بھی صحابہ کرام ﷺ تھے جنہوں نے بھوک کے وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے تھے تاکہ خالی انتڑیاں نہ چھلکیں جب انہوں نے آنحضرت ﷺ کو بتایا تو ترمذی شریف کی روایت ہے آنحضرت ﷺ نے کپڑا اٹھا کر دکھایا کہ میں نے دو پتھر باندھے ہوئے ہیں۔ تو پیغمبروں کو بھوک بھی لگتی تھی پیاس بھی لگتی تھی گرمی سردی بھی لگتی تھی بیمار اور تندرست بھی ہوتے تھے۔

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کو درد شقیقہ نے اتنا تنگ کیا کہ آپ ﷺ دو دن گھر سے باہر تشریف نہیں لائے اور کمر درد اور گھٹنوں کے درد نے اتنا مجبور کیا کہ بخاری شریف اور مسلم

شریف کی روایت ہے آپ ﷺ بیٹھ کر پیشاب نہ کر سکے کھڑے ہو کر کیا۔ مشرکوں نے آپ ﷺ سے معجزات کا مطالبہ کیا یہ کر دو وہ کرو۔ سولہویں پارے میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ "پختہ بات ہے میں بشر ہوں تمہارے جیسا۔" اور سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۹۳ میں ہے هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا "نہیں ہوں میں مگر ایک بشر رسول۔" تو تمام پیغمبر بشر تھے آدمی تھے انسان تھے مگر درجہ اور مقام ان کا بہت بلند تھا لیکن نادان لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر کو بندہ نہ کہو۔ بھئی کیوں نہ کہیں؟

قرآن پاک میں معراج شریف کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ "پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو" تو یہاں عبد کا لفظ ہے۔ پھر جب بلند مقام پر پہنچے تو سورۃ النجم میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی "پس رب تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو وحی کی۔" تو وہاں پہنچ کر بھی بندے ہی رہے پھر امت کیلئے نماز کا تحفہ لیکر آئے۔ اس میں ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یہ ہم ہر نماز میں پڑھتے ہیں۔ کوئی نماز قبول نہیں ہوتی جس میں التحیات نہ ہو معاذ اللہ تعالیٰ اگر عبد کے لفظ میں توہین ہے تو پھر ہماری نمازیں آپ کی توہین پر موقوف ہیں اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔ لہذا عبد کے لفظ میں آپ ﷺ کی کوئی توہین نہیں ہے اور یہ ہمارے ایمان میں شامل ہے ان لوگوں سے غلطی یہ ہوئی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو بندہ سمجھا ہے کہ ہم بندے ہیں اور سر سے لیکر پاؤں تک گناہوں میں بھرے ہوئے ہیں تو خیال کیا کہ پیغمبر ایسے نہیں ہو سکتے پیغمبر بندے نہیں ہو سکتے۔ اپنے آپ کو بندہ سمجھنا یہ غلطی ہے حقیقت یہ ہے کہ ہم بندے نہیں ہیں بندے کا غلاف ہمارے اوپر چڑھا ہوا ہے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ بڑے مرتبے کے بزرگ گذرے ہیں ان کی کتاب ہے مثنوی شریف ۔صدیوں سے لوگ پڑھتے چلے آرہے ہیں آج بھی درس میں شامل ہے اس میں وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے گیس لیمپ اپنے سر پر رکھا دو پہر کا وقت تھا منڈی میں جا پہنچا۔ کہنے لگا کہ میں بندہ تلاش کر رہا ہوں لوگوں نے کہا کہ تجھے بندے نظر نہیں آتے منڈی بندوں سے بھری ہوئی ہے۔اس نے کہا......

؎ انچہ می بینم خلاف آدم اند

نیستند آدم غلاف آدم اند

''جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں یہ آدم کے خلاف ہیں آدمی نہیں ہیں آدم کا غلاف ان پر چڑھا ہوا ہے۔'' ان کے اندر تو آدمیت نہیں ہے میں تو وہ تلاش کر رہا ہوں جس کے اندر آدمیت ہو بعض علاقے ایسے ہیں کہ جب گائے کا بچہ مر جائے تو وہ اسکی کھال میں توڑی (بھوسہ) بھر کر مصنوعی بچھڑا بناتے ہیں اور گائیں کے آگے رکھتے ہیں تب وہ دودھ دیتی ہے اسکو مورا کہتے ہیں اگر مورا بنا کر نہ رکھیں تو گائے دودھ نہیں دیتی تو اندر توڑی (بھوسہ) ہوتا ہے اوپر بچھڑے کا چمڑا ہوتا ہے۔تو معاف رکھنا ہم مورے ہیں بندے نہیں ہیں اور پیغمبر حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے بندے تھے ہم مورے ہیں بندے نہیں ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ شکلیں انسانی ہونگی وَقُلُوْبُھُمْ قُلُوْبُ الذِّئَابِ اور ان کے دل بھیڑیوں جیسے ہونگے ۔یہ ڈاکو، چور، بدمعاش، دہشت گرد، غنڈے، شکلیں انسانوں کی ہیں اور اندر سے بھیڑیئے ہیں۔تو کافروں نے کہا کہ نہیں ہو تم مگر ہمارے جیسے بشر۔تُرِیْدُوْنَ چاہتے ہو تم اَنْ تَصُدُّوْنَا کہ ہمیں روکو عَمَّا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا اس سے جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا۔تم اس لئے آئے ہو کہ

ہمارے باپ دادا کے معبودوں کو ہم سے چھڑانا چاہتے ہو فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ لاؤ تم ہمارے پاس کوئی کھلی دلیل تا کہ ہم سمجھیں۔ اس کا جواب ان شاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ کہا ان لوگوں کو ان کے رسولوں نے اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ نہیں ہیں ہم مگر بشر تمہارے جیسے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اور لیکن اللہ تعالیٰ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ احسان کرتا ہے جس پر چاہتا ہے مِنْ عِبَادِهٖ اپنے بندوں میں سے وَمَا كَانَ لَنَآ اور نہیں ہے ہمارے اختیار میں اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ یہ کہ لائیں ہم تمہارے پاس کوئی دلیل اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم کیساتھ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی چاہئے کہ توکل کریں مومن وَمَا لَنَآ اور ہمیں کیا ہو گیا ہے اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ کہ ہم توکل نہ

کریں اللہ تعالیٰ پر وَقَدْ هَدٰنَا سُبُلَنَا اور تحقیق ہمیں اس نے ہدایت دی ہے ہمارے راستوں کی وَلَنَصْبِرَنَّ اور البتہ ہم ضرور صبر کریں گے عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ان تکلیفوں پر جو تم ہمیں دو گے وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی چاہیے کہ توکل کریں توکل کرنے والے وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور کہا ان لوگوں نے جو کافر تھے لِرُسُلِهِمْ اپنے رسولوں کو لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ البتہ ہم ضرور نکالیں گے تمہیں اپنی زمین سے اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا یا یہ کہ تم لوٹ آؤ ہماری ملت میں فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ پس وحی بھیجی پیغمبروں کی طرف ان کے رب نے لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ البتہ ہم ضرور ہلاک کر دیں گے ظالموں کو وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ اور البتہ ہم ضرور بسائیں گے تمہیں زمین میں مِنْ بَعْدِهِمْ ان کے بعد ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ یہ وعدہ اس شخص کیلئے ہے جو خوف کھاتا ہے میرے سامنے کھڑے ہونے کا وَخَافَ وَعِيْدِ اور خوف کھاتا ہے میری دھمکی کا وَاسْتَفْتَحُوْا اور انہوں نے فتح طلب کی وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ اور نامراد ہو گیا ہر جبر کرنے والا ضدی۔

مختلف قوموں کے پاس وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ پیغمبر بھیجتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے پہلے توحید کا سبق دیا پھر اپنی رسالت اور قیامت کا ذکر کیا۔ کافروں نے کہا کہ تم نبوت اور رسالت کا دعویٰ کرتے ہو اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا "نہیں ہو تم مگر ہمارے جیسے انسان۔" لہٰذا تم رسول کس طرح بن گئے؟ ان لوگوں کا خیال تھا کہ بشر نبی نہیں ہونا چاہیے اگر رب چاہتا تو انسانوں کی ہدایت کیلئے فرشتوں کو نبی بنا کر بھیجتا۔

مسئلہ بشریت :

سورت مومنون آیت نمبر ۲۴ میں ہے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اتارتا فرشتوں کو۔ یہ بشر ہو کر نبی بن گیا ہے اور دوسری بات ان لوگوں نے یہ کہی کہ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا تم چاہتے ہو کہ روکو ہمیں ان چیزوں سے جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے اور تیسری بات یہ کہی کہ فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ہمارے سامنے کوئی کھلی دلیل پیش کرو کہ ہمیں سمجھ آجائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ کہا ان لوگوں کو ان کے رسولوں نے اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ نہیں ہیں ہم مگر بشر تمہارے جیسے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ اور لیکن اللہ تعالیٰ احسان کرتا ہے جس پر چاہتا ہے مِنْ عِبَادِهٖ اپنے بندوں میں سے۔ ہم بشر ہیں انسان ہیں اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا ہے کہ ہمیں نبوت و رسالت عطا فرمائی ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۹۵ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ''اگر ہوتے زمین میں فرشتے چلنے بسنے والے تو یقیناً ہم اتارتے ان پر آسمان کی طرف سے فرشتے رسول بنا کر۔'' اگر زمینی مخلوق فرشتے ہوتے تو ہم ان کی اصلاح کیلئے فرشتوں کو رسول بنا کر بھیجتے لیکن ہم نے زمین آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے حوالے کی ہے تو ان کی اصلاح کیلئے ان ہی میں سے کوئی ہو سکتا ہے اگر کوئی فرشتہ ہوتا تو انسان اس سے فائدہ نہ اٹھا سکتا۔ مثلاً گرمیوں میں جب رمضان آتا ہے تو دن لمبا ہوتا ہے بھوک پیاس لگتی ہے اگر فرشتہ رسول ہوتا تو اسکو بھوک پیاس کا کیا احساس ہوتا وہ یہی کہتا بھوک پیاس برداشت کرو اور روزہ رکھو خود اسکو تو نہ بھوک لگتی ہے نہ پیاس، وہ ہمارا استاد کس طرح بن سکتا تھا اسی طرح فرشتوں میں نہ مذکر

ہے نہ مؤنث، نہ ان میں جنسی خواہشات ہیں وہ ہمیں کس طرح سبق دیتے کہ تم اس طرح جنسی خواہشات کنٹرول کرو ان کو نہ گرمی کا پتہ اور نہ سردی کا احساس نہ دکھ سکھ کی خبر تو فرشتے سے انسان کس طرح فائدہ اٹھا سکتا ہے؟ ہاں انسان انسان سے صحیح معنیٰ میں فائدہ اٹھا سکتا ہے کیونکہ اسکو دکھ درد کا پتا ہے۔آنحضرت ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم فوت ہوئے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اگر فرشتہ نبی ہوتا تو اسکو کیا صدمہ ہوتا؟ انسان کیلئے نمونہ تو وہ بن سکتا ہے جسکو بھوک لگے پیاس لگے گرمی سردی کا احساس ہو پریشانیاں آئیں غزوہ خندق کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر دو پتھر باندھے ہوئے تھے تو انسان اور فرشتے میں بڑا فرق ہے غیر ملکی اور غیر زبان والے سے آدمی صحیح معنیٰ میں فائدہ نہیں اٹھا سکتا چہ جائیکہ غیر جنس سے فائدہ اٹھائے۔ پہلے تم پڑھ چکے ہو وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ ''اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی پیغمبر مگر اسکی قوم کی زبان میں۔''

ہر علاقہ کی قوم کے الگ الگ رواج ہوتے ہیں :

ہر علاقہ میں قوموں کے علیحدہ علیحدہ رواج ہوتے ہیں کافی عرصہ ہوا ہے ساتھی مجھے ڈیرہ غازی خان لے گئے مجھے تھوڑی سی پیچش کی شکایت تھی میں نے انکو کہا کہ میرے لئے چاول پکانا اور ان پر دہی ڈال کر مجھے دینا انہوں نے میرے سامنے چاول اور دہی لا کر رکھی میں نے دہی چاولوں پر ڈالی وہاں جو بچے تھے بڑے حیران ہوئے کہ چاولوں پر دہی ڈال رہے ہیں وہاں چاولوں پر دہی ڈالنا گالی کے مترادف تھا بچے بچیاں آ کر دیکھتے تھے کہ بابا چاولوں پر دہی ڈال کر کھا رہا ہے۔اسی طرح میں نے وہاں ایک اور بات دیکھی کہ چھوٹے بچوں اور بچیوں کو وہ ابا کہہ کر بلاتے تھے کہ ابا بات سنو! امی بات سنو! میں نے کہا کہ یہ تمہارے بچے ہیں پوتے ہیں تم ان کو ابا امی کہتے ہو؟ کہنے لگے یہ ہمارا رواج ہے۔میں نے

کہا کہ اسکی کوئی وجہ ہونی چاہئے کہ بیٹی، پوتی اور دُھتی (نواسی) کو اماں کہتے ہو تو کوئی وجہ نہ بتلا سکے میں نے کہا کہ میرے ذہن میں بات آتی ہے وہ یہ کہ میرے خیال میں یہ دعائیہ کلمہ ہے کہ تجھے رب اماں ابا بنائے۔ واللہ اعلم بالصواب ٹھیک ہے یا غلط ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے جس پیغمبر کو جہاں بھیجا وہ اس ماحول کو سمجھتے تھے۔ فرشتہ نبی ہوتا تو انسان اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا تو پیغمبروں نے کہا کہ ہم تمہارے جیسے انسان ہی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ احسان فرماتا ہے جس پر چاہتا ہے۔ اس پر ہم پر احسان فرمایا کہ ہمیں پیغمبر بنایا رسالت عطا فرمائی باقی تم نے یہ کہا کہ فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ کہ ہمیں کوئی معجزہ اور کرشمہ دکھاؤ تو اسکے متعلق پیغمبروں نے جواب دیا وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ اور نہیں ہے ہمارے اختیار میں یہ کہ لائیں ہم تمہارے پاس کوئی دلیل مگر اللہ تعالیٰ کے حکم کیساتھ۔ آپ لوگ ہم سے مطالبہ کرتے ہو کہ معجزہ دکھاؤ یہ ہمارے اختیار کی بات نہیں ہے یہ رب تعالیٰ کا کام ہے اگر وہ چاہے تو معجزہ ظاہر ہوتا ہے۔ قریش مکہ نے آنحضرت ﷺ سے مطالبہ کیا کہ اگر آپ پیغمبر ہیں تو صفا مروہ سونے کی بنا دو آپ کیلئے کوٹھی ہونی چاہئے اور باغ ہو جس میں نہریں جاری ہوں۔ پندرہویں پارے میں ہے رب تعالیٰ نے فرمایا قل آپ کہہ دیں سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا پاک ہے پروردگار یہ چیزیں میرے رب کے اختیار میں ہیں میرے اختیار میں نہیں ہیں میں تو بشر ہوں رسول ہوں وہ جب چاہتا ہے معجزہ صادر فرما دیتا ہے وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی چاہئے کہ توکل کریں مومن وَمَا لَنَآ اور ہمیں کیا ہو گیا ہے اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ کہ ہم توکل نہ کریں اللہ تعالیٰ کی ذات پر وَقَدْ هَدٰنَا سُبُلَنَا اور تحقیق ہمیں اس نے ہدایت دی ہے ہمارے راستوں کی جو ہمارے حق کے راستے

ہیں اللہ تعالیٰ پر ہمیں اعتماد کرنا چاہئے اور سن لو وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰی مَآ اٰذَیْتُمُوْنَا اور البتہ ہم ضرور صبر کریں گے ان تکلیفوں پر جو تم ہمیں دو گے۔

اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے بڑی تکلیفیں برداشت کی ہیں :

کیونکہ کافروں نے دھمکیاں دی تھیں کہ ہماری طرف سے تمہیں تکلیف پہنچے گی اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے کہا کہ تم ہمیں تکلیف دیتے ہو تو تمہاری مرضی ہے ہم صبر کریں گے پھر اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو بڑی بڑی تکلیفیں دی گئیں بعضوں کو آرے کیساتھ ٹکڑے کردیا بعضوں کو کنویں میں گرایا گیا بعض وہ تھے جن پر پتھروں کی بارش کی گئی بعضوں کو بھوکا رکھا گیا غرضیکہ طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں مگر پیغمبروں نے صبر کیا۔ آنحضرت سے پوچھا گیا اَیُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاءً حضرت ارشاد فرمائیں انسانوں میں سے زیادہ تکلیفیں کس کو پیش آئیں قال آپ نے فرمایا اَلْاَنْبِیَاءُ سب سے زیادہ تکلیفیں اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو پیش آئیں ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ پھر انکو جو درجے میں انکے قریب تھے پھر انکو جو درجے میں انکے قریب تھے پھر آخر میں فرمایا یُبْتَلَی الرَّجُلُ عَلٰی قَدْرِ دِیْنِہٖ امتحان لیا جاتا ہے آدمی کا اسکے دین کی مقدار پر جتنا اس میں دین ہوگا اتنی اسکی آزمائش ہوگی اگر دین میں سخت ہوگا آزمائش بھی سخت ہوگی جو دین میں نرم ہوگا اسکا امتحان بھی نرم ہوگا ہم چونکہ اس قابل نہیں ہیں کہ تکلیفیں برداشت کرسکیں اسلئے ہمارا امتحان بھی نہیں ہوتا وہ لوگ دین میں بڑے مضبوط تھے اسلئے ان کے امتحان بھی سخت تھے ان کے سر پر آرا رکھ کر کہا جاتا ایمان چھوڑ دو، وہ دو ٹکڑے ہو جاتا تھا مگر کلمہ نہیں چھوڑتا تھا۔ آج ہم اسکا تصور بھی نہیں کرسکتے آرا تو بڑی بات ہے ہمارے تو سر میں سوئی چبھ جائے تو ہم برداشت نہیں کرسکتے اور ان کا امتحان اتنا مضبوط تھا کہ لوہے کی کنگھیوں کیساتھ ان کے بدن سے گوشت اور رگیں

نوچ لی جاتی تھیں مگر وہ دین کو نہیں چھوڑتے تھے بڑی ہمت والے لوگ تھے۔ آج بھی الحمدللہ دنیا میں مجاہدین اسلام موجود ہیں جو دین کیلئے ہر قسم کی تکالیف برداشت کرنے کیلئے تیار ہیں اور کر رہے ہیں ان کے ایمان ہم سے بہت قوی ہیں تو جتنا انسان کا ایمان قوی ہوگا اتنا امتحان سخت ہوگا۔ تو پیغمبروں نے کہا کہ ہم تکلیفوں پر صبر کریں گے وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی چاہئے کہ توکل کریں توکل کرنے والے۔

توکل کا معنٰی :

کئی دفعہ بیان ہو چکا ہے کہ توکل کا معنٰی ہے ظاہری اسباب کو اختیار کر کے نتیجہ رب تعالیٰ پر چھوڑ دو ظاہری اسباب اگر اختیار نہ کیے جائیں تو اسکو تَعَطُّلْ کہتے ہیں اور تعطل گناہ ہے اسباب کو کام میں لانے کا شریعت نے حکم دیا ہے۔ اپنی جان اور مال کے تحفظ کا شریعت نے حکم دیا ہے بیمار ہو جاؤ تو علاج کراؤ، ڈاکو، غنڈے دہشت گرد اور بدمعاش سے اپنے بچاؤ کا انتظام کرو اگر نہیں کریگا تو قرآن کے حکم کی مخالفت کریگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے خُذُوْا حِذْرَكُمْ اپنے بچاؤ کا سامان کرو۔ یہ انسان کا بدن رب تعالیٰ کی امانت ہے اگر کوئی شخص گنجائش کے باوجود گرم کپڑے نہیں پہنتا سردی لگ جاتی ہے بیمار ہو جاتا ہے نمونیا ہو جاتا ہے تو تکلیف کیساتھ ساتھ یہ گنہگار بھی ہوگا کہ اس نے رب تعالیٰ کی امانت کی حفاظت کیوں نہیں کی تو گرمی سردی سے اسکو بچائے اور جتنی ہو سکے اپنے مال کی حفاظت کرے۔ بعض لوگ لاپرواہی کرتے ہیں اور نئے جوتے مسجد میں چھوڑ آتے ہیں پھر کوئی اٹھالے تو کہتے ہیں کہ ہمارا جوتا چلا گیا ہے۔ اپنے جوتوں کمبلوں کی حفاظت کرو، گھڑیوں کی حفاظت کرو اگر لاپرواہی کی وجہ سے نقصان ہو گیا تو مالی نقصان کے ساتھ ساتھ گنہگار بھی ہو

گے کیونکہ اپنے مال کی حفاظت کرنا شریعت کا حکم ہے وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں لِرُسُلِهِمْ اپنے رسولوں کو لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ البتہ ہم ضرور نکالیں گے تمہیں اپنی زمین سے اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا یا یہ کہ تم لوٹ آؤ ہماری ملت میں ہمارا عقیدہ اپناؤ اور ہمارا عمل اختیار کرو ورنہ ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال دیں گے یہ باتیں ہورہی تھیں کہ فَاَوْحٰٓی اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ پس وحی بھیجی پیغمبروں کی طرف ان کے رب نے کہ تم گھبراؤ نہیں لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِیْنَ البتہ ہم ضرور ہلاک کردیں گے ظالموں کو وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ اور البتہ ہم ضرور بسائیں گے تمہیں زمین میں مِنْ بَعْدِهِمْ ان کے بعد۔ یہ تمہیں نکالنا چاہتے ہیں ہماری قدرت دیکھو ہم انکو تباہ کردیں گے اور زمین تمہارے حوالے کردیں گے ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ یہ وعدہ ہے اس شخص کیلئے جو خوف کھاتا ہے میرے سامنے کھڑے ہونے کا کہ اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت ہوگی میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونگا اور رب تعالیٰ مجھ سے پوچھیں گے اے بندے بتلا میں نے تجھے صحت دی تھی تو نے صحت میں کیا کیا؟ میں نے تجھے مال دیا تھا کہاں خرچ کیا؟ میں نے تجھے جوانی دی تھی کہاں خرچ کی؟ ایک رتی برابر بھی کسی نے اسراف کیا فضول خرچی کی تو اس کا رب تعالیٰ کی عدالت میں جواب دینا ہے تو اس شخص کیلئے وعدہ ہے کہ اسکی جان کی حفاظت کرے گا اور اس کے مقابلے میں ظالم کو تباہ کریگا فرمایا وعدہ ہر شخص کیساتھ ہے جس نے میرے سامنے کھڑے ہو نے کا خوف کیا وَخَافَ وَعِیْدِ اور خوف کیا ہے میری دھمکی کا۔ وعید کا معنٰی دھمکی کہ نافرمانوں کو دوزخ میں بھیجوں گا سخت سزا دونگا ظالموں کو تباہ کرونگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاسْتَفْتَحُوْا فتح کا معنی ہوتا ہے فیصلہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے فتح طلب کی رب تعالیٰ سے مدد مانگی رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا "اے ہمارے پروردگار ہمارے اور

ہماری قوم کے درمیان فیصلہ کردے۔'' ظالموں کے ظلم کی بھی انتہاء ہوچکی ہے اور ہمارے صبر کی بھی انتہاء ہوچکی ہے وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ اور نامراد ہوگیا ہر جبر کرنے والا ضدی۔ جو حق کیساتھ عناد رکھتا تھا، دشمنی رکھتا تھا، ضدی تھا، وہ تباہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر محفوظ رہے۔

مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۝۱۶ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝۱۷ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝۱۸ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝۱۹ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝۲۰ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۝۲۱ ع ۵

مِنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ اسکے آگے جہنم ہے وَيُسْقٰى اور پلایا جائیگا اسکو مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ پیپ والا پانی يَّتَجَرَّعُهٗ اسکو گھونٹ گھونٹ کر کے پیے گا وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ اور نہیں قریب کہ اسکو حلق سے اتار سکے وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ اور آئے گی اس کے پاس موت مِنْ كُلِّ مَكَانٍ ہر طرف سے وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ اور وہ نہیں مریگا وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ اور اسکے آگے عذاب ہوگا سخت مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مثال ان لوگوں کی جو کافر ہیں بِرَبِّهِمْ اپنے رب کے اَعْمَالُهُمْ ان

کے اعمال کَرَمَادِ نِاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّیْحُ راکھ کی طرح ہیں سخت ہوگئی ہے ان کیساتھ ہوا فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ شدید آندھی کے دن لَا یَقْدِرُوْنَ نہیں قادر ہوں گے وہ مِمَّا کَسَبُوْا عَلٰی شَیْءٍ اس چیز میں سے کسی شے پر جوانہوں نے کمائی ہے ذٰلِکَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ یہ گمراہی ہے دور کی اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ کیا تو نے نہیں دیکھا بیشک اللہ تعالیٰ نے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ پیدا کیا آسمانوں کواور زمینوں کوحق کیساتھ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْکُمْ اگر وہ چاہے تو لے جائے تم کو وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ اور لے آئے نئی مخلوق وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ اور نہیں ہے یہ چیز اللہ تعالیٰ پر کوئی مشکل وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِیْعًا اور ظاہر ہونگے اللہ تعالیٰ کے سامنے سب فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا پس کہیں گے کمزور لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا ان لوگوں کو جنہوں نے تکبر کیا اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا بیشک ہم تمہارے تابع تھے فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا پس کیا تم کفایت کرسکتے ہو ہم سے مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کچھ بھی قَالُوْا وہ کہیں گے لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ اگر اللہ ہمیں ہدایت دیتا لَهَدَیْنٰکُمْ تو ہم تمہاری راہنمائی کرتے سَوَآءٌ عَلَیْنَآ برابر ہے ہم پر اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا ہم بے قراری کا اظہار کریں یا صبر کریں مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ نہیں ہے ہمارے لئے کوئی چھٹکارا۔

نہ جنت دور ہے نہ دوزخ :

پیچھے والی آیت کا آخری جملہ ہے وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ اور نامراد ہوگیا ہر جبر

کرنے والا ضدی حق کیساتھ عناد کرنے والا۔ دنیا میں تو نامراد ہوگا اور مِنْ وَّرَآئِہٖ جَھَنَّمُ اسکے آگے جہنم ہے۔ یاد رکھنا! نہ جنت دور ہے اور نہ دوزخ دور ہے بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے قبر میں جانے کے بعد یا جنت کے ساتھ تعلق ہوگا یا دوزخ کیساتھ وَیُسْقٰی مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ اور پلایا جائیگا اسکو پیپ والا پانی یَتَجَرَّعُهٗ اسکو گھونٹ گھونٹ کرکے پئے گا جیسے گرم چائے کو آدمی گھونٹ گھونٹ کرکے پیتا ہے تو وہ پانی اتنا گرم ہوگا کہ لسی اور شربت کی طرح نہیں پی سکے گا بلکہ وہ گرم کڑوا اور بدبودار ہوگا لہذا گرم ہونے کی وجہ سے اور کڑواہٹ اور نفرت کی وجہ سے گھونٹ گھونٹ کرکے پئے گا وَلَا یَکَادُ یُسِیْغُهٗ اور نہیں قریب کہ اسکو حلق سے اتار سکے لسی اور شربت کی طرح اور کیا پوچھتے ہو وَیَاْتِیْهِ الْمَوْتُ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ اور آئے گی اسکے پاس موت ہر طرف سے لیکن وَّمَا ھُوَ بِمَیِّتٍ اور وہ نہیں مریگا اور قبر میں ایسے زہریلے سانپ ڈسیں گے کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ وہ سانپ اگر زمین سے باہر ایک سانس لے تو کوئی سبز چیز باقی نہ رہے اور بعض مجرم ایسے ہونگے ننانوے سانپ اسکو ڈسیں گے پھر فرشتے ہتھوڑا ماریں گے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ وہ ہتھوڑا کسی پہاڑ کو مارا جائے تو خاک ہو جائے۔ پھر اس پر دوزخ کی آگ کے شعلے پڑیں گے تو ہر طرف سے موت ہی موت نظر آئیگی مگر وہ مریگا نہیں۔ اسلئے نہیں مریگا کہ اگر مر گیا تو سزا کون بھگتے گا وہاں تو لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰی [سورۃ الاعلیٰ] ''نہ وہاں مرے گا اور نہ جئے گا۔'' وَمِنْ وَّرَآئِہٖ عَذَابٌ غَلِیْظٌ اور اسکے آگے عذاب ہوگا سخت۔ جوں جوں آگے بڑھتا جائیگا عذاب میں اضافہ ہوتا جائیگا اور مومنوں کیلئے نعمتوں اور خوشی میں اضافہ ہوگا آج کا کھانے کا ذائقہ اور ہوگا اور کل کے کھانے کا ذائقہ اور ہوگا پرسوں کے کھانے کا ذائقہ اور ہوگا اگرچہ شکل ملتی جلتی ہوگی مومنوں کی لذتوں میں اضافہ ہوگا اور کافروں کو حکم ہوگا فَذُوْقُوْا

فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا [سورۃ نبا:۳۰] ''پس چکھو تم اس عذاب کا مزا پس ہم نہیں زیادہ کریں گے تمہارے لئے مگر عذاب۔'' دن بدن عذاب میں اضافہ ہوتا چلا جائیگا۔ کافروں کو جب عذاب سے ڈرایا جاتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ ہم بھی نیکیاں کرتے ہیں پھر بھی تم ہمیں عذاب سے ڈراتے ہو کہ دوزخ میں تمہیں پیپ پلائی جائے گی گرم پانی پلایا جائیگا یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو یہ ہمارے نیک اعمال کہاں جائیں گے؟

کافر بھی بڑی بڑی نیکیاں کرتے ہیں :

اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کافر بھی نیک کام کرتے ہیں۔ یہ میو ہسپتال، گنگا رام ہسپتال غیر مسلموں کے قائم کئے ہوئے ہیں جن سے ہزار ہا لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مسافر خانے بناتے ہیں، سڑکیں بناتے ہیں، کنویں نکالتے ہیں، نلکے لگواتے ہیں بلکہ سیٹھی محمد یوسف مرحوم آف راہوالی نے مجھے بتایا کہ سندھ میں ہمارے تین قرأت و تجوید کے مدرسے ہندو چلاتے ہیں۔ قاریوں کی تنخواہیں طلبہ کا بیماری تک کا خرچہ وہ برداشت کرتے ہیں اور کسی سے چندہ بھی نہیں مانگتے بلکہ وہ مدارس جن کو مسلمان چلا رہے ہیں ان کی بنسبت وہاں بچوں کو زیادہ سہولتیں ہیں۔ میں نے کہا سیٹھی صاحب ان کو کیا فائدہ؟ کہنے لگے مولانا فائدہ تو مجھے معلوم نہیں۔ تو بہر حال کافر بھی اچھے اچھے کام کرتے ہیں مگر اس کا انہیں آخرت میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور اسکو اچھی طرح سمجھنا اور یاد رکھنا۔

ایمان کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ مثال ان لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کیساتھ کہ اسکے احکام کا انکار کیا ہے اَعْمَالُهُمْ انکے اعمال كَرَمَادِ راکھ کی طرح ہیں ، اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ سخت ہوگئی ہے ان کیساتھ ہوا شدید

آندھی کے دن انکے اعمال کو راکھ کا ڈھیر سمجھو کہ دیکھنے میں بڑا نظر آتا ہے لیکن راکھ کا وزن نہیں ہوتا اور جب آندھی اور طوفان آتا ہے تو سب اڑ جاتا ہے۔ کافروں کے نیک اعمال کا بھی یہی حال ہے کہ بظاہر بڑے نظر آتے ہیں یہ ہسپتال ہے، یہ سڑک ہے، یہ پل ہے، یہ نلکا ہے، یہ کنواں ہے، یہ مسافر خانہ ہے، یہ غریبوں کیساتھ ہمدردی ہو رہی ہے لیکن کفر کی آندھی شرک کی آندھی ان کو اڑا کر لیجاتی ہے کچھ نہیں بچتا جو آخرت میں ان کے کام آئے۔

اعمال کی قبولیت کیلئے تین شرطیں :

کیونکہ نیک اعمال کو باقی رکھنے والی تین چیزیں ہیں (۱)......ایمان

(۲)......اخلاص (۳)......اتباع سنت

ان کے بغیر نیکیوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ دیکھو قریش نے بھی یہ بات کہی تھی کہ ہم حاجیوں کو کھانا کھلاتے ہیں پانی پلاتے ہیں مسجد حرام کی خدمت کرتے ہیں صفائی کرتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب بندے کو دیکھو کہ وہ مسجد کی خدمت کر رہا ہے تو تم کہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جنتی ہے۔ یہ عام مسجد کی بات ہے اور مسجد حرام جو سب مسجدوں کی ماں ہے اسکی کی خدمت کوئی معمولی بات نہیں ہے بڑے بڑے سردار ہاتھ میں جھاڑو پکڑے ہوئے اسکی صفائی کرتے تھے بلکہ بعض ایسے بھی تھے جو لیٹ کر داڑھی کیساتھ صفائی کرتے تھے اور حاجیوں کو پانی پلانا بھی کوئی معمولی نیکی نہیں تھی۔ آج تو الحمد للہ پانی وافر ہے زبیدہ رحمہا اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی نہروں میں جگہ عطا فرمائے۔ اس نے بڑی کوشش کیساتھ عرفات تک نہر کھدوائی جسکو نہر زبیدہ کہا جاتا تھا اس زمانے میں پانی بڑی مشکل سے ملتا تھا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک لشکر میں تھے کہ پانی کی ضرورت پیش آئی پانی نہیں تھا آپ ﷺ نے حضرت علی اور ایک اور صحابی رضی اللہ تعالیٰ

عنہا کی ڈیوٹی لگائی کہ تم دوڑ کر اِدھر اُدھر پانی تلاش کرو۔ یہ بڑے دوڑے بھاگے مگر کہیں پانی نظر نہ آیا ایک عورت اونٹ پر سوار تھی اور پانی کے بڑے بڑے مشکیزے اس نے اونٹ پر لادے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس عورت سے پوچھا کہ ہمیں بتاؤ کہ تم پانی کہاں سے لائی ہو؟ اس نے کہا کہ میں کل اس وقت چشمے میں سے پانی بھر کر چلی تھی اب چوبیس گھنٹوں میں یہاں پہنچی ہوں یہ بخاری شریف کی روایت کا خلاصہ ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ میں بیوہ عورت ہوں میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ہمارے دیہات کے لوگ مزدوری کیلئے جاتے ہیں میں ان کو پانی لا کر دیتی ہوں وہ مجھے کچھ ستو اور کھجوریں دے دیتے ہیں جس سے میں اپنے بچوں کا پیٹ پالتی ہوں۔ تو اس زمانے میں پانی بڑی نعمت ہوتا تھا اس زمانے میں حاجیوں کیلئے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کیلئے انہوں نے سولہ راستے بنائے ہوئے تھے اور ہر راستے پر مناسب جگہ پر پانی کی مفت سبیلیں لگائی ہوئی تھیں اور ان پر نگران ہوتے تھے اور نگران کے اوپر اور نگران ہوتے تھے کہ آیا صحیح ڈیوٹی دے رہے ہیں یا نہیں۔ تو اس زمانے میں پانی مفت پلانا بھی بڑی نیکی تھی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے انکی ان دو نیکیوں کا ذکر کر کے جواب دیا کہ ایمان کے بغیر ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ [توبہ:۱۹] ”کیا بنایا ہے تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کی خدمت کرنا اس شخص کی طرح جو ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر اور جہاد کیا اللہ تعالیٰ کے راستے میں نہیں برابر یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔“ یعنی یہ عمل ایمان کے بغیر قبول نہیں ہے بنیادی چیز ایمان ہے۔ ایمان کے بغیر بڑی سے بڑی اور خوبصورت سے خوبصورت نیکی بھی قبول نہیں ہے چاہے حاجیوں کو پانی

پلاؤ مسجد حرام کی خدمت کرو ابوجہل کی طرح پینسٹھ (۶۵) حج کرو، نمرود کی طرح چار ہزار گائیں کی قربانی ہر سال دو تو ان نیکیوں کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی حیثیت نہیں ہے اور ایمان ہے تو معمولی سی نیکی بھی نجات کا سبب بن جائیگی۔ تو فرمایا کہ ان لوگوں کی مثال جو رب کے احکام کے منکر ہیں اسکے پیغمبروں کے منکر ہیں کتابوں کے منکر ہیں ان کے اعمال ایسے ہی ہیں جیسے راکھ کا ڈھیر تیز ہوا چلی آندھی والے دن جھکڑ والے دن وہ راکھ ساری اڑی کیونکہ اسکا وزن کوئی نہیں ہے اعمال میں وزن تین چیزوں سے پیدا ہوتا ہے، ایمان، اخلاص، اتباع سنت۔ ایمان جتنا قوی اور مضبوط ہوگا عمل اتنا ہی وزنی اور مقبول ہوگا جتنا اخلاص ہوگا اتنا مقبول ہوگا جتنا سنت کی پیروی میں ہوگا اتنا ہی مقبول ہوگا۔ یقین جانو! ہماری ساری زندگی کی نمازیں کسی صحابی کی ایک نماز کے برابر نہیں ہیں اور ساری امت کی نمازیں آنحضرت ﷺ کی ایک نماز کے برابر نہیں ہیں۔ تو فرمایا تمہارے اعمال راکھ کا ڈھیر ہیں کفر شرک کی آندھی چلتی ہے تو کوئی چیز نہیں بچتی لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ نہیں قادر ہونگے وہ اس چیز میں سے کسی شے پر جو انہوں نے کمائی ہے لہذا محض عمل پر خوش نہ ہو اس کی بنیاد کو پختہ کرو کہ عقیدہ درست کرو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اخلاص کیساتھ کرو اور سنت کے مطابق ہو ورنہ عمل کی کوئی حیثیت نہیں ہے ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ یہ گمراہی ہے دور کی کہ اعمال تم کرتے رہو اور تمہارے کام نہ آئیں اَلَمْ تَرَ اے مخاطب تو نے نہیں دیکھا تو نہیں جانتا اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ بیشک اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو حق کیساتھ۔ آسمان کتنے بڑے ہیں یہ زمین کتنی بڑی ہے اس میں حق ہے یہ کسی خالق نے پیدا کی ہے از خود تو نہیں بنی۔

ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے :

مولانا رومؒ فرماتے ہیں......

ہیچ چیزے خود بخود چیزے نشد
ہیچ آھن خود بخود تیغے نہ شد

''کوئی چیز خود بخود چیز نہیں بنتی ،کوئی لوہا خود بخود تلوار نہیں بن جاتا جب تک اسکو کوئی بنائے نہ۔''

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم تا غلام شمس تبریزے نشد

فرماتے ہیں مجھے جو دین کی شد بد حاصل ہوئی ہے از خود تو نہیں ہوئی شمس تبریز کی غلامی کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْکُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ اگر رب چاہے تو تمکو لے جائے فنا کر دے ایک آن اور ایک لمحے میں اور لے آئے نئی مخلوق اس کیلئے کوئی مشکل نہیں ہے وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ اور نہیں ہے یہ چیز اللہ تعالیٰ پر کوئی مشکل وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِیْعًا اور ظاہر ہونگے اللہ تعالیٰ کے سامنے سب، ساری کائنات ساری مخلوق اکٹھی ہوگی فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا پس کہیں گے کمزور ان لوگوں کو جنہوں نے تکبر کیا یعنی جنہوں نے ووٹ دیئے اور وہ جن کو ووٹ دیئے گئے تو چھوٹے بڑوں کو کہیں گے ،کمزور طاقتوروں کو کہیں گے اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا۔ تَبَعًا تَابِعٌ کی جمع ہے۔بیشک ہم تمہارے تابع تھے فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا پس کیا تم کفایت کر سکتے ہو ہم سے مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کچھ بھی۔ دنیا میں ہم نے تمہارا ساتھ دیا کیا یہاں تم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھٹکارا دلا سکتے ہو؟ انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل بڑی نعمت دی ہے اس کیساتھ سمجھے تو بڑا کچھ کر سکتا ہے۔

ظالم کیساتھ تعاون کرنے والا بھی اسکے ظلم میں شریک ہے :

اور یاد رکھنا! جو شخص کسی کے ظلم میں اسکا معاون ہوتا ہے وہ بھی اس ظلم میں شریک ہوتا ہے۔ امام محمد بن طاؤس تابعین میں سے تھے اور بڑے پائے کے محدث تھے عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے انکو اپنے دربار میں بلایا کہ تم نے میرے خلاف کچھ باتیں کی ہیں انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے کہا ہے کہ رب تعالیٰ نے تجھے اقتدار دیا ہے حکومت دی ہے رب تعالیٰ کے احکام جاری کر لوگوں پر ظلم نہ کر، میں نے یہ کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں۔ یہ جس جگہ کھڑے تھے وہاں دوات پڑی تھی منصور نے کہا کہ تم دوات مجھے پکڑا دو۔ فرمایا کہ دوات اٹھا کر نہیں دونگا کیونکہ تو نے اس دوات سے سیاہی لیکر میرے قتل کا حکم لکھنا ہے۔ کیونکہ انکو یقین ہو گیا تھا کہ یہ ضرور مجھے قتل کر دیگا کیونکہ کھری کھری باتیں سننا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اگر دوات اٹھا کر تجھے دونگا تو میں بھی اعانت علی القتل کا مجرم بنوں گا لہذا کسی اور کو کہہ دے وہ اٹھا دے اور تو نے جو فیصلہ کرنا ہے کر۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو اسی جعفر منصور نے قید بھی کیا تھا اور ستر اور ڈیڑھ سو کوڑے بھی لگوائے۔ جرم کیا تھا؟ امام صاحب کو کہتے تھے کہ چیف جسٹس کا عہدہ قبول کر۔ امام صاحب نے کہا کہ میں قاضی القضاۃ بن کر ظالم حکومت کا معاون نہیں بننا چاہتا کیونکہ حکومت ظالم ہے۔ کپڑے اتار کر امام صاحب کو کوڑے مارے گئے جیل میں بند کر دیا کئی سال جیل میں رہے جو آدمی آپ کو کھانا کھلاتا تھا ایک دن اس نے کہا حضرت میں ملازم ہوں زیادہ بات نہیں کر سکتا بس اتنا کہہ سکتا ہوں کہ آج انہوں نے آپ کو زہر پلانی ہے۔ جب وہ پانی کا پیالہ لے کر آئے کہ پیو! تو امام صاحب نے فرمایا کہ مجھے علم ہے تم نے اس میں زہر ملایا ہے۔ جانتے ہوئے پیوں گا تو گنہگار ہونگا۔ پھر انہوں نے امام صاحب کو نیچے گرا کر پکڑ کر زہر پلایا وہیں سجدے

کی حالت میں شہید ہوئے پھر ظالموں نے ان کی میت کو جیل سے باہر نکالا۔ تو بظاہر متکبر ماتحوں کو کہیں گے قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ وہ کہیں گے اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت دیتا تو ہم تمہاری راہنمائی کرتے اب اللہ تعالیٰ نے تو پیغمبر بھیجے کتابیں نازل فرمائیں ہر دور میں واعظین بھیجے سمجھانے والے بھیجے اگر ہمیں ہدایت نصیب ہوتی تو ہم تمہاری رہنمائی کرتے سَوَآءٌ عَلَيْنَآ برابر ہے ہم پر اَجَزِعْنَآ ہمزہ استفہام کا ہے کیا ہم جزع فزع کریں گھبراہٹ کا اظہار کریں اَمْ صَبَرْنَا یا ہم صبر کریں، چاہے شور مچائیں چاہے صبر کریں مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ نہیں ہے ہمارے لئے کوئی چھٹکارا۔ یہ سزا تم بھی بھگتو گے اور ہم بھی بھگتیں گے ظالم اور ان کے معاون برابر سزا کھائیں گے لہذا اللہ تعالیٰ ظالموں کا ساتھ دینے سے بچائے اور محفوظ رکھے۔ (آمین)

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِيْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ اور کہے گا شیطان لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ جس وقت معاملہ طے کیا جائے گا اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ بیشک اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا تمہارے ساتھ وَعْدَ الْحَقِّ سچا وعدہ وَوَعَدْتُّكُمْ اور میں نے بھی وعدہ کیا تھا تمہارے ساتھ فَاَخْلَفْتُكُمْ پس میں نے خلاف ورزی کی تمہارے ساتھ وَمَا كَانَ لِيَ اور نہیں تھا میرے لئے عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ تمہارے اوپر کوئی جبر اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ مگر یہ کہ میں نے تم کو دعوت دی فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ پس تم نے قبول کر لیا میری دعوت کو فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ پس تم نہ ملامت کرو مجھ کو وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اور ملامت کرو اپنی

جانوں کو مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ میں نہیں چھڑا سکتا تم کو وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ اور نہ تم مجھے چھڑا سکتے ہو اِنِّي كَفَرْتُ بیشک میں انکار کرتا ہوں بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ اس چیز کا کہ تم نے مجھے شریک بنایا اس سے پہلے اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بیشک ظالموں کیلئے عذاب ہے دردناک وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور داخل کئے جائیں گے وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کئے اچھے جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ باغات میں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہنے والے ہونگے اس میں بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اپنے رب کے حکم کیساتھ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ملاقات ان کی ہوگی باغات میں سلام کے لفظ کیساتھ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا کیا نہیں دیکھا آپ نے کیسے بیان کی اللہ تعالیٰ نے مثال كَلِمَةً طَيِّبَةً پاک کلمے کی كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ جیسا کہ ایک پاکیزہ درخت ہوتا ہے اَصْلُهَا ثَابِتٌ جڑیں اسکی مضبوط ہیں وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ اور شاخیں اسکی آسمان کی طرف پہنچی ہوئی ہیں تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا لاتا ہے وہ درخت اپنا پھل كُلَّ حِيْنٍ ہر وقت بِاِذْنِ رَبِّهَا اپنے رب کے حکم کیساتھ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ اور بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ مثالیں لِلنَّاسِ لوگوں کیلئے لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

پچھلے سبق میں تم نے پڑھا کہ محشر والے دن اللہ تعالیٰ کی بچی عدالت میں سب لوگ پیش ہونگے اس دن کی ہولناکیاں دیکھ کر کمزور لوگ اپنے لیڈروں کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا بیشک ہم تمہارے تابع تھے فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ

عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ پس کیا تم ہم سے کفایت کرسکتے ہو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کچھ بھی۔ دنیا میں تم ہمارے پاس آتے تھے ہم تمہاری خدمتیں کرتے تھے تمہاری جھنڈیاں لگاتے تھے تمہارے نعرے مارتے تھے تمہارے جلسوں اور جلوسوں میں شریک ہوتے تھے اب یہاں ہمارے کچھ کام آسکتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ اگر ہم خود ہدایت یافتہ ہوتے تو تمہاری بھی رہنمائی کرتے ہم خود عذاب میں مبتلا ہیں تمہیں کیسے چھڑا سکتے ہیں۔ یہ قوم کے لیڈر اور نمائندے انکار کردیں گے۔ ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ لَابُدَّ لِلنَّاسِ مِنَ الْعُرَفَآءِ وَلٰکِنَّ الْعُرَفَآءَ فِی النَّارِ او کما قال ﷺ ''آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کا لیڈروں کے بغیر چارہ بھی نہیں ہے لیکن لیڈر جائیں گے دوزخ میں۔ چارہ اس لئے نہیں ہے کہ لوگوں کو اپنے اپنے کاموں کیلئے ان کی ضرورت ہوتی ہے لوگ ان سے جائز ناجائز کام کرواتے ہیں اسی لئے ان کو ووٹ دیتے ہیں آگے لاتے ہیں۔

ایک سبق آموز واقعہ:

۱۹۷۱ء میں اس حلقے میں حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو قومی اسمبلی کیلئے کھڑا کیا گیا اور گوجرانوالہ کے حلقے میں صوبائی اسمبلی کیلئے کھڑا کیا گیا تھا تو ہم ووٹ مانگنے کیلئے دیہاتوں میں گھومے علی پور کی طرف ایک گاؤں تھا اس کا نام ڈائری میں لکھا ہوا ہے زبانی مجھے یاد نہیں صبح سات بجے کے قریب ہم اس گاؤں میں پہنچے لوگوں نے ہمیں چودھری صاحب کا نام بتلایا کہ وہ موثر آدمی ہیں ان سے ملو۔ ہم چودھری صاحب کو ملے وہ بڑے خوش ہوئے کہنے لگا میں تمہارے پاس کبھی کبھی جمعہ پڑھنے کیلئے جاتا ہوں آج تو میرے لئے عید کا دن ہے کہ تم میرے گاؤں تشریف لائے ہو اس نے ہمیں ناشتہ کرایا بڑی خدمت کی انڈے پراٹھے مکھن سے ہماری تواضع کی ہم دس بارہ آدمی تھے۔ ہم

نے کہا چودھری صاحب لوگوں کو اکٹھا کرو ہم نے کچھ بیان کرنا ہے۔ چودھری بڑا موثر آدمی تھا اس نے اعلان کیا کہ کوئی آدمی اپنے کام پر نہ جائے سب میرے ڈیرے پر آ جاؤ، بڑا وسیع ڈیرہ تھا لوگ اس میں اکٹھے ہو گئے مولانا نے مجھے اشارہ کیا کہ پروگرام شروع کرو میں نے اٹھ کر ایک حافظ صاحب کو کہا کہ تم تلاوت کرو اس نے تلاوت کی ایک ساتھی نے نظم پڑھی میں نے لوگوں کو کہا کہ ہم تمہارے پاس اس لئے آئے ہیں کہ ہم نے مولانا عبد الواحد صاحب کو قومی اسمبلی کیلئے کھڑا کیا ہے آپ کے اس حلقے میں ووٹ ہیں تم نے ووٹ ہمیں دینے ہیں چودھری صاحب بڑے کھرے آدمی تھے۔ کھڑا ہو گیا، کہنے لگا علماء کرام اگر ناشتے میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو دوپہر کے کھانے میں پوری کر دیں گے اور ووٹ تمہیں ہم نے ایک بھی نہیں دینا۔ مسکراتے ہوئے اس نے یہ بات کہی کہ ہم آپکو مغالطے میں نہیں رکھتے بات یہ ہے کہ ہم نے چوریاں بھی کرنی ہوتی ہیں ڈاکے بھی ڈالنے ہیں ایک دوسرے کے درخت بھی کاٹنے ہیں، جانور بھی چھیننے ہیں، لڑکیاں بھی اٹھانی ہیں، کیا تم ان کاموں میں ہمارا ساتھ دو گے؟ تھانے ہمارے ساتھ جاؤ گے؟ ہم نے کہا کہ یہ کام تو ہم نہیں کر سکتے۔ کہنے لگا پھر ہم سے ووٹ بھی تم کو نہیں ملیں گے۔ کیونکہ ہمیں تو ایسے نمائندے چاہئیں کہ ہم انہیں جہاں لے جائیں ہمارے ساتھ جائیں ہماری سچی جھوٹی امداد کریں۔

شیطان اپنے یاروں کو ذلیل کرے گا :

اب اسی سلسلہ میں شیطان کا حال بیان کیا ہے جو سب لیڈروں کا لیڈر ہے۔ اس کے پاس پہنچیں گے اور کہیں گے کہ دیکھو ہمیں تو سبز باغ دکھاتا تھا اور کہتا تھا کر لو کوئی بات نہیں رب غفورٌ رحیمٌ ہے بخش دیگا تو نے ہم سے گناہ کروائے لہذا آج ہمارا کچھ کرو۔ اب سنو کہ وکیلوں کا وکیل اور لیڈروں کا لیڈر راور قائد کیا کہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَقَالَ

الشَّیْطٰنُ اور کہے گا شیطان لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ جس وقت معاملہ طے کیا جائے گا مجرموں کیلئے عذاب کا اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ وعدہ کیا تھا سچا وعدہ حق کا وعدہ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ اور میں نے بھی وعدہ کیا تھا تمہارے ساتھ پس میں نے خلاف ورزی کی تمہارے ساتھ میں وعدہ پورا نہیں کرسکتا۔ میں نے کہا تھا کچھ نہیں ہوتا جو چاہے کرتے پھرو بخشے جاؤ گے جنت مل جائیگی لیکن یہ بات تو بتلاؤ کہ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اور نہیں تھا میرے لئے تمہارے اوپر کوئی جبر کوئی زور۔ تم جو میرے پاس اکٹھے ہوکر آئے ہو میں نے تم سے کوئی جبراً برائی کرائی ہے اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ مگر یہ کہ میں نے تم کو دعوت دی فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ پس تم نے قبول کرلیا میری دعوت کو میری بات کو میری بات تم نے مان لی کیوں مانی تھی فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ پس تم نہ ملامت کرو مجھ کو اور ملامت کرو اپنی جانوں کو میری بات نہ مانتے میں نے کون سے تمہارے گلوں میں رسے ڈالے ہوئے تھے میں نے کونسے جبراً گناہ کروائے ہیں اکٹھے ہوکر میرے پاس آئے ہو رب تعالیٰ نے نیکی کی بھی قوت دی ہے اور بدی کی بھی قوت دی ہے پھر ہر آدمی اپنے کسب کا خود مختار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکو اختیار دیا ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ''پس جو چاہے اپنی مرضی سے ایمان لائے اور جو چاہے اپنی مرضی سے کفر اختیار کرے۔'' اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہونے کے باوجود کسی پر نیکی بدی کیلئے جبر نہیں کرتا۔ تو شیطان کہے گا میرا تیرے اوپر کوئی جبر تو نہیں تھا میں نے تمہیں دعوت دی تم نے قبول کرلی اب مجھے نہ ملامت کرو اپنے نفسوں کو ملامت کرو مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ نہیں چھڑا سکتا تم کو اور نہ تم مجھے چھڑا سکتے ہو۔ نہ میں تمہاری مدد کرسکتا ہوں اور نہ تم میری مدد کرسکتے ہو اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ

مِنْ قَبْلُ بیشک میں انکار کرتا ہوں اس چیز کا کہ تم نے مجھے شریک بنایا اس سے پہلے زبردستی۔ میں انکار کرتا ہوں میں رب کا شریک نہیں ہوں۔ کیسا ٹکا کے جواب دیا ہے کہ خواہ مخواہ تم میرے پیچھے دوڑے آرہے ہو کہ کچھ کر میں کیا کر سکتا ہوں؟ اور بعض مفسرینؒ نے اس جملے کا یہ معنیٰ کیا ہے کہ میں کافر ہوا تم نے مجھے رب تعالیٰ کا شریک بنایا میرے کفر کے ذمہ دار بھی تم ہو تم مجھے نہ مانتے میری حوصلہ شکنی ہوتی تم نے مجھے مانا میں نے سمجھا کہ میں بھی کچھ ہوں۔ پورا وکیل ہے نا! اللہ تعالیٰ نے یہ سارے واقعات ہمیں سمجھانے کیلئے بتائے ہیں کہ یہ یہ کچھ آگے ہونا ہے اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ بیشک ظالموں کیلئے عذاب ہے دردناک۔ نافرمانوں کے ذکر کے بعد فرماں برداروں کا ذکر ہے وَاُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور داخل کیے جائیں گے وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل اچھے کیے جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ باغات میں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ہمیشہ رہنے والے ہونگے اس میں بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اپنے رب کے حکم کیساتھ۔ اس ہمیشگی کا آج ہم تصور بھی نہیں کر سکتے کیونکہ ہم محدود زندگی میں ہیں۔

دنیا کو وجود میں آئے سات ہزار سال ہوئے ہیں :

اس وقت تک دنیا کو تقریباً سات ہزار سال ہوئے ہیں اور بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ دنیا کو اتنے لاکھ سال ہوئے ہیں اور اتنے کروڑ سال ہوئے ہیں یہ پاگل لوگوں کی باتیں ہیں شریعت کے لحاظ سے ابھی سات ہزار سال بھی پورے نہیں ہوئے۔ تو اس محدود زندگی میں ہم ہمیشہ کی زندگی کو نہیں سمجھ سکتے آگے کا کوئی پتہ نہیں ہے قیامت کب آئے گی اس کے بعد برزخ کا زمانہ ہے پھر محشر ہے پھر جنت دوزخ ہے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر علیہ السلام نے آئندہ کیلئے جو کچھ فرمایا ہے حق ہے سب کچھ ہوگا۔

پیغمبر علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا سچ فرمایا:

دیکھو ہم بڑے حیران ہوتے تھے جب یہ احادیث پڑھتے تھے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے امدادی خراسان اور افغانستان کے لوگ ہونگے ۔ یہ لوگ کیسے امدادی ہونگے ؟ اب وہ سب حالات ظاہر ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس وقت طالبان کو اقتدار دیا ہے یہی لوگ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے امدادی ہونگے اخبارات میں آیا ہے کہ امریکہ کے نجومیوں نے کہا ہے کہ اگلے سال امام مہدی ظاہر ہو جائیں گے امریکہ نے کعبۃ اللہ کے اوپر کیمرہ لگایا ہوا ہے کہ جب وہ ظاہر ہوں ان کو بم مار کر ختم کر دیا جائے تا کہ آگے ان کا کام نہ چلے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ انہوں نے کب آنا ہے لیکن قرائن اور شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ظہور قریب ہے حالات پیدا ہو رہے ہیں جن جگہوں پر مسلمان کمزور اور نہایت ضعیف تھے وہ بھی کھل کر اسلام کا نام لے رہے ہیں ہم چھوٹے چھوٹے ہوتے تھے کہ کشمیریوں کے بارے میں مجلس احرار کی تحریک چلی راجہ کے خلاف ،تو بڑوں سے سنا ہے کہ کشمیری کہتے ہیں کہ بندوق آپے تپے گی تو ٹھس کریگی یعنی بندوق چلانے سے اتنا ڈرتے تھے کہ کہتے اسکو دھوپ میں رکھو خود چلے گی ، کہنے والے مجاہد بنے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کیساتھ بڑی دلیری کیساتھ لڑ رہے ہیں ۔ تو اسلام کو ترقی ہوگی حالات بن رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے جو کچھ فرمایا ہے حق اور سچ ہے ۔ فرمایا کہ یہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے اپنے رب کے حکم کیساتھ تَحِیَّتُھُمْ فِیْھَا سَلٰمٌ ملاقات ان کی ہوگی باغات میں لفظ سلام کے کیساتھ ۔ تَحِیَّۃ کا معنٰی ہے کہ جب کوئی ملتا ہے تو پنجابی میں کہتا ہے جی آیا نوں اور فارسی والے کہتے ہیں خوش آمدید ، پشتو والے کہتے ہیں ہر کلا راشا اور انگریزی والے شاید ویلکم کہتے ہیں ۔ تو بہر حال ان کی جو آپس میں آؤ بھگت ہوگی وہ سلام کے لفظ

کیساتھ ہوگی فرشتے بھی سلام کہیں گے، حوریں بھی سلام کہیں گی، غلمان بھی اور رب تعالیٰ کی طرف سے بھی سلام ہوگا۔

سورۃ یٰسین میں ہے سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ ''اور سلام ہوگا کہا ہوا رب رحیم کی طرف سے۔'' آگے اللہ تعالیٰ حق اور باطل کی مثال بیان فرماتے ہیں اَلَمْ تَرَ اے مخاطب کیا نہیں دیکھا آپ نے کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کیسے بیان کی اللہ تعالیٰ نے مثال کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کلمہ طیبہ کی۔ وہ کلمہ طیبہ ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ جیسا کہ ایک پاکیزہ درخت ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ کھجور کا درخت ہے اَصْلُھَا ثَابِتٌ جڑیں اسکی مضبوط ہیں اسکا تنا بڑا مضبوط ہوتا ہے وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ اور شاخیں اسکی آسمان کی طرف پہنچی ہوئی ہیں تُؤْتِیْٓ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ لاتا ہے وہ درخت اپنا پھل ہر وقت بِاِذْنِ رَبِّھَا اپنے رب کے حکم کیساتھ۔ اسکی جڑیں مضبوط ہیں تنا بڑا طاقتور ہے شاخیں اوپر کو پہنچی ہوئی ہیں پھل ساتھ لگا ہوا ہے اسی طرح کلمہ طیبہ ہے مومن کے دل میں اسکی جڑیں بڑی مضبوط ہیں اور ساتھ پھل لگتے ہیں نماز روزے کے کبھی حج کرتا ہے کبھی عمرہ کرتا ہے کبھی زکوٰۃ دیتا ہے کبھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے کبھی قرآن شریف پڑھتا ہے کبھی درود شریف پڑھتا ہے یہ سب اس درخت کی شاخیں اور پھل ہیں وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ اور اللہ تعالیٰ مثالیں بیان کرتے ہیں لوگوں کیلئے لَعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ کیونکہ مثال کے ذریعے آدمی بات جلدی سمجھتا ہے۔

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ ۚ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ﴿۲۷﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا ۖ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِهِ ۗ قُلْ تَمَتَّعُوا فَإِنَّ مَصِيرَكُمْ إِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ ﴿۳۱﴾

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ اور مثال گندے کلمے کی كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ جیسے گندہ پودا ہے اُجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ جو بکھیر دیا گیا ہو زمین کے اوپر مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ نہیں ہے اس کیلئے کوئی ٹھہراؤ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ ثابت رکھے گا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اٰمَنُوا جو ایمان لائے بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ مضبوط بات کیساتھ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی میں وَفِي الْاٰخِرَةِ اور آخرت میں وَيُضِلُّ اللَّهُ الظّٰلِمِينَ اور بہکاتا ہے اللہ تعالیٰ ظالموں کو وَيَفْعَلُ اللَّهُ اور کرتا ہے اللہ تعالیٰ مَا يَشَاءُ جو چاہے اَلَمْ تَرَ کیا تو نے نہیں دیکھا اِلَى الَّذِينَ ان لوگوں کو بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ جنہوں نے تبدیل کیا اللہ تعالیٰ کی نعمت کو كُفْرًا ناشکری کی شکل میں وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ اور اتارا انہوں نے اپنی قوم کو دار

الْبَوَارِ ہلاکت کے گھر میں جَھَنَّمَ جہنم میں یَصْلَوْنَھَا اس میں داخل ہونگے وَبِئْسَ الْقَرَارُ اور وہ برا ٹھکانہ ہے وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا اور انہوں نے بنائے اللہ تعالیٰ کیلئے شریک لِّیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِهٖ تاکہ وہ بہکائیں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے قُلْ آپ کہہ دیں تَمَتَّعُوْا فائدہ اٹھالو فَاِنَّ مَصِیْرَکُمْ اِلَی النَّارِ پس بیشک تمہارا ٹھکانہ دوزخ کی طرف ہے قُلْ آپ کہہ دیں لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ میرے ان بندوں کو اٰمَنُوْا جو ایمان لائے ہیں یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ نماز قائم کریں وَیُنْفِقُوْا اور خرچ کریں مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ اس میں سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے سِرًّا مخفی طور پر وَّعَلَانِیَةً اور کھلے طور پر مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ پہلے اس سے کہ آئے یَوْمٌ وہ دن لَّا بَیْعٌ فِیْهِ کہ جس میں کوئی خرید وفرخت نہیں ہوگی وَلَا خِلٰلٌ اور نہ کوئی دوستی ہوگی۔

گذشتہ درس میں آپ نے کلمہ طیبہ کی مثال سنی اب اس کے مقابلہ میں کلمہ خبیثہ کی مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَثَلُ کَلِمَةٍ خَبِیْثَةٍ اور مثال گندے کلمے کی اس سے مراد کفر کا کلمہ ہے، شرک کا کلمہ ہے، نافرمانی کا کلمہ ہے کَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةٍ جیسے گندا پودا ہے۔ درخت اسے کہتے ہیں جس کا تنا ہو اور جو زمین پر بچھا رہے اسکو پودا کہتے ہیں یہاں پر درخت مجازاً بولا ہے اُجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ جو بکھیر دیا گیا ہو زمین کے اوپر۔ حدیث میں آتا ہے کہ وہ حنظلہ ہے جسکو ایلوا اور کوڑ تُما کہتے ہیں ویسے تو یہ ہر علاقے میں ہوتا ہے مگر میانوالی کے علاقے میں زیادہ ہوتا ہے اس کی بیلیں زمین پر پھیلی ہوتی ہیں جیسے تربوز کی بیل زمین کے اوپر پھیلی ہوتی ہے۔ اس کا پھل انتہائی کڑوا ہوتا ہے اس میں جتنا میٹھا ملاتے جاؤ

اتنا کڑوا ہوتا جاتا ہے۔اس کا کھانا بڑا مشکل ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی پیدا فرمائی ہے اس میں کوئی نہ کوئی فائدہ رکھا ہے۔

کوئی چیز بیکار نہیں قدرت کے کارخانے میں :

طب کی کتابوں میں تصریح ہے کہ بلغمی بیماریوں کیلئے یہ تُمّا بڑا بہترین علاج ہے، فالج ہو،لقوہ ہو،درد ہو،قبض ہو حکیم لوگ آج بھی اس کو استعمال کرتے ہیں۔مجھ پر ۶۱ء میں فالج کا حملہ ہوا۔اس وقت میرے پاس دو طالب علم پڑھتے تھے ان کے والد مولانا حکیم جان محمد صاحب سوگڑھی نزدٹیکسلہ کے رہنے والے تھے یہ دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے ان کو معلوم ہوا تو وہ دوڑے دوڑے میرے پاس پہنچے میں نے بتایا کہ میرا دائیں طرف والا حصہ سن ہوگیا ہے۔کہنے لگے کوئی علاج تو شروع نہیں کیا؟میں نے کہا نہیں اور علاج تو کوئی نہیں شروع کیا البتہ کبوتر وغیرہ ہیں ان کا گوشت اور شوربا استعمال کر رہا ہوں اور شہد استعمال کر رہا ہوں۔کہنے لگے ان چیزوں کا کوئی حرج نہیں ہے لیکن کوئی علاج نہ شروع کرنا میں آپ کو ایک نسخہ بتاتا ہوں یہ استعمال کرنا ہے۔انہوں نے مجھے ''اِیَارِجْ فِیْقَرَہْ'' ایک یونانی دوا ہے،بتلائی کہ آپ نے اسکو استعمال کرنا ہے (اس کا مکمل نسخہ بیاض کبیر میں موجود ہے۔نواز بلوچ) وہ میں سالہا سال سے کھاتا ہوں اس کے ساتھ اسہال لگتے ہیں اور بلغم وغیرہ بدن سے خارج ہو جاتا ہے یہ بلغم کو رگوں سے کھینچ لاتا ہے بڑا ظالم قسم کا جلاب ہے پہلے تو میں کئی سال تک روزانہ کھاتا رہا ہوں پھر ایک مہینے کے بعد کھاتا تھا پھر دو مہینے کے بعد اب کمزوری کی وجہ سے وہ نہیں کھا سکتا اس کا اہم جز ایلوا ہے۔قبض اور بلغم کے ازالے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس میں شفا رکھی ہے۔تو فرمایا کہ کلمہ خبیثہ کفر شرک کی مثال گندے پودے کی ہے جیسے تُمّا،اس کی بیل زمین پر بکھری ہوتی ہے اس کا تنا نہیں ہوتا اور

پھل کڑوا ہوتا ہے مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ نہیں ہے اس کیلئے کوئی ٹھہراؤ کوئی ثبات يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثابت رکھے گا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مضبوط بات کیساتھ دنیا کی زندگی میں وَفِي الْاٰخِرَةِ اور آخرت میں، قبر میں ایمان کی قوت اور عمل صالح کی برکت سے اور اخلاص سے اللہ تعالیٰ اسکو مزید نیکیاں کرنے کی توفیق عطا کریں گے۔

قبر میں سوال وجواب کی کیفیت :

اور قبر میں جب فرشتے سوال جواب کیلئے آئیں گے تو اللہ تعالیٰ اسکو ثابت قدم رکھیں گے عام لوگوں کیلئے منکر نکیر آتے ہیں اور مومنوں کیلئے مبشر بشیر آتے ہیں اور پوچھتے ہیں مَنْ رَّبُّكَ مَنْ نَّبِيُّكَ مَا دِيْنُكَ مومن آدمی اعمال صالح کی برکت سے صحیح جواب دیتا ہے۔ رَبِّيَ اللّٰهُ میرا رب اللہ ہے میرا نبی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور میرا دین اسلام ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ ہم تیرے چہرے بُشرے سے سمجھ گئے تھے کہ جواب صحیح دیگا پھر اس کیلئے دوزخ کی طرف سے کھڑکی کھولی جائے گی وہ کچھ پریشان ہوگا کہ جواب تو میں نے صحیح دیئے ہیں دوزخ کی کھڑکی کا کیا معنٰی؟ اور دیکھ کر توبہ توبہ کریگا۔ فرشتے کہیں گے یہ تیری جگہ نہیں ہے بس تجھے بتلانا ہے کہ رب تعالیٰ نے تجھے اس جگہ سے بچالیا ہے۔ پھر حکم ہوگا کہ جنت کی طرف سے کھڑکی کھول دو۔ قبر میں جسم اور روح دونوں کیلئے راحت بھی ہے اور تکلیف بھی۔ ایمان اور عمل صالح کی برکت سے اللہ تعالیٰ دین پر قائم رکھتا ہے اور قبر میں اسکو صحیح جواب آتے ہیں ویسے رٹ لے، رٹ لگانے سے کچھ نہیں ہوگا ایمان کی برکت سے اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھیں گے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ اور بہکاتا ہے اللہ تعالیٰ ظالموں کو۔

ہدایت دینے اور گمراہ کرنے کا مطلب :

پہلے اسی پارے میں بات گذر چکی ہے کہ بہت سارے سطحی قسم کے لوگ قرآن کریم میں جب پڑھتے ہیں یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ’’اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔‘‘ تو کہتے ہیں جب گمراہی اور ہدایت رب تعالیٰ کے اختیار میں ہے تو پھر ہمارا کیا قصور ہے ہم کوئی رب تعالیٰ سے طاقتور تو نہیں ہیں کہ رب کے حکم کو ٹال دیں تو میں نے بتلایا تھا کہ ہدایت اور گمراہی کیلئے قاعدہ اور ضابطہ ہے۔ ہدایت رب تعالیٰ اسکو دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے وَیَھْدِیْ اِلَیْہِ مَنْ اَنَابَ [رعد: ۲۷] ’’اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف اسکو جو رجوع کرتا ہے۔‘‘ اور سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۱۳ میں ہے وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ ’’اور راہ دکھاتا ہے اپنی طرف اسکو جو رجوع کرتا ہے۔‘‘ اور گمراہ کس کو کرتا ہے؟ وَیُضِلُّ اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ ’’اور گمراہ کرتا ہے ظالموں کو۔‘‘ اور سورۃ مومن آیت نمبر ۷۴ میں ہے کَذٰلِکَ یُضِلُّ اللّٰہُ الْکٰفِرِیْنَ ’’اسی طرح گمراہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کافروں کو۔‘‘ جو ظلم اور کفر پر ڈٹے ہوئے ہیں ان کو گمراہ کرتا ہے زبردستی نہیں بلکہ اس نے اختیار دیا ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ [سورۃ کہف] ’’پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے۔‘‘ اپنی مرضی سے جس طرف کوئی چلے گا اسکو اللہ تعالیٰ اسی طرف چلادیں گے نُوَلِّہٖ مَاتَوَلّٰی [سورۃ نساء: ۱۱۵] ’’ہم اسکو پھیر دیں گے اسی طرف جس طرف اس نے رخ کیا۔‘‘ اور سورۃ صف میں ہے فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ ’’پس جب وہ ٹیڑھے چلے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ٹیڑھے کردیئے۔‘‘ اور ہدایت اسکو دیتا ہے جو اسکی طرف رجوع کرتا ہے۔ سورۃ عنکبوت آیت نمبر ۶۹ میں ہے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ’’اور وہ لوگ جو کوشش

کرتے ہیں ہمارے راستے کی ہم ضرور رہنمائی کرتے ہیں ان کی اپنے راستوں کی طرف۔'' تو نہ ایمان لانے کیلئے جبر ہے نہ کفر کیلئے جبر ہے بلکہ اختیار ہے۔ وَیَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ اور کرتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہے اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ کیا آپ نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ کُفْرًا جنہوں نے تبدیل کیا اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ناشکری کی شکل میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کو کفر کی شکل میں بدل دیا۔ اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکے والوں کو حرم جیسی جگہ عطا فرمائی جہاں پورا امن ہے کوئی کسی کو چھیڑتا تک نہیں ہے۔ حرم سے باہر لڑائیاں ہوتی تھیں جھگڑے ہوتے تھے ایک دوسرے کو اٹھا کر لے جاتے تھے لیکن حرم میں لڑائی جھگڑے چوری کوئی چیز نہیں ہوتی تھی یہ مزے کیساتھ سوتے تھے وَاٰمَنَھُمْ مِّنْ خَوْفٍ ''اور انہیں خوف سے امن دیا اور اَطْعَمَھُمْ مِّنْ جُوْعٍ ان کو بھوک میں کھانا کھلایا۔'' دور دراز کے علاقوں سے چیزیں وافر مقدار میں پہنچتی تھیں ان کو چاہئے تھا کہ جس گھر کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو روزی دی ہے امن دیا ہے اس گھر والے کی عبادت کرتے انہوں نے الٹا اس گھر میں تین سو ساٹھ بت رکھ کر ان کی پوجا شروع کر دی تھی ناشکری ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو نعمت عظمیٰ عطا کی کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو ان کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا انہوں نے ان کو مجنوں کہا مفتری کہا ساحر اور کذاب کہا اور جو ان کی زبان پر آتا تھا وہ کہتے تھے اس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری کی اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کو کفر کیساتھ بدل دیا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَھُمْ دَارَ الْبَوَارِ اور اتارا انہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں۔ وہ ہلاکت کا گھر کونسا ہے؟ جَھَنَّمَ جہنم میں لے گئے سب کو اکٹھا کر کے جماعت کی شکل میں یَصْلَوْنَھَا اس میں داخل ہونگے وَبِئْسَ الْقَرَارُ اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہر مسلمان مرد عورت کو دوزخ سے بچائے اور

محفوظ رکھے۔

انداد کی تفسیر :

اپنی قوم کو انہوں نے کیسے گمراہ کیا وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا اور انہوں نے بنائے اللہ تعالیٰ کیلئے شریک۔ وہ گھر جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے قائم کیا گیا تھا اسکی بیرونی دیوار پر تین سو ساٹھ بت نصب کئے ہوئے تھے۔ ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بت تھا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بت تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بت تھا، حضرت مریم علیہا السلام کا بت تھا اور ہبل حضرت ہابیل رحمہ اللہ کا بت تھا جسکو قابیل نے قتل کیا تھا حضرت آدم علیہ السلام کا پہلا بیٹا تھا جو شہید ہوا تھا قریش مکہ جب کسی لڑائی میں جاتے تھے تو اُعْلُ هُبَلْ اُعْلُ هُبَلْ ۔ ہبل زندہ باد ہبل زندہ باد کے نعرے لگاتے تھے کہتے تھے کہ یہ حق کی خاطر شہید ہوا ہے یہ ہماری مدد کرتا ہے۔ ان بتوں میں اِساف اور نائلہ کا بت بھی تھا۔ اِساف مرد کا نام تھا اور نائلہ عورت کا نام تھا۔ ان کے آپس میں برے تعلقات تھے ان کو بدی کیلئے کوئی جگہ نہ ملی لوگ اس وقت کم ہوتے تھے شام کے بعد لوگ اپنے گھروں میں چلے گئے تو انہوں نے کعبۃ اللہ کے اندر برائی کی اللہ تعالیٰ نے انکو مسخ کر دیا لوگوں نے عبرت کیلئے ان کے مجسمے کھڑے کر دیئے لیکن کچھ عرصہ گذرنے کے بعد ان کی پوجا شروع کر دی۔ بندے کی جب عقل ماری جائے تو کچھ سوجھ بوجھ نہیں رہتی۔ تو فرمایا انہوں نے رب تعالیٰ کے شریک بنائے لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ تاکہ وہ بہکائیں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے قُلْ آپ کہہ دیں تَمَتَّعُوْا فائدہ اٹھالو۔ کتنا عرصہ کھاؤ پیو گے فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ پس بیشک تمہارا ٹھکانہ دوزخ کی طرف ہے ہمیشہ کی ذلت اور عذاب میں مبتلا رہو گے قُلْ اے نبی کریم ﷺ آپ کہہ دیں لِعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا میرے ان بندوں کو جو

ایمان لائے ہیں صحیح معنٰی میں بندے یہی ہیں یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وہ نماز قائم کریں۔تمام عبادات میں ایمان کے بعد اہم عبادت نماز ہے جس کی کسی حالت میں معافی نہیں ہے بشرطیکہ ہوش وحواس قائم ہوں حتی کہ اگر کوئی سولی پر کھڑا کر دیا گیا ہے تو اسکو بھی نماز معاف نہیں ہے بار بار قرآن پاک میں اور احادیث میں اس کا ذکر ہے اور تاکید ہے آنحضرت ﷺ نے وفات سے پہلے بار بار فرمایا الصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ الصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ الصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ''اپنی نمازوں کی پابندی کرنا اور اپنے غلاموں کیساتھ اچھا سلوک کرنا، اپنی نمازوں کی پابندی کرنا اور اپنے غلاموں کیساتھ اچھا سلوک کرنا، اپنی نمازوں کی پابندی کرنا اور اپنے غلاموں کیساتھ اچھا سلوک کرنا۔'' اس نماز کا آج حشر دیکھو سورج چڑھنے کا وقت ہو گیا ہے مگر کتنے لوگ ہیں جو مزے کیساتھ سوئے ہوئے ہیں نماز کا کوئی خیال نہیں ہے اور ہیں سب مسلمان کہلانے والے۔تو فرمایا میرے بندوں کو کہو نماز قائم کریں وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ اور خرچ کریں اس میں سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے مال دیا ہے سِرًّا مخفی طور پر وَّعَلَانِیَۃً اور کھلم کھلا بھی خرچ کریں۔اگر کوئی شخص ریا سے بچا ہوا ہے کہ کھلا صدقہ خیرات کر سکتا ہے اور مخفی دے تو بہت اچھا ہے تاکہ اس میں ریاکاری کا سوال ہی پیدا نہ ہو مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ پہلے اس سے کہ آئے وہ دن لَّا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خِلٰلٌ کہ جس میں کوئی خرید و فروخت نہیں ہوگی اور نہ کوئی دوستی ہوگی۔اور وہ قیامت کا دن ہے اور مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُہٗ ''جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہو گئی۔'' دوزخ بھی سامنے ہے اور جنت بھی سامنے ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآىٕبَیْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾

اَللّٰهُ الَّذِیْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ جس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو وَاَنْزَلَ اور اس نے نازل کیا مِنَ السَّمَآءِ آسمان کی طرف سے مَآءً پانی فَاَخْرَجَ بِهٖ پس نکالا اس نے اس پانی کے ذریعے مِنَ الثَّمَرٰتِ پھلوں کو رِزْقًا لَّكُمْ رزق تمہارے لئے وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ اور تابع کیا تمہارے لئے کشتیوں کو لِتَجْرِیَ تاکہ وہ چلیں فِی الْبَحْرِ سمندر میں بِاَمْرِهٖ اس کے حکم کیساتھ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ اور تابع کیا ہے تمہارے لئے نہروں کو وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور کام میں لگا دیا تمہارے لئے سورج اور چاند کو دَآىٕبَیْنِ لگاتار دونوں چلتے ہیں وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ اور تمہارے کام میں لگا دیا رات کو اور دن کو وَاٰتٰىكُمْ اور دی رب نے تمہیں مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ہر وہ چیز جو تم نے اس سے مانگی وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اور اگر تم شمار کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو لَا تُحْصُوْهَا تم شمار نہیں کر

سکتے اِنَّ الْاِنْسَانَ بیشک انسان لَظَلُوْمٌ البتہ بڑی ناانصافی کرنے والا کَفَّارٌ ناشکرہ ہے۔

گذشتہ درس میں تھا کہ وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا اور بنائے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک۔ اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سب کچھ تو میں نے بنایا ہے وہ شریک کس چیز میں ہیں؟ شریک کا کچھ نہ کچھ دخل تو ہوتا ہے ان کا میرے افعال میں کیا دخل ہے۔ فرمایا اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو۔ کیا آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں کسی اور کا حصہ ہے؟ اور یہ کافر بھی مانتے تھے جب ان سے سوال کیا جاتا تھا مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو۔ کہتے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور اسی نے نازل کیا آسمان کی طرف سے پانی بارش فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ پس نکالے رب تعالیٰ نے اس بارش کے ذریعے پھل رزق تمہارے لئے۔ اس بات کو مشرک بھی تسلیم کرتے تھے جب ان سے پوچھا جاتا تھا بارش کس نے نازل کی؟ کہتے اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے، یہ فصلیں سبزیاں کس نے پیدا کی ہیں؟ کہتے اللہ تعالیٰ نے مَنْ خَلَقَكُمْ تمہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ کہتے رب نے پیدا کیا ہے، تمہارا مالک کون ہے؟ کہتے رب ہے۔ بھئی جب یہ سب کچھ تسلیم کرتے ہو تو پھر دوسروں کیلئے کیا ہے دوسروں کا اس میں کیا دخل ہے؟ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان پیدا کئے وَّالْاَرْضَ مِثْلَهُنَّ اور اتنی ہی زمینیں پیدا کیں۔ آسمانوں میں بھی مخلوق ہے اور ایک بالشت جگہ ایسی نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ رب تعالیٰ کی عبادت میں مصروف نہ ہو۔ سات آسمان ہیں، کرسی ہے، عرش ہے ان میں بے شمار مخلوق ہے کہ لَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ [سورۃ مدثر] ''تیرے رب

کے لشکروں کو صرف وہی رب ہی جانتا ہے۔''

ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے :

پیدا کرنے والا بھی وہی ہے رزق دینے والا بھی وہی ہے بارش برسانے والا بھی وہی ہے۔ دیکھو چند ماہ ہوئے ہیں بارش نہیں ہوئی تھی لوگ تڑپ اٹھے تھے اس کیلئے دعائیں ہوئیں نماز استسقاء ادا کی گئی جب اللہ تعالیٰ نے رحمت کی بارش برسائی تو لوگوں کو سکون حاصل ہوا تو یہ بارش کہ عالم اسباب میں تم اس کے محتاج ہو یہ کون نازل کرتا ہے؟ پھر اس کے ذریعے پھلوں سے تمہیں رزق دیتا ہے بہت سے علاقے ایسے ہیں کہ وہاں کے لوگ پھل ہی کھاتے ہیں ان کو اور کوئی چیز نہیں ملتی اور بہت سے علاقے ایسے ہیں کہ پھل فروخت کر کے گندم خریدتے ہیں بہرحال یہ تمہاری خوراک کا ذریعہ ہے وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ اور اس نے تابع کیا تمہارے لئے کشتیوں کو لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ تاکہ وہ چلیں سمندر میں بِأَمْرِهٖ اس کے حکم کیساتھ۔ کشتیوں کے ذریعے اِدھر کا سامان اُدھر اور اُدھر کا سامان اِدھر لاتے ہیں اور سواریوں کو بھی لے جاتے اور لے آتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بغیر وہ کون ذات ہے جس نے ان کشتیوں کو تمہارے تابع کیا ہے وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهٰرَ اور تابع کیا ہے تمہارے لئے نہروں کو کہ بڑی نہروں سے چھوٹی نہریں نکالو پھر ان سے کھال نکالو اور آبپاشی کرو ان کے ذریعے اناج اگاؤ، باغات لگاؤ۔ یہ چیزیں کس نے پیدا کی ہیں؟ رب تعالیٰ نے پیدا کی ہیں۔ پھر رب تعالیٰ کے شریک کس طرح بن گئے؟ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور اسی نے کام میں لگا دیا تمہارے لئے سورج اور چاند کو۔ سورج کے فوائد کو ساری دنیا جانتی ہے، اس کی تپش اس کی حرارت کا فصلوں پر اثر ہوتا ہے، انسانوں اور حیوانوں کی صحت پر اس کا اثر ہوتا ہے، باغات کے پھلوں پر اس کا اثر ہے چاند کی مدھم

روشنی کا ساری چیزوں پر اثر ہے تو یہ تمہارے کام میں کس نے لگائے ہیں دَآئِبَیْنِ لگاتار دونوں چلتے ہیں۔

ظہور مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کا نزول :

جس وقت سے سورج چلنا شروع ہوا ہے بدستور چل رہا ہے اور جب تک رب تعالیٰ کو منظور ہوگا چلتا رہے گا پھر امام مہدی علیہ السلام کی آمد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بعد اور خروج دجال کے بعد، یاجوج ماجوج کے قتل کے بعد ایک دن سورج نہیں نکلے گا مطلع صاف ہوگا لوگ منتظر ہونگے اور حیران ہونگے کہ معلوم نہیں کہ آج نکلے گا یا نہیں نکلے گا کہ اتنے میں سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا دوپہر تک آئیگا حکم ہوگا واپس چلے جاؤ اسی دن مغرب کے وقت صفا پہاڑی کی چٹان پھٹے گی اس سے دَآبَّةُ الْاَرْض نکلے گا وہ بیل کی طرح ایک جانور ہوگا لوگوں کیساتھ گفتگو کریگا اس طرح جس طرح اب میں تمہارے ساتھ گفتگو کر رہا ہوں اور تم سن رہے ہو سمجھ رہے ہو اس پر لوگ ایمان بھی لائیں گے۔ لوگوں کا جانور کی بات ماننا اور اس پر ایمان لانا یہ اس بات کی علامت ہوگی انسان انسان نہیں رہے شکل انسانوں جیسی ہے لیکن حیوان ہیں انسانوں کی باتیں انہوں نے نہیں مانی حیوان کی بات پر ان کو یقین آ گیا ہے اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائیگا۔ اس سے پہلے جو ایمان لا چکا ہوگا بس اس کا ایمان معتبر ہوگا اور پہلے جو نیکیاں کرتا تھا آئندہ بھی کریگا ان نیکیوں کا اعتبار ہوگا نئی نیکی قبول نہیں ہوگی اور نہ اس کے بعد ایمان لانا قبول ہوگا۔ اس کے بعد احادیث کی روشنی میں تقریباً ایک سو بیس سال گذریں گے پھر اسرافیل علیہ السلام بگل پھونکیں گے۔ تو فرمایا سورج اور چاند کو اس نے تمہارے کام میں لگا دیا ہے اور تواتر کیساتھ چل رہے ہیں وَسَخَّرَلَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اور تمہارے کام میں لگا دیا رات کو اور

دن کو۔ رات اس لئے کہ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو اور دن اس لئے کہ تم اس میں روزی کماؤ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، نیکیاں کرو، جہاد کرو۔ دن رات کے فوائد سب کے سامنے ہیں کسی سے مخفی نہیں ہیں۔ رات دن کو پیدا کرنے والا کون ہے وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ اور دی رب نے تمہیں ہر وہ چیز جو تم نے اس سے مانگی عَلٰى حَسْبِ مَصَالِحِكُمْ تمہاری مصلحتوں کے مطابق تھی رب تعالیٰ نے تمہیں دی۔

دعا کی قبولیت کی شکلیں :

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ دعا کوئی بھی رد نہیں ہوتی مگر اسکی قبولیت کی شکلیں ہیں۔ پہلی شکل یہ ہے کہ جو چیز تم نے رب تعالیٰ سے مانگی ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تمہارے لئے مفید ہے ہے تو وہ دیگا اور اگر مفید نہیں ہے تو نہیں دیگا اور اس دعا کی برکت سے کوئی مصیبت ٹل جائیگی جو آنے والی تھی اور تمہیں اس کا علم نہیں تھا تو یہ بھی دعا کی قبولیت ہے اور اگر دنیا میں کچھ نہ ہوا تو اس دعا کا ثواب آخرت میں ملے گا اور دنیا میں نہ دینا بھی خیر خواہی ہے کیونکہ انسان بسا اوقات ایک چیز کو اپنے حق میں اچھا اور مفید سمجھتا ہے مگر وہ شے اس کیلئے مضر ہوتی ہے۔ انسان کی عقل ناقص ہے تو اس وقت وہ چیز اسکو نہ دینا ہی اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔ مثلاً ہیضہ میں مبتلا آدمی پانی مانگتا ہے یا کسی اور بیماری میں مبتلا ہے اور وہ ایسی چیز مانگتا ہے جو اس کے حق میں مفید نہیں ہے گھر کے افراد اسکو وہ چیز نہیں دیتے ڈاکٹر حکیم اسکو وہ چیز نہیں دیتا تو یہ نہ دینا اس کیساتھ دشمنی نہیں ہے بلکہ اس کیساتھ محبت ہے کیونکہ وہ چیز اگر اسکو دی جائے تو اس کو نقصان ہوگا۔ تو تم ایک چیز اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہو اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ تمہارے حق میں مفید نہیں ہے تو وہ نہیں دیتا اور اس دعا کی برکت سے کوئی مصیبت ٹال دیتا ہے جو آنے والی تھی تو یہ بھی دعا کی قبولیت

ہے۔اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ الدعاء ھو العبادۃ ''دعا عبادت ہے۔'' جتنی دیر تم دعا کرتے رہو گے یہ سمجھو کہ تم عبادت میں لگے ہوئے ہو۔اور فرمایا کہ تم کیا پوچھتے ہو وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا اور اگر تم شمار کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تم شمار نہیں کر سکتے۔اور نعمتیں تو در کنار یہ جو ہم چوبیس گھنٹوں میں سانس لیتے ہیں اس کو کوئی گننا چاہے تو نہیں گن سکتا نبض کو کوئی گننا چاہے تو نہیں گن سکتا رب تعالیٰ نے ہاتھ دیئے ہیں پاؤں دیئے ہیں، آنکھیں دی ہیں، کان دیئے ہیں، دانت موجود ہیں، صحت ہے مال ہے، مکان اور اولاد ہے، اناج ہیں، بیشمار پھل فروٹ ہیں، شکل وصورت ہے، قد ہے اور باطنی نعمتیں ہیں، ایمان ہے، علم ہے، عقل وسمجھ ہے، بصیرت ہے اس کی نعمتوں کو کوئی شمار نہیں کر سکتا بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی کا قد اور شکل دیکھ کر آدمی اس سے مرعوب ہو جاتا ہے لیکن جب وہ بات کرتا ہے تو ایسی حماقت کی کہ اس کی بات پر لوگوں کو ہنسی آجاتی ہے۔اور بعض دفعہ آدمی کا قد چھوٹا ہوتا ہے کہ آدمی کہتا ہے کہ یہ بھی آدمی ہے مگر وہ بات ایسی معقول کرتا ہے کہ وہ دوسروں کو لاجواب کر دیتا ہے تو یہ باطن کی نعمتیں ہیں۔حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قد چھوٹا سا تھا دوسرے لوگ بیٹھے ہوتے تھے اور یہ کھڑے ہوتے تھے تو برابر لگتے تھے لیکن ساری امت میں پہلے درجے کے مفسر قرآن اور فقیہ تھے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں کوفہ اور کزینا کے لوگ آئے کہ ہمارے علاقے میں بڑے بڑے فتنے برپا ہوتے ہیں یہودی، عیسائی، مجوسی اعتراض کرتے ہیں اور ہمیں کوئی تسلی بخش جواب نہیں آتا کوئی آدمی بھیجو جو ان کا منہ توڑ جواب دے۔فرمایا ان شاء اللہ بھیجیں گے۔جب بھیجنے کا وقت آیا تو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو بلایا وہ وفد بڑا حیران ہوا کہ یہ چھوٹا سا آدمی ہمارے ساتھ بھیج رہے ہیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اسکو چھوٹا اور معمولی نہ سمجھو مجھے

خود مسائل میں اس کی ضرورت پڑتی ہے مگر اس وقت میں تمہیں ترجیح دیتا ہوں۔ تو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب گفتگو فرماتے تھے تو معقول ہوتی تھی کہ مجلس والے دنگ رہ جاتے اور دوسروں کو منہ توڑ جواب دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے شمار ہیں کچھ ظاہری ہیں اور کچھ باطنی ہیں اور اتنی ہیں کہ تم ان کو شمار نہیں کر سکتے۔ فرمایا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ بیشک انسان بڑی ناانصافی کرنے والا ناشکرا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلے میں ہم بڑے ناشکرے ہیں اور میں کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں کہ شکر ادا کرنے کا بہترین طریقہ نماز ہے اور نماز ادا کرنے کیلئے جب آؤ تو اچھا صاف ستھرا لباس پہن کر آؤ۔

کھجور والی ٹوپیوں کا حکم :

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ [اعراف: ۳۱] ''اختیار کرو اپنی زینت ہر نماز کے وقت۔'' یہ مساجد میں جو ٹوپیاں پڑی ہوتی ہیں ان کے متعلق فقہاء فرماتے ہیں کہ یہ پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے پھر مکروہ میں اختلاف ہے کہ تحریمی ہے یا تنزیہی ہے۔ مفتی رشید احمد صاحب کا فتویٰ ہے کہ مکروہ تحریمی ہے۔ جس نے یہ پہن کر نماز پڑھی ہے اسکی نماز بالکل نہیں ہوئی دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ میری اپنی تحقیق یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے۔ مکروہ تنزیہی کا مطلب یہ ہے کہ نماز ہو جائیگی لیکن اتنا ثواب نہیں ملے گا جتنا ملنا چاہیے یعنی ثواب میں کمی آ جائیگی۔ کیونکہ یہ تیلوں والی ٹوپیاں پہن کر کوئی بازار نہیں جاتا، یہ پہن کر بارات میں شریک نہیں ہوتا کہ شرم آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے شرم نہیں آتی لہٰذا اچھا صاف ستھرا لباس پہن کر نماز ادا کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کرو ناشکری نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی جانوں پر ظلم کرنے سے بچائے اور ناشکری سے بچائے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا
الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ
اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ
عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ
بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ
الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۗ
وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ
رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ
رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ
الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ ع ۱۸

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے رَبِّ اے میرے رب اجْعَلْ بنادے هٰذَا الْبَلَدَ اس شہر کو اٰمِنًا امن والا وَّاجْنُبْنِيْ اور بچا مجھکو وَبَنِيَّ اور میرے بیٹوں کو اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ اس بات سے کہ ہم بتوں کی عبادت کریں رَبِّ اے میرے رب اِنَّهُنَّ بیشک انہوں نے اَضْلَلْنَ گمراہ کیا ہے كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بہت سارے لوگوں کو فَمَنْ تَبِعَنِيْ پس وہ شخص جس نے میری پیروی کی فَاِنَّهٗ مِنِّيْ پس بیشک وہ میرا ہے وَمَنْ عَصَانِيْ اور جس نے میری

نافرمانی کی فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پس بیشک آپ ہی بخشنے والے مہربان ہیں
رَبَّنَآ اے ہمارے رب اِنِّیْٓ بیشک میں نے اَسْکَنْتُ ٹھہرایا ہے مِنْ ذُرِّیَّتِیْ
اپنی اولاد میں سے بعض کو بِوَادٍ ایسے میدان میں غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ جو کھیتی والا نہیں
ہے عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ آپ کے عزت والے گھر کے پاس رَبَّنَا اے
ہمارے رب لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ تاکہ وہ قائم کریں نماز فَاجْعَلْ پس کر دے
اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ کچھ لوگوں کے دلوں کو تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ مائل ان کی طرف
وَارْزُقْھُمْ اور رزق دے انکو مِّنَ الثَّمَرٰتِ پھلوں سے لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ تاکہ
یہ شکر ادا کریں رَبَّنَآ اے ہمارے رب اِنَّکَ بیشک آپ تَعْلَمُ جانتے ہیں مَا
نُخْفِیْ جس چیز کو ہم چھپاتے ہیں وَمَا نُعْلِنُ اور جس چیز کو ہم ظاہر کرتے ہیں
وَمَا یَخْفٰی اور نہیں ہے مخفی عَلَی اللّٰہِ اللہ تعالیٰ پر مِنْ شَیْءٍ کوئی چیز فِی
الْاَرْضِ زمین میں وَلَا فِی السَّمَآءِ اور نہ آسمان میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سب
تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں الَّذِیْ وہ رب وَھَبَ لِیْ جس نے مجھے عطا کئے
عَلَی الْکِبَرِ بڑھاپے میں اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق
علیہ السلام اِنَّ رَبِّیْ بیشک میرا رب لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ البتہ دعا سننے والا ہے رَبِّ
اجْعَلْنِیْ اے میرے رب بنا مجھ کو مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ نماز قائم کرنے والا وَمِنْ
ذُرِّیَّتِیْ اور میری اولاد میں سے بھی رَبَّنَا اے ہمارے رب وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ اور
آپ قبول کریں دعا میری رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ اے ہمارے رب بخش دے مجھ کو

وَلِوَالِدَیَّ اور میرے ماں باپ کو وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اور مومنوں کو یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ جس دن قائم ہوگا حساب۔

اس سے پہلے رکوع میں تم نے پڑھا وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا اور بنائے ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک اور شریک بھی اتنے کہ ظالموں نے کعبۃ اللہ کی بیرونی دیوار پر تین سو ساٹھ بت نصب کئے ہوئے تھے۔ آج اس کا چڑھاوا کل اس کا چڑھاوا سال کا کوئی دن خالی نہیں ہوتا تھا اور پھر اس ساری کاروائی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مذہب اور دین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید فرمائی ہے کہ یہ نرا ان پر بہتان ہے۔ کیوں؟ فرمایا وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا اے رب بنادے اس شہر کو امن والا۔ ابتداءً یہاں کوئی مکان نہ تھا پھر قبیلہ بنو جرہم آیا تو آبادی ہوگئی۔ اور آب زمزم کا مبارک پانی تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس شہر کیلئے امن کی دعا کی اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور حرم آج تک امن والا چلا آرہا ہے۔ آج بھی اگر دوسرے علاقوں سے آئے ہوئے لوگ جھگڑتے ہیں تو وہ کہتے ہیں الحاج حرم الحاج حرم حاجی حرم کا خیال کرو حاجی صاحب یہ حرم ہے اسکا خیال رکھو نہ جھگڑو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسکو امن والا بنایا ہے اور اگلا جملہ ہے وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ اور بچا مجھ کو اور میرے بیٹوں کو اس بات سے کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے :

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے بیٹی کوئی نہیں تھی دو بیٹوں کا ذکر اسی رکوع میں آگے آرہا ہے اسماعیل اور اسحاق علیہ السلام تین بیٹے اور تھے وہ نبی نہیں تھے۔

ایک کا نام حضرت مدین دوسرے کا نام حضرت مدائن اور تیسرے کا نام حضرت قیدار رحمہم اللہ تعالیٰ تھا۔ تو فرمایا مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کی پوجا سے بچا۔ او ظالمو! وہ تو بتوں کی پوجا سے پناہ مانگ رہے ہیں اور تم بت پرستی کو ان کا دین بتلاتے ہو اور کہتے ہو کہ ہم جو کام کر رہے ہیں ابراہیم علیہ السلام بھی یہی کام کرتے تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بین الاقوامی شخصیت تھے اہل اسلام کے عقیدے کے مطابق ساری مخلوق میں سے دوسرے نمبر کی شخصیت ہیں۔ پہلا نمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ اس لئے یہودی عیسائی بھی اپنی کڑی ان کیساتھ ملاتے تھے۔

بدعتیوں کا اپنے آپ کو حنفی کہنا غلط ہے :

تیسرے پارے میں اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا مَا کَانَ اِبْرٰھِیْمُ یَھُوْدِیًّا وَّلَانَصْرَانِیًّا نہیں تھے ابراہیم علیہ السلام یہودی اور نہ نصرانی اور مشرک بھی اپنی کڑی ان کیساتھ ملاتے تھے۔ آگے فرمایا وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اور نہ وہ شرک کرنے والوں میں سے تھے حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وہ تو موحد تھے صرف رب کے سامنے سر جھکانے والے تھے۔ اسکو ایسے سمجھو کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ امت میں بہت بڑی شخصیت ہیں اور تابعین میں سے ہیں ان کی فقہ بڑی مضبوط فقہ ہے اور ان کی شخصیت مُسلّم شخصیت ہے۔ اسلئے یہ ساری بدعت کرنے والے اپنی نسبت ان کی طرف کرتے ہیں اور اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں حالانکہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جتنی شرک و بدعت اور رسومات کی تردید فقہ حنفی میں ہے اتنی اور کسی فقہ میں نہیں ہے۔ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ ہے رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ بِدْعَۃٌ وَیُخَالِفُ الْاَمْرَ مِنْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَۃً وَّدُوْنَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ " بلند آواز سے دعا کرنا اور بلند

آواز سے ذکر کرنا بدعت ہے اور قرآن کے حکم کے خلاف ہے۔'' اور بدعتی یہی کچھ کرتے ہیں اور اسکو ثواب سمجھتے ہیں۔ تو چونکہ ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت مسلم تھی اس لئے یہ اپنی نسبت ان کی طرف کرتے تھے حالانکہ انہوں نے شرک سے پناہ مانگی اپنے لئے بھی اور اپنے بیٹوں کیلئے بھی۔ فرمایا رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بیشک ان بتوں نے گمراہ کیا ہے بہت سارے لوگوں کو۔ بتوں کے گمراہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ سبب بنے ہیں گمراہ تو شیطان نے کیا ہے نفس امارہ نے کیا ہے فَمَنْ تَبِعَنِیْ پس وہ شخص جس نے میری پیروی کی فَاِنَّهٗ مِنِّیْ پس بیشک وہ مجھ سے ہے یعنی میرا ہے وَمَنْ عَصَانِیْ اور جس نے میری نافرمانی کی فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پس بیشک آپ ہی بخشنے والے مہربان ہیں وہ آپکا معاملہ ہے۔ ظالمو! ابراہیم علیہ السلام تو بت پرستی سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں اور تم بتوں کو اپنا معبود بنائے پھرتے ہو اور ان میں ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کا مجسمہ بھی رکھا تھا لوگوں کی جب عقل ماری جائے تو پھر ان کو سمجھ نہیں آتی رَبَّنَآ اے ہمارے رب اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بیشک میں نے ٹھہرایا ہے بسایا ہے، مِنْ تبعیضیہ ہے، اپنی اولاد میں سے بعض کو بِوَادٍ ایسے میدان میں غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ جو کھیتی والا نہیں ہے عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ آپ کے عزت والے گھر کے پاس۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حضرت ہاجرہ کو مکہ لے آنا :

اس وقت بیت اللہ کی تعمیر نہیں ہوئی تھی ٹیلہ سا تھا اللہ تعالیٰ کا حکم تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام شام کے علاقہ دمشق سے چلے اپنی چھوٹی بیوی حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو ساتھ لیکر بچہ گود میں لیا ہوا ہے پندرہ سو میل کی مسافت تھی رب تعالیٰ جانتا ہے کتنے دنوں میں طے کی سواری کا کوئی ذکر نہیں ہے زم زم کا کنواں نیچے ہے کعبۃ اللہ کے دروازے کے

سامنے نیچے جانے کیلئے سیڑھی ہوتی تھی مردوں کیلئے الگ اور عورتوں کیلئے الگ۔ اب حکومت نے وہ بند کر دی ہے تو جہاں زم زم کا کنواں ہے یہاں ایک درخت ہوتا تھا اس کے سائے کے نیچے ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ٹھہرایا اور فرمایا کہ تم اپنے بچے کیساتھ یہاں رہو میں جا رہا ہوں۔ کہاں جا رہے ہو؟ واپس شام جا رہا ہوں اِلٰی مَنْ تَتْرُکُنَا یَااِبْرَاھِیْمُ اے ابراہیم یہاں ہمیں کس کے حوالے کر کے جا رہے ہو۔ یہاں نہ کوئی بندہ نہ کوئی مکان ہے۔ آنکھیں جھکی ہوئی ہیں اور جا رہے ہیں یہ پیچھے پیچھے جا رہی ہیں باہر صفا کی طرف نکلے حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے آواز دی ءَ اللّٰہُ اَمَرَکَ بِھٰذَا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ ہمیں یہاں چھوڑ دو اور خود چلے جاؤ۔ قَالَ نَعَمْ فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ کہنے لگی اِذًا لَا یُضَیِّعُنَا اس وقت وہ ہمیں ضائع نہیں کریگا۔ رب تعالیٰ کا حکم سر آنکھوں پر جو وہ فرماتے ہیں وہ صحیح ہے۔ آج ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے جہاں نہ کوئی مکان ہو نہ کوئی بندہ ہو نہ کوئی چیز کھانے کی ہو اور نہ پینے کی ہو اور عورت ذات رب کا حکم مان کر ٹھہر جائے اور دودھ پیتا بچہ بھی ساتھ ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پانی کا مشکیزہ اور تھوڑی سی کھجوریں دے گئے۔ وہ کتنا عرصہ تک چل سکتی تھیں کھجوریں بھی ختم ہو گئیں اور پانی بھی ختم ہو گیا۔

حضرت ہاجرہ کا پریشانی میں بھاگنا :

اس زمانہ میں صفا مروہ کے درمیان نالہ ہوتا ہے یہاں پر مِیْلَیْنِ اَخْضَرَیْن کے نشان ہیں اور مرد وہاں سے بھاگ کر گذرتے ہیں۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام صفا کی چوٹی پر چڑھیں کہ کوئی بندہ نظر آئے پھر مروہ کی طرف گئیں اور نالے والی جگہ سے دوڑ کر گذریں مروہ کی چوٹی پر چڑھ کر اِدھر اُدھر دیکھا کہ کوئی نظر آئے پھر صفا کی طرف آئیں سات چکر

لگائے پھر واپس آئیں بچہ ایڑیاں رگڑ رہا تھا بڑی پریشان تھیں غیبی آواز آئی گھبراؤ مت۔ انہوں نے کہا آواز دینے والے ہماری امداد کر بچے کی تو جان نکل رہی ہے۔ جہاں اسماعیل علیہ السلام نے ایڑیاں رگڑیں تھیں وہاں جبرائیل علیہ السلام نے آکر پر مارا تو پانی نکل آیا انہوں نے حوض بنایا اور کہا زم زم ''اے پانی رک جا رک جا۔'' تو پانی رک گیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر وہ زمزم نہ کہتیں تو یہاں سے نہر چل پڑتی۔ اللہ تعالیٰ نے پانی کا انتظام کر دیا ایک دو دن گذرے تو وہاں پانی پر پرندے آنے شروع ہو گئے۔

قبیلہ بنو جُرہم مکہ مکرمہ میں کیسے آباد ہوا :

قبیلہ بنو جُرہم یہ خانہ بدوش قبیلہ تھا جہاں پانی سبزہ مل گیا وہاں ڈیرہ لگا دیا۔ انہوں نے دو آدمی بھیجے کہ پرندے یہاں نیچے بیٹھتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پانی ہے۔ انہوں نے واپس جا کر بتایا کہ واقعی وہاں پانی ہے ایک بی بی ہے اور اس کے پاس ایک بچہ ہے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں یہ مرد و خواتین پر مشتمل پورا خاندان تھا انہوں نے آکر کہا بی بی ہمیں یہاں رہنے کی اجازت ہے؟ فرمایا ہاں رہ سکتے ہو مگر پانی پر کنٹرول ہمارا ہوگا انہوں نے تھوڑے سے مکان بنائے ان کو بھی ایک جھگی بنادی۔ اس کے متعلق فرمایا کہ اس شہر کو امن والا بنادے پھر کچھ عرصہ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بیت اللہ کی بنیاد شروع کی۔ فرمایا رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ اے ہمارے رب تاکہ وہ نماز قائم کریں اس لئے یہاں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ عقیدے کی درستگی کے بعد تمام پیغمبروں نے نماز کی تاکید کی ہے فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ پس کردے کچھ لوگوں کے دلوں کو۔ مِن تبعیضیہ ہے تَهْوِيٓ اِلَيْهِمْ مائل کر ان کی طرف جھکادے ان کی طرف۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مِن کا لفظ زبان سے نہ نکلتا تو سب

لوگ ٹوٹ کر وہاں پہنچ جاتے چونکہ رب تعالیٰ کی طرف سے بعض کا جانا مقدر تھا اس لئے مِن کا لفظ ان کی زبان سے نکلا۔ لوگ وہاں آباد ہونے کیلئے بھی جاتے ہیں اور حج اور عمرے کیلئے بھی جاتے ہیں تقریباً پینتیس (۳۵) لاکھ کے قریب حاجی ہوتے ہیں جن میں تقریباً بیس لاکھ بیرونی ہوتے ہیں اور پندرہ لاکھ مقامی ہوتے ہیں وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ اور رزق دے انکو پھلوں سے۔ وہ پتھریلی زمین ہے وہاں کوئی چیز کاشت نہیں ہوتی تھی میں جب پہلی دفعہ حج پر گیا تو وہاں کوئی درخت نہیں تھا پھر حکومت نے بیرونی علاقوں سے جہازوں کے ذریعے مٹی منگوائی اور سڑکوں کے کنارے ڈلوائی اب وہاں دھریکھ کے درخت لگے ہوئے ہیں اور کافی رونق ہوگئی ہے اور گھروں کے آگے بھی انہوں نے پودے لگائے ہیں اب جگہ ہری بھری نظر آتی ہے۔ تو فرمایا اے پروردگار! انکو پھلوں سے رزق دے لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ تاکہ یہ شکر ادا کریں۔ باوجود اسکے کہ وہاں کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی تمہیں وہاں ہر موسم میں ہر پھل ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی برکت سے کثرت سے پھل پہنچائے ہیں لاکھوں کی تعداد میں لوگ ہوتے ہیں کھا کھا کر تنگ آ جاتے ہیں پھل ختم نہیں ہوتے رَبَّنَآ اے ہمارے رب اِنَّكَ تَعْلَمُ بیشک آپ جانتے ہیں مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ جس چیز کو ہم چھپاتے ہیں اور جس چیز کو ہم ظاہر کرتے ہیں وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اور مخفی نہیں ہے اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز ایک ذرہ برابر فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ زمین میں اور نہ آسمان میں۔ اور یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں وہ رب جس نے مجھے عطا کئے بڑھاپے میں اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام۔ اس وقت ابراہیم علیہ السلام کی عمر تقریباً اسی سال تھی اور جب اسحاق علیہ

السلام پیدا ہوئے اس وقت عمر تقریباً سو سال تھی جس وقت فرشتوں نے اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری سنائی تو بڑے حیران ہوئے اور حضرت سارہ اندر سن رہی تھیں کہنے لگی ھٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا یہ میرا خاوند بوڑھا ہے وَاَنَا عَجُوْزٌ اور میں بڑھیا ہوں [ہود:۷۲] مجھے کہاں سے ملے گا۔ اس نے کہا رب تعالیٰ کے سامنے کوئی مشکل نہیں ہے اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ بیشک میرا رب البتہ دعا سننے والا ہے رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ اے میرے رب بنادے مجھ کو نماز قائم کرنے والا وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ اور میری اولاد کو بھی۔ نماز ایک ایسی چیز ہے جسکی کسی کو معافی نہیں ہے رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ اے ہمارے رب اور قبول کریں آپ میری دعا۔ یہ اصل میں دُعَآئِیْ تھا 'ی' متکلم کو حذف کر دیا گیا اور کسرہ کو باقی چھوڑ دیا گیا تاکہ ی کی حذفیت پر دلالت کرے رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ اے ہمارے رب بخش دے مجھ کو وَلِوَالِدَیَّ اور میرے ماں باپ کو بھی۔ تفسیروں میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ مسلمان تھی اور باپ مسلمان نہیں تھا۔ پھر باپ کیلئے دعا کیوں مانگی؟ کیونکہ مشرک کیلئے دعا مانگنا جائز نہیں ہے۔ تو اس کے متعلق گیارہواں پارہ سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۱۴ میں جواب دیا ہے۔ فرمایا وَمَا کَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِیْمَ لِاَبِیْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا اِیَّاهُ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ "اور نہیں تھا مغفرت مانگنا ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد کیلئے مگر ایک وعدے کی بنا پر جو وعدہ انہوں نے اس کے ساتھ کیا تھا کہ میں تیرے لئے دعا کرونگا۔ پھر جب واضح ہو گیا ابراہیم علیہ السلام کے سامنے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے باغی ہے حق کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہے تو اس سے بیزار ہو گئے پھر دعا نہیں کی۔ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اور مومنوں کو بھی بخش دے۔

ایصال ثواب حق ہے :

آج کل کراچی میں ایک فرقہ پیدا ہوا ہے جو کہتے ہیں کہ ان دعاؤں کا کوئی فائدہ نہیں ہے ایصال ثواب کا کچھ فائدہ نہیں ہے جو کسی نے خود کیا بس اس کا ثواب ملے گا اور اس فرقے والے بڑی کتابیں اور رسالے چھاپ رہے ہیں۔ لہذا اس مسئلہ کو سمجھ لو اور یاد رکھنا! ایک تو ایصال ثواب کیلئے بدعات کرتے ہیں جیسے تیجا، ساتواں، دسواں، چالیسواں، اس کا تو کوئی ثواب نہیں ہے اور ایک ہے ایصال ثواب قاعدے کے مطابق کہ بغیر دنوں کی تعیین کے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے غریبوں کو کھانا کھلاؤ، بغیر اجرت کے قرآن شریف پڑھاؤ، خود پڑھ کر بخشو، نفلی نمازیں پڑھو، نفلی روزے رکھو، نفلی حج عمرہ کرو اور ان چیزوں کا ثواب اپنے عزیز رشتہ داروں کو پہنچاؤ اپنے پیاروں کو پہنچاؤ۔

ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں سبحان اللہ کہو اور نیت کرو اے پروردگار! اس کا ثواب میرے والد کو میری والدہ کو میری دادی کو میرے دادا کو یا جسکو پہنچانا چاہو پہنچے گا چاہے زندہ ہیں چاہے مر گئے ہیں اگر دعا کا فائدہ نہیں ہے تو پھر اس کا ذکر قرآن کریم میں کرنے کا فائدہ؟ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اٹھائیسواں پارہ سورہ حشر میں مومنوں کی صفت بتلائی ہے کہ وہ کہتے ہیں رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ”بخش دے ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے داخل ہوئے ایمان میں اور نہ رکھ ہمارے دلوں میں کھوٹ ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے اے ہمارے پروردگار بیشک تو شفقت کرنے والا مہربان ہے۔“

تو ایصال ثواب بڑی چیز ہے مگر ہو قاعدے کے مطابق نہ کہ بدعات کے طریقے پر

ہو۔تو فرمایا مومنوں کو بھی بخش دے يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ جس دن حساب قائم ہوگا قیامت قائم ہوگی۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۙ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ؕ﴿۴۳﴾ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۙ﴿۴۴﴾ وَّسَكَنْتُمْ فِیْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾

وَلَا تَحْسَبَنَّ اور ہرگز نہ خیال کرنا اَللّٰهَ اللہ تعالیٰ کے بارے میں غَافِلًا کہ وہ غافل ہے عَمَّا اس کاروائی سے يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ جو ظالم کرتے ہیں اِنَّمَا پختہ بات ہے يُؤَخِّرُهُمْ وہ ان کو مہلت دیتا ہے لِيَوْمٍ اس دن کیلئے تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ کہ جس دن اوپر اٹھی رہیں گی آنکھیں مُهْطِعِيْنَ دوڑنے والے ہونگے مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ سر اوپر اٹھائے ہوئے ہونگے لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ نہیں لوٹے گی ان کی طرف طَرْفُهُمْ ان کی نگاہ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ اور ان کے دل اڑ رہے ہونگے وَاَنْذِرِ النَّاسَ اور آپ ڈرائیں لوگوں کو يَوْمَ اس دن سے يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ کہ آئیگا ان کے پاس عذاب فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ پس کہیں گے وہ لوگ ظَلَمُوْا جنہوں نے ظلم کیا رَبَّنَاۤ اے ہمارے رب

اَخِّرْنَآ ہمیں مہلت دیدے اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ قریب کی میعاد تک نُّجِبْ
دَعْوَتَکَ تاکہ ہم قبول کریں تیری دعوت کو وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ اور ہم پیروی کریں
پیغمبروں کی اَوَلَمْ تَکُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ کیا نہیں تھے تم قسمیں اٹھاتے مِّنْ قَبْلُ
اس سے پہلے مَا لَکُمْ مِّنْ زَوَالٍ کہ تمہارے لئے کوئی زوال نہیں ہے
وَّسَکَنْتُمْ اور ٹھہرے رہے تم فِیْ مَسٰکِنِ الَّذِیْنَ ان لوگوں کے گھروں میں
ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جنہوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر وَتَبَیَّنَ لَکُمْ اور واضح ہو گیا
تمہارے لئے کَیْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ کیسا سلوک کیا ہم نے ان کیساتھ وَضَرَبْنَا
لَکُمُ الْاَمْثَالَ اور بیان کیں ہم نے تمہارے لئے مثالیں وَقَدْ مَکَرُوْا مَکْرَهُمْ
اور تحقیق انہوں نے تدبیر کی اپنی تدبیر وَعِنْدَ اللّٰهِ مَکْرُهُمْ اور اللہ تعالیٰ کے
پاس ہے ان کی تدبیر وَاِنْ کَانَ مَکْرُهُمْ اور نہیں تھی ان کی تدبیر لِتَزُوْلَ مِنْهُ
الْجِبَالُ کہ ٹل جائیں اس کے ذریعے پہاڑ۔

پچھلے سبق کی آخری آیت تھی رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ
الْحِسَابُ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی کہ اے پروردگار مجھے بھی بخش دے اور
میرے والدین کو بھی اور مومنوں کو بھی حساب والے دن۔ آگے اس حساب والے دن کا
ذکر ہے اور ہر سننے والے کو خطاب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ اور
اے مخاطب ہرگز نہ خیال کرنا اللہ تعالیٰ کے بارے میں غَافِلًا کہ وہ غافل ہے عَمَّا
یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اس کاروائی سے جو ظالم کرتے ہیں۔ اگر ظالموں کو فوری طور پر سزا نہیں
ملتی تو وہ یہ خیال نہ کریں کہ رب ان سے غافل ہے اور یہ چھوٹ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے مگر جب پکڑتا ہے تو اسکو نہیں چھوڑتا :

بخاری شریف میں حدیث ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِي الظَّالِمَ حَتّٰى اِذَا اَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ ”بیشک اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتا ہے ظالم کو (تا کہ اس نے جتنا ظلم کرنا ہے کر لے) یہاں تک کہ جب اسکو پکڑتا ہے تو پھر اسکو چھوڑتا نہیں ہے۔“ دنیا میں بھی جلد یا بدیر سزا ملے گی اور آخرت کی سزا تو ہے ہی۔ فرمایا اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ پختہ بات ہے وہ ان کو مہلت دیتا ہے لِيَوْمٍ اس دن کیلئے تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ کہ جس دن اوپر اٹھی رہیں گی آنکھیں۔ کھلی کی کھلی رہ جائیں گی آنکھیں جب آدمی کسی شے کو دیکھ کر حیران ہوتا ہے تو آنکھ جھپکتا نہیں حیرانگی سے آنکھیں کھلی رہتی ہیں اس دن بڑا عجیب قسم کا منظر ہوگا يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ [سورۃ عبس] ”جس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنے بیٹوں سے۔“

قیامت والے دن کوئی کسی کے کام نہیں آئیگا :

اپنے تمام عزیزوں سے بھاگے گا کہ مجھ سے کوئی نیکی نہ مانگ لے حالانکہ دنیا میں بے شمار نظیریں موجود ہیں کہ لوگوں نے باپ کیلئے جان دے دی، بھائی کیلئے جان دیدی، بیوی کیلئے جان دیدی۔ اس دن کوئی نہیں دیگا احادیث میں آتا ہے کہ ایک آدمی کی پچاس نیکیاں ہونگی اور پچاس برائیاں ہونگی اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم ایک نیکی تلاش کر لاؤ کہ تیری نیکیوں کا پلا بھاری ہو جائے۔ پہلے تو وہ آدمی بڑا خوش ہوگا کہ ایک نیکی کا کیا ہے ابھی لے آتا ہوں اپنے بھائی کے پاس جائے گا کہے گا بھائی ایک نیکی مجھے دیدو۔ وہ انکار کر دے گا کہ نیکی تجھے دیکر میں کہاں جاؤں گا۔ باپ کے پاس جائیگا، دوست کے پاس جائیگا

اعزا کے پاس جائیگا سب انکار کردیں گے آخر میں ماں کے پاس جائیگا اور کہے گا اَتَعْرِفُنِیْ کیا تو مجھے پہچانتی ہے۔ میں کون ہوں؟ ماں کہے گی ہاں! میں نے تجھے پیٹ میں اٹھایا اور تکلیف کیساتھ جنا پھر تجھے پالا۔ کہے گا امی مجھے ایک نیکی دیدو۔ ماں کہے گی اِلَیْکَ عَنِّیْ دور ہو جا تجھے نیکی دے کر میں کہاں جاؤں گی۔ کوئی کسی کو ایک نیکی دینے کیلئے تیار نہیں ہو گا۔ تو فرمایا آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی کہ یہ کیا ہو رہا ہے مُهْطِعِیْنَ دوڑنے والے ہونگے قبروں سے نکل کر جہاں اللہ تعالیٰ کی عدالت ہوگی وہاں تیزی کیساتھ دوڑ کے جائیں گے مُقْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ اپنے سر اوپر اٹھائے ہوئے ہونگے لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ نہیں لوٹے گی ان کی طرف ان کی نگاہ۔ اس کی ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ حیرانگی کی وجہ سے آنکھیں کھلی رہیں گی پلک کیساتھ پلک لگتی ہے یہ بھی نہیں ہوگا اور یہ تفسیر بھی کرتے ہیں کہ آگے جہاں جانا ہے نگاہ اسی کی طرف ہوگی واپس نہیں لوٹے گی اور نہ ادھر ادھر دیکھیں گے اور جائیں گے کہاں؟ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ [قمر:۶] "جس دن بلانے والا بلائے گا ایک ناگوار چیز کی طرف۔" اسرافیل علیہ السلام بگل پھونک رہے ہوں گے اللہ تعالیٰ کی عدالت ہوگی سب مشرق مغرب والے وہاں پہنچیں گے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کتنا لمبا راستہ ہوگا جو طے کرنا پڑیگا آج ہم سے ایک میل طے نہیں ہوتا سورج ایک یا دو میل کی مسافت پر ہوگا سائنسدان بتاتے ہیں کہ سورج چوتھے آسمان پر ہے اور ہم سے کروڑوں میل دور ہے۔ اس دن میل یا دو میل کی مسافت پر ہوگا اور جلنے کا نام نہیں لے گا گرمی ہوگی پسینے میں ڈوبے ہوئے ہونگے اس دن ہر چیز حیرانگی والی ہوگی وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ اور ان کے دل اڑ رہے ہونگے۔ جب آدمی زیادہ پریشان ہوتا ہے تو ایسے محسوس ہوتا ہے کہ میرا دل نکل چلا ہے وَاَنْذِرِ النَّاسَ اور آپ ڈرائیں لوگوں کو يَوْمَ اس دن سے

یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ کہ آئیگا ان کے پاس عذاب۔ میدان محشر کا عذاب علیحدہ ہے، پل صراط سے گزرنے کا عذاب علیحدہ ہے، جہنم کا عذاب علیحدہ ہے۔ عذاب کی کئی اقسام ہیں۔ فَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا پس کہیں گے وہ لوگ جو ظالم ہیں رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ اے ہمارے رب ہمیں مہلت دیدے قریب کی میعاد تک۔ کیوں مہلت دے؟ نُّجِبْ دَعْوَتَکَ تاکہ ہم قبول کریں تیری دعوت کو وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ اور ہم پیروی کریں رسولوں کی۔

مرنے سے پہلے جو کچھ کرنا ہے کرلو:

اس وقت منتیں کریں گے اے پروردگار ابھی دوزخ میں ڈالنے کا فیصلہ نہ کریں ہمیں اتنا موقع دیدے کہ ہم آپ کی دعوت کو قبول کرلیں اور پیغمبروں کی پیروی کریں یہ تو قیامت والے دن کی بات ہے اور سورہ منافقون آیت نمبر ۱۰ میں ہے کہ جس وقت انسان کی جان نکلتی ہے اور فرشتے نکالنے والے سامنے آتے ہیں اس وقت بھی منت سماجت کریگا فَیَقُوْلُ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ''پس کہے گا وہ کہ اے پروردگار کیوں نہیں تو نے مجھے مہلت دی تھوڑی سی مدت تک تاکہ میں صدقہ کرتا اور ہوجاتا نیکوں میں سے۔'' وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ''حالانکہ اللہ تعالیٰ ہرگز موخر نہیں کریگا کسی جان سے موت جبکہ اس کا وعدہ آگیا۔'' ایک سیکنڈ کی اس کو مہلت نہیں ملے گی جان نکالنے والا فرشتہ سامنے ہوگا اٹھارہ فرشتے اس کے پیچھے کھڑے ہونگے نیک ہے تو جنت کا کفن اور خوشبوئیں لیکر اور برا ہے تو ٹاٹ اور بدبوئیں لے کر اور فرشتہ کہے گا جان ہمارے حوالے کرو اللہ تعالیٰ تجھ سے سخت ناراض ہے۔ مجرم اس وقت بڑی منت سماجت کریگا لیکن اس کی شنوائی نہیں ہوگی نہ مرتے وقت اور نہ قیامت

والے دن۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اَوَلَمْ تَكُونُوٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ کیا نہیں تھے تم اس سے پہلے قسمیں اٹھاتے مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ کہ تمہارے لئے کوئی زوال نہیں ہے کہ خدا کی قسم ہماری حکومت برقرار رہے گی ہمارا اقتدار قائم رہے گا ہمارے خزانے بھرے رہیں گے وَّسَكَنْتُمْ فِىْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوٓا اَنْفُسَهُمْ اور تم ٹھہرے رہے ان لوگوں کے گھروں میں جنہوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر۔ تم نے قوم عاد اور قوم ثمود کی عالیشان عمارتوں میں رہائش اختیار کی حالانکہ وہ معذب علاقے تھے ان سے پرہیز کرنا چاہئے تھا اور ان سے عبرت حاصل کرنی چاہئے تھی۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ ۹ھ میں سفر تبوک کیلئے روانہ ہوئے جو مدینہ طیبہ سے پندرہ سولہ دن کی مسلسل مسافت پر ہے اور بعض حضرات نے مہینے کا بھی لکھا ہے۔ بڑی گرمی تھی پسینے میں ڈوبے ہوئے تھے غربت کا زمانہ تھا راستے میں حجر کی بستیاں آئیں قوم ثمود کا علاقہ آیا پہاڑ تھے چٹانوں میں مکانات تھے بندہ کوئی نہیں تھا آنحضرت ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا یہاں سے روتے ہوئے گذر جاؤ اگر رونا نہیں آتا تو رونے والوں کی شکلیں بنالو یہ وہ جگہ ہے جہاں رب تعالیٰ نے ظالموں پر عذاب نازل کیا تھا عذاب کی جگہ سے ہنستے کھیلتے ہوئے نہ گزرو۔ اور آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک پر چادر ڈال لی تاکہ وہ جگہ بھی اچھی طرح نظر نہ آئے۔ تو فرمایا تم ان بستیوں میں بستے رہے آباد رہے وَتَبَيَّنَ لَكُمْ اور واضح ہوگیا تمہارے لئے كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ کیسا سلوک کیا ہم نے ان کیساتھ سارے حالات تمہارے سامنے تھے مگر تم نے ان سے عبرت حاصل نہ کی اور اب منتیں کرتے ہو کہ ہمیں مہلت دیدے دنیا میں تمہیں مہلت نہیں ملی تھی؟ وہاں کرنا تھا جو کرنا تھا وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ اور بیان کیں ہم نے تمہارے سامنے مثالیں طرح طرح کی۔ اللہ تعالیٰ نے سمجھانے کیلئے عجیب عجیب قسم کی

مثالیں بیان فرمائی ہیں مثلاً بیسویں پارے کے آخر میں رب تعالیٰ نے شرک کی تردید کیلئے مثال بیان کی ہے فرمایا مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَآءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ ''مثال ان لوگوں کی جنہوں نے بنائے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کارساز ان کی مثال مکڑی کی طرح ہے اِتَّخَذَتْ بَیْتًا بنایا اس نے اپنا گھر وَاِنَّ اَوْھَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ اور بیشک تمام گھروں میں کمزور اور بودا گھر البتہ مکڑی کا ہے'' مکڑی کا جالا ہے اور وہ نہ اسے گرمی سے بچا سکتا ہے اور نہ سردی سے۔ اس بے وقوف مکڑی سے کوئی پوچھے کہ اتنا بڑا مکان تیرے لئے کافی نہیں ہے کہ نیچے تو نے اپنا جالا بنایا ہے۔ یہی حال مشرک کا ہے کہ رب تعالیٰ کو مانتے ہوئے نیچے اپنے لئے گھونسلے اور جائے تلاش کرتا ہے چھوٹے چھوٹے خدا بناتا ہے جو اسے نہ راحت دے سکتے ہیں اور نہ تکلیف سے بچا سکتے ہیں پھر جسطرح مکڑی اپنے جالے کیلئے باہر سے مواد میٹریل نہیں لاتی بلکہ وہ مکڑی کا اپنا لعاب ہی ہوتا ہے اسی طرح مشرک کے پاس شرک پر کوئی خارج سے دلیل نہیں ہے جو کچھ نکلتا ہے اس کے پیٹ سے نکلتا ہے کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ ''بڑی ہے وہ بات جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے۔'' یاد رکھنا شرک کی تردید کرنا فرض ہے کیونکہ توحید اس وقت تک سمجھ نہیں آسکتی جب تک شرک کی تردید نہیں ہوگی اور ہر باطل کی تردید کرنا فرض کفایہ ہے۔ اگر وہاں کے لوگوں میں سے کوئی بھی تردید نہ کرے تو سب مجرم ہونگے اگر ایک آدھ آدمی بھی تردید کردے تو باقیوں کا ذمہ فارغ ہو جاتا ہے۔

غلط بات کی تردید کرنا فرض کفایہ ہے :

یہ مسئلہ نہ بھولنا کہ باطل کی تردید غلط بات کی تردید فرض کفایہ ہے مردوں پر بھی اور عورتوں پر بھی جیسے نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اگر چند مسلمان ادا کردیں تو باقی فارغ ہو

جاتے ہیں تبلیغ فرض کفایہ ہے کچھ حضرات ادا کردیں تو باقی گناہ سے بچ گئے کوئی بھی نہیں کرتا تو سب مجرم ہیں تو جہاں غلط اور باطل نظریات پھیلائے جارہے ہوں وہاں اگر کوئی بھی تردید نہیں کریگا تو سب مجرم ہونگے تو چونکہ یہاں اس نے باطل نظریات کا پرچار کیا تھا کہ اولیاء اللہ مدد کرتے ہیں اور غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے تو میں نے اس کی تردید کردی ہے۔ میں نے کہا دیکھو اگر ولیوں کے اختیار میں کچھ ہوتا تو یہ ہمارے پاس مشرقی پنجاب ہے اور وں کو تو چھوڑو حضرت مجدد الف ثانیؒ جو دوسرے ہزار سال کے مجدد تھے بہت بڑی شخصیت ہیں اور ان کے علاوہ اور بڑے بڑے ولی یہاں موجود ہیں اگر یہ مدد کر سکتے ہیں تو یہاں مسجدوں پہ ظلم ہوتا رہا عورتوں اور بچوں پر ظلم ہوا ظالموں نے حاملہ عورتوں کے پیٹوں پر تلواریں اور نیزے مار کر حمل ضائع کیے اور عورتوں کو مارا اور قرآن کریم نیچے رکھ کر سیڑھیاں بنا کر اوپر سے گھڑیاں اتاریں اور مساجد میں بدمعاشیاں کیں سرکاری بیان کے مطابق دس لاکھ انسان شہید ہوئے اور غیر سرکاری بیان کے مطابق چوبیس لاکھ شہید ہوئے ملک کی تقسیم کے موقع پر تو ولیوں نے کیوں نہ مدد کی؟ ظالموں کو کیوں نہ روکا؟ مشرک کا جواب سنو! کہنے لگا وہ سب حج پر گئے ہوئے تھے۔ میں نے کہا کہ مرنے کے بعد تو کسی پر حج نہیں رہتا اور نہ نماز روزے کے وہ مکلف ہوتے ہیں اور پھر اس وقت حج کے دن بھی نہیں تھے وہ کون سا حج کرنے گئے ہوئے تھے؟ مگر دنیا میں چپ کوئی نہیں رہتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ اور تحقیق ان لوگوں نے تدبیری اپنی تدبیر حق کو مٹانے کیلئے وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ اور اللہ تعالیٰ کے پاس ہے ان کی تدبیر ان کے حیلے وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ اور نہیں تھی ان کی تدبیر کہ ٹل جائیں اس کے ذریعے پہاڑ۔ یہ جو عقائد ہیں یہ پہاڑوں کی طرح ہیں اللہ تعالیٰ نے جو احکام

بتلائے ہیں یہ پہاڑوں کی طرح مضبوط ہیں یہ ان کے مکروں اور حیلوں کے ذریعے نہیں ٹل سکتے، نہ ٹلے ہیں اور نہ ٹلیں گے۔ ان کے حیلے اور مکاریاں تارِ عنکبوت ہیں ان کیساتھ کیسے ٹل سکتے ہیں ان شاء اللہ حق قیامت تک قائم رہے گا۔

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ سَرَابِیْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰی وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِیَجْزِیَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِیُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِیَعْلَمُوْۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِیَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾ ع ۱۱ ۱۹

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ پس آپ ہرگز نہ خیال کرنا اللہ تعالیٰ کے بارے میں مُخْلِفَ وَعْدِهٖ کہ وہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کریگا رُسُلَهٗ اپنے رسولوں کیساتھ اِنَّ اللّٰهَ بیشک اللہ تعالیٰ عَزِیْزٌ غالب ہے ذُو انْتِقَامٍ انتقام لینے والا ہے یَوْمَ جس دن تُبَدَّلُ الْاَرْضُ بدل دی جائے گی زمین غَیْرَ الْاَرْضِ اس زمین کے علاوہ وَالسَّمٰوٰتُ اور آسمان بھی وَبَرَزُوْا اور ظاہر ہونگے لِلّٰهِ اللہ تعالیٰ کے سامنے الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ جو اکیلا ہے زبردست ہے وَتَرَى الْمُجْرِمِیْنَ اور دیکھے گا تو مجرموں کو یَوْمَئِذٍ اس دن مُقَرَّنِیْنَ جکڑے ہوئے ہوں گے فِی الْاَصْفَادِ زنجیروں میں سَرَابِیْلُهُمْ کرتے ان کے مِّنْ قَطِرَانٍ گندھک کے ہونگے وَتَغْشٰی اور چھا جائیگی وُجُوْهَهُمُ ان کے چہروں پر النَّارُ آگ لِیَجْزِیَ اللّٰهُ تاکہ بدلہ دے اللہ تعالیٰ كُلَّ نَفْسٍ ہر نفس کو مَّا كَسَبَتْ جو اس

نے کمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ بیشک اللہ تعالیٰ سَرِیْعُ الْحِسَابِ جلدی حساب لینے والا ہے هٰذَا بَلٰغٌ یہ پیغام پہنچانا ہے لِلنَّاسِ لوگوں کو وَلِیُنْذَرُوْا بِہٖ اور تاکہ وہ ڈرائے جائیں اس کے ذریعے وَلِیَعْلَمُوْآ اور تاکہ وہ جان لیں اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ بیشک وہ معبود ایک ہی ہے وَّلِیَذَّکَّرَ اور تاکہ نصیحت حاصل کریں اُولُوا الْاَلْبَابِ عقلمند لوگ۔

اکثریت ہمیشہ حق کی مخالف رہی ہے :

اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچاتے رہے اکثریت مخالفت کرتی رہی اور پیغمبر فرماتے کہ ان شاء اللہ غلبہ ہمارا ہوگا ظاہری طور پر ان کے پاس نہ کوئی طاقت تھی نہ فوج تھی نہ افرادی قوت تھی اور نہ مالی قوت تھی کہ جن چیزوں کے بل بوتے پر دنیا میں غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ اب ظاہری طور پر دونوں باتوں کا جوڑ تو کچھ بھی نہیں کہ طاقت اور قوت بھی نہ ہو، فوج اور لشکر بھی نہ ہو اور غلبے کا دعویٰ بھی ہو تو اس پر لوگ مذاق اڑاتے اور کہتے دیکھو جی یہ غالب آئیں گے اور فتح پائیں گے چنانچہ بدر کے موقع پر جب آنحضرت ﷺ ساتھیوں کیساتھ نکلے تو منافقوں نے کہا اور ان لوگوں نے کہا جن کے دلوں میں کفر کی بیماری تھی غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِیْنُهُمْ [الانفال:۴۹] "دھوکہ دیا ہے ان مسلمانوں کو ان کے دین نے۔" یہ تھوڑے سے آدمی بے سروسامانی کے عالم میں قریش کا مقابلہ کرنے کیلئے جا رہے ہیں جن کیساتھ ساری دنیائے عرب ہے۔ ظاہراً تو ایسے ہی تھا پھر مذاقاً کہتے یہ بڑے بہادر ہیں انہوں نے ان کے سر اتارنے ہیں ان کو قید کر کے لانا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ پس اے مخاطب آپ ہرگز نہ خیال کرنا اللہ تعالیٰ کے بارے میں مُخْلِفَ وَعْدِہٖ رُسُلَهٗ کہ وہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کریگا اپنے رسولوں کیساتھ کہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

[مومن: ۵۱] ''بیشک ہم البتہ مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے۔''اور فرمایا حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ [روم: ۴۷] ''مومنوں کی مدد کرنا ہمارے ذمہ ہے۔''

آپ ﷺ نے سارے دشمنوں کو معاف کردیا :

اس بات کو لوگوں نے آنکھوں کیساتھ دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے مکہ مکرمہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا شروع کیا تھوڑے سے آدمی آپ کیساتھ ملے مخالفوں نے ایسے حالات پیدا کیے کہ آپ ﷺ اور آپ کے ساتھی مکہ مکرمہ میں نہ رہ سکے ہجرت پر مجبور ہو گئے مگر ہجرت کے آٹھویں سال اللہ تعالیٰ نے مکہ فتح کرا دیا کافر حیران ہو گئے بلکہ ان کے طوطے اڑ گئے کہ ہمارے ساتھ ہوا کیا، نامی گرامی کافر بھاگ گئے کہ اب انہوں نے ہمیں چھوڑنا نہیں ہے اپنا کیا ہوا ان کو یاد تھا اس وقت صفا مردہ کے درمیان جو لینٹر پڑا ہوا ہے، نہیں تھا یہ اپنی اصلی حالت پر چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تھیں صفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے سفید چادر کو ہلایا۔ یہ سفید چادر کو ہلانا آلارم ہوتا تھا کہ لوگ جمع ہو جائیں جو بھاگ گئے تھے وہ تو بھاگ گئے باقی مرد عورتیں نوجوان آئے کہ دیکھو آج یہ ہمارے ساتھ کیا کریں گے اور کیا کہیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی زیادتی کا ذکر شروع کیا کہ فلاں دن تم نے میرے ساتھ یہ زیادتی کی اور ابو بکر ؓ کیساتھ یہ زیادتی کی۔ عبداللہ ابن مسعود ؓ کعبۃ اللہ میں نماز پڑھ رہے تھے تم نے اسکو مار مار کر بے ہوش کر دیا۔ یاد ہو گا میرے سوتیلے بیٹے حارث بن ابی ھالہ ؓ کو تم نے شہید کیا، حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شہید کیا، حضرت عمار ؓ کو شہید کیا، بلال ؓ پر تم نے سختی کی، خباب بن ارت ؓ پر تم نے یہ سختی کی، فلاں موقع پر تم نے یہ کیا اور فلاں موقع پر تم نے یہ کیا۔ وہ لوگ سن کر حیران ہوئے کہ ہمیں تو اپنے

جرم یاد نہیں اور انہوں نے سارے نوٹ کیے ہوئے ہیں۔ جوں جوں آپ ﷺ ان کے جرائم شمار کرتے جاتے تھے ان کا خوف بڑھتا جاتا تھا آپ ﷺ نے آخر میں فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے ساتھ کیا ہونا ہے۔ پس جب آپ ﷺ نے یہ فرمایا تو ان کے ہوش وحواس اڑ گئے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج میں وہی کچھ کہوں گا جو یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو کہا تھا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ [یوسف:۹۲] کوئی ملامت نہیں ہے تم پر آج کے دن میں نے سب کو معاف کر دیا۔ کہنے لگے حضرت! کیا صفوان ابن اُمیہ جو ان کو اسلحہ سپلائی کرتا تھا اور مالی امداد کرتا تھا اسکو بھی معاف کر دیا؟ فرمایا ہاں! اسکو بھی معاف کر دیا۔ حضرت! وحشی ابن حرب کو بھی معاف کر دیا جس نے آپ (ﷺ) کے چچا محترم حضرت حمزہ ؓ کو بڑی بے دردی کیساتھ شہید کیا تھا کہ ان کا کلیجہ نکالا، جگر نکالا، کان کاٹے، ناک کاٹا؟ فرمایا اسکو بھی معاف کر دیا۔ حضرت! ہبار بن اسود کو بھی معاف کر دیا؟ جس نے آپ ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اونٹ سے نیچے گرایا تھا تکلیف میں مبتلا ہوئیں پیٹ میں بچہ تھا وہ ضائع ہو گیا فرمایا ہاں! اسکو بھی معاف کر دیا۔ ابوجہل کے بعد قیادت عکرمہ کرتا تھا۔ حضرت! کیا عکرمہ کو بھی معاف کر دیا؟ فرمایا ہاں اسکو بھی معاف کر دیا۔ چند سالوں میں اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی اور سارے عرب پر اسلام کا جھنڈا لہرا دیا۔ تو فرمایا اے مخاطب ہرگز نہ خیال کرنا اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہ وہ وعدے کی خلاف ورزی کریگا جو اس نے اپنے رسولوں کیساتھ کیا ہے اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ بیشک اللہ تعالیٰ غالب ہے انتقام لینے والا ہے مجرموں سے۔ یہ تو دنیا کا قصہ ہوگا اور پھر يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ جس دن بدل دی جائے گی یہ زمین غَيْرَ الْاَرْضِ اس زمین کے علاوہ اور زمین لائی جائے گی وَالسَّمٰوٰتُ اور آسمان بھی بدل

دیئے جائیں گے۔ نہ یہ زمین رہے گی اور نہ یہ آسمان رہیں گے۔ وہ زمین کیسی ہوگی؟ اس کے متعلق تفسیروں میں بہت کچھ لکھا ہے۔ ایک یہ کہ زمین یہی رہے گی اس کی ہیئت اور شکل بدل دی جائیگی فَیَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَا اَمْتًا [طٰہٰ:۱۰۷-۱۰۶] ''پس کر دیا جائے گا اسکو ہموار زمین نہیں دیکھے تو اس میں کوئی کجی اور نہ کوئی ٹیلہ۔'' ایسی ہموار ہوگی جیسے ہتھیلی ہوتی ہے۔ اگر مشرق سے انڈہ لڑھکایا جائے تو مغرب تک کوئی رکاوٹ نہیں آئیگی اور اسی پر میدان حشر برپا ہوگا اور دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ زمین اور یہ آسمان بدل دیئے جائیں گے اور ہمیشہ کی زمین اور ہمیشہ کے آسمان لائے جائیں گے۔

جب زمین بدلی جائیگی تو لوگ کہاں ہونگے :

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا گیا کہ حضرت جب یہ زمین بدلی جائیگی اور دوسری لائی جائے گی تو اَیْنَ النَّاسُ لوگ کہاں ہونگے؟ فرمایا پل صراط پر ہونگے۔ مسلم شریف کی روایت ہے وہ آسمان اور زمین ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے مجرم ہمیشہ دوزخ میں سڑیں گے اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہمیشہ جنت میں خوشیاں مناتے رہیں گے وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ اور ظاہر ہونگے سامنے ہونگے اللہ تعالیٰ کے۔ دیکھو آج کوئی بڑا جلسہ ہو مجمع ہو تو اس میں آدمی ایک دوسرے کو نہیں ملتا رش کی وجہ سے ایک دوسرے کو نہیں مل سکتے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں ہے رائیونڈ کے اجتماع میں تم نے شرکت کی ہوگی جہاں پندرہ سولہ لاکھ کے قریب قریب آدمی ہوتے ہیں وہاں آدمی ایک دوسرے کو نہیں مل سکتا مگر بڑی تلاش کے بعد اور میدان محشر میں تو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آخری انسان تک سب موجود ہونگے اور ابوالجان ابلیس لعین سے لیکر آخری جن تک سارے موجود ہونگے اور خشکی اور تری کے حیوانات بھی سارے ہونگے اور سارے کے سارے فرشتے بھی حاضر ہونگے

اور سب نظر آ رہے ہونگے اور ایک دوسرے کو لوگ نظر آئیں گے میں گے اور عجیب قسم کا
سماں ہوگا ہر آدمی کو اپنی جان کے لالے پڑے ہونگے نفسانفسی کا عالم ہوگا ہر آدمی کو فکر ہوگی
کہ میری جان بچ جائے۔ حدیث پاک میں آتا ہے پیغمبر بھی نفسی نفسی کہیں گے وَاِنَّ رَبِّیْ
غَضَبَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ ''اور بیشک میرا رب اتنے جلال اور غصے میں
ہوگا کہ اس سے پہلے کبھی اتنے ناراض ہوئے اور نہ اس کے بعد'' اتنے غصے میں ہونگے
بڑا مشکل وقت ہوگا ایمان اور عمل صالح کی برکت سے اخلاق حسنہ کی برکت سے بیڑا پار ہو
جائیگا ورنہ کچھ حاصل نہیں ہوگا مکروفریب وہاں نہیں ہوگا اَلْوَاحِدِ الْقَهَّارِ وہ اللہ تعالیٰ اکیلا
ہے زبردست ہے سب پر غالب ہے اس کے حکم سے کوئی سرتابی نہیں کرسکتا وَتَرَی
الْمُجْرِمِیْنَ اور اے مخاطب تو دیکھے گا مجرموں کو یَوْمَئِذٍ اس دن مُقَرَّنِیْنَ جکڑے ہوئے
ہوں گے فِی الْاَصْفَادِ. اَصْفَادٌ صَفَدٌ کی جمع ہے اور صَفَدٌ کا معنیٰ ہے ہتھکڑیاں جو
ہاتھوں میں ڈالی جاتی ہیں اور بیڑیاں جو پاؤں میں ڈالی جاتی ہیں اور طوق جو گلے میں
ڈالے جاتے ہیں۔ تو ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہونگی گلے میں طوق ہونگے ان میں جکڑے
ہونگے ہل نہیں سکیں گے سَرَابِیْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ سرابیل سِرْبَالٌ کی جمع ہے۔ سربال
کا معنیٰ کرتا اور قمیض ہے۔ انکو جو کرتے پہنائے جائیں گے وہ گندھک کے ہونگے
گندھک کو آگ جلدی لگتی ہے اور ان کو وہاں جلدی جلانا مقصود ہوگا مارنا مقصود ہو تو ایک
شعلہ کافی ہے مگر وہاں تو لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی نہ وہاں مریگا اور نہ جئے گا۔ مرے
گا اس لئے نہیں کہ پھر وہاں سزا کون بھگتے گا اور عذاب کی زندگی کیا زندگی ہے۔ خود دعا میں
کریں گے کہ ہمیں موت آجائے۔ سورہ الحاقہ آیت نمبر ۲۷ میں ہے یٰلَیْتَهَا کَانَتِ
الْقَاضِیَةَ ''کاش کہ یہ موت مجھے ختم ہی کر دے'' پھر اکٹھے ہوکر جہنم کے انچارج حضرت

مالک علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور پکاریں گے یٰمٰلِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ [زخرف: ۷۷] ''اے مالک چاہئے کہ فیصلہ کر دے ہم پر تمہارا پروردگار قَالَ وہ کہے گا اِنَّکُمْ مّٰکِثُوْنَ بیشک تم رہنے والے ہو۔'' ساتھیو! آج برائیوں سے بچنا آسان ہے اُس وقت سزا بھگتنا بہت مشکل۔ حدیث پاک میں آتا ہے جس عورت نے بین کیا بلند آواز سے روئی مرنے کے بعد اسکو گندھک کا کرتا پہنا کر دوزخ میں ڈالا جائیگا اور جو عورت کا حکم ہے وہی مرد کا حکم ہے۔ اور عورت کا ذکر اس لئے فرمایا کہ عورتوں میں صبر کا مادہ کم ہوتا ہے۔

جو عورتیں زیارت قبور کیلئے جاتی ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے:

احادیث میں آتا ہے لَعَنَ اللّٰہُ زَوَّرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْھَا السُّرُجَ ''اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کیلئے جاتی ہیں اور ان پر بھی لعنت ہو جو وہاں چراغ جلاتے ہیں۔'' پوچھا گیا کیوں؟ ترمذی شریف میں ہے لِقِلَّۃِ صَبْرِھِنَّ وَجَزْعِھِنَّ ''ان میں صبر کا مادہ کم ہوتا ہے اور رونے کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔'' تو آواز کیساتھ رونا حرام ہے۔ اگر کسی نے گھر والوں کو نہیں بتلایا اور وہ روئے تو قبر میں اسکی بھی پٹائی ہوگی کیونکہ اس نے مسئلہ واضح نہیں کیا۔ ہاں اگر مسئلہ بیان کرکے اور واضح کر کے مرا تو بچ جائے گا۔ وَتَغْشٰی وُجُوْھَھُمُ النَّارُ اور چھا جائے گی ان کے چہروں پر آگ۔ یہ سزا کیوں ہوگی؟ فرمایا لِیَجْزِیَ اللّٰہُ کُلَّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ تاکہ بدلہ دے اللہ تعالیٰ ہر نفس کو جو اس نے کمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ بیشک اللہ تعالیٰ جلدی حساب لینے والا ہے۔ آنکھیں بند ہو کے قبر میں پہنچنے کی دیر ہے سوال ہوگا مَنْ رَّبُّکَ مَنْ نَّبِیُّکَ مَا دِیْنُکَ لہٰذا ہر وقت موت کو یاد رکھنا چاہئے۔ حدیث پاک میں آتا ہے اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ الموت موت کو کثرت کیساتھ یاد کرو۔ اگر سبق کے طور پر ہم موت کو یاد